قانون وانصاف کمیشن

قانون فہمی

(جلد دوم)

قانون وانصاف کمیشن، حکومتِ پاکستان

سپریم کورٹ بلڈنگ

اسلام آباد

فون نمبر 9220483

فیکس نمبر 9214416

ای میل: ljcp@ljcp.gov.pk

ویب سائٹ: www.ljcp.gov.pk

فہرست موضوعات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
-1	پیش لفظ	1-2
-2	ڈومیسائل سرٹیفکیٹ	3-4
-3	بچوں سے مشقت کی ممانعت کے قوانین	5-9
-4	قانون ثالثی کے تحت تنازعات	10-51
-5	ضابطہ دیوانی کے تحت سمن اور تعمیل سمن کا طریقہ کار	16-19
-6	مختار نامہ کی اہمیت ولوازمات	20-24
-7	فوجداری مقدمات میں تفتیش اور اس کا طریقہ کار	25-30
-8	فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء کے تحت مقدمات کے اندراج کا طریقہ کار	31-37
-9	ضابطہ فوجداری کے تحت ملزموں کی گرفتاری اور ضمانت	38-41
-10	جسمانی ضربات سے متعلق سزائیں	42-45
-11	جرائم قابل راضی نامہ اور ان کے قانونی اثرات	46-51
-12	لاؤڈ سپیکر اور مکبر الصوت آلات (Sound Amplifiers) کا غیر قانونی استعمال	52-53
-13	منشیات کی تیاری، استعمال، تحویل اور کاروبار سے متعلق جرائم اور ان کی سزائیں	54-58
-14	تحدید جہیز کا قانون	59-62
-15	کم عمری کی شادی کی ممانعت اور خلاف ورزی کی سزا	63-64
-16	مسلم عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء کے تحت نکاح کی رجسٹریشن	65-67
-17	حبس بے جا کی صورت میں آئینی اور قانونی تحفظات	68-70

-18	ضابطہ فوجداری کے تحت امور باعث تکلیف عوام کو دور کرنا	71-73
-19	حکم امتناعی عارضی اور حکم امتناعی دوامی کے حصول کا طریقہ کار	74-76
-20	تنسیخ نکاح کا قانون اور اسکا طریقہ کار	77-80
-21	جھوٹی گواہی اور اس کے اثرات	81-83
-22	سفر کے دوران حادثات کی صورت میں معاوضہ کے قوانین	84-87
-23	عدالت کی جانب سے دلائے جانے والا اصل خرچہ اور خرچہ برائے تلافی نقصان	88-91
-24	عقد ثانی کے لئے ضروری شرائط اور طریقہ کار	92-93
-25	خالص خوراک (Pure Food) کا قانون مجریہ ۱۹۶۰ء	94-97
-26	قانون معاہدہ کے لوازمات	98-102
-27	بدنیتی سے چیک کے اجرا کی سزا	103-104
-28	ٹریفک کو منضبط کرنے کا قانون و طریقہ کار	105-112
-29	عدالتی کارروائی کی نقول کے حصول کا طریقہ کار	113-115
-30	صارف کے قانونی حقوق	116-120
-31	طب کے شعبے سے منسلک افراد کے لئے ضابطہ اخلاق اور مجرمانہ غفلت کی صورت میں کارروائی کا طریقہ کار	121-130
-32	پبلک مقامات پر تمباکو نوشی کی ممانعت کا قانون	131-133
-33	وفاقی سرکاری ملازمین اور ان کے کنبوں کی امداد کے لئے بہبود و اجتماعی بیمہ فنڈ سکیمیں	134-140
-34	احترام رمضان آرڈیننس ۱۹۸۱ء	141-143
-35	ٹیکس محتسب کے پاس شکایات کے اندراج و پیروی کا طریقہ کار	144-149

-36	لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم کا قانون	150-156
-37	پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی کی ذمہ داریاں	157-168
-38	عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کے تناظر میں خواتین کا حق وراثت	169-172
-39	تیل اور گیس کو منضبط کرنے کا قانون	173-178
-40	زکوٰۃ اور عشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء	179-189
-41	پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) کی ذمہ داریاں	190-199
-42	چولہا پھٹنے کے واقعات عدالت عالیہ کے فیصلہ کے تناظر میں	200-203
-43	شادی کے موقع پر بے جا تصرف اور نمود و نمائش کی ممانعت کا ایکٹ ۲۰۰۳ء صوبہ پنجاب	204-206
-44	سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان اور اس کی ذمہ داریاں	207-218
-45	قومی احتساب بیورو	219-226
-46	قانون شہادت مجریہ ۱۹۸۴ء کے تحت شہادت کا طریقہ کار	227-235
-47	غیرت یا سیاہ کاری کے نام پر قتل، اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کے تناظر میں	236-238
-48	قرآن پاک (طباعت اور ریکارڈنگ کی غلطیوں کی روک تھام) کا قانون مجریہ ۱۹۷۳ء	239-242
-49	تاریخ پیدائش کا اندراج اور اس کی اہمیت	243-247
-50	غیر شائستہ اشتہارات کی ممانعت کا قانون	248-249
-51	توہین عدالت کا قانون	250-254
-52	سرکاری ملازمین پر غیر ملکی شہریوں کے ساتھ شادی کی ممانعت کے قواعد	255-256
-53	قانون دادرسی مختص کے زمرے میں آنے والے دعوے	257-261
-54	نابالغ بچوں کی ایک ملک سے دوسرے ملک غیر قانونی منتقلی	262-266

55-	موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء کے تحت حادثے کی صورت میں ڈرائیور کی ذمہ داری اور زخمی ہونے والے مسافروں کے لئے معاوضے کے حصول کا طریقہ کار	267-272
56-	مسافر گاڑیاں چلانے کے لئے قانون ہدایات اور خلاف ورزی کی سزا	273-279
57-	وکلاء کے لئے پیشہ وارانہ آداب	280-286
58-	وکلاء کے خلاف تادیبی کارروائی کا قانون وطریقہ کار	287-290
59-	پاکستان کے نام اور نشانات (ناجائز استعمال کی ممانعت) کا قانون مجریہ ۱۹۵۷ء	291-292
60-	ہتک عزت سے متعلق قانون	293-295
61-	قصاص و دیت سے متعلق احکامات	296-302
62-	انسانوں کی خرید وفروخت کی ممانعت	303-306
63-	معزور افراد کی آبادکاری کا قانون وطریقہ کار	307-310
64-	عوام کی معلومات تک رسائی	311-314
65-	بیان قبل از مرگ کی قانونی حیثیت	315-317
66-	نئے پولیس آرڈر کے تحت عوام کے حقوق و پولیس کی ذمہ داریاں	318-322
67-	معاوضہ برائے کارکناں	323-327
68-	قانون فہمی سے متعلق شائع شدہ وتکمیل طلب [موضوعات کی فہرست (Annexure-I)]	329-339
69-	تکمیل طلب موضوعات کی فہرست (Annexure-II)	340-443
70-	شائع شدہ رپورٹوں کی فہرست (Annexure-III)	344-349

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

پاکستان لاء کمیشن، جس کا نام لاء اینڈ جسٹس کمیشن (ترمیمی) آرڈیننس ۲۰۰۲ء کے تحت تبدیل ہو کر قانون وانصاف کمیشن آف پاکستان (Law and Justice Commision of Pakistan) ہوگیا ہے، ایک وفاقی حکومتی ادارہ ہے جو اپنے فرائضِ منصبی کے مطابق قوانین کی اصلاح اور عدالتی نظام کی ترقی وبہتر کارکردگی کیلئے گذشتہ ۳۵ سال سے مصروف عمل ہے۔ اس کے دائرہ اختیار میں تمام ملکی قوانین کا تواتر کے ساتھ جائزہ لینا شامل ہے تاکہ سماجی اور معاشی حالات کے بدلتے تقاضوں کے مطابق ان میں ضروری ترامیم اور تجاویز مرتب کر کے حکومت کو برائے نفاذ ارسال کی جاسکیں۔ اس سلسلہ میں کمیشن مختلف قوانین وضوابط پر مشتمل ۶۵ رپورٹیں منظوری کے بعد برائے نفاذ حکومت کو پیش کر چکی ہے، جن میں سے بعض کا نفاذ ہو چکا ہے۔ یہ رپورٹیں پہلے ہی شائع کی جا چکی ہیں، جو نیشنل بک فاونڈیشن (National Book Foundation) سے برائے نام قیمت پر حاصل کی جاسکتی ہیں۔ شائع شدہ رپورٹوں اور تکمیل طلب موضوعات کی لسٹ کتابچے کے آخر میں دستیاب ہے۔

سیکرٹریٹ، قانون وانصاف کمیشن نے قوانین کو عام فہم بنانے اور معاشرے میں قوانین سے متعلق شعور پیدا کرنے سے متعلق ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے عوام کو معلومات رسائی کا ایک منصوبہ شروع کیا ہے جسکے تحت مدونہ قوانین وضوابط کا اردو ترجمہ کیا جاتا ہے اور عوامی دلچسپی کے مسائل پر مفصل رپورٹیں تیار کر کے شائع کی جاتی ہیں، جن کا مقصد شہریوں کو انکے قانونی حقوق ومراعات اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا اور انکی شکایات کے ازالے اور قانونی حقوق کی تنفیذ کیلئے ضابطہ کار کی وضاحت کرنا ہے۔ اس ضمن میں اب تک جتنا بھی مواد تیار ہوا ہے وہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور کمیشن کی ویب سائٹ www.ljcp.gov.pk پر بھی دستیاب ہے۔ ۲۷ موضوعات پر مشتمل مواد پہلے ہی ایک کتابچے کی شکل میں عوام کی راہنمائی کیلئے شائع کیا جا چکا ہے۔ اب اس سلسلے کا تکمیل شدہ مزید مواد اس کتابچے میں شائع کیا جارہا ہے۔ یہ کتابچے نیشنل بک فاؤنڈیشن سے برائے نام قیمت پر دستیاب ہیں۔ ان مواد سے متعلق کسی بھی وضاحت، مزید معلومات یا مشورے کیلئے سیکریٹریٹ کی طرف سے دیئے ہوئے فون نمبر، خط، فیکس یا ای میل کے ذریعے یا ذاتی طور پر رابطہ کرنے پر عوام کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

قانون وانصاف کمیشن قانونی اور عدالتی اصلاح سے متعلق مسائل پر تحقیقی اور پیشہ ورانہ اداروں اور عوام کے ساتھ تعامل اور رابطے کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اصلاح قوانین، حصول انصاف، قانونی تعلیم کے معیار کی بہتری اور آگاہی عوام سے متعلق تجاویز اور مشورے اس سیکرٹریٹ کو بھیجے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر فقیر حسین

سیکرٹری

قانون وانصاف کمیشن، اسلام آباد۔

۲ر اگست ۲۰۰۲ء

ڈومیسائل سرٹیفکیٹ اوراس کے حصول کا طریقہ کار

آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر ۱۵ کی رو سے مفاد عامہ کے پیش نظر قانون کے تحت عائد کردہ پابندیوں کے تابع ہر شہری کو پاکستان کے ہر حصے میں آزادانہ نقل وحرکت اور اس کے کسی حصے میں سکونت اختیار کرنے اور آباد ہونے کا حق حاصل ہے۔ تاہم موجودہ حالات میں ملازمت کے حصول اور تعلیمی اداروں میں داخلے کیلئے مستقل سکونت کے سرٹیفکیٹ کا حصول لازمی قرار دیا گیا ہے۔ یہ سرٹیفکیٹ، جسے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کہا جاتا ہے، چاروں صوبوں میں اسی نام سے جاری کیا جاتا ہے جو عام طور پر قانون شہریت مجریہ ۱۹۵۱ء (Citizenship Act, 195) کی دفعہ ۱۷ اور اسکے تابع بنائے گئے قواعد (Rules) مجریہ ۱۹۵۲ء کی دفعہ ۲۳ کے تحت فارم P I پر جاری کیا جاتا ہے۔ تاہم صوبہ سرحد میں یہ سرٹیفکیٹ ایک سادہ فارم پر جاری کیا جاتا ہے جو ہر ضلع کا ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفسر (سابقہ ڈپٹی کمشنر) اپنے انتظامی اختیارات کے تحت جاری کرتا ہے۔

اس سرٹیفکیٹ کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں، خصوصاً ان علاقوں کے لوگوں کیلئے جہاں تعلیمی سہولیات اور معاشرتی ومعاشی ترقی کا معیار نسبتاً ترقی یافتہ علاقوں سے کمتر ہے اور ان کیلئے آئین کے تحت ملازمتوں اور تعلیمی اداروں میں کوٹہ مقرر ہے۔ اس لئے مذکورہ ڈومیسائل سرٹیفکیٹ جاری کرنے میں خصوصی احتیاط ملحوظ رکھی جاتی ہے تاکہ غیر مستحق افراد اس خصوصی رعایت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاسکیں۔ یاد رہے کہ صوبہ سندھ میں سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں ملازمت کے حصول کیلئے ڈومیسائل کے علاوہ مستقل سکونتی سرٹیفکیٹ (Permanent Resident Certificate) کا حصول بھی لازمی قرار دیا گیا ہے جو سندھ کے مستقل سکونت کے قواعد مجریہ ۱۹۷۱ (The Sindh Permanent Resident Certificate Rules, 1971) کے تحت ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفسر کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے۔

حصول کا طریقہ کار ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کے حصول کیلئے درخواست پاکستانی شہریت کے قواعد مجریہ ۱۹۵۲ء (Pakistan Citi zenship Rules, 1952) کی دفعہ ۲۳ کی رو سے فارم P پر دی جاتی ہے جس میں درخواست دہندہ کا نام، ولدیت، تاریخ پیدائش، اسکا پتہ وغیرہ اور اس پر اسکا حلفیہ بیان درج ہوتا ہے، جسکی تصدیق کیلئے مذکورہ دفعہ کی رو سے مجاز اتھارٹی حسب ضرورت گواہ وغیرہ طلب کرسکتی ہے۔ اس دفعہ کی رو سے یہ مجاز اتھارٹی کی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے پہلے درخواست دہندہ کی سکونت وغیرہ کے حوالے سے اطمینان حاصل کرنے کیلئے جو بھی ضروری سمجھے قدم اٹھائے۔ یہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کیلئے درخواست کے ہمراہ ان دستاویزات کا شامل کرنا ضروری ہے مثلاً دوتا چار عدد فوٹو، بینک چالان جسکی مالیت مختلف صوبوں میں مختلف ہے، رہائش کے ثبوت کے کاغذات، ووٹر لسٹ کی

فوٹو کاپی، اوتھ کمشنر سے تصدیق شدہ بیان حلفی کا اسٹام جسکی مالیت بھی مختلف علاقوں میں مختلف ہے اور شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی۔ اسی طرح اگر ۱۸ سال اور اسلام آباد کی حد تک ۲۱ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے مطلوبہ سرٹیفکیٹ درکار ہو تو ایسی صورت میں انکے والد یا والدہ کا ڈومیسائل بھی منسلک کرنا اور بیان حلفی کا اسٹام بھی انہی میں سے کسی ایک کی طرف سے ہونا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں بچے کے شناختی کارڈ یا تعلیمی اسناد اور فارم ب کی فوٹو کاپی بھی منسلک کرنا ضروری ہے۔ عوام کی سہولت کیلئے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ درخواست فارم مطلوبہ صورت میں کچہری یا سٹیشنری کی دوکانوں سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

صوبہ سرحد میں مروجہ طریقہ کار کے مطابق ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کے حصول کیلئے درخواست ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفسر کے دفتر میں دستیاب سادہ فارم پر دی جاتی ہے جسکی پشت پر علاقے کے دو معززین اور وہاں کے کونسلر اس مفہوم کی تصدیق ثبت کرتے ہیں کہ درخواست دہندہ درخواست میں مندرج علاقہ کا مستقل رہائشی ہے۔ یہ درخواست پھر بیان حلفی کے ہمراہ تحصیلدار کے سامنے تصدیق کیلئے پیش کی جاتی ہے جو انکی تصدیق اور دستخط کے بعد ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو (سابقہ اسسٹنٹ کمشنر) کے تصدیقی دستخطوں کیلئے اور پھر ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفسر (سابقہ ڈپٹی کمشنر) کے سامنے پیش کی جاتی ہے جو انکے دستخطوں کے بعد ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کے طور پر جاری کر دی جاتی ہے اور دوسری کاپی ریکارڈ میں محفوظ کر لی جاتی ہے۔

غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے ڈومیسائل کا حصول اور اُس کی سزا

کوٹہ کی رعایت سے بعض اوقات ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور بعض لوگ کسی نہ کسی طریقے سے پسماندہ علاقوں کا ڈومیسائل حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جو ایک جرم ہے۔ اس طرح غیر قانونی طور پر حاصل کردہ ڈومیسائل سرٹیفکیٹ مجاز اتھارٹی منسوخ کر سکتی ہے اور متعلقہ افراد کو قانون کے مطابق سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ قانون شہریت کے قواعد مجریہ ۱۹۵۲ء کی دفعہ ۲۶ کی رو سے اگر تفتیش کے بعد ثابت ہو جائے کہ کسی شخص نے دھوکہ دھی، غلط بیانی، یا حقائق پر پردہ ڈال کر ڈومیسائل سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے تو اسے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۷۷ کے تحت چھ ماہ تک کیلئے سزائے قید دی جا سکتی ہے۔

مزید وضاحت یا معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9208752
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

بچوں سے مشقت کی ممانعت کے قوانین

بچے قوم کا سرمایہ اور مستقبل کی امید ہوتے ہیں اس لئے ان کی جسمانی اور ذہنی نشو ونما کیلئے ضروری ہے کہ انہیں نوعمری کی جسمانی مشقت سے بچایا اور زیور علم سے آراستہ کیا جائے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے نہ صرف بین الاقوامی بلکہ ملکی سطح پر بھی قانون سازی کر کے انہیں جسمانی مشقت سے بچانے کی کوشش کی گئی ہے۔

آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر ۱۱ کے تحت ۱۴ سال سے کم عمر بچوں کو کسی کارخانے، کان یا کسی اور خطرناک ملازمت پر کام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر والدین یا کارخانہ دار ۱۴ سال سے کم عمر بچوں کو مزدوری پر لگاتے ہیں تو وہ قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ شہری کو ایسے پیشے اختیار کرنے پر مجبور نہ کیا جائے جس کی جسمانی یا ذہنی لحاظ سے اس میں استطاعت نہیں ہے، جو ان کی عمر یا قوت کے اعتبار سے ان کیلئے نقصان دہ ہوں اور والدین بھی اپنے بچوں سے کم عمری میں مزدوری نہ کرائیں۔

آئین کے علاوہ ملک کے دیگر قوانین جن میں:

۱۔ بچوں کی ملازمت کا قانون مجریہ ۱۹۹۱ء (Employment of Children Act, 1991)

۲۔ کان کنی سے متعلق قوانین مجریہ ۱۹۲۳ء (The Mines Act, 1923)

۳۔ شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۹ء (Shops & Establishment Ordinance, 1969

۴۔ فیکٹری ایکٹ مجریہ ۱۹۳۴ء (The Factories Act, 1934)

۵۔ بھٹہ پر کام کے خاتمہ کا قانون مجریہ ۱۹۹۵ء (Bonded Labour System (Abolution) Act, 1995)

۶۔ بچوں کی مشقت سے متعلق قانون مجریہ ۱۹۳۳ء (Children (Pledging of Labour) Act, 1933)

سرفہرست ہیں۔ ان قوانین کے تحت یا نوعمر بچوں کی ملازمت پر مکمل پابندی عائد کی گئی ہے یا چند بنیادی تحفظات کے تحت انہیں ایسے کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جس سے ان کی جسمانی نشو ونما متاثر ہونے کا خدشہ نہ ہو

بچوں کی ملازمت کے قانون مجریہ ۱۹۹۱ء (Employment of Children Act, 1991) کی دفعہ ۳ کے تحت ۱۴ سال سے کم عمر کسی بھی بچے کو مندرجہ ذیل پیشوں (occupations) یا پیداواری عمل (process) پر کام کرنے پر قطعی پابندی ہے۔

۱۔ وہ پیشہ جو مسافروں، سامان اور ڈاک کی بار برداری بذریعہ ریلوے سے متعلق ہو

۲۔ راکھ کی صفائی اور ریلوے کی تعمیرات،

۳۔ ریلوے اسٹیشنوں پر خورد ونوش کی سپلائی جس میں ملازمین کیلئے ایک ٹرین سے دوسری ٹرین پر جانا شامل ہو،

۴۔ ریلوے اسٹیشنوں کی تعمیرات یا ریلوے لائنز سے متعلق کوئی کام،

۵۔ کسی بندرگاہ کی اتھارٹی پر کوئی کام اور

۶۔ آتش بازی کے سامان کی تیاری یا فروخت کا کاروبار۔

ان کے علاوہ ایسے پیداواری عمل (process) جس میں مضر صحت اشیاء (substances) بطور خام مال استعمال ہوتی ہوں اور اس کی پیداوار (end product) مضر صحت ہو۔ جیسے

۱۔ بیڑی بنانا

۲۔ قالین سازی

۳۔ سیمنٹ بنانا اور اس کو تھیلوں میں بند کرنا

۴۔ کپڑوں کی پرنٹنگ، ڈائی اور بنائی

۵۔ ماچس بنانا یا آتش بازی کا سامان بنانا

۶۔ چمکیلی دھات کی کٹائی (mirco cutting & splotting)

۷۔ شیل بنانا

۸۔ صابن بنانا

۹۔ چمڑے کا کام (Tanning) وغیرہ

میں بھی بچوں کے کام پر پابندی ہے۔

قانون شکنی کی سزا و طریقہ کار

بچوں سے متعلق قانون مجریہ ۱۹۹۱ء کی زیر دفعہ ۱۶ کے تحت کسی بچے کی غیر قانونی ملازمت کی صورت میں کوئی بھی آدمی پولیس انسپکٹر یا حکومت کا مقرر کردہ انسپکٹر ایک تحریری درخواست کے ذریعے کسی بھی مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں استغاثہ دائر کر سکتا ہے جس کی سزا ایک سال قید یا بیس ہزار روپے جرمانہ ہے۔

نابالغ بچوں کی مشقت سے متعلق دیگر قوانین اور ان کے تحت سزائیں

بچوں کی مشقت سے متعلق قانون مجریہ ۱۹۳۳ء (Children (Pledging of labour) Act, 1933) کے تحت ایسا کوئی بھی معاہدہ جس کے تحت والدین یا سرپرست کسی مادی مفاد کیلئے کسی بچے کی خدمات کو کسی پیشے میں استعمال کئے جانے کیلئے بچے کی محنت کو گروی رکھنے کو قابل جرم قرار دیا گیا ہے چاہے وہ معاہدہ زبانی ہو یا تحریری۔ اس قسم کے معاہدہ کرنے والے والدین یا سرپرست اور ان کے ساتھ شریک معاہدہ کو جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے اور ایسے لوگ جن کے علم میں کوئی ایسا معاہدہ ہو اور اس معاہدہ کے تحت وہ کسی بچے کو کسی پیشے (profession) میں ملازم رکھے تو ان کو بھی جرمانے کی سزا ہوگی۔

بچوں کی ملازمت کے قانون ۱۹۹۱ء (Employment of Children Act, 1991)

مذکورہ بالا قانون کی دفعہ ۱۴ کے تحت اگر کوئی شخص دفعہ ۳ میں بیان کردہ ممانعت کے باوجود کسی بچے کو کام پر لگاتا ہے یا اسے اپنے ادارے میں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے تو اسے ایک سال قید یا بیس ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں، لیکن اس کے باوجود اگر وہ شخص اس جرم کا دوبارہ مرتکب ہوتا ہے تو اس کو کم از کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال تک کی سزا دی جا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ جو کوئی بھی متعلقہ ادارے میں کام کرنے والے مزدور بچے سے متعلق مطلوبہ ریکارڈ انسپکٹر کو نہ بھجوائے یا بچے سے متعلق مطلوبہ معلومات ریکارڈ کے رجسٹر میں اندراج نہ کرے یا کسی قسم کا نوٹس آویزاں نہ کرے یا اس قانون کے تحت کسی قاعدے کی خلاف ورزی کرے تو ایسی صورت میں 10 ہزار روپیہ جرمانہ اور ایک ماہ قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بچوں کی ملازمت سے متعلق دیگر قوانین مثلاً کان کنی سے متعلق ایکٹ مجریہ ۱۹۲۳ء، فیکٹری ایکٹ ۱۹۳۴ء اور شاپ اینڈ اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس ۱۹۶۹ء میں دیئے گئے تحفظات کی خلاف ورزی کی سزا بھی مذکورہ قوانین کے تحت دی جا سکتی ہے۔

باخبر رکھنے کیلئے کمیٹی کی تشکیل (Vigilance Committee)

صوبائی حکومت نے بھٹہ پر کام (کے خاتمہ) کے قانون مجریہ ۱۹۹۵ء (Bonded Labour System (Abolution) Act,1995) کی دفعہ ۴ کے تحت سرکاری نوٹیفکیشن کے ذریعے ضلعی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس کا مقصد اس ایکٹ کے تحت ان تمام قوانین اور مقاصد سے اپنے آپ کو باخبر رکھنا ہے کہ کسی قسم کی معلومات کسی ایجنسی، ادارے، فرم، آجر یا کسی فرد سے متعلق ملاحظہ کر سکتی ہے۔ کمیٹی کی تشکیل میں چیئر مین جو کہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر (موجودہ ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفیسر) ہوگا کے علاوہ ۱۶ ممبران شامل ہوں گے جن میں ڈسٹرکٹ و سیشن جج، وکلاء، ممبران صوبائی اسمبلی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر ویلفیئر ڈپارٹمنٹ بھی شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی ہر ماہ کے پہلے ہفتے میں اجلاس کرے گی جس میں وہ ان تمام ضروری امور پر نظر رکھے گی جو اس ایکٹ اور اس کے فوائد کیلئے ضروری ہیں۔ اسی طرح بچوں کی ملازمت سے متعلق قانون مجریہ ۱۹۹۱ء کی شق نمبر ۱۷ کے تحت متعلقہ حکومت اس قانون میں دیئے گئے تحفظات کو یقینی بنانے کیلئے انسپکٹر مقرر کر سکتی ہے۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر -II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412 , 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل۔ ljcp@ljcp.gov.pk

قانون ثالثی کے تحت تنازعات کے تصفیہ کا طریقہ کار

دیوانی تنازعات کے تصفیہ کے لئے ایک طریقہ ثالثی بھی ہے جو رائج الوقت قانون، قانون ثالثی مجریہ ۱۹۴۰ء کے تحت عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ اس قانون کے تحت حال یا مستقبل کے تنازعات کو ثالث یا ثالثوں کے سپرد کرنے کے لئے ایک تحریری اقرار نامہ کیا جاتا ہے جسے اقرار نامہ ثالثی کہتے ہیں۔ اس قانون کی دفعہ ۶ کی رو سے کوئی اقرار نامہ ثالثی کسی فریق کی موت سے منسوخ نہیں ہوگا بلکہ متوفی کے قانونی نمائندگان پر بھی اسی طرح مئوثر ہوگا۔ اسی طرح کسی ثالث کا اختیار بھی مقرر کنندہ فریق کی موت سے منسوخ نہیں ہوگا۔ تاہم دفعہ ہذا میں کوئی امر کسی ایسے قانون پر اثر انداز نہیں ہوا جسکی رو سے کسی شخص کی موت سے کوئی حق دعوی ساقط ہو جاتا ہو۔

ثالث کا تقرر ثالث یا ثالثوں (arbitrator) کا تقرر فریقین یا تو خود یا بذریعہ عدالت کرا سکتے ہیں۔ قانون ثالثی کی دفعہ ۴ کی رو سے ثالث یا ثالثوں کا تقرر کسی ایسے شخص سے بھی کرایا جاسکتا ہے جسکو اقرار نامہ ثالثی میں اسکے نام یا منصب سے نامزد کیا گیا ہو۔ دفعہ ۵ کی رو سے عدالت کی اجازت کے بغیر مقرر شدہ ثالث یا حَکَم (umpire) کا اختیار ناقابل تنسیخ ہوگا الا یہ کہ اقرار نامہ ثالثی میں اسکے برخلاف کوئی منشاء ظاہر کیا گیا ہو۔ دفعہ ۹ کی رو سے اگر اقرار نامہ ثالثی میں یہ مذکور ہو کہ تنازعہ دو ثالثوں سے طے کر دیا جائے گا جن میں سے ہر فریق ایک ایک ثالث مقرر کرے گا تو ایسی صورت میں اگر کوئی ثالث غفلت کا ارتکاب کرے، یا کام کرنے سے انکار کرے، یا کام کرنے کا اہل نہ ہو، یا وفات پا جائے تو متعلقہ فریق اسکی جگہ ایک نیا ثالث مقرر کر سکتا ہے۔ اگر کوئی فریق ابتدائی طور پر یا متبادل طور پر دوسرے فریق کی طرف سے تقرری کے بارے میں تحریری اطلاع کی تعمیل سے پندرہ یوم تک ثالث مقرر کرنے میں ناکام رہے جبکہ مذکورہ دوسرا فریق اطلاع دینے سے قبل اپنا ثالث مقرر کر چکا ہو تو وہ اس ثالث کو بطور واحد ثالث کام کرنے کے لیے مقرر کر سکتا ہے اور اسکے فیصلہ کی پابندی فریقین پر اسی طرح لازمی ہوگی گویا کہ وہ باہمی رضامندی سے مقرر کیا گیا ہو تاہم عدالت اس واحد ثالث کی تقرری کو منسوخ کر سکتی ہے یا تقرری میں ناکام رہنے والے فریق کو معقول وجہ ظاہر کرنے پر ثالث مقرر کرنے کے لیے مزید وقت دے سکتی ہے یا کوئی بھی دیگر مناسب حکم جاری کر سکتی ہے۔

تین یا زیادہ ثالثوں کا تقرر دفعہ ۱۰ کی رو سے اگر اقرارنامہ ثالثی میں یہ مذکور ہو کہ تنازعہ کا فیصلہ تین ثالثوں سے کروایا جائے گا جن میں سے ایک ایک ہر فریق اور تیسرا مذکورہ دونوں ثالثوں کی طرف سے مقرر کیا جائے گا تو ایسی صورت میں اقرارنامہ پر اسطرح عمل درآمد ہوگا گویا اس میں فریقین کے مقرر کردہ ثالثوں کی طرف سے تیسرے ثالث کی تقرری ایک حَکَم (umpire) کی تقرری ہے۔ایسی صورت میں اکثریت کا فیصلہ یا اگر ثالث اپنی رائے میں مساوی تقسیم ہوں تو حَکَم (umpire) کا فیصلہ برقرار رہے گا۔

ثالث یا حَکَم مقرر کرنے سے متعلق عدالت کا اختیار دفعہ ۸ کی رو سے اگر فریقین ثالثی، ثالث یا ثالثوں کے تقرر پر متفق نہ ہو سکیں، یا مقرر کردہ کوئی ثالث یا حَکَم (umpire) غفلت برتے یا کام کرنے سے انکار کردے یا کام کرنے کا اہل نہ ہو یا وفات پا جائے اور متعلقہ فریق یا ثالث، جیسی بھی صورت ہو، خالی جگہ پُر نہ کریں یا باوجود مطلوب ہونے کے حَکَم (umpire) مقرر نہ کریں تو کوئی بھی فریق دوسرے فریقوں یا ثالثوں کو ایسی تقرری عمل میں لانے یا خالی جگہ کو پر کرنے پر رضامند کرنے کیلئے ایک تحریری اطلاع دے سکتا ہے جسکی تعمیل (service) کے پندرہ یوم کے اندر اندر اگر تقرری عمل میں نہ لائی جائے تو عدالت اس فریق کی درخواست پر دوسرے فریقین کو سماعت کا موقع دینے کے بعد ثالث یا ثالثوں یا حَکَم (umpire) کا تقرر کر سکتی ہے جنہیں فیصلہ دینے کا وہی اختیار حاصل ہوگا گویا کہ وہ فریقین کی رضامندی سے مقرر کیے گئے ہوں۔

ثالث یا حَکَم کو برطرف کرنے سے متعلق عدالت کا اختیار دفعہ ۱۱ کی رو سے تنازعہ کے کسی فریق کی درخواست پر عدالت کسی ایسے ثالث یا حَکَم (umpire) کو برطرف کر سکتی ہے جو تنازعہ میں شرکت اور کارروائی کرنے اور فیصلہ دینے میں تمام معقول ذرائع بروئے کار لانے سے قاصر رہے۔اسی طرح عدالت کسی ایسے ثالث یا حَکَم (umpire) کو بھی برطرف کر سکتی ہے جسکا طرزِ عمل غلط روی پر مبنی ہو۔ایسی صورت میں ایسا کوئی بھی ثالث یا حَکَم (umpire) اپنی خدمات کے سلسلہ میں کوئی معاوضہ وصول کرنے کا مستحق نہیں ہوگا۔

ثالث کے اختیارات دفعہ ۱۳ کی رو سے ثالث یا حَکَم (umpire) کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہیں۔

(الف) فریقین اور گواہوں سے حلف لینا۔

(ب) کسی امر قانونی (matter of law) کی بابت عدالت کی رائے معلوم کرنے کیلئے کوئی مقدمہ خاص یا ثالثی فیصلہ کلی یا جزوی طور پر عدالت کے سامنے پیش کرنا۔

(ج) ثالثی فیصلہ (award) کو مشروط یا متبادل قرار دینا۔

(د) ثالثی فیصلہ (award) میں اتفاقیہ لغزش یا فروگزاشت سے واقع ہونے والی کسی محررانہ غلطی (clerical mistake) کو درست کرنا۔

(ہ) کسی فریق ثالثی سے ایسے سوالات پوچھنا جو ثالثوں یا حَکَم (umpire) کی رائے میں ضروری ہوں۔

ثالثی فیصلہ پر دستخط کرنا اور اسکو شامل مسل کرنا دفعہ ۱۴ کی رو سے ثالث یا حَکَم (umpire) اپنا فیصلہ دیتے ہوئے اس پر اپنے دستخط ثبت کریں گے اور فریقین کو بھی ایسا کرنے اور ثالثی اور فیصلہ کی بابت واجب الادا فیس ادا کرنے کیلئے تحریری اطلاع دیں گے۔ اسی طرح ثالث یا حکم اقرار نامہ ثالثی کے کسی فریق یا اسکے تحت کسی دعویدار شخص کی درخواست پر یا عدالت کے حکم پر اور ثالثی اور فیصلہ کی بابت واجب الادا فیس اور دیگر واجبات کی ادائیگی پر فیصلہ یا اسکی دستخط شدہ نقل مع بیانات و دستاویزات عدالت میں داخل کروائیں گے اور عدالت اس کے بعد فریقین کو فیصلہ داخل عدالت ہونے کی اطلاع دے گی۔

فیصلہ میں ترمیم کا اختیار دفعہ ۱۵ کی رو سے عدالت بذریعہ حکم کسی ایسے فیصلہ میں ترمیم یا تصحیح کرسکتی ہے جسکا کوئی جز وایسے معاملے سے متعلق ہو جس پر ثالثی کیلئے رجوع نہ کیا گیا ہو، یا جہاں فیصلہ نامکمل ہو یا اس میں کوئی ایسی واضح غلطی ہو جسکی تصحیح نہ کرنا مذکورہ فیصلہ کو متاثر کرسکتی ہو یا فیصلہ میں اتفاقیہ لغزش، فروگزاشت، یا محررانہ غلطی (clerical mistake) ظاہر ہو۔

فیصلہ واپس کرنے کا اختیار دفعہ ۱۶ کی رو سے عدالت کسی ایسے فیصلہ یا ثالثی کیلئے پیش کیے گئے معاملہ کو مناسب شرائط پر ثالثوں یا حَکَم (umpire) کو دوبارہ غور کیلئے واپس بھیج سکتی ہے جس میں کوئی معاملہ غیر طے شدہ رہ گیا ہو یا ایسے معاملے کو طے کر دیا گیا ہو جس میں ثالثی کیلئے رجوع نہ کیا گیا ہو یا جہاں معاملہ غیر واضح اور ناقابل تعمیل ہو یا جہاں فیصلہ کے قانونی جواز پر اعتراض بادی النظر میں عیاں ہو۔ ایسی صورت میں عدالت اس وقت کا بھی تعین کرے گی جس کے اندر ثالث یا حَکَم (umpire) اپنا فیصلہ عدالت کو ارسال کرے گا اور اگر وہ اپنا فیصلہ مقررہ وقت میں عدالت کو ارسال کرنے

سے قاصر رہیں تو فیصلہ باطل ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں دفعہ ۱۹ کی رو سے عدالت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اقرار نامہ ثالثی کو منسوخ کردے۔

ثالثی فیصلہ کے مطابق ڈگری جاری کرنے کا عدالتی اختیار دفعہ ۱۷ کی رو سے اگر عدالت کو فیصلہ یا ثالثی کیلئے پیش کیا گیا کوئی معاملہ دوبارہ غور کیلئے واپس بھیجنے یا فیصلہ کو منسوخ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہ آئے تو عدالت فیصلہ کی تنسیخ کیلئے درخواست دینے کی میعاد گزر جانے یا ایسی درخواست کو مسترد کر دینے کے بعد فیصلہ کے مطابق ڈگری جاری کرے گی جسکے خلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکے گی بجز اسکے کہ وہ فیصلہ سے تجاوز ہو یا بصورت دیگر اسکے مطابق نہ ہو۔

عدالت کی طرف سے عبوری احکام صادر کرنے کا اختیار دفعہ ۱۸ کی رو سے اگر عدالت کو بیان حلفی یا بصورت دیگر کسی اور ذریعہ سے اطمینان دلایا جائے کہ کسی فریق نے فیصلہ پر جاری کی جانے والی ڈگری کی تعمیل کو ناکام بنانے اس میں تاخیر کرنے یا رکاوٹ ڈالنے کیلئے اقدامات کئے ہیں یا کرنے والا ہے یا یہ کہ بعجلت فیصلہ کی تعمیل حصول انصاف کیلئے ضروری ہے تو وہ ایسے عبوری احکام صادر کر سکتی ہے جو وہ ضروری خیال کرے تاہم متاثرہ فریق عدالت سے اظہار وجوہ کر سکتا ہے جس پر عدالت فریقین کو سماعت کا موقع دینے کے بعد کوئی ایسا حکم صادر کر سکتی ہے جو وہ انصاف کے تقاضوں کے پیش نظر ضروری خیال کرے۔

ثالثی بذریعہ عدالت جبکہ کوئی دعویٰ زیر سماعت نہ ہو دفعہ ۲۰ کی رو سے اقرار نامہ ثالثی کے مندرجات یا اسکے کسی جزو کے بارے میں اختلاف کی صورت میں متعلقہ فریق یا ان میں سے کوئی ایک بذریعہ عدالت، جبکہ کوئی دعویٰ زیر سماعت نہ ہو، کسی مجاز عدالت کو اس امر کی تحریری درخواست گزار سکتا ہے کہ اقرار نامہ عدالت میں پیش کیا جائے جس پر عدالتِ مجاز درخواست دہندہ کے علاوہ اقرار نامہ کے دیگر فریقین کو اس امر کی اطلاع دے گی اور ہدایت کرے گی کہ وہ مقررہ وقت کے اندر اقرار نامہ عدالت میں پیش کریں جس پر عدالت فریقین کے مقرر کردہ ثالث کو یا ثالث پر ان کا اتفاق نہ ہونے کی صورت میں اپنی طرف سے مقرر کردہ ثالث کو تنازعہ کا فیصلہ کرنے کا حکم دے گی۔

زیر سماعت مقدمات میں ثالثی دفعہ ۲۱ کی رو سے اگر فریقین مقدمہ کسی زیر سماعت تنازعہ کے بارے میں ثالثی کے لئے رجوع کرنے پر متفق ہوں تو وہ فیصلہ دئے جانے سے قبل تحریری طور پر عدالت میں تنازعہ کو بذریعہ ثالث فیصلہ کروانے کی درخواست گزار سکتے ہیں جس پر عدالت دفعہ ۲۳ کی رو سے بذریعہ حکم اس معاملہ کو مقرر کردہ ثالث کے سپرد کر دے گی اور حکم میں اس مدت کی تصریح بھی کرے گی جسے وہ فیصلہ کیلئے مناسب خیال کرے۔ دفعہ ۲۴ کی رو سے فریقین

مقدمہ میں سے بعض فریقین کی طرف سے بھی ایسی درخواست گزاری جاسکتی ہے بشرطیکہ انکے درمیان تنازعہ کو باقی مقدمہ سے الگ کیا جاسکتا ہو۔

عبوری فیصلہ دینے کا اختیار دفعہ ۲۷ کی رو سے اگر اقرار نامہ ثالثی سے برعکس کسی منشاء کا اظہار نہ ہو تو ثالث یا حَکَم (umpire) اگر مناسب سمجھیں تو عبوری فیصلہ دے سکتے ہیں۔

فیصلہ دینے کیلئے میعاد کی توسیع کا اختیار دفعہ ۲۸ کی رو سے صرف عدالت ہی ثالثی فیصلہ دیئے جانے کی میعاد میں توسیع کرسکتی ہے۔ تاہم اقرار نامہ میں موجود کوئی ایسی شق، جسکے تحت ثالث یا حَکَم (umpire) میعاد میں توسیع کرسکے، ایسی توسیع فریقین کی رضامندی کے بغیر غیر موثر اور باطل ہوگی۔

فیصلہ منسوخ کرنے کی وجوہات دفعہ ۳۰ کی رو سے کوئی ثالثی فیصلہ حسب ذیل وجوہات کی بناء پر منسوخ کیا جاسکتا ہے:۔

(الف) دوران کاروائی کسی ثالث یا حَکَم (umpire) کا طرز عمل درست نہ ہو یا اس نے کاروائی میں غلط روی کا ارتکاب کیا ہو۔

(ب) فیصلہ عدالت کی طرف سے ثالثی کی تنسیخ کا حکم جاری ہونے کے بعد یا ایسی کاروائی کے باطل ہونے کے بعد دیا گیا ہو۔ یا

(ج) فیصلہ ناجائز طور پر حاصل کیا گیا ہو یا بصورت دیگر ناجائز ہو۔

عدالت کا اختیار سماعت دفعہ ۳۱ کی رو سے ثالثی فیصلہ اس عدالت میں ہی داخل کیا جاسکتا ہے جسے اختیار سماعت حاصل ہو۔ کسی بھی فیصلہ یا اقرار نامہ ثالثی کے جواز، اثر یا برقراری سے متعلق تمام سوالات کا فیصلہ بھی یہی عدالت کرے گی الا یہ کہ قانون ھذا میں اس کے برعکس مذکور ہو۔ اس کے علاوہ ثالثی کی کاروائی اور اس کی پیروی سے متعلق تمام درخواستیں بھی اسی عدالت میں پیش کی جائیں گی۔

عدالت کی طرف سے ثالث کے روبرو پیش ہونے کیلئے طلب نامے جاری کرنے کا اختیار

دفعہ ۴۳ کی رو سے عدالت فریقین و گواھان کو جن پر ثالث یا حَکَم کی طرف سے جرح کرنی مقصود ہو ویسے ہی سمن یا نوٹس جاری کرے گی جیسے وہ اپنے پاس زیر سماعت مقدمات کیلئے جاری کرسکتی ہے۔ مذکورہ طلب ناموں کے مطابق حاضر ہونے

ے قاصر رہنے یا کوئی اور کوتاہی یا گواہی دینے سے انکار کرنے یا تحقیقات کے دوران ثالث یا حَکم (umpire) کی توہین کرنے کے مجرم اشخاص پر ثالث یا حَکم (umpire) کی عرضداشت پر انہی سزاؤں یا تعزیرات کا اطلاق ہوگا جو اسی عدالت میں زیر سماعت مقدمات میں اسی قسم کے جرائم پر ملتیں۔

اپیل دفعہ ۳۹ کی رو سے حسب ذیل احکامات کے خلاف اپیل اس عدالت میں دائر کی جائے گی جو حکم صادر کرنے والی عدالت کی ابتدائی ڈگریوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کی قانوناً مجاز ہو:۔

(۱) جو کسی ثالثی کو منسوخ کرنے والا ہو۔

(۲) جو کسی ایسے ثالثی فیصلہ پر ہو جو ایک مقدمہ خاص کی شکل میں دیا گیا ہو۔

(۳) جو کسی فیصلہ کی ترمیم یا تصحیح کرنے والا ہو۔

(۴) جو کسی اقرار نامہ ثالثی کے پیش کرنے یا اس سے انکار سے متعلق ہو۔

(۵) جو کسی ایسی قانونی کارروائی کو روکنے یا روکنے سے انکار کرنے سے متعلق ہو جہاں اقرار نامہ ثالثی موجود ہو۔

(۶) جو کسی فیصلہ کو منسوخ کرنے یا اس سے انکار کرنے سے متعلق ہو۔

دفعہ ھذا کے تحت اپیل میں جاری کردہ کسی حکم کے خلاف دوسری اپیل دائر نہیں ہوگی۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر I

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9208752

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل : ljcp@ljcp.gov.pk

ضابطہ دیوانی کے تحت سمن اور تعمیلِ سمن کا طریقہ کار

جب کوئی شخص دیوانی عدالت سے کسی دادرسی (Relief) کیلئے رجوع کرتا ہے تو عدالت اس بات کا اطمینان کرنے کے بعد کہ دائر کردہ دعویٰ تمام قانونی لوازمات پر پورا اترتا ہے تو وہ فریق ثانی کی حاضری کیلئے سمن جاری کرتی ہے تا کہ وہ مقررہ تاریخ کو عدالت میں پیش ہو کر جواب دہی کر سکے۔ ہر سمن کے ساتھ عرضی دعویٰ یا مختصر بیان کی نقل بھی ارسال کی جاتی ہے۔ اگر عدالت مناسب سمجھے تو رجسٹری ڈاک کے علاوہ اخباری اشتہار، ٹیلی گرام، کوریئر سروس اور کسی دیگر قانونی ذریعہ سے بھی سمن کی تعمیل کروا سکتی ہے۔ سمن کی تعمیل جو متبادل ذرائع سے کروائی جائے گی اسی طرح موثر ہو گی گویا اس کی تعمیل مدعا علیہ پر اصالتاً کی گئی ہو۔ اگر دعویٰ زیر سماعت ہو اور فریقین کی طرف سے وکیل مقرر ہو چکا ہو تو سمن کی تعمیل فریق مقدمہ پر اصالتاً کرنے کی بجائے وکیل کی معرفت بھی کی جا سکتی ہے۔

ضابطہ دیوانی کا حکم نمبر ۵، قواعد ۱ تا ۳۰ میں اس سلسلہ میں سمن کی تعمیل کا مکمل طریقہ کار فراہم کرتا ہے جس کی وضاحت درج ذیل ہے۔

ذاتی یا براہِ راست طریقہِ تعمیل

اس طریقہِ کار کے تحت سمن براہ راست مدعا علیہ کے نام جاری ہوتا ہے اور اس کی اصالتاً تعمیل کرائی جاتی ہے۔ مدعا علیہ کی عدم موجودگی میں گھر کے کسی بالغ فرد پر بھی تعمیل کرائی جا سکتی ہے۔ کاروباری نوعیت کے مقدمات میں سمن کی تعمیل میں مدعا علیہ کی عدم موجودگی کی صورت میں سمن کی تعمیل اس کے کسی شریکِ کاروبار، نمائندہ یا منیجر پر کرائی جا سکتی ہے۔ اس طرح کمپنی کی صورت میں کمپنی کے ڈائریکٹر سے بھی تعمیل کرائی جا سکتی ہے۔ سمن کی براہ راست یا اصالتاً تعمیل کی صورت میں ضروری ہے کہ تعمیل کنندہ سمن پر دستخط کرے یا نشانِ انگوٹھا لگائے تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ سمن کی تعمیل ہو گئی ہے۔

بذریعہ چسپاندگی

اگر مدعا علیہ یا اس کا کوئی نمائندہ سمن کی تعمیل سے انکار کر رہا ہو یا مدعا علیہ گھر پر موجود نہ ہو یا روپوش ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں سمن کی تعمیل کروانے والا گھر کے دروازے پر یا کسی نمایاں جگہ پر سمن چسپاں کر دیتا ہے جس سے یہ باور کیا جاتا ہے کہ سمن کی اطلاع یا تعمیل قانونی طور پر ہو چکی ہے۔

سمن کی متبادل تعمیل

سمن کی متبادل تعمیل کا طریقہ عدالت اس وقت اختیار کرتی ہے جب مدعا علیہ یا تو سمن کی تعمیل سے انکار کر رہا ہو یا دائری دعویٰ کے بعد کسی اور جگہ رہائش پذیر ہو گیا ہو یا دانستہ طور پر روپوش ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں عدالت بذریعہ اخباری اشتہار، ٹیلی گرام،ٹیلیکس ،فیکس یا ارجنٹ میل سروس کے ذریعے یا کسی اور طریق کار سے جسے عدالت مناسب سمجھے جو یہ باور کرنے کیلئے کافی ہو کہ مدعا علیہ کو سمن کی اطلاع مل چکی ہے، تعمیل کا حکم جاری کرتی ہے۔

سمن کی تعمیل بذریعہ ڈاک

اگر عدالت ضروری سمجھے تو مدعا علیہ کو بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک سمن بھیجا جاتا ہے اور جب سمن رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ مدعا علیہ کو مل جاتا ہے اور اس کی واپسی رسید عدالت کو موصول ہو جاتی ہے تو یہی باور کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ نے سمن کی تعمیل کر دی ہے۔

جیل میں مدعا علیہ پر سمن کی تعمیل

اگر مدعا علیہ قید میں ہو تو سمن بذریعہ ڈاک یا کسی اور طریقہ سے انچارج جیل خانہ کے پاس بغرض تعمیل بھیجا جائے گا جہاں پر مدعا علیہ سے اس کی تعمیل کرائی جائے گی۔

سرکاری ملازم پر سمن کی تعمیل

اگر مدعا علیہ سرکاری یا کسی ریلوے کمپنی یا لوکل اتھارٹی کا ملازم ہو اور عدالت مناسب سمجھے تو سمن مدعا علیہ پر تعمیل کرنے کیلئے اس کے صدر دفتر ارسال کرے گی جس میں کہ مدعا علیہ ملازم ہو اور اس کے ساتھ سمن کی ایک نقل مدعا علیہ کو دینے کیلئے بھیجی جائے گی۔

عدالت مندرجہ ذیل صورتوں میں بھی سمن جاری کر سکتی ہے:۔

۱۔ عدالت نے تنقیحات فیصلہ کرنی ہوں یا کسی مقدمہ کا قطعی فیصلہ (final disposal) کرنا ہو

۲۔ کسی فریق کو وہ تمام دستاویزات پیش کرنے کیلئے جو کہ اس کے قبضہ میں ہوں اور

۳۔ جب عدالت مقدمہ کی نوعیت کے پیش نظر کسی فرد کا بیان قلمبند کرنا ضروری سمجھے۔

تعمیلِ سمن سے انکار کی صورت میں طریقہ کار

اگر مدعا علیہ یا اس کا ایجنٹ یا دیگر شخص سمن وصول کرنے سے یا دستخط کرنے سے انکار کردے یا عدالت کے اہل کار کو باوجود کوشش کے مدعا علیہ دستیاب نہ ہو سکے اور اس کا کوئی ایجنٹ بھی نہ ہو جو اس کی طرف سے سمن وصول کرنے کا مجاز ہو نہ کوئی اور ایسا شخص دستیاب ہو جس پر سمن کی تعمیل ہو سکے تو تعمیل کنندہ اہل کار سمن کی ایک نقل اس مکان کے دروازے یا کسی اور ایسی نمایاں جگہ پر چسپاں کر دے گا جس میں عموماً مدعا علیہ رہائش پذیر ہو یا کاروبار کرتا ہو اس کے بعد اصل سمن عدالت کو لکھے ہوئے اس بیان کے ساتھ واپس کرے گا کہ سمن کی نقل اس طریقہ سے چسپاں کر دی گئی ہے اور ساتھ ہی اپنے تحریری بیان میں ایسے شخص کا ذکر بھی کرے گا جس کے ذریعے مدعا علیہ کے مکان کی شناخت ہوئی ہو اور جس کے سامنے نقل چسپاں کی گئی ہو اور جس کے دستخط بھی لئے گئے ہوں۔

تعمیل کا وقت اور طریقہ تعمیل تحریر کرنا

سمن کی تعمیل کی صورتوں میں اہلکار تعمیل کنندہ سمن پر لازم ہے کہ اصل سمن کی پشت پر سمن کی تعمیل کا وقت، طریقہ تعمیل اور گواہ جس نے شناخت کیا ہو اور جس کی موجودگی میں سمن تعمیل کیلئے پیش کیا گیا ہو، کا نام و پتہ وغیرہ، درج کرے۔

اہلکار تعمیل کنندہ کی تصدیق

اگر تعمیل سمن کے بعد مدعا علیہ حاضر نہ ہوا ہو یا سمن عدم تعمیل کی رپورٹ کے ساتھ واپس آیا ہو تو عدالت سمن جاری کرنے کے بعد متعلقہ اہلکار کا بیان قلمبند کرے گی اور یہ دیکھے گی کہ سمن کی تعمیل کسی گواہ کے روبرو کرائی گئی ہے اور اس پر گواہ کے دستخط ہیں اور ان کی تائید میں کوئی بیان حلفی بھی شامل ہے۔

تعمیلِ سمن سے متعلق حقوق و فرائض

اگر عدالت کا کوئی نمائندہ مدعا علیہ کے پاس برائے تعمیل سمن آئے تو اس کا قانونی فرض ہے کہ سمن وصول کر کے اس پر دستخط کر دے یا انگوٹھا لگا دے اور مقررہ تاریخ پر عدالت میں پیش ہو کر جواب دہی کرے تاکہ مقدمہ کی باقاعدہ کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔ اگر تعمیل سمن کے باوجود مدعا علیہ تاریخ مقررہ پر عدالت میں پیش نہیں ہوگا تو اس کے خلاف یک طرفہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ لیکن اگر وہ کسی خاص وجہ سے مقررہ تاریخ پر عدالت میں پیش نہ ہو سکا ہو اور فیصلہ عدم حاضری کی بناء پر یک طرفہ طور پر صادر کیا جا چکا ہو تو غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ بیان کر کے مدعا علیہ ایسی کارروائی مقدمہ یک طرفہ کی منسوخی کے لیے درخواست دے سکتا ہے۔

نمونہ سمن برائے اصالتاً حاضر ہونے کیلئے

(آرڈر ۵۔ قاعدہ ۳)

عنوان

بنام   ساکن

واضح ہو کہ   نے تمہارے نام ایک نالش بابت ....

.... کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۰ء

بوقت .... پر اصالتاً حاضر ہو اور پیروی اپنے مقدمہ کی کرو۔ اور تم کو چاہیے کہ وہ تمام دستاویزات اس تاریخ پر پیش کرو جن پر تم بتائید اپنے جواب دعویٰ داخل کرنا چاہتے ہو۔

تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ کو تمہاری عدم موجودگی میں مسموع اور فیصل کیا جائے گا۔

بہ ثبت میرے اور مہر عدالت کے آج بتاریخ   ۲۰ء جاری کیا گیا ہے۔

دستخط جج   مہر عدالت

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9209412, 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

مختار نامہ کی اہمیت ولوازمات

عام حالات میں کسی قانونی عمل (legal process) یا قانونی ذمہ داری کو سرانجام دینے کیلئے ضروری ہے کہ وہ کام یا تو خود سرانجام دیا جائے یا اگر وہ شخص خود سرانجام نہ دے سکتا ہو تو وہ کسی دوسرے شخص کو اختیار دے کر وہ کام کروا سکتا ہے اول الذکر صورت میں اختیار دینے والے شخص کو مختار کنندہ یعنی پرنسپل (Principal) اور جس شخص کو یہ اختیار دیا جاتا ہے اس کو مختار (Attorney) کہا جاتا ہے۔ اختیار دینے والا اپنے مختار کو نہ صرف مقدمات کی پیروی بلکہ ان کے تصفیہ یا راضی نامہ (compromise) کا بھی اختیار دے سکتا ہے جس کے تحت مختار دوران مقدمہ جملہ امور کا تصفیہ کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں مختار کی طرف سے کیا گیا ہر عمل اختیار دینے والے کو اسی طرح پابند کرتا ہے گویا وہ عمل اس نے خود سرانجام دیا ہو۔ عام طور پر اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مختار نامہ عام (General Power of Attorney)

۲۔ مختار نامہ خاص (Special Power of Attorney)

مختار نامہ عام (General Power of Attorney) مختار نامہ عام کا مطلب یہ ہے کہ مختار (Attorney) مختار نامہ میں درج ایک سے زیادہ امور کو عمومی اجازت کے تحت سرانجام دے سکتا ہے اور اس کا ہر عمل مختار کنندہ پر لاگو (binding) ہو گا

مختار نامہ خاص (SPecial Power of Attornery) میں مختار صرف اسی مخصوص امر یا کام کو سرانجام دے سکتا ہے جس کی تصریح مختار نامہ میں کی گئی ہو۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ کسی دوسرے شخص کو دیا گیا اختیار یعنی (Power of Attorney) خواہ وہ خاص ہو یا عام، دونوں صورتوں میں اس کا تحریری شکل میں ہونا لازمی ہے۔ اور یہ اختیار کسی دوسرے شخص کو زبانی طور پر تفویض نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اگر دستاویز یعنی (Power of Attorney) میں کسی غیر منقولہ (immovable peoperty) جائیداد کے فروخت کرنے یا رہن رکھنے کا اختیار دیا گیا ہو تو ایسی دستاویز کو زیر دفعہ ۱۷ رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۱۹۰۸ء رجسٹر ہونا لازمی ہے۔

مختارنامہ کی دستاویزات پر اسٹامپ

۱۔ اگر مختار نامہ عام میں جائیداد کے بیچ کرنے یا کسی بھی طرح سے منتقل کرنے کا اختیار بھی شامل ہو تو یہ دستاویز ہر صوبے میں مختلف مالیت کے اسٹام پر تحریر ہوگی، جو کہ صوبہ پنجاب کی حد تک ۱۰۰۰ روپے، صوبہ سندھ میں ۵۰۰ روپے، صوبہ بلوچستان میں ۳۰۰۰ روپے جبکہ صوبہ سرحد میں ۵۰ روپے تک ہے۔ جبکہ اسلام آباد میں ۲۵ روپے ہے مزید برآں اس پر ۴ روپے کا نوٹری ٹکٹ چسپاں کرنا بھی ضروری ہے۔

۲۔ اگر مختار نامہ کسی عدالت میں مخصوص کام کیلئے زیر سماعت مقدمہ کی پیروی سے متعلق ہو تو اسے مختار نامہ خاص کہیں گے جو صوبہ پنجاب کی حد تک ۵۰۰ روپے، صوبہ سندھ میں ۲۰۰ روپے، صوبہ بلوچستان میں ۱۰۰۰، اور صوبہ سرحد میں ۱۰ روپے کے اسٹام پر تحریر ہوگا جس کی تصدیق یا تو نوٹری پبلک سے یا اسی عدالت سے کروائی جا سکتی ہے۔ اگر مختار نامہ نوٹری پبلک یا مجسٹریٹ سے تصدیق کرانا مقصود ہو تو اس پر ۴ روپے کا نوٹری ٹکٹ چسپاں کرنا ضروری ہے۔

مختارنامہ کے صحیح ہونے کا قیاس (Presupmtion as to power of attorney)

قانون شہادت آرڈر مجریہ ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۹۵ کے تحت ایسی دستاویز جس کو مختار نامہ (Power of Attorney) کے طور پر تحریر کیا گیا ہو اور وہ کسی نوٹری پبلک، عدالت، جج، مجسٹریٹ، سفارتخانہ یا کونسلیٹ یا وفاقی حکومت کے مقرر کردہ نمائندہ سے تصدیق شدہ ہو تو اسے درست سمجھا جاتا ہے۔

مختارنامہ (Power of Attorney) کے ضروری لوازمات

ہر پاکستانی شہری جو عاقل، بالغ ہو اور قانون معاہدہ (Law of Contract) کے تحت معاہدہ کرنے کا مجاز ہو، چاہے ملک میں یا ملک سے باہر قیام پذیر ہو، ہر اس شخص کو مختار نامہ دے سکتا ہے جو خود معاہدہ کرنے کا اہل ہو یعنی قانون کی نظر میں عاقل اور بالغ ہو۔ کیونکہ اس کی قانونی حیثیت ایک معاہدہ (contract) کی سی ہوتی ہے تاہم اگر یہ مختار نامہ (Power of Attorney) ملک سے باہر دیا گیا ہو تو اس ملک میں واقع پاکستانی سفارت خانہ یا کونسلیٹ کا مجاز افسر اس کی تصدیق کریگا۔ اگر مختار نامہ میں کسی جائیداد کے کسی حق کو منتقل کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہو تو اس کو پاکستان میں واقع رجسٹرار کے پاس وصولی کے ۴ ماہ کے اندر رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت رجسٹرڈ کرانا ضروری ہے۔ بصورت دیگر اس کو ہرجانہ کے ساتھ رجسٹرڈ کرانا پڑے گا۔

دیوانی مقدمات کی پیروی بذریعہ مختار نامہ ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء (Civil Procedure Code) کے آرڈر ۳ رول نمبر ۱، ۲، ۳، اور ۶ کے تحت دیوانی مقدمات کی پیروی بھی بذریعہ مختار نامہ ہو سکتی ہے۔ مثلاً

رول نمبر ۱:۔ عدالت میں حاضری دینا، درخواست دینا یا کاروائی مقدمہ کے سلسلہ میں کوئی قدم اٹھانا بشرطیکہ خود قانون میں اس کے خلاف کوئی صراحت موجود نہ ہو۔

رول نمبر ۲:۔ دیوانی مقدمات میں مختار ہر وہ عمل کر سکتا ہے جو کہ فریق مقدمہ خود کر سکتا ہے۔

رول نمبر ۳:۔ اس سلسلہ میں ایک مختار پر عدالتی سمن کی تعمیل بھی اسی طرح سمجھی جائے گی، جیسا کہ خود فریق مقدمہ پر ہوتی ہے۔

رول نمبر ۶:۔ ان تمام امور کی انجام دہی کیلئے کوئی عدالت اس وقت تک کسی کو مختار تسلیم نہیں کرے گی جب تک کہ اس کے پاس تحریری مختار نامہ موجود نہ ہو۔

(ا) اختیار دہندہ اور مختار کی دیوانی اور فوجداری ذمہ داری

(Civil and Criminal Liability of Principal and Attorney)

(i) اختیار دہندہ کی دیوانی ذمہ داری (Civil liability of principal)

اگر مختار نامہ میں دیئے گئے امور کی انجام دہی کے دوران کسی تیسرے فریق کو کوئی نقصان ہو جائے تو اختیار دہندہ اس کا ذمہ دار ہوگا بشرطیکہ اس عمل کی مختار نامہ میں اجازت دی گئی ہو۔

(ii) مختار کی دیوانی ذمہ داری (Civil liability of Attorney)

اگر کوئی مختار یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کا مختار نامہ منسوخ ہو چکا ہے یا کسی دیگر وجہ سے مثلاً اختیار دہندہ کے دیوالیہ ہونے، پاگل (Lunatic) ہونے یا موت کے باعث منسوخ ہو چکا ہے تو وہ مختار تمام معاہدہ جات / نقصان کا ذاتی طور پر ذمہ دار ہوگا البتہ اگر وہ نیک نیتی سے کوئی معاہدہ کرتا ہے جس کا تیسرے فریق کو اس کا علم نہ ہو تو ایسی صورت میں

مختار (attorney) ذمہ دار نہ ہوگا تاہم تیسرا فریق اگر مختار نامے کی منسوخی کے بارے میں باخبر تھا یا اس کے علم میں تھا تو ایسی صورت میں مختار نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا بلکہ تیسرا فریق ذمہ دار ہوگا۔

(۲) اختیار دہندہ اور مختار کی فوجداری ذمہ داری

(i) اختیار دہندہ کی فوجداری ذمہ داری (Criminal liability)

عام حالات میں اختیار دہندہ اپنے مختار کے فوجداری جرم کے ارتکاب کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔

(ii) مختار کی فوجداری ذمہ داری (Criminal liability of Attorney)

اگر مختار کسی ایسے امور میں جس کے متعلق اسے اجازت دی گئی یا کسی جائیداد جو اس کو مختار نامہ کے تحت سپرد کی گئی ہو، بددیانتی کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے خلاف تعزیرات پاکستان (P.P.C) مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۴۰۹ کے تحت سزا دی جا سکتی ہے۔

منسوخی مختار نامہ ۱۔ مختار نامہ چاہے عام ہو یا خاص، مختار کنندہ اس کو کسی بھی وقت منسوخ کر سکتا ہے یا مختار کنندہ کی موت کی صورت میں یہ خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے اول الذکر صورت میں رجسٹرار کے پاس اس کی منسوخی درج کرائی جائے گی اور ساتھ ہی اخبار میں منسوخی کا اشتہار دینا بھی ضروری ہے۔

۲۔ بصورت دیگر جس مقصد کیلئے مختار نامہ جاری کیا گیا ہے اس مقصد کے ختم ہونے پر از خود ختم ہو جاتا ہے، جہاں ایک سے زائد آدمی مقرر ہوئے ہوں ان میں سے ایک کی موت کی صورت میں دوسرا شریک آدمی مختار نامہ استعمال نہیں کر سکتا، یا مختار کی کسی ایسی ذمہ داری / بار (charge) سے جس کی بناء پر وہ مختار نامہ میں دیئے گئے امور پر مزید کام نہ کر سکتا ہو، یا وہ ایجنٹ اس کیلئے مزید کام نہ کر سکتا ہو مثلاً مختار دہندہ کی موت، پاگل پن (lunacy) یا دیوالیہ ہونے کی وجہ سے۔

نمونہ برائے مختار نامہ

میں ------------- ولد ---------------------------

ساکن ---------------- تحصیل ---------------------

ضلع --------------- کا ہوں میری ملکیتی جائیداد -------------- واقع ہے۔ میں نے

ہمراہ مسمی ---------------- ولد -----------------------

ذات ----------------- ساکن ----------------- کے

بعوض مبلغ ------------ روپیہ کیا ہے اور من مظہر خود بوجہ (ضعیف العمری، ملازمت یا جو وجہ ہو)

---------------- مقام جائیداد مندرجہ بالا رجسٹری کرانے سے معذور

ہے۔ اس لئے اپنی طرف سے مسمی ---------------------------

ولد --------------- ساکن ------------------------ اپنے

نزدیکی رشتہ دار کو مختار خاص مقرر کر کے اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ مختار کو یہ اختیار ہوگا کہ میری طرف سے بیع نامہ کر دے اور اس پر میری طرف سے دستخط کر دے اور مشتری سے رقم وصول کر لے۔ یہ مختار نامہ خاص تحریر کر دیتا ہوں، تا کہ سند رہے۔

المرقوم

تاریخ -------------

گواہ شد **العبد** **گواہ شد**

اگر رہن نامہ ہوگا تو بجائے لفظ بیع کے رہن اور مشتری کے مرتہن دستاویز میں درج کرنا ہوگی۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9209412 , 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

فوجداری مقدمات میں تفتیش اوراس کا طریقہ کار

کسی بھی جرم کے خلاف قانون کوحرکت میں لانے اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے پولیس کی درج کی ہوئی ایف۔ آئی۔ آر ایک ضروری اوراہم دستاویز ہوتی ہے،جس کی بنیاد پراس جرم کی تفتیش کی جاتی ہے۔ یہ تفتیش ہی ہے،جس کی بنیاد پرتفتیش کنندہ پولیس افسر جرم کے حوالے سےتمام معلومات اکٹھی کر کے کسی حتمی نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کرتاہےاورملزمان کے خلاف عدالت میں چالان پیش کرتا ہے۔

تفتیش اوراس کے طریقہ کار سےمتعلق اصولی احکام ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء میں دیئے ہوئے ہیں جنہیں بروئے کار لاتے ہوئے مجرموں کوانصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جاسکتا ہے،اس لئے ضروری ہے کہ تفتیش کے طریقہ کار کی وضاحت کی جائے اور دادرسی کےان طریقوں کوبھی واضح کیا جائے جومقررہ طریقہ کار سےانحراف کی صورت میں متاثرہ افراد کیلئے قانون کےاندرموجود ہیں۔

تفتیش

ضابطہ فوجداری کی دفعہ۴ (ایل) کےمطابق تفتیش سےمراداس ضابطہ کےتحت آنے والی وہ تمام کاروائیاں ہیں جوکوئی پولیس افسر یا مجسٹریٹ کی طرف سے بااختیار شخص شہادت جمع کرنے کیلئےعمل میں لاتا ہے۔

جرائم قابل دست اندازی پولیس ونا قابل دست اندازی پولیس میں تفتیش

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۵۵ کی رو سےکوئی بھی پولیس افسرکسی بھی نا قابل دست اندازی پولیس جرم میں مجاز مجسٹریٹ کےحکم کے بغیرتفتیش شروع نہیں کرسکتا البتہ دفعہ ۱۵۶ کی رو سے جرائم قابل دست اندازی پولیس میں تھانے کا انچارج مجسٹریٹ کےحکم کے بغیرایسے جرم کی کسی بھی اطلاع پرملزم کوگرفتار کرنے اوراز خودتفتیش شروع کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ اسی طرح جرم قابل دست اندازی پولیس کی تفتیش کے دوران کسی نا قابل دست اندازی پولیس جرم کی تفتیش بھی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ دفعہ۱۵۵ کی رو سےمجسٹریٹ کےحکم کے بعد جرائم نا قابل دست اندازی پولیس میں بھی پولیس تفتیش سےمتعلق وہی اختیارات استعمال کرسکتی ہے جواسے جرائم قابل دست اندازی پولیس کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں البتہ بلاوارنٹ کسی کوگرفتارنہیں کرسکتی۔

تفتیش کا طریقہ کار

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۵۷ کی رو سے اگر کسی موصولہ اطلاع پر یا کسی اور طریقہ سے اس گمان کی معقول وجہ موجود ہو کہ کسی ایسے جرم کا ارتکاب ہوا ہے جس کی تفتیش کا اختیار دفعہ ۱۵۶ کے تحت پولیس انچارج کو حاصل ہے تو ضروری ہے کہ وہ مجاز مجسٹریٹ کو اس کی رپورٹ کر کے بذات خود موقع واردات پر جائے یا کسی مجاز ماتحت عہدیدار کو اس کیلئے متعین کرے تاکہ وہ مقدمہ کے واقعات و حالات کی تفتیش کرے اور اگر ضروری سمجھے تو مجرم کا سراغ لگانے اور اسے گرفتار کرنے کی تدابیر عمل میں لائے۔ اس مقصد کیلئے تفتیش کنندہ افسر زیر تفتیش کیس کے اصل حقائق معلوم کرنے کیلئے موقع واردات پر جا کر مشتبہ شخص اور گواہان کے بیانات قلمبند کرتا ہے اور مشتبہ شخص کی گرفتاری عمل میں لانے کے علاوہ آلات جرم اور تفتیش سے متعلق دیگر اشیاء قبضے میں لیتا ہے۔ اس سلسلے میں دفعہ ۱۶۰ ضابطہ فوجداری کے تحت تفتیش کنندہ پولیس افسر اس بات کا بھی مجاز ہے کہ تحریری حکم کے ذریعے اس پولیس اسٹیشن یا کسی متصل پولیس اسٹیشن کی حدود کے اندر رہائش پذیر کسی ایسے شخص کو اپنے روبرو طلب کرے جو وقوعہ یا جرم کے حالات سے واقف معلوم ہو اور اس شخص کیلئے لازم ہے کہ عندالطلب حاضر ہو تاکہ اس کا بیان قلمبند کیا جا سکے۔

میعاد تکمیل تفتیش

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۶۱ کی رو سے بغیر وارنٹ گرفتار کئے گئے شخص کو ۲۴ گھنٹوں کے اندر مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا لازمی ہے۔ اس دفعہ کی رو سے اگر جرم کی تفتیش ۲۴ گھنٹوں کے اندر مکمل نہ ہو سکے تو دفعہ ۱۶۷ کے تحت پولیس عدالت سے ریمانڈ حاصل کرنے کے بعد ملزم کو بغرض تفتیش زیادہ سے زیادہ ۱۵ دن تک حراست میں رکھ سکتی ہے۔ ان دفعات سے یہ واضح ہے کہ ملزم کے خلاف تفتیش ۲۴ گھنٹے کے اندر مکمل کرنا چاہئے لیکن جہاں ایسا ممکن نہ ہو وہاں زیادہ سے زیادہ ۱۵ دن میں تفتیش مکمل ہونا ضروری ہے۔

غیر قانونی حراست میں رکھنے کی سزا

پولیس کو از روئے قانون ضروری اختیارات حاصل ہیں۔ وہ کسی بھی شخص کو محض شک کی بنیاد پر گرفتار کر سکتی ہے تاہم ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۶۱ کی رو سے ضروری ہے کہ بغیر وارنٹ گرفتار کئے گئے شخص کو ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا جائے۔ پولیس روزنامچے میں زیر حراست شخص کی گرفتاری کا اندراج لازمی ہے ورنہ گرفتاری غیر قانونی

ہوگی اور جبس بے جا کے زمرے میں آئے گی۔ پولیس آرڈر مجریہ ۲۰۰۲ء کی دفعہ ۱۵۶ کی رو سے جو کوئی پولیس افسر قانونی اختیار کے بغیر کسی عمارت، جہاز، خیمہ یا جگہ میں داخل ہوگا یا تلاشی لے گا یا تلاشی لینے یا داخل ہونے کا باعث ہوگا یا کسی شخص کی جائیداد اسے ایذا دینے کیلئے اور غیر ضروری طور پر قبضے میں لے گا یا کسی شخص کو ایذا دہی کیلئے یا غیر ضروری طور پر حراست میں رکھے گا، اس کی تلاشی لے گا یا اسے گرفتار کرے گا یا اپنی حراست میں کسی کو ایذا پہنچائے گا یا اس پر غیر ضروری تشدد کرے گا تو سزایاب ہونے پر اسے پانچ سال تک قید اور جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔ واضح رہے کہ تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۲۲۰ کی رو سے بھی کسی ایسے عہدے پر فائز شخص، جو قانونا لوگوں کو سماعت مقدمہ کیلئے یا قید کیلئے سپرد کرنے یا لوگوں کو قید میں رکھنے کا اختیار رکھتا ہو، اگر اس اختیار کا نفاذ کرتے وقت خلاف قانون کسی شخص کو بدنیتی اور بد اطواری سے سماعت یا قید کیلئے سپرد کرے گا یا قید رکھے گا تو اسے سات سال تک قید یا جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔

تفتیش کے دوران گواہان کے بیانات اوران کی حیثیت دفعہ ۱۶۱ ضابطہ فوجداری کی رو سے تفتیش کنندہ پولیس افسر کیلئے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی ایسے شخص کا بیان قلمبند کرے جو مقدمے کے حالات سے واقف معلوم ہو لیکن دفعہ ۱۶۲ کی رو سے ایسے کسی بیان پر بیان دینے والے کے دستخط نہیں لئے جائیں گے۔ پولیس کی تحویل میں کوئی بھی شخص اگر چاہے تو دفعہ ۱۶۴ کے تحت ایسا بیان یا اقبال جرم کسی مجسٹریٹ کے سامنے ریکارڈ کرا سکتا ہے۔ اس دفعہ کے تحت صرف ایسے بیانات یا اقبال جرم کو قانونی حیثیت حاصل ہے جو ان کی مرضی اور رضا و رغبت سے مجسٹریٹ کے سامنے قلمبند کرایا گیا ہو۔

تلاشی از روئے قانون پولیس تفتیش کے دوران نہ صرف جامہ تلاشی بلکہ خانہ تلاشی لینے کا بھی اختیار رکھتی ہے۔

جامہ تلاشی ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۱ کی رو سے وارنٹ گرفتاری بلا ضمانت کی صورت میں اور اسی طرح وارنٹ گرفتاری قابل ضمانت یا بلاوارنٹ گرفتاری کی صورت میں گرفتار کیا گیا شخص اگر ضمانت پیش نہ کر سکے تو گرفتار کرنے والا پولیس افسر اس کی جامہ تلاشی لے سکتا ہے اور اس سے برآمد کی گئی تمام چیزیں اپنی تحویل میں لے سکتا ہے جن کا باقاعدہ اندراج کیا جانا ضروری ہے اور جو رہا ہونے کے بعد اسے واپس لوٹادی جائیں گی۔ دفعہ ۵۲ کی رو سے کسی خاتون کی جامہ تلاشی کی صورت میں ایسی تلاشی کسی خاتون کے ذریعے شائستگی کے ساتھ لی جائے گی۔ اگر گرفتار کئے گئے شخص سے کوئی آلات جرم برآمد ہوں تو انہیں دفعہ ۵۳ کے تحت مجاز عدالت کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

خانہ تلاشی آئین وقانون کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت یا نقب لگا کر داخل ہوتا ہم اگر کسی شخص کی گرفتاری یا خانہ تلاشی مقصود ہو تو قانون کے اندر اس کی گنجائش موجود ہے۔ دفعہ ۱۶۵ ضابطہ فوجداری کی رو سے اگر انچارج پولیس اسٹیشن یا تفتیشی آفسر کے نزدیک یہ یقین کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ زیر تفتیش جرم سے متعلق کوئی ضروری چیز اسی پولیس اسٹیشن کی حدود میں کسی جگہ دستیاب ہوسکتی ہے جو کہ بصورت دیگر غیر ضروری تاخیر کے بغیر حاصل نہیں کی جاسکتی تو وہ اپنے اس یقین کی وجوہات قلمبند کرنے اور مطلوبہ چیز کی تصریح کرنے کے بعد اس چیز کی بازیابی کیلئے اس مقام کی تلاشی لے سکتا ہے۔

تلاشی لینے کا طریقہ کار دفعہ ۴۷ ضابطہ فوجداری کی رو سے اگر مجاز پولیس افسر کے پاس یہ باور کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ گرفتاری کیلئے مطلوب شخص کسی جگہ چھپا ہوا ہے تو وہ وہاں رہائش پذیر شخص یا دیگر ذمہ دار شخص سے اس جگہ کی تلاشی دینے کا مطالبہ کرے گا جس پر وہ اسے تلاشی لینے کا پورا موقع اور سہولت دیں گے۔ اسی طرح دفعہ ۱۰۲ ضابطہ فوجداری کی رو سے تلاشی کیلئے مطلوب جگہ اگر بند ہو تو مجاز آفسر کی طرف سے اس جگہ کی تلاشی لینے کی صورت میں وہاں رہائش پذیر یا نگران افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ تلاشی لینے والے اہل کاران کو اندر جانے اور تلاشی لینے کیلئے پورا موقع اور سہولت فراہم کریں بصورت دیگر ایسی تلاشی لینے کیلئے دفعہ ۴۸ ضابطہ فوجداری کے تحت کوئی بھی دروازہ یا کھڑکی توڑ کر اندر جایا جاسکتا ہے حتیٰ کہ مزاحمت پر متعلقہ شخص کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۸۶ کے تحت تین ماہ قید یا تین ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ البتہ اگر ایسی جگہ کوئی عورت مقیم ہو جو رواج کے مطابق لوگوں کے سامنے نہیں آتی تو لازم ہے کہ وہاں داخل ہونے سے پہلے اس عورت کو اطلاع دے اور اسے نکلنے کیلئے مناسب سہولت فراہم کرے۔

شناخت پریڈ تفتیش کے دوران اگر ملزم کی شناخت کا مسئلہ درپیش ہو تو شناخت پریڈ کے ذریعے اس کی شناخت کرائی جاسکتی ہے۔ شناخت پریڈ کے قاعدے کے مطابق ملزم کو دوسرے لوگوں کے ساتھ قطار میں کھڑا کیا جاتا ہے تاکہ یہ دیکھا جاسکے کہ مذکورہ گواہان ملزم کو شناخت کرسکتے ہیں یا نہیں۔ یہ پریڈ کسی مجاز افسر کی نگرانی میں ہونا ضروری ہے۔

قانونی اختیار کے بغیر تلاشی لینے کی سزا: پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کی دفعہ ۱۵۶ کی رو سے جو پولیس افسر کسی قانونی اختیار یا معقول وجہ کے بغیر کسی جگہ کی تلاشی لے گا یا وہاں داخل ہوگا یا تلاشی لینے کا باعث ہوگا یا ایذا دہی کے طور پر کسی شخص کی تلاشی لے گا تو اسے پانچ سال تک قید اور جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔

ناکافی شہادت کی صورت میں ملزم کی رہائی دفعہ ۱۶۹ کی رو سے اگر تفتیش کرنے کے بعد انچارج پولیس اسٹیشن یا تفتیش کنندہ آفسر اس نتیجے پر پہنچے کہ ملزم کو مجسٹریٹ کے روبرو بھیجنے کیلئے کافی شہادت یا شبہ کی معقول وجہ موجود نہیں ہے تو اسکے حراست میں ہونے کی صورت میں پولیس انچارج اس سے اس مفہوم کا مچلکہ لکھوا کر اسے رہا کرے گا کہ عندالطلب وہ مجاز مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوگا۔ البتہ اگر شہادت کافی ہو تو دفعہ ۱۷۰ کی رو سے اسے مجاز مجسٹریٹ کے پاس بھیجا جائے گا۔ لیکن اگر جرم قابل ضمانت ہو تو لازم ہے کہ ملزم سے اس مفہوم کا اقرار نامہ لکھوائے کہ وہ مقررہ تاریخ پر مجسٹریٹ کے سامنے حاضر ہوگا۔

سپرداری دفعہ ۵۵۰ ضابطہ فوجداری کی رو سے پولیس افسر کوئی بھی مشتبہ چوری کا مال یا کسی جرم سے متعلق مال قبضے میں لے سکتا ہے۔ دفعہ ۵۱۶۔اے ضابطہ فوجداری کی رو سے علاقہ مجسٹریٹ مجاز ہے کہ وہ تحقیقات یا کارروائی مقدمہ کے دوران محل جرم متنازعہ مال کسی مناسب شخص کی سپرداری میں دینے کا حکم جاری کرے البتہ اگر مال کی نوعیت ایسی ہو کہ وہ جلدی خراب ہوسکتا ہو تو وہ اس سے متعلق ضروری شہادت ریکارڈ کرنے کے بعد اسے بیچ دینے کا حکم جاری کرسکتا ہے تاہم اگر مال آتش گیر مواد پر مشتمل ہو تو اسے صرف متعلقہ سرکاری شعبے یا مجاز ڈیلر کے حوالے یا فروخت کیا جاسکتا ہے اور اگر ایسا مال خطرناک ادویات، نشہ آور مشروبات یا افیون کی قبیل میں سے ہو جنہیں متعلقہ قوانین کے تحت تحویل میں لیا گیا ہو تو ان کے نمونے محفوظ کرنے کے بعد عدالت از خود یا کسی درخواست پر ایک سرٹیفکیٹ جاری کر کے بقیہ مواد کو اپنے زیرنگرانی تلف کرا سکتا ہے۔

تفتیش کی تبدیلی اگر کوئی فریق کسی جرم کی تفتیش سے مطمئن نہ ہو تو وہ پولیس آرڈر مجریہ ۲۰۰۲ء کی دفعہ ۱۸(۶) کے تحت اس کی تبدیلی کیلئے متعلقہ بورڈ کو درخواست دے سکتا ہے جو اس پر غور و خوض کے بعد تفتیش کے انچارج آفسر کو تفتیش کی تبدیلی کیلئے سفارش کرتی ہے، جس پر انچارج افسر تفتیش کی تبدیلی کا حتمی حکم جاری کرتا ہے۔ مذکورہ بورڈ کا سربراہ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کے رتبے کا افسر ہوتا ہے اور اس کے ممبر دو سپرنٹنڈنٹ پولیس، بشمول اس ضلع کی تفتیش کے انچارج، ہوتے ہیں۔

تفتیش کی کاروائیوں کی ڈائری ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۷۲ کی رو سے تفتیش کنندہ پولیس افسر کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنی تفتیش سے متعلق تمام کاروائی حسب قواعد ڈائری میں لکھتا رہے، یعنی یہ کہ اسے کب اطلاع ملی تھی اور کب تفتیش شروع

کی اور کس مقام یا مقامات کا معائنہ کیا۔ اسی طرح وہ سارے حالات جو دوران تفتیش اس کے علم میں آئے اس رپورٹ میں درج کرے۔ ہر فوجداری عدالت مجاز ہے کہ ایسی ڈائریوں کو مقدمات کی سماعت یا تحقیق میں مدد لینے کیلئے طلب کرے البتہ انہیں بطور شہادت استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ اس دفعہ کی عدم تعمیل کرتے ہوئے ڈائری یا ضمنیات مرتب نہ کرنا پولیس کی تفتیش کو کمزور اور مشکوک بنا دیتی ہے۔

پولیس رپورٹ دفعہ ۱۷۳ کی رو سے تفتیش بغیر کسی تاخیر کے یعنی زیادہ سے زیادہ ۱۵ دن میں مکمل کی جائے گی اور اسکی رپورٹ پبلک پراسیکیوٹر کی وساطت سے مجاز عدالت کو پیش کی جائے گی اور اس کاروائی سے اطلاع کنندہ کو بھی مطلع کیا جائے گا۔

پولیس کی فرائض میں کوتاہی پر سزا پولیس کی ذمہ داری ہے کہ وہ تفتیش سے متعلق اپنے وسیع اختیارات احتیاط اور بصیرت کے ساتھ قانون کے اندر رہتے ہوئے استعمال کرے۔ اور ٹھوس اور غیر مبہم شہادت موصول ہونے پر ملزمان کا چالان کر کے کیس عدالت میں پیش کرے۔ پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کی دفعہ ۱۵۷ کی رو سے اگر کوئی پولیس افسر گرفتار کردہ شخص کو ایذارسانی کیلئے مجاز عدالت میں پیش کرنے میں غیر ضروری تاخیر کرے گا تو اسے ایک سال قید اور جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔ اسی طرح تعزیرات پاکستان کی دفع ۱۶۷ کے تحت کوئی سرکاری افسر بشمول پولیس افسر کے اگر کسی شخص کو نقصان پہنچانے کیلئے جان بوجھ کر غلط دستاویز تیار کرے گا تو اسے تین سال تک قید اور جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔

مزید معلومات کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I

قانون وانصاف پاکستان

فون نمبر: 051-9208752

فیکس نمبر:051-9214416

ای میل:ljcp@ljcp.gov.pk

فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء کے تحت مقدمات کے اندراج کا طریقہ کار

نکاح، طلاق اور دیگر متعلقہ مسائل کے جلد تصفیہ کو ممکن بنانے کیلئے فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء کے تحت الگ عائلی عدالتیں قائم ہیں اور ایسے مقدمات کی سماعت کیلئے الگ ضابطہ کار مقرر ہے جس کی رو سے عدالتیں اس بات کی بھی پابند ہیں کہ وہ فریقین کے مابین مصالحت کرانے کی کوشش کریں۔

فیملی کورٹس ایکٹ کی دفعہ ۵ کی رو سے عائلی عدالتوں کو ان تمام امور سے متعلق تنازعات کی سماعت کا اختیار حاصل ہے جو اس کے شیڈول اول و دوم میں مندرج ہیں۔

شیڈول اول میں حسب ذیل امور شامل ہیں۔

(۱) تنسیخ نکاح بشمول خلع (dissolution of marriage including khula)

(۲) مہر (dower)

(۳) نفقہ (maintenance)

(۴) اعادہ حقوق زوجیت(restitution of conjugal rights)

(۵) بچوں کی تحویل اور حق ملاقات (custody of children and the visitation rights of parents)

(۶) بچوں کی ولایت(guardianship)

(۷) غلط دعویٰ از دواج(Jactitation of marriage)

(۸) جہیز (dowery)اور

(۹) عورت کا ذاتی مال واشیاء(personal property and belongings of a wife)

شیڈول دوم میں تعزیرات پاکستان کی حسب ذیل دفعات کے تحت آنے والے جرائم اور ان کی ترغیب و معاونت شامل ہیں۔

(۱) دفعہ ۳۳۷۔(اے) (i) (سر اور چہرے کو معمولی زخمی کرنا) (شجہ خفیفہ)

(۲) دفعہ ۳۳۷ (ایف) (i) (سر اور چہرے کے علاوہ کوئی اور ایسے زخم، جن میں جلد پھٹ کر خون بہہ نکلے) (دامیہ)

(۳) دفعہ ۳۴۱ (مزاحمت بے جا)

(۴) دفعہ ۳۴۶ (خفیہ طور پر حبس بے جا میں رکھنا)

(۵) دفعہ ۳۵۲ (حملہ یا جبر کا استعمال) اور

(۶) دفعہ ۵۰۹ (عورت کی توہین کرنا)

مندرجہ بالا جرائم کی سماعت کیلئے عائلی جج کو وہ تمام اختیارات حاصل ہیں جو ضابطہ فوجداری کے تحت مجسٹریٹ کو حاصل ہیں۔

مقدمہ دائر کرنے کا طریقہ کار فیملی کورٹس ایکٹ کی دفعہ ۷ کی رو سے عائلی عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کیلئے ایک عرضی دعویٰ بمعہ فہرست گواہان پیش کیا جاتا ہے جس کے ساتھ اس دستاویز یا دستاویزات کو بھی پیش کیا جانا ضروری ہے جس یا جن کی بنیاد پر دعویٰ دائر کیا جاتا ہے یا جن پر تکیہ کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر ایسی دستاویز یا دستاویزات مدعی کے قبضہ یا اختیار میں نہ ہوں تو عرضی دعویٰ کے ساتھ ان کی فہرست منسلک کی جائے گی۔ دفعہ ۸ کی رو سے عرضی دعویٰ دائر کئے جانے کے بعد عدالت مدعا علیہ کیلئے پیشی کی تاریخ مقرر کرتی ہے جو ۳۰ دن سے موخر نہیں ہوگی، جس کے لئے مدعا علیہ کو سمن جاری کئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں عرضی دعویٰ دائر کئے جانے کے تین دن کے اندر عدالت کی طرف سے مدعا علیہ کو اور متعلقہ یونین کونسل کو مقدمے کا نوٹس بھی بذریعہ رجسٹری یا بذریعہ پیغام رسانی (courier service) یا دونوں ذرائع سے ارسال کیا جاتا ہے اور عرضی دعویٰ، فہرست گواہان اور دستاویزات کی نقول بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ نوٹس وغیرہ کے اجراء کا خرچہ مدعی کے ذمہ ہوتا ہے جو مقدمہ دائر کرتے وقت عدالت میں جمع کیا جاتا ہے۔ دفعہ ۹ کی رو سے مدعی اور مدعا علیہ دونوں عدالت کی طرف سے مقرر کی گئی تاریخ پر عدالت کے سامنے پیش ہونگے اور مدعا علیہ بھی اپنے دفاع میں جواب دعویٰ، فہرست گواہان اور دیگر دستاویزات عدالت کے سامنے پیش کرے گا جنکی نقول مدعی کو بھی فراہم کی جائیں گی۔ اگر دعویٰ تنسیخ نکاح یا نان ونفقے کا ہو تو مدعا علیہ اپنے جواب دعویٰ میں عدالت سے اعادہ حقوق زوجیت کا مطالبہ بھی کرے گا جو اس کی طرف سے عرضی دعویٰ شمار ہوگا اور اس مقصد کیلئے الگ دعویٰ دائر نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح شوہر کی طرف سے اعادہ حقوق زوجیت کے دعوے کی صورت میں بیوی اپنے جواب دعویٰ میں تنسیخ نکاح اور خلع کی بنیاد پر علیحدگی کا مطالبہ کرسکتی ہے جو اس کی طرف سے عرضی دعویٰ شمار ہوگا اور اس مقصد کیلئے الگ مقدمہ دائر نہیں کیا جائے گا۔

خلع جس طرح شریعت نے مرد کو طلاق کا حق دیا ہے اسی طرح عورت کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ اگر وہ حدود اللہ پر قائم رہتے ہوئے شوہر کی زوجیت میں نہیں رہ سکتی تو شوہر سے حاصل کردہ مالی مفادات واپس کر کے اس کی زوجیت سے آزاد ہو سکتی ہے جسے خلع کہتے ہیں۔ اگر شوہر بدل خلع لے کر اسے اپنی زوجیت سے آزاد کرنے کیلئے آمادہ نہ ہو تو اس کیلئے اس کے خلاف عائلی عدالت میں بغیر کسی اضافی وجوہ کے محض تنسیخ نکاح بربنائے خلع کا دعویٰ بھی دائر کیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں عائلی عدالت کاروائی مصالحت کی ناکامی پر تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کر سکتی ہے۔

یکطرفہ کاروائی دفعہ ۹ کی رو سے اگر سمن یا نوٹس کی یقینی تعمیل کے باوجود مدعا علیہ مقررہ تاریخ پر عدالت میں پیش نہ ہو تو اس کے خلاف یکطرفہ کاروائی عمل میں لائی جائے گی تاہم اگر مدعا علیہ اگلی تاریخ پر یا اس سے قبل عدالت میں پیش ہو کر حاضر عدالت نہ ہونے کی معقول وجہ پیش کرے تو عدالت اس طرح اس کا موقف سنے گی گویا کہ وہ مقررہ تاریخ پر حاضر ہوا ہو۔ اسی طرح اس قانون کے تحت یکطرفہ ڈگری جاری ہونے کی صورت میں مدعا علیہ کو ڈگری کی مصدقہ نقل کے ساتھ یکطرفہ ڈگری کا نوٹس دیا جائے گا جس کے ۳۰ دن کے اندر مدعا علیہ اسی عدالت میں اس ڈگری کی منسوخی کیلئے درخواست دائر کر سکتا ہے اور اگر وہ عدالت کو مطمئن کر سکے کہ اسے جاری شدہ سمن یا نوٹس کی تعمیل نہیں ہوئی ہے یا یہ کہ اس کے حاضر عدالت نہ ہونے کی معقول وجوہات موجود ہیں تو عدالت اس یکطرفہ حکم کو منسوخ کرتے ہوئے اگلی پیشی کیلئے تاریخ مقرر کرے گی اور مدعا علیہ کے خرچے پر مدعی کو نوٹس جاری کرے گی۔

فریقین کے درمیان مصالحت اور اس کا طریقہ کار ناگزیر حالات میں طلاق یا علیحدگی کے شرعی طور پر جائز ہونے کے باوجود اس کے مختلف الجہت منفی اثرات کے پیش نظر شریعت نے اسے ایک ناپسندیدہ فعل قرار دیا ہے اور حتیٰ الوسع ازدواجی رشتے کو قائم رکھنے اور ناچاقی کی صورت میں میاں بیوی کے درمیان مصالحت کرانے کی تاکید کی ہے۔ رائج الوقت عائلی قوانین میں بھی اس کی گنجائش موجود ہے۔ ایک طرف عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ کی رو سے چیئرمین ثالثی کونسل اس بات کا پابند ہے کہ وہ طلاق کا نوٹس موصول ہونے کے ۳۰ دن کے اندر میاں بیوی کے درمیان مصالحت کیلئے اپنے زیر نگرانی ان کے نمائندگان پر مشتمل ثالثی کونسل کا قیام عمل میں لائیں تو دوسری طرف فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء کی دفعہ ۱۰ کی رو سے عدالت بھی اس بات کی پابند ہے کہ مقدمے کی باضابطہ کاروائی شروع ہونے سے پہلے ان کے درمیان مصالحت کی کوشش کرے۔ اس دفعہ کی رو سے عدالت جواب دعویٰ داخل ہونے کے بعد مقدمے کی باضابطہ

کارروائی شروع ہونے سے پہلے کیس کی سماعت کیلئے کسی قریبی تاریخ کا تعین کر کے عرضی دعویٰ، جواب دعویٰ، مختصر شہادت اور پیش کردہ دستاویزات کی جانچ پڑتال کرے گی، اگر مناسب سمجھے تو فریقین اور ان کے وکلاء کو بھی سنے گی، تنقیح طلب نکات کا تعین کرے گی اور بقدر امکان فریقین کے درمیان مصالحت کی کوشش کرے گی اور مصالحت میں ناکامی کی صورت میں تنقیحات وضع کر کے شہادتیں قلمبند کرنے کیلئے تاریخ کا تعین کرے گی۔ اسی طرح دفعہ ۱۲ کی رو سے بھی عدالت کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ مقدمے کے دوران فریقین کی شہادتیں قلمبند ہونے کے بعد ۱۵ دن کے اندر وہ ان کے درمیان مصالحت کرانے کی دوبارہ کوشش کرے اور اگر مصالحت ممکن نہ ہو تو فیصلہ سنا کر ڈگری جاری کرے۔

طلبی گواہان و قلمبندی شہادت دفعہ ۱۱ کی رو سے شہادتیں قلمبند کرتے وقت عدالت جس طرح مناسب سمجھے گی فریقین کے گواہوں کی جانچ پرکھ کرے گی۔ مزید برآں عدالت کسی بھی گواہ کو حاضر عدالت کرنے کیلئے سمن جاری کر سکتی ہے بشرطیکہ عدالت مطمئن ہو کہ ایسے گواہ کو عدالت میں حاضر کرنا اس فریق کیلئے ممکن یا قابل عمل نہیں ہے۔ اس کیلئے کوئی بھی فریق تنقیحات وضع ہونے کے تین دن کے اندر عدالت کو درخواست دے گی۔ اسی طرح دفعہ ۱۵ کی رو سے بھی عائلی عدالت کسی شخص کو گواہی دینے کیلئے یا کوئی دستاویز پیش کرنے کیلئے سمن جاری کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۳۳(۱) کے تحت حاضری سے مستثنیٰ نہ ہو تاہم اگر عدالت کی نظر میں کسی گواہ کو بروقت یا آسانی کے ساتھ حاضر کرنا مشکل ہو تو وہ اس صورت میں سمن جاری کرنے یا جاری شدہ سمن کو نافذ (enforce) کرنے سے انکار کر سکتی ہے۔ اسی طرح دفعہ ۱۱ کی رو سے گواہان پر جرح کرتے وقت عدالت کسی بھی فریق کو کوئی بھی ایسا سوال کرنے سے منع کر سکتی ہے جو اس کی نظر میں ناشائستہ، توہین آمیز یا بےہودہ ہو یا جس کا مقصد اس کو بےعزت کرنا یا ایذاء پہنچانا معلوم ہو یا جو غیر ضروری طور پر جارحانہ ہو۔ عدالت کیس کے مفاد میں کسی نکتے تک پہنچنے کیلئے کسی بھی گواہ سے خود بھی کوئی سوال پوچھ سکتی ہے۔ علاوہ ازیں عدالت کسی بھی گواہ کے حلفیہ بیان کو بطور شہادت تسلیم کر سکتی ہے تاہم اگر وہ چاہے تو اسے مزید جانچ پرکھ کیلئے عدالت میں بھی طلب کر سکتی ہے۔

سمن کی تعمیل نہ کرنے والے گواہ کی سزا دفعہ ۱۵ کی ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے اگر عائلی عدالت نے کسی شخص کو سمن جاری کر کے اسے شہادت دینے کیلئے یا کوئی دستاویز پیش کرنے کیلئے بلایا ہو اور وہ دانستہ اس سمن کی تعمیل نہ کرے تو صفائی کا موقع دینے کے بعد عدالت اسے اس حکم عدولی پر ایک ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دے سکتی ہے۔

تصفیہ مقدمات کیلئے تحدید مدت دفعہ ۱۲ کی رو سے عائلی عدالت تنسیخ نکاح سمیت کسی بھی کیس کا تصفیہ اس کے دائر ہونے کی تاریخ سے چھ مہینے کے اندر کرے گی اور اگر چھ مہینے کے اندر اس کا تصفیہ نہ ہو سکے تو کسی بھی فریق کو حق حاصل ہوگا کہ وہ ہائی کورٹ کو درخواست دے تاکہ وہ جس طرح مناسب سمجھے متعلقہ عائلی عدالت کو ضروری ہدایات جاری کرے۔

نان و نفقے سے متعلق ڈگری کی تنفیذ کا طریقہ کار نان و نفقہ وغیرہ سے متعلق عائلی عدالت کی جاری کردہ ڈگری کی تنفیذ کا طریقہ کار فیملی کورٹس ایکٹ کی دفعہ ۱۳ میں دیا ہوا ہے۔ اس دفعہ کی رو سے عائلی عدالت ڈگری کے مندرجات ایک مخصوص رجسٹر میں درج کرے گی اور اگر ایسی ڈگری کی تعمیل کرتے ہوئے کوئی رقم یا جائیداد عدالت کی موجودگی میں دوسرے فریق کو ادا کی جائے تو اس کا اندراج بھی مذکورہ رجسٹر میں کیا جائے گا۔ اس کی ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے اگر ڈگری کا تعلق رقم کی ادائیگی سے ہو تو مقررشدہ وقت میں اس کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں عدالت کو اختیار ہے کہ مالیہ اراضی کے بقایا جات (arrears of land revenue) کی طرح اس کی وصولی کیلئے ہدایات جاری کرے تاکہ بعد از وصولی اسے ڈگری دار کو ادا کیا جا سکے۔ تاہم ذیلی دفعہ ۴ کی رو سے ایسی ڈگری کی تنفیذ ضلع جج کی خاص یا عام ہدایت پر کوئی اور دیوانی عدالت بھی کر سکتی ہے۔ ایسی صورت میں متعلقہ شخص یعنی شوہر کے خلاف ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے حکم نمبر ۲۱ کے تحت کاروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے، باوجود اس کے کہ فیملی کورٹس ایکٹ کی دفعہ ۱۷ کی رو سے قانون ہذا کے تحت کسی بھی قسم کی کاروائی کو قانون شہادت اور دفعہ ۱۰ اور ۱۱ کے ماسوا ضابطہ دیوانی کے اطلاق سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ذیلی دفعہ ۵ کی رو سے عائلی عدالت کی طرف سے جاری شدہ ڈگری کی تعمیل میں ادا کی جانے والی رقم عدالت کی ہدایت کے مطابق قسطوں میں بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

تنسیخ نکاح کی ڈگری کے اجراء کے بعد کی کاروائی دفعہ ۲۱ کی رو سے فیملی کورٹس ایکٹ میں موجود کوئی چیز مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ کی کسی شق یا اس کے تحت بنے ہوئے قواعد پر اثر انداز نہیں ہوگی۔ البتہ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعات ۷، ۸، ۹ اور ۱۰ کے احکام عائلی عدالت کی جاری کردہ تنسیخ نکاح کی ڈگری اور نان و نفقے اور مہر سے متعلق ڈگریوں پر بھی لاگو ہوں گے اور تنسیخ نکاح کی صورت میں ڈگری جاری ہونے کے سات دن کے اندر عدالت اس کی ایک مصدقہ نقل بذریعہ رجسٹری متعلقہ چیئرمین کو ارسال کرے گی جس کے موصول ہونے پر اسی طرح کاروائی عمل میں لائی جائے گی گویا کہ چیئرمین کو عائلی قوانین آرڈیننس کی دفعہ ۷ کے تحت طلاق کی اطلاع موصول ہوئی ہو۔ ایسی ڈگری چیئرمین کو اسکی نقل بھیجے جانے کی تاریخ سے ۹۰ دن کے بعد مؤثر ہوگی اور اگر اس دوران ان کے درمیان مصالحت ہو جائے تو ڈگری مؤثر نہیں رہے گی۔

عبوری حکم دوران مقدمہ دفعہ ۲۱۔ اے کی رو سے عائلی عدالت متنازعہ جائیداد یا کسی فریق کی ایسی جائیداد کی حفاظت ونگہداشت کیلئے عبوری حکم جاری کرے گی جو ڈگری جاری ہونے کی صورت میں اس کی تعمیل کے سلسلے میں ضروری معلوم ہو۔

غیر رجسٹرشدہ نکاح کے بارے میں اطلاع اگر کسی مقدمے کی کاروائی کے دوران فیملی عدالت کے نوٹس میں یہ بات آجائے کہ مسلم عائلی قوانین ۱۹۶۱ء کے تحت انعقاد پذیر کوئی نکاح اس قانون کے احکام اور اسکے قواعد کے تحت رجسٹر نہیں کیا گیا ہے تو وہ اس کی تحریری اطلاع اس یونین کونسل کو دے گی جس کی حدود میں وہ نکاح منعقد ہوا تھا۔

اپیل دفعہ۱۴ کی رو سے عائلی عدالت کی حیثیت سے ضلعی جج، اضافی ضلعی جج یا حکومتی نوٹیفکیشن کے مطابق اس حیثیت کے کسی اور شخص کے فیصلے یا ڈگری کے خلاف اپیل ہائی کورٹ میں کی جائے گی۔ دیگر صورتوں میں اپیل ضلعی جج کو کی جائے گی۔ تاہم تنسیخ نکاح کی ڈگری ۳۰ ہزار روپے سے کم مالیت کے مہر یا جہیز کی ڈگری اور اسی طرح ایک ہزار روپے سے کم مالیت کے نان ونفقہ کی ڈگری کے خلاف اپیل دائر نہیں کی جاسکتی۔

مقدمات کی منتقلی دفعہ ۲۵۔اے کی رو سے ہائی کورٹ کسی فریق کی درخواست پر یا ازخود تحریری حکم کے ذریعے اس ایکٹ کے تحت کوئی مقدمہ یا کاروائی نہ صرف ایک ہی ضلع میں ایک عائلی عدالت سے دوسری عائلی عدالت کو بلکہ ایک ضلع کی عائلی عدالت سے دوسرے ضلع کی عائلی عدالت کو منتقل کرسکتی ہے۔ اسی طرح اس ایکٹ کے تحت کوئی اپیل یا کاروائی ایک ضلعی عدالت سے دوسری ضلعی عدالت کو منتقل کرسکتی ہے اور ضلعی عدالت بھی کسی فریق کی درخواست پر یا ازخود تحریری حکم کے ذریعے اس ایکٹ کے تحت کوئی مقدمہ یا کاروائی اسی ضلع میں ایک عائلی عدالت سے دوسری عائلی عدالت کو منتقل کرسکتی ہے یا اپنے پاس منتقل کر کے عائلی عدالت کی حیثیت سے اسے نمٹا سکتی ہے۔ عائلی عدالت میں جج موجود نہ ہونے یا تعطیلات کے علاوہ ۳۰ دن سے زیادہ چھٹی چلے جانے کی صورت میں بھی ضلعی عدالت کسی فریق کی درخواست پر یا ازخود تحریری حکم کے ذریعے اسی ضلع میں کیس اس عدالت سے دوسری عدالت کو منتقل کرسکتی ہے یا اپنے پاس منتقل کر کے عائلی عدالت کی حیثیت سے اسے نمٹا سکتی ہے۔ اسی طرح کسی فریق کی درخواست پر دیگر فریقوں کو نوٹس دینے اور انہیں سننے کے بعد یا بغیر کسی نوٹس کے سپریم کورٹ ازخود کسی مرحلے پر اس ایکٹ کے تحت ایک صوبے کی کسی عدالت میں زیر سماعت کسی

مقدمے، اپیل یا کاروائی کوکسی دوسرے صوبے کی بااختیار عدالت کو منتقل کر سکتا ہے۔ منتقلی مقدمات کی صورت میں یہ ضروری نہیں کہ نئے جج کے سامنے کاروائی کا از سرِ نو آغاز کیا جائے الا یہ کہ اس سلسلے میں اسے تحریری ہدایت موصول ہوئی ہو جس کی وجوہات بھی تحریر میں لائی جائیں گی۔

مزید معلومات کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر: 051-9208752

فیکس نمبر:051-9214416

ای میل:ljcp@ljcp.gov.pk

ضابطہ فوجداری کے تحت ملزموں کی گرفتاری اور ضمانت

فوجداری جرائم عموماً دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) جرم قابل دست اندازی پولیس۔ (۲) جرم نا قابل دست اندازی پولیس۔

(۱) جرم قابل دست اندازی پولیس

جرم قابل دست اندازی پولیس سے مراد وہ جرائم ہیں جن میں پولیس ملزم کو بلا وارنٹ گرفتار کر سکتی ہے۔
ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۴ کے تحت مندرجہ ذیل صورتوں میں پولیس بلا وارنٹ گرفتاری کر سکتی ہے۔

۱۔ اگر کوئی شخص جرم قابل دست اندازی میں ملوث ہو یا پولیس کو اس بارے میں مصدقہ اطلاع ملی ہو یا شک کی معقول وجوہات موجود ہوں۔

۲۔ اگر کسی شخص کے پاس بلاوجہ معقول کوئی آلہ نقب زنی موجود ہو۔

۳۔ وہ شخص جو ضابطہ فوجداری کے تحت اشتہاری مجرم قرار دیا جا چکا ہو یا صوبائی حکومت نے اس کے خلاف اشتہار دے دیا ہو۔

۴۔ ایسا شخص جس کے قبضہ میں کوئی چوری کا مال ہو اور اس بات کا شبہ ہو کہ اس نے چوری کا جرم کیا ہے۔

۵۔ ایسا شخص جو کہ پولیس آفیسر کو اس کے فرائض سرانجام دینے میں رکاوٹ ڈال رہا ہو یا قانونی حراست سے بھاگ جانے کی کوشش کرے۔

۶۔ ایسا شخص جس کے بارے میں معقول شبہ ہو کہ وہ پاکستان کی مسلح افواج سے بھاگا ہوا ہے۔

۷۔ اس ضمن میں پولیس پاکستان کے اندر اپنے ملک کے کسی بھی شہری مجرم گرفتار کر سکتی ہے، جو بیرون ملک جرم کا ارتکاب کرنے کے بعد پاکستان آ گیا ہو۔ البتہ ایسی گرفتاری دو شرائط سے مشروط ہے۔ پہلی یہ کہ گرفتاری ایسے جرم سے تعلق رکھتی ہو جو پاکستان سے باہر وقوع پذیر ہوئی ہو اور اگر وہ جرم پاکستان میں سرزد ہوتا تو قابل جرم ہوتا۔

دوسری یہ کہ ایسے ملزم کی ایکٹ حوالگی مجرمان مجریہ ۱۹۰۳ء یا ایکٹ مفرور مجرمان کے تحت پاکستان میں وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکا ہو۔

۸۔ کسی آزاد کردہ قیدی (released convict) کو جو ضابطہ فوجداری کی دفعہ (۳) ۵۶۵ کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنی ظاہر کردہ جائے رہائش تبدیل کر لی ہو یا مکان سے غیر حاضر ہو۔

۹۔ ایسا ملزم جس کی گرفتاری کیلئے کسی دوسرے پولیس افسر سے ہدایت موصول ہو جس میں جرم کی تصریح ہو۔

۱۰۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۷ کے تحت ایسا شخص جس نے قابل دست اندازی پولیس جرم کا ارتکاب کیا ہو یا اس پر ایسے جرم کے ارتکاب کا الزام ہو۔ پولیس کے مطالبے کے باوجود اپنا نام اور پتہ بتانے سے انکار کر دے یا ایسا نام اور پتہ بتائے جسے مذکورہ پولیس افسر غلط باور کرتا ہو تو وہ اسے گرفتار کرے گا تا کہ اس کا اصل نام و پتہ معلوم کیا جا سکے۔ تاہم اس کا اصل نام و پتہ معلوم ہونے کی صورت میں اسے پرسنل بانڈ پر رہا کیا جائے گا اور ۲۴ گھنٹے میں اس کے نام و پتہ کا تعین نہ کیا جا سکے یا وہ پرسنل بانڈ دینے میں ناکام رہے تو قریبی مجاز مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

ان جرائم کے علاوہ تعزیرات پاکستان میں مندرج متعدد دفعات ہیں جن کے تحت کوئی بھی پولیس افسر ملزم کو بلا وارنٹ گرفتاری گرفتار کر سکتا ہے۔

(۲) جرم نا قابل دست اندازی پولیس

ان سے مراد ایسے جرائم ہیں جن میں پولیس کسی شخص کو بغیر وارنٹ گرفتاری حاصل کئے گرفتار نہیں کر سکتی۔

جرم چاہے قابل دست اندازی پولیس ہو یا نہ ہو بہر حال ملزم کو چاہیئے کہ وہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ تعاون کرے اسی طرح پولیس آفیسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ غیر ضروری طور پر کسی شہری کی آزادی سلب نہ کرے۔ اگر کوئی شخص محسوس کرے کہ پولیس اس کو زیر حراست رکھنے کے بعد اس پر غیر ضروری دباؤ ڈال رہی ہے یا وہ اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کر رہی ہے تو ان حالات میں وہ اس کے خلاف زیر دفعہ ۲۲۰ تعزیرات پاکستان مناسب کاروائی عمل میں لا سکتا ہے جس کے تحت اسے ۷ سال تک قید کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء کی دفعہ ۱۶۷ کے تحت پولیس کی بدچلنی کی متعدد صورتوں کے لیے سزا مقرر ہے۔

صرف پولیس آفیسر ہی تلاشی لے سکتا ہے۔ کوئی پرائیوٹ آدمی تلاشی نہیں لے سکتا اور اس مقصد کیلئے یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر کسی خاتون کی تلاشی لینی مقصود ہو تو صرف خاتون پولیس کی معرفت لی جا سکتی ہے۔ ملزم کے جسم پر ضربات کے نشانات قابل توجہ ہوتے ہیں جو کہ ملزم کیلئے تفتیش کے لحاظ سے بہت اہم اور مفید ہوتے ہیں۔

گرفتاری کے ۲۴ گھنٹوں کے اندر ملزم کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ اگر کسی ملزم کو ناگزیر حالات میں زیر حراست رکھنا مقصود ہوتو اسے زیادہ سے زیادہ ۲۴ گھنٹے تک حراست میں رکھا جاسکتا ہے تاہم اگر پولیس کو گرفتار شدہ شخص سے تفتیش درکار ہوتو مجسٹریٹ کی اجازت سے مجموعی طور پر ۱۵ دن تک نظر بند رکھا جاسکتا ہے۔

واضح رہے کہ ملزم کو پولیس کے ساتھ گرفتاری کے عمل میں تعاون کرنا چاہیے۔ اگر وارنٹ کے بغیر گرفتاری عمل میں آتی ہے اور ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر گرفتار شخص مجسٹریٹ کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا تو ایسی صورت میں گرفتاری غیر قانونی ہے اور کوئی بھی ملزم کی جانب سے عدالت عالیہ (High Court) سے رہائی کیلئے رجوع کرسکتا ہے اور عدالت بیلف کے ذریعے ملزم کو پیش ہونے کا حکم دے گی۔ پولیس مطلوب ملزم کے کسی عزیز، رشتہ دار کو قانوناً گرفتار نہیں کرسکتی۔ ایسی گرفتاری غیر قانونی ہے۔

ضمانت

ضمانت سے مراد عارضی رہائی ہے جو عدالت مجاز مخصوص حالات میں گرفتار شدہ شخص کو دے سکتی ہے تاکہ وہ اپنے مقدمہ کی پیروی کا مناسب انتظام کرسکے۔ اس کے علاوہ فوجداری کاروائی کے کسی مرحلہ پر بھی ضمانت لی جاسکتی ہے۔ جرم خواہ زیر تفتیش ہو یا زیر تجویز عدالت کے اختیارات ضمانت پر کوئی قید نہیں عدالت مجاز اگر مناسب سمجھے تو کسی بھی ملزم کو جرم کی نوعیت کے لحاظ سے مچلکہ یا ضمانت نامہ پر رہا کرسکتی ہے۔ البتہ رہا شدہ شخص پر حاضری کی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ ضمانت نامہ میں ضامن اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ وہ ملزم کو عدالت میں پیش کرنے کا پابند ہوگا بصورت دیگر وہ زرضمانت دے گا۔

کن صورتوں میں ضمانت لی جاسکتی ہے

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۶ کے تحت ایسے تمام جرائم جو کہ قابل ضمانت ہیں ان میں ملزم کا رہا ہونا اس کا حق ہے ایسی ضمانت افسر انچارج پولیس اسٹیشن یا عدالت لے سکتی ہے۔ مذکورہ دفعہ کے تحت کوئی بھی شخص جو جرم قابل ضمانت میں گرفتار ہوا اور ضمانت دینے کیلئے تیار ہوتو اسے ضمانت حاضری پر رہا کردیا جائے گا یا اگر عدالت یا متعلقہ افسر مناسب سمجھے تو ایسے شخص کی ضمانت حاضری لینے کے بجائے اسے ذاتی مچلکہ پر رہا کردے گا جس میں ملزم یہ اقرار کرلے کہ وہ بعدازیں حکم حاضری پر حاضر ہوتا رہے گا۔

جرائم ناقابل ضمانت

زیر دفعہ ۴۹۷ ان جرائم میں ضمانت دی جاتی ہے جو ناقابل ضمانت ہوتے ہیں البتہ اگر عدالت مجاز مناسب خیال کرے تو ملزم کو ضمانت پر رہا کر سکتی ہے۔ لیکن اگر جرائم سنگین نوعیت کے ہوں تب عدالت یہ اختیار استعمال کرنے میں بے حد احتیاط کرے گی مثلاً ایسے جرم میں ملزم کی ضمانت جس کی سزا موت، عمر قید یا دس سال قید ہے۔ اس کے علاوہ اگر دوران تفتیش عدالت کو یہ معلوم ہو کہ اس بات کی کوئی معقول وجوہ نہیں کہ ملزم ناقابل ضمانت جرم کا مرتکب ہوا ہے تو وہ اسے ضمانت پر رہا کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ عدالت کسی ایسے شخص جس کی عمر ۱۶ سال یا اس سے کم ہو یا کوئی عورت یا بیمار یا ضعیف شخص جس پر ایسے جرم کا الزام عائد کیا گیا ہو کو ضمانت پر رہا کر سکتی ہے۔

ضمانت کیلئے لازمی ہے کہ ملزم کے خلاف مقدمہ رجسٹرڈ ہو یا وہ شخص زیر حراست ہو

ضابطہ فوجداری کی دفعہ 498-A کے تحت کوئی بھی عدالت کسی ایسے شخص کو ضمانت پر رہائی نہیں دے سکتی یا ضمانت منظور کئے جانے کی ہدایت نہیں دے سکتی جو زیر حراست نہ ہو یا جس کے خلاف بالفعل کوئی مقدمہ درج نہ ہو کیونکہ ضمانت پر رہا ہونے کا حکم یا یہ ہدایت کہ کسی شخص کی ضمانت منظور کر لی جائے صرف اسی مقدمہ کی نسبت موثر ہوگی جو اس کے خلاف ہو یا رجسٹرڈ ہو۔

مزید وضاحت اور معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412 , 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

جسمانی ضربات سے متعلق سزائیں

تعزیرات پاکستان میں درج سزاؤں میں جو مزید سزائیں شامل کی گئی ہیں ان میں جسمانی ضربات سے متعلق ایک مکمل باب ہے جس میں ضربات کی نوعیت کے لحاظ سے سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ ان تجویز کردہ سزاؤں میں سزائے قید کے علاوہ جرمانہ کی سزائیں بھی شامل ہیں جن کیلئے قانون میں ارش (arsh) ضمان(daman) اور دیت(diyat) کی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں۔ چونکہ ذیل میں بیان کردہ سزاؤں میں ان اصطلاحات کا اکثر ذکر ہوتا ہے اس لئے ان کو بیان کردینا ضروری ہے۔

دیت(diyat) دیت سے مراد معاوضہ کی وہ رقم ہے جو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۲۳ کے تحت مقرر کی گئی ہے جو تیس ہزار چھ سو تیس گرام چاندی یا اس کی مالیت کے برابر رقم ہے۔

ارش (arsh) ارش سے مراد معاوضہ کی وہ رقم ہے جو اس قانون کے تحت مقرر ہے جو مضروب یا اس کے قانونی وارث کو ادا کی جاتی ہے۔

ضمان (daman) ضمان سے مراد معاوضہ کی وہ رقم ہے جس کا تعین عدالت مجاز کرتی ہے اور یہ ان جسمانی ضربات سے متعلق ہے جو ارش کے زمرہ میں نہیں آتیں۔

ضرب (hurt) تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۳۲ کے تحت اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو ایسی اذیت یا جسمانی نقصان پہنچائے جس سے اس کا استعداد کار متاثر ہو یا اس میں کمی آ جائے یا اس ضرر رسانی سے جسم کا کوئی حصہ ناکارہ ہو یا جسم کا کوئی عضو جسم سے علیحدہ ہو جائے تو ایسے جرائم ضرر رسانی کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں جو مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں مثلاً (i) اتلاف عضو(itlaf-i-udw)، (ii) اتلاف صلاحیت عضو(itlaf-i-salahiyyat-i-udw)، (iii) شجہ (shajjah)، (iv) جرح(jurh) اور دیگر ضربات۔

(i) ۔ اتلاف عضو (itlaf-i-udw) ضرر رسانی کا ایسا عمل جس کے نتیجہ میں جسم کا کوئی عضو ضائع ہو جائے یا اسے جسم سے علیحدہ کرنا پڑے تو ایسی ضرب کو اتلاف عضو کہیں گے جس کی سزا زیر دفعہ ۳۳۴ تعزیرات پاکستان قصاص ہے اور اگر قصاص ممکن نہ ہو تو ایس جرم کی سزا ارش اور دس سال تک قید ہے۔

(ii) اتلاف صلاحیت عضو (itlaf-i-salahiyyat-i-udw) اتلاف صلاحیت عضو سے مراد ضرر رسانی کا ایسا عمل ہے جس سے کسی عضو کے کام کرنے کی صلاحیت یا تو مکمل طور ختم ہو جائے یا اس میں کمی آ جائے یا اس کی ہیت تبدیل ہو جائے (disfigurement) کو قانون میں اس جرم کی سزا قصاص اور اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے تو ادائیگی ارش کے علاوہ دس سال تک قید ہے جو اسے بطور تعزیر دی جائے گیا۔

(iii) شجہ (shajjah) شجہ سے مراد سر یا چہرے پر ایسی ضرر رسانی ہے جو نہ تو اتلاف عضو ہے اور نہ اتلاف صلاحیت عضو کے زمرہ میں آتی ہو۔ اس کی مختلف قسمیں ہیں۔ مثلاً شجہ خفیفہ (shajjah-i-khafifah) شجہ موضحہ (shajjah-i-mudihah)، شجہ ہاشمہ (shajjah-i-hashimah)، شجہ منقلہ (shajjah munaqqilah)، شجہ آمہ (shajjah-i-ammah) اور شجہ دامغہ (shajjah-i-damighah)۔ ان جرائم کی سزائیں بطور تعزیر دو سال قید سے لے کر چودہ سال تک ہو سکتی ہیں، اس کے علاوہ جرمانہ بھی بطور ارش ہو سکتا ہے۔

(iv) جرح (jurh) تعزیرات پاکستان کی دفعہ 337-B کے تحت اگر کوئی شخص ماسوائے سر اور چہرے کے جسم کے کسی دیگر حصے کو ضرر پہنچائے جس سے زخم کا نشان مستقل یا عارضی طور پر نظر آئے تو ایسے ضرر کو جرح کہتے ہیں جس کی دو اقسام ہیں (ا) جرح جائفہ (jurh jaifah) اور (۲) جرح غیر جائفہ (jurh ghayr-jaifah)

ا۔ **جرح جائفہ** جرح جائفہ سے مراد ایسا زخم ہے جو جسم کے اندرون تک سرایت کر جائے جس کی سزا زیر دفعہ 337-D دس سال قید اور ایک تہائی دیت کے برابر ارش ہے۔

ب۔ **جرح غیر جائفہ** غیر جائفہ کی مختلف اقسام ہیں مثلاً جلد کا پھٹ جانا، ایسا زخم جس سے خون پھوٹ نکلے، جس سے ہڈی نظر آ جائے تو ایسے جرائم کی سزائیں جرم کی نوعیت کے لحاظ سے ایک سال قید سے لے کر سات سال قید تک ہو سکتی ہیں اس کے علاوہ عدالت مناسب رقم ضمان بطور جرمانہ ادا کر سکتی ہے۔

زہر خورانی سے ضرر پہنچانا تعزیرات پاکستان کی دفعہ J-337 کے تحت زہر خورانی سے ضرر پہنچانے یا اس جرم میں سہولت بہم پہنچانے یا اس میں اعانت کرنے کی صورت میں جرم ثابت ہونے پر جرم کی نوعیت کے لحاظ سے ارش یا ضمان کے علاوہ دس سال تک سزائے قید بطور تعزیر ہوسکتی ہے۔

ضرر کی دیگر اقسام تعزیرات پاکستان کی دفعہ L-337 کے تحت کوئی ایسی ضرب جس کا پہلے ذکر نہ کیا گیا ہو، اور وہ ضرر رسانی کا باعث بنے یا زندگی کو خطرہ میں ڈال دے یا ضرر رسیدہ فرد کو ۲۰ دن یا اس سے زیادہ دنوں کیلئے شدید جسمانی تکلیف میں مبتلا کر دے جس سے وہ معمول کا کاروبار نہ کر سکے تو ایسے جرم میں ضمان اور قید کی سزا ہوسکتی ہے جو کہ دو سال سے سات سال تک ہے۔

چولہا پھٹنے کے واقعات اکثر اوقات یہ پڑھنے میں آتا ہے کہ خواتین کے ساتھ چولہا پھٹنے، تیزاب پھینک کر یا مٹی کے تیل سے جھلسا دینے کے واقعات عام رونما ہوتے ہیں اس قسم کے واقعات اور حالات کی روک تھام کیلئے قانون سازی کی گئی ہے اور اس سلسلے میں حال ہی میں ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ A-174 کو لاگو کیا گیا ہے جس کے تحت ایسے واقعات کی دادرسی کا طریقہ کار دیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ A-174 کے تحت کوئی خاتون یا فرد اگر آگ سے جھلس جائے، اس کا چہرہ، ہاتھ پاؤں یا جسم کے کسی حصہ کو تیزاب سے بگاڑ دیا جائے یا مٹی کے تیل سے جلا دیا جائے تو ایسی صورت میں مضروب کو فوری طور پر کسی قریبی ہسپتال کے میڈیکل آفسر کے پاس لایا جائے گا جس کو کسی صوبائی حکومت نے نامزد کیا ہو اور ساتھ ہی متعلقہ تھانہ انچارج کو مطلع کیا جائے گا تاکہ وقوعہ اس کے علم میں آجائے۔ میڈیکل آفسر اور تھانے کا انچارج مضروب کا بیان ریکارڈ کریں گے تاکہ ان حالات و واقعات کی تحقیق ہو سکے جن میں زخم وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ تاہم اگر مضروب کی حالت ایسی ہو کہ وہ دوبارہ بیان دے سکتا ہو تو مجسٹریٹ ایک اور بیان ریکارڈ کرے گا اور اس بات کی تسلی کرے گا کہ مضروب کسی بھی قسم کے خوف یا دباؤ کے تحت کوئی بیان تو نہیں دے رہا ہے۔ ایسے بیان کی نقل فی الفور متعلقہ سیشن جج، ڈسٹرکٹ سپرینٹنڈنٹ پولیس اور متعلقہ انچارج تھانہ کو بھیجے گا تاکہ مناسب کاروائی بمطابق ضابطہ فوجداری عمل میں لائی جا سکے۔ جیسے کہ ذکر کیا گیا ہے کہ اگر مضروب بیان دینے کے قابل نہ ہو یا اس کی حالت اس بات کی اجازت نہ دیتی ہو کہ وہ مزید بیان ریکارڈ کروا سکے تو موقع پر موجود میڈیکل آفسر کا ریکارڈ کردہ بیان مجسٹریٹ یا متعلقہ ٹرائل کورٹ کو بھیجا جائے گا۔ ایسی صورت میں اگر مضروب کی موت واقع ہو جائے تو اس بیان کو جو کہ ریکارڈ ہوا تھا بیان نزعی کے طور پر بطور شہادت پڑھا جائے گا۔

ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کرنے کا طریقہ کار ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۵۴ اور دفعہ ۱۵۵ پولیس کی ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کرنے سے متعلق ہے۔ ان دفعات کے تحت کوئی بھی شخص پولیس کو ایسے وقوعہ کے بارے میں زبانی یا تحریری اطلاع دے سکتا ہے۔ اگر اطلاع پولیس تھانے کے انچارج کو زبانی طور پر دی گئی ہو تو وہ اسے تحریر میں لانے کے بعد اطلاع دہندہ کو پڑھ کر سنائے گا اور اس پر اطلاع دہندہ کے دستخط لے گا۔ یاد رہے کہ ایف۔ آئی۔ آر کی روشنی میں ہی قانون کے ضابطوں کے تحت ملزمان کے خلاف کاروائی کی جا سکتی ہے۔ تھانے کا انچارج اس بات کا پابند ہے کہ وہ ایسی کوئی بھی اطلاع ملنے پر رپورٹ درج کرے، بصورت دیگر اس کے خلاف محکمانہ کاروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ اسی طرح تھانے کا انچارج اس بات کا بھی پابند ہے کہ وہ درست رپورٹ درج کرے بصورت دیگر اسے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۶۷ کے تحت قید اور جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9209412 , 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

جرائم قابل راضی نامہ اوران کے قانونی اثرات

ضابطہ فوجداری (Criminal Procedure Code 1898) کی دفعہ ۳۴۵ تعزیرات پاکستان (Pakistan Penal Code 1860) میں شامل ان جرائم کی نشاندہی کرتی ہے جو چند مخصوص شرائط کے تحت قابل راضی نامہ ہیں۔ اس دفعہ کے تحت ان جرائم کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک قسم کے جرائم وہ ہیں جن میں متاثرہ شخص سے براہ راست راضی نامہ کیا جاسکتا ہے جبکہ دوسری قسم میں وہ جرائم شامل ہیں جن میں متاثرہ شخص کے علاوہ عدالت کی اجازت بھی ضروری ہے۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۴۵ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت وہ جرائم ہیں جن میں راضی نامہ کیلئے عدالت کی اجازت ضروری نہیں ہے۔ قانوناً ضرر رسیدہ شخص ہی راضی نامہ کرنے کا مجاز ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

1	۲	۳	۴
جرم زیر دفعہ	جرم کی نوعیت	مصالحت کا مجاز شخص	تعزیرات پاکستان کے تحت تجویز کردہ سزا
298	کسی کے مذہبی جذبات مجروح کرنا	وہ شخص جس کے جذبات مجروح ہوئے ہوں	ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں
341	مزاحمت بے جا	وہ شخص جس کی مزاحمت بے جا کی جائے	ایک ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں
342	حبس بے جا میں رکھنا	وہ شخص جس کو حبس بے جا میں رکھا گیا ہو	ایک سال قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں
352	مجرمانہ حملہ کرنا	وہ شخص جس پر مجرمانہ حملہ کیا گیا ہو	۳ ماہ قید یا پانچ سو روپیہ جرمانہ یا دونوں
374	غیر قانونی جبری محنت	وہ شخص جسکو جبری محنت کرنے پر مجبور کیا گیا ہو	۵ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
426	نقصان رسانی یا زیاں پہنچانا	وہ شخص جس کو نقصان پہنچایا جائے	۳ ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں
427	۵۰ روپے یا اس سے زائد نقصان پہنچانا	ایضاً	۲ سال قید یا جرمانہ یا دونوں

۱	۲	۳	۴
447	مداخلت بے جا مجرمانہ	اس جائیداد کا قابض شخص جس میں مداخلت بے جا کی جائے	۳ ماہ قید یا پانچ سو روپیہ جرمانہ یا دونوں
448	مداخلت بے جا خانہ	جس کے گھر میں مداخلت بے جا کی جائے	ایک سال قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں
491	کسی بیکس شخص کی ضروریات کی فراہمی کی خدمت کے معاہدہ کی خلاف ورزی	وہ شخص جس کے ساتھ مجرم نے معاہدہ کیا ہو	۳ ماہ قید یا دو سو روپیہ جرمانہ یا دونوں
500 تا 502	کسی فرد کی توہین کرنا، زبانی، تحریری یا چھاپ شدہ مواد کی صورت میں	وہ شخص جس کی توہین کی گئی ہو	۲ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
504	توہین آمیز ناشائستہ الفاظ سے اشتعال دلانا	جس کو اشتعال دلایا گیا ہو	۲ سال قید اور جرمانہ یا دونوں
506	تخویف مجرمانہ جس میں ضرب شدید یا موت کی دھمکی شامل نہ ہو	جس کو دھمکی دی ہو	۲ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
508	کوئی غیر قانونی فعل جس سے کسی شخص کو یقین دلایا جائے کہ اس کے نہ کرنے پر وہ غضب الٰہی کا شکار ہوگا	جس کو ایسے یقین دلایا گیا ہو	ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۴۵ کی ذیلی دفعہ (۲) کے تحت دیئے گئے قابل راضی نامہ جرائم کی تفصیل جن کا راضی نامہ اس عدالت کی اجازت سے ہی ممکن ہے جس میں مقدمہ زیر سماعت ہو۔ یہ راضی نامہ صرف ان اشخاص کی طرف سے ہوسکتا ہے جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے۔

جرم زیر دفعہ	جرم کی نوعیت	مصالحت کرانے کا مجاز شخص	تعزیرات پاکستان میں تجویز کردہ سزا
302	قتل عمد	مقتول کے ورثاء	قصاص یا سزائے موت، عمر قید یا ۲۵ سال تک قید
303	قتل زیر اکراہ تام	ایضاً	۱۰ سال قید

جرم زیر دفعہ	جرم کی نوعیت	مصالحت کرانے کا مجاز شخص	تعزیرات پاکستان میں تجویز کردہ سزا
308	قتل عمد جو موجب قصاص نہ ہو	مقتول کے ورثاء	دیت اور ۱۴ سال قید کی سزا
316	قتل شبہ عمد	ایضا	دیت اور ۱۴ سال قید کی سزا
319	قتل خطا	ایضا	دیت اور ۵ سال قید کی سزا
320	قتل خطا بوجہ تیز رفتاری یا لاپرواہی ڈرائیونگ	ایضا	دیت اور ۱۰ سال قید کی سزا
322	بالسبب قتل کرنا	ایضا	دیت
324	قتل عمد کا اقدام کرنا	جس کے خلاف اقدام قتل کا جرم ہوا تھا	ارش یا زخمی ہونے کی صورت میں ۷ سال قید کی سزا ارش، قصاص، جرمانہ اور ۱۰ سال قید کی سزا یا زخمی ہونے کی صورت میں ۷ سال قید کی سزا
334	اتلاف عضو	مضروب شخص	قصاص، ارش اور مختلف قسم کی تعزیراتی سزائیں
336	اتلاف صلاحیت عضو	جس کو ضرر پہنچایا گیا	۱۰ سال قید کی سزا
337-A	ہر قسم کا شجہ	ایضاً	ضمان، ارش اور مختلف تعزیراتی سزائیں
337-D	جائفہ	ایضاً	ارش اور دو سال قید
337-F	ہر قسم کا غیر جائفہ	ایضاً	ضمان، ارش اور مختلف تعزیراتی سزائیں
337-G	جلد بازی یا غفلت سے گاڑی چلا کر ضرر پہنچانا	ایضاً	ارش، ضمان اور پانچ سال تک قید
337-H	جلد بازی یا غفلت سے سرزد فعل سے ضرر کا باعث ہونا	ایضاً	تین ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں
337-I	غلطی سے ضرر کا باعث ہونا	ایضاً	ارش یا ضمان
337-J	زہر خورانی سے ضرر پہنچانا	ایضاً	ارش یا ضمان اور دس سال تک قید کی سزا
337-K	جبراً اقبال کرنے یا جائیداد کی واپسی پر مجبور کرنے کیلئے ضرر کا باعث ہونا	ایضاً	دس سال تک قید کی سزا
337-L	دیگر ضرر	ایضاً	ضمان یا دو سال تک قید یا دونوں

جرم زیر دفعہ	جرم کی نوعیت	مصالحت کرانے کا مجاز شخص	تعزیرات پاکستان میں تجویز کردہ
337-M	ضرر جو قصاص کا مستوجب نہ ہو	جس کو ضرر پہنچایا گیا	جرم کی نوعیت کے مطابق ارش اور تعزیراتی سزا
337-N	ایسی صورتیں جن میں ضرر کیلئے قصاص نافذ نہیں کیا جائے گا	ایضاً	تعزیر
338-A	اسقاط حمل	مظلوم خود یا اس کے ورثاء	۳ سال قید اور سزا جو کہ چوٹ یا موت اگر واقع ہو جائے کی نوعیت کے مطابق ہو
338-C	اسقاط جنین	ایضاً	دیت، تعزیر، ۷ سال قید اور سزا جو کہ چوٹ یا موت اگر واقع ہو جائے کی نوعیت کے مطابق
343	کسی کو ۳ دن یا اس سے زیادہ عرصہ کیلئے حبس بے جا میں رکھنا	وہ شخص جو محبوس رہا ہو	۲ سال قید اور جرمانہ یا دونوں سزائیں
346	حبس بے جا (مخفی طور پر رکھنا)	ایضاً	۲ سال قید کی سزا
357	کسی پر حبس بے جا کے لیے اقدام بر حملہ یا جبر مجرمانہ	وہ شخص جس پر حملہ یا جبر مجرمانہ کیا جائے	ایک سال قید ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں
403	تصرف بے جا مجرمانہ جائیداد منقولہ	جائیداد کا مالک	۲ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
417	دغا یا فریب دینا	جس شخص کو دھوکہ دیا گیا ہو	ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں
418	کسی ایسے شخص کو دھوکہ دینا جس کے حق کی حفاظت مجرم پر قانوناً یا بلحاظ معاہدہ قانونی واجب ہے	ایضاً	تین سال قید جرمانہ یا دونوں
419	دوسرا شخص بن کر دغا کرنا	ایضاً	۷ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
420	دھوکہ دینا اور بددیانتی سے مال حوالے کرنے کی تحریک کرنا	ایضاً	ایضاً

جرم زیر دفعہ	جرم کی نوعیت	مصالحت کرانے کا مجاز شخص	تعزیرات پاکستان میں تجویز کردہ
430	زراعت کیلئے پانی کی سپلائی کو شرارتاً کم کرنا	وہ شخص جس کو نقصان پہنچا ہو	۵ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
451	حملہ کرنے کی نیت سے کسی کے گھر میں مداخلت بے جا کرنا	وہ شخص جس کے گھر میں مداخلت کی گئی ہو	۷ سال تک قید کی سزا
494	شوہر یا بیوی کی بغیر اجازت دوسری شادی کرنا	شوہر یا بیوی جس نے شادی کی ہو	۷ سال تک قید یا جرمانہ
509	کسی عورت کی حیا کی اشارہ یا فعل سے توہین کرنا	وہ عورت جسکے ساتھ ایسا سلوک ہوا ہو	ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں
482	جھوٹا نشان تجارت یا ملکیت فروخت کرنے کی سزا	جس شخص کو ویسے استعمال سے نقصان پہنچا ہو	ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں
483	کسی دوسرے کے زیر استعمال نشان تجارت یا نشان ملکیت کی تلبیس کرنا	وہ شخص جس کے نشان تجارت یا نشان ملکیت کی تلبیس کی جائے	۲ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
486	جان بوجھ کر ایسا مال فروخت کرنا یا فروخت کرنے کیلئے اپنے قبضے میں رکھنا یا اس کی تجارت کرنا یا ساخت کرنا جس پر ملتبس نشان تجارت یا نشان ملکیت بنا ہوا ہو	ایضاً	ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۴۵ میں راضی نامہ کا طریقہ کار اور اس کے اثرات کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔ مثلاً اس ضابطہ کے تحت کوئی جرم قابل راضی نامہ ہو تو ویسے جرم کی اعانت کا یا ویسے جرم کے ارتکاب کے اقدام کا (جب ایسا اقدام بذات خود جرم ہو) اسی طرح راضی نامہ کیا جاسکتا ہے لیکن اگر کوئی شخص جو راضی نامہ کرنے کا مجاز نہ ہو یعنی ۱۸ سال سے کم عمر ہو، فاتر العقل یا پاگل ہو اس کی طرف سے کوئی بھی شخص جو قانونی طور پر معاہدہ کرنے کا مجاز ہو عدالت کی

اجازت سے راضی نامہ داخل کر سکتا ہے لیکن اگر ملزم کو سزا ہوگئی ہو اور اس کی اپیل تصفیہ طلب ہو تو متعلقہ عدالت اپیل کی اجازت کے بغیر راضی نامہ ممکن نہ ہے۔ البتہ عدالت عالیہ اور سیشن عدالتیں اپنے اختیارات نگرانی کو بروئے کار لاتے ہوئے کسی شخص کو اس جرم میں راضی نامہ کی اجازت دے سکتی ہیں جن کے راضی نامہ کے وہ مجاز ہوں اگر کسی شخص کا راضی نامہ منظور کر لیا جاتا ہے تو وہ راضی نامہ ملزم کی بریت کا اثر رکھے گا لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ راضی نامہ قانون کے تحت عمل میں لایا گیا ہو۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412 , 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

لاؤڈ سپیکر اور مکبر الصوت آلات (Sound Amplifiers) کا غیر قانونی استعمال

دوسروں کے آرام میں خلل ڈالنا اور انھیں ذہنی اذیت پہنچانا ہر مہذب معاشرے اور خصوصاً اسلامی معاشرے میں ایک ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہمارے ملک میں نہ صرف ہوٹلوں، بازاروں اور دیگر عوامی مقامات پر منعقدہ تقریبوں اور جلسوں کے موقعوں پر انتہائی اونچی آواز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال کیا جاتا ہے بلکہ گلی کوچوں میں مختلف اشیاء بیچنے کیلئے بھی ایسے آلات استعمال کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح اکثر مساجد میں آذان اور خطبہ جمعہ کے علاوہ بھی وعظ و نصیحت اور دیگر منعقدہ دینی محافل میں لاؤڈ سپیکر کا بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے نہ صرف قرب و جوار میں موجود لوگوں کے آرام میں خلل پڑتا ہے اور مریضوں کی تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ طلباء کی پڑھائی بھی متاثر ہوتی ہے۔ ملک بھر میں لاؤڈ سپیکر کے مضر انداز سے استعمال پر پابندی عائد ہے۔ اور اسکے استعمال کو انضباط لاؤڈ سپیکر و آلات مکبر الصوت آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء (The W.P. Regulation and Control of Loudspeakers and Sound Amplifiers Ordinance 1965) کے تحت ریگولیٹ کیا گیا ہے اور اس کے غیر قانونی استعمال پر پابندی عائد کرتے ہوئے اس کیلئے سزا مقرر کی گئی ہے۔

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۲(۱) کی رو سے لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر حسب ذیل پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔

(۱) لاؤڈ سپیکر کو کسی پبلک مقام پر کسی ایسے طریقے سے استعمال نہیں کیا جا سکتا جس سے اس علاقے کے باشندوں کو تکلیف یا ضرر پہنچے۔

(۲) کسی عبادت گاہ کے قرب و جوار میں عبادت کے اوقات میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال نہیں کیا جائے گا۔

(۳) اگر نزدیک ہی کوئی ہسپتال واقع ہو جہاں مریض داخل کیے جاتے ہوں تو کسی بھی وقت لاؤڈ سپیکر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) کسی تعلیمی ادارے، عدالت، ہسپتال جہاں مریضوں کو داخل کرنے کی سہولت موجود نہ ہو اور کسی دیگر سرکاری ادارے یا دفتر کے قریب ان کے اوقات کار کے دوران لاؤڈ سپیکر اس انداز سے استعمال نہیں کیا جا سکتا جس سے ان اداروں کے کام میں کسی قسم کی مداخلت ہو۔

(۵) کسی مسجد، گرجا گھر، مندر یا دیگر عبادت گاہ میں اس انداز سے اتنی آواز سے لاؤڈ سپیکر استعمال نہیں کیا جا سکتا جس سے نکلنے والی آواز اس مسجد، گرجا، مندر، یا دیگر عبادت گاہ سے باہر جا سکے۔

(۶) کسی سرکاری یا نجی جگہ پر فرقہ وارانہ یا اختلافی نوعیت کی تقریریں لاؤڈ سپیکر پر نہیں کی جا سکتیں جبکہ ایسی

تقریروں سے بدامنی پیدا ہونے کا امکان ہو اور ایسی تقریریں اس مقام سے (جہاں لاؤڈ سپیکر نصب ہو) باہر یا قرب و جوار میں سنائی دیتی ہوں۔

تاہم ذیلی دفعہ (۲) کی رو سے مندرجہ بالا پابندیوں کا اطلاق جمعہ کی نماز اور خطبہ، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں اور خطبات اور تمام آذانوں پر نہیں ہوگا جبکہ آواز مناسب رکھی گئی ہو۔

سزا: درج بالا قانون کی دفعہ ۳ کی رو سے جو شخص لاؤڈ سپیکر سے متعلق مندرجہ بالا دیئے ہوئے احکام کی خلاف ورزی کرے گا، اسے ایک ماہ قید محض یا دو سو روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح دفعہ ۴ کی رو سے سب انسپکٹر پولیس یا اس سے اوپر کا کوئی افسر اس بات کا اختیار رکھتا ہے کہ ایسے لاؤڈ سپیکر یا آواز کو بلند کرنے والے کسی دوسرے آلے کو اپنے قبضے میں لے لے جسے اس آرڈیننس کے تحت کسی جرم میں استعمال کیا گیا ہو یا جس کے بارے میں ایسے کسی جرم میں استعمال کئے جانے کا شبہ ہو اور اس طرح قبضے میں لئے گئے لاؤڈ سپیکر کو مجاز عدالت کے سامنے پیش کرے۔

دفعہ ۵ کی رو سے اس آرڈیننس میں مذکور جرائم قابل دست اندازی پولیس ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص لاؤڈ سپیکر کے بارے میں ان جرائم کے ارتکاب کی رپورٹ پولیس کے پاس کرے تو پولیس اس پر کاروائی عمل میں لائے گی۔ دفعہ ۶ کی رو سے اس آرڈیننس میں مذکور جرائم کی سماعت مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت کرے گی۔ اسی طرح دفعہ ۷ کی رو سے عدالت اس آرڈیننس کے تحت کسی جرم میں استعمال ہونے والے لاؤڈ سپیکر یا آلات کی ضبطی کے احکام بھی جاری کرسکتی ہے۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر I
قانون و انصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9208752
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل www.ljcp@ljcp.com.pk

منشیات کی تیاری، استعمال، تحویل اور کاروبار سے متعلق جرائم اور ان کی سزائیں

منشیات کے استعمال کے نقصانات نہ صرف متعلقہ افراد بلکہ پورے معاشرے کیلئے محتاج بیان نہیں۔ حکومت نے نشہ آور اشیاء پر کنٹرول سے متعلق ایک جامع قانون نشہ آور اشیاء پر کنٹرول کا ایکٹ ۱۹۹۷ء (The Control of Narcotic substances Act, 1997) کے نام سے نافذ کیا ہے جس کے ذریعے نشہ آور اشیاء کی کاشت، تیاری اور نقل وحمل وغیرہ کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور اس قانون کے احکام کی خلاف ورزی کی صورت میں مختلف سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ اس قانون کے ذریعے حسب ذیل کی ممانعت کی گئی ہے۔

نشہ آور پودوں کی کاشت اور اس کی سزا دفعہ ۴ کی رو سے کوئی شخص حشیش، کوکا یا افیون کے پودے کاشت نہیں کرے گا اور نہ ہی ان پودوں کے کسی حصے کو جمع کرے گا۔ تاہم شرط یہ ہے کہ وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت مقررہ شرائط پر لائسنس کے تحت طبی، سائنسی یا صنعتی مقاصد کیلئے ان پودوں یا ان میں سے کسی ایک کو کاشت کرنے یا ان کے کسی حصے کو جمع کرنے کی اجازت دے سکتی ہے دفعہ ۵ کی رو سے دفعہ ۴ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے پر سات سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

نشہ آور ادویہ کی تیاری، خرید وفروخت اور درآمد و برآمد وغیرہ اور اس کی سزا دفعہ ۶ کی رو سے کوئی شخص کوئی نشہ آور دوا یا ذہن کو متاثر کرنے والا کوئی مادہ نہ تو پیدا کرے گا، نہ بنائے گا، نہ کشید کرے گا، نہ تیار کرے گا، نہ قبضے میں رکھے گا، نہ فروخت کرے گا، نہ فروخت کیلئے پیش کرے گا، نہ خریدے گا، نہ تقسیم کرے گا، نہ کسی کے حوالے کرے گا اور نہ کہیں بھیجے گا یا روانہ کرے گا ماسوائے اس کے کہ ایسا طبی، سائنسی یا صنعتی مقاصد کیلئے کیا جائے اور ایسے طریقے سے اور ان شرائط کے تحت کیا جائے جو اس ایکٹ کے تحت یا کسی اور نافذ العمل قانون کے تحت مقرر ہوں۔ اسی طرح دفعہ ۷ کی رو سے کوئی شخص کوئی نشہ آور دوا یا ذہن کو متاثر کرنے والا کوئی مادہ یا کنٹرول کیا گیا کوئی مادہ پاکستان میں درآمد یا بیرون ملک برآمد نہیں کرے گا یا پاکستان کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ یا جہاز کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں بھیجے گا ماسوائے اس کے کہ اس دفعہ کی ذیلی دفعہ ۲ کے تحت وضع کردہ قواعد کے تحت لائسنس، پرمٹ یا اختیار کی شرط کے تحت ایسا کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔ دفعہ ۸ کی رو سے کوئی شخص کوئی نشہ آور دوا یا ذہن کو متاثر کرنے والا کوئی مادہ یا کنٹرول کیا گیا کوئی مادہ کہیں سے لانے یا کہیں لے جانے کا انتظام نہیں کرے گا اور نہ اس مقصد کیلئے کوئی مالی مدد فراہم کرے گا۔

جو شخص دفعہ ۶، ۷ یا ۸ کے احکام کی خلاف ورزی کرے گا تو دفعہ ۹ کی رو سے اسے دو سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی بشرطیکہ نشہ آور دوا یا ذہن کو متاثر کرنے والا کوئی مادہ یا کنٹرول کیا گیا کوئی مادہ سو گرام یا اس سے کم۔ اگر ایسا کوئی مادہ سو گرام سے زیادہ لیکن ایک کلوگرام سے متجاوز نہ تو ایسی صورت میں اسے سزائے قید دی جائے جو کسی صورت میں تین سال سے کم نہیں گی اور جرمانہ کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ اور اگر نشہ آور دوا، ذہن کو متاثر کرنے والا کوئی مادہ یا کنٹرول کیا گیا کوئی مادہ مذکورہ حد سے تجاوز کر جائے تو متعلقہ شخص کو موت، عمر قید یا ۱۴ سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانہ بھی کیا جائے گا جو ایک ملین روپے سے کم نہیں گا۔ تاہم یہ مقدار دس کلوگرام سے زائد نے کی صورت میں کم از کم عمر قید کی سزا ضرور دی جائے گی۔

نشہ آور اُدویہ وغیرہ تیار کرنے کیلئے عمارت اور مشینری رکھنا یا اسکا انتظام کرنا اور اس کی سزا

دفعہ ۱۰ کی رو سے کوئی شخص کسی عمارت یا جگہ یا آلات یا مشینری برائے تیاری حشیش، کوکین افیون یا افیون سے حاصل شدہ مواد، نشہ آور ادویہ، ذہن کو متاثر کرنے والا مادہ یا کنٹرول کیا گیا مادہ کا نہ تو مالک بنے گا، نہ انتظام کرے گا، نہ چلائے گا اور نہ نگرانی کرے گا سوائے اسکے کہ یہ سب کچھ وہ لائسنس میں دیے ہوئے شرائط کے مطابق اور مقررہ فیس ادا کر کے کر رہا ہو۔ دفعہ ۱۱ کے مطابق دفعہ ۱۰ کے احکام کی خلاف ورزی پر ۲۵ سال تک کیلئے سزائے قید دی جا سکتی ہے جو کسی صورت میں ۱۰ سال سے کم نہیں ہوگی اور جرمانے کی سزا بھی دی جا سکتی ہے جو پانچ لاکھ روپے سے کم نہیں ہوگی۔

نشہ آور اشیاء سے متعلق جرائم کے ذریعے حاصل ہونے والے اثاثوں کو اپنے قبضے میں رکھنا اور اسکی سزا

دفعہ ۱۲ کی رو سے کوئی شخص جان بوجھ کر ایسے اثاثوں کو نہ تو اپنے قبضے میں لے گا، نہ حاصل کرے گا، نہ استعمال کرے گا جو بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر اپنے نام سے یا اپنے ساتھیوں کے نام سے یا رشتہ داروں کے نام سے یا کسی دیگر شخص کے نام سے اس طرح اخذ کئے گئے ہوں یا پیدا کئے گئے ہوں یا حاصل کئے گئے ہوں جو خطرنات ادویہ ایکٹ ۱۹۳۰(The Dangerous Drugs, Act, 1930)، کسٹم ایکٹ ۱۹۶۹(The Customs Act, 1969) امتناع نفاذ حد آرڈر ۱۹۷۹(The Prohibitation (Enforcement of Hadd) Order 1979) قانون ھذا یا نافذ العمل کسی اور قانون کے تحت قابل سزا جرم ہوں۔ اسی طرح کوئی شخص جان بوجھ کر مذکورہ بالا اثاثوں کو کسی دوسرے شخص کی طرف سے نہیں لے گا یا اپنے قبضے میں نہیں کرے گا اور نہ کوئی شخص جان بوجھ کر ایسے اثاثوں کی اصل نوعیت، منبع، مقام وقوع، تصرف، نقل وحرکت، حقیقت یا ملکیت کو چھپائے گا یا انکی شکل تبدیل کرے گا۔ دفعہ ۱۳ کی رو سے

دفعہ۱۲ کے احکام کی خلاف ورزی کی صورت میں متعلقہ شخص کو۱۴ سال کے کیلئے سزائے قید دی جاسکتی ہے جو۵ سال سے کم نہیں ہوگی اور اسے جرمانے کی سزا بھی دی جائے گی جو اثاثوں کی موجودہ قیمت سے کم نہیں ہوگی اور یہ اثاثے وفاقی حکومت کی طرف سے قابل ضبطی ہونگے۔

نشہ آور اشیاء سے متعلق جرائم میں مدد، تعاون یا تعلق کی ممانعت اور اسکی سزا دفعہ۱۴ کی رو سے کوئی شخص اندرون ملک یا بیرون ملک قانون ھذا کے تحت قابل سزا کسی جرم میں حصہ نہیں لے گا نہ اس سے کوئی تعلق رکھے گا، نہ ایسے جرم کے ارتکاب کی سازش یا اقدام کرے گا، نہ اس سلسلے میں کسی کی مدد یا تعاون کرے گا، نہ کسی کو کوئی سہولت مہیا کرے گا اور نہ ایسے جرم کے ارتکاب پر کسی کو ابھارے گا یا ترغیب یا مشورہ دے گا۔ جو شخص دفعہ۱۴ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی جرم میں شرکت کرے یا اس سے تعلق رکھے یا اسکے ارتکاب کی سازش یا اقدام یا اس میں مدد یا تعاون کرے یا کوئی سہولت مہیا کرے یا اسکے ارتکاب پر ابھارے یا ترغیب دے یا مشورہ دے تو خواہ اسکے نتیجے میں جرم واقع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو تو وہ دفعہ۱۵ کی رو سے مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ۱۱۶ میں موجود کسی امر کے باوجود اس جرم کیلئے مقررہ سزا کا مستوجب ہوگا۔

کسی ایسے جرم کا ارتکاب جسکے لئے کوئی سزا مقرر نہیں ہے دفعہ۱۶ کی رو سے جو شخص اس ایکٹ یا اسکے تحت بنے ہوئے قوائد میں سے کسی قاعدے یا حکم یا کسی لائسنس یا پرمٹ یا اجازت نامے کی کسی شق کی خلاف ورزی کرے گا جسکے لئے اس باب میں الگ سے کوئی سزا مقرر نہ ہو تو اسے ایک سال تک کیلئے سزائے قید اور پانچ ھزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

کارسرکار میں مداخلت کی سزا دفعہ۱۷ کی رو سے جو شخص اس قانون کے تحت ڈیوٹی انجام دینے والے کسی افسر کے کام میں مداخلت کرے گا یا کوئی رکاوٹ پیدا کرے گا یا دیدہ دانستہ اسے ایسی اطلاع فراہم کرے گا جو اسکے علم ویقین کے مطابق غلط ہو تو اسے تین سال تک کیلئے سزائے قید بامشقت یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

جرمانے کی حد دفعہ۱۸ کی رو سے جہاں اس قانون کے تحت کسی جرم کیلئے کم از کم جرمانے کی حد مقرر نہ ہوئی ہو تو خصوصی عدالت نشہ آور دوا یا ذھن کو متاثر کرنے والے مادے یا کنٹرول کئے ہوئے مادے کی خاصیت اور مقدار کو ملحوظ رکھتے ہوئے جرمانہ عائد کرے گی اور جہاں خصوصی عدالت ھدایت کرے کہ مجرم کو جرمانے کی عدم ادائیگی میں قید کیا جائے تو ایسی قید اس زیادہ سے زیادہ قید کی چوتھائی سے کم نہیں ہوگی جو قانون ھذا کے تحت اس جرم کیلئے مقرر کی گئی ہو۔

مجرم کی گرفتاری اوراس کے اثاثہ جات کی ضبطی دفعہ ۱۹ کی رو سے دفعہ ۱۳ میں مذکور کسی امر کے باوجود اگر خصوصی عدالت نے کسی شخص کواس ایکٹ کے تحت کسی جرم کا مرتکب پایا ہواور اسے تین سال سے زائد قید کی سزا دی ہوتو عدالت اسکے ایسے اثاثہ جات کی جواس نے نشہ آوراشیاء کے کاروبار میں بنائے ہوں بحق وفاقی حکومت ضبطی کا بھی حکم دے گی الا یہ کہ وہ مطمئن ہو کہ یہ اثاثے یا انکا کوئی جز وایسے کاروبار سے حاصل نہیں کیا گیا ہے جسکا ثبوت پیش کرنا ملزم کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح دفعہ ۲۰ کی رو سے خصوصی عدالت کسی بھی ایسے شخص کی ورنٹ گرفتاری جاری کرسکتی ہے جسکے بارے میں شبہ ہو کہ اس نے اس ایکٹ کے تحت قابل سزا کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے یا کسی ایسی عمارت، جگہ یا احاطے یا گاڑی کی دن یا رات کے وقت تلاشی کیلئے وارنٹ جاری کرسکتی ہے جہاں اسکے یقین کے مطابق کوئی ایسی نشہ آور ادویہ، ذھن کو متاثر کرنے والا مواد یا کنٹرول کیا گیا مواد چھپا کر رکھا گیا ہو جواس ایکٹ کے تحت جرم کے زمرے میں آتا ہو۔ اسی طرح دفعہ ۲۱ کی رو سے وفاقی یا صوبائی حکومت کی طرف سے با اختیار کم از کم سب انسپکٹر رینک کا پولیس آفسر اگر اپنی ذاتی معلومات یا کسی کی دی گئی اطلاع پر یہ رائے رکھتا ہو کہ کوئی ایسی نشہ آور ادویہ، ذھن کو متاثر کرنے والا مواد یا کنٹرول کیا گیا مواد جسکا رکھنا اس ایکٹ کے تحت جرم کے زمرہ میں آتا ہو، کسی عمارت، جگہ، احاطہ یا گاڑی میں چھپا کر رکھا گیا ہے اور تلاشی کیلئے وارنٹ حاصل کرنے میں شہادت ضائع ہونے یا ملوث شخص کے بچ نکلنے کا خطرہ ہوتو وہ بغیر وارنٹ کے تلاشی لینے کیلئے وہاں داخل ہوسکتا ہے اور مدافعت کی صورت میں اندر داخل ہونے کے لیے کسی بھی دروازے یا رکاوٹ کو توڑ سکتا ہے اور مذکورہ مواد کے علاوہ ایسے دیگر مواد کو بھی قبضے میں لے سکتا ہے جو مذکورہ مواد کی تیاری میں استعمال ہوتا ہو۔ اسی طرح وہ مذکورہ مواد کے علاوہ دیگر ایسی کسی چیز کو بھی قبضے میں لے سکتا ہے جواس ایکٹ کے تحت قابل ضبطی معلوم ہواور کسی ایسی دستاویز یا دیگر چیز کو بھی قبضے میں لے سکتا ہے جواس ایکٹ کے تحت قابل سزا کسی جرم کیلئے شہادت فراھم کرتا ہو۔ اسی طرح وہ کسی بھی ایسے شخص کو حراست میں لے سکتا ہے یا اسکی تلاشی لے سکتا ہے یا اگر مناسب سمجھے تو اسے گرفتار کرسکتا ہے جسکے بارے میں وہ باور کرتا ہو کہ اس نے اس ایکٹ کے تحت قابل سزا کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ مذکورہ پولیس آفسر ملزم کے خلاف کاروائی عمل میں لانے سے پہلے یا متصل بعد جرم سے متعلق موصولہ اطلاع اور مجوزہ کاروائی کی وجوہات قلمبند کر کے اسکی نقل فوری طور پر اپنے بالا آفسر کو روانہ کرے گا۔

دفعہ ۲۳ کی رو سے اگر اس بات کا شبہ کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ کوئی گاڑی مذکورہ ایکٹ کے احکام کے بر خلاف کوئی نشہ آور ادویہ یا ذھن کو متاثر کرنے والا مواد وغیرہ لے جانے کیلئے استعمال کی جارھی ہے یا استعمال کی جائے گی تو با اختیار پولیس آفسر مذکورہ گاڑی کو روک سکتا ہے اور اگر وہ کوئی ہوائی جہاز ہوتو وہ اسے اتارنے پر مجبور کرسکتا ہے اور انکی تلاشی لیتے ہوئے ان میں موجود اشیاء کا معائنہ کرسکتا ہے۔

اختیارات کا غلط استعمال اور اسکی سزا دفعہ ۲۶ کی رو سے اگر کوئی بااختیار پولیس افسر بغیر کسی معقول وجہ یا شبہ کے کسی عمارت، جگہ یا گاڑی کی تلاشی لے گا یا بدنیتی سے غیر ضروری طور پر نشہ آور اشیاء یا دیگر ایسی اشیاء قبضے میں لینے کے بہانے کسی شخص کا کوئی مال قبضے میں لے گا یا اس شخص کو حراست میں لے گا یا اسکی تلاشی لے گا یا اسے گرفتار کرے گا تو اسے تین سال تک سزائے قید دی جائے گی اور اسے ۲۵ ہزار روپے جرمانہ بھی کیا جائے گا۔

اختیارِ حصول معلومات دفعہ ۱۳ کی رو سے بااختیار پولیس آفسر اس ایکٹ کی کسی خلاف ورزی کی تحقیقات کے دوران یہ معلوم کرنے کیلئے کہ اس ایکٹ کی کسی شق یا اسکے تحت بنے ہوئے کسی قاعدے یا حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہوئی ہے کسی بھی شخص سے معلومات حاصل کر سکتا ہے اسی طرح کسی بھی شخص سے کوئی ایسی دستاویز یا چیز طلب کر سکتا ہے جو تحقیقات سے متعلق اور اس میں مددگار معلوم ہو اور کسی بھی ایسے شخص سے پوچھ گچھ کر سکتا ہے جو کیس کے حقائق اور حالات سے آگاہی رکھتا ہو۔ اسی طرح کسی بینک اور دیگر مالیاتی ادارے سے بھی کوئی بھی معلومات حاصل کر سکتا ہے۔

جرم کی تفتیش یا کاروائی میں بین الاقوامی تعاون اس ایکٹ کی دفعہ ۵۶ کی رو سے وفاقی حکومت کسی بھی دوسرے ملک کی بااختیار اتھارٹی کو اس ایکٹ کے تحت سرزد کسی جرم کی تفتیش یا کاروائی میں قانونی مدد کیلئے درخواست کر سکتی ہے۔ اور کسی دوسرے ملک کی طرف سے موصولہ ایسی کسی درخواست پر غور کر سکتی ہے۔ اسی طرح دفعہ ۵۷ کی رو سے کسی بھی دوسرے ملک سے نہ صرف کوئی گواہی قلمبند کرنے یا کوئی دیگر دستاویز وغیرہ فراہم کرنے کیلئے بلکہ پاکستان میں جاری تفتیش یا کاروائی سے متعلق اس دوسرے ملک میں موجود اشیاء کی وارنٹ تلاشی کیلئے درخواست کر سکتی ہے۔

مزید معلومات کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر: 051-9208752
فیکس نمبر: 051-9214416
ای میل: ljcp@ljcp.gov.pk

تحدیدِ جہیز کا قانون

جہیز اور شادی بیاہ کی دیگر غیر ضروری رسوم نے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے جس کے بوجھ تلے نہ صرف غریب اور نچلے طبقے کے لوگ بری طرح پس رہے ہیں بلکہ متوسط طبقے کے والدین بھی مالی الجھن میں مبتلا ہیں اس لئے حکومت نے "جہیز اور عروسی تحائف پر تحدید کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ء" کے ذریعے غیر ضروری جہیز اور تحائف پر پابندی لگا کر خلاف ورزی کرنے والوں کیلئے قید اور جرمانے کی سزائیں مقرر کی ہیں جس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

جہیز، بری اور تحفہ کی تعریف اس قانون کی دفعہ ۲ (بی) 2(b) کی رو سے جہیز سے مراد وہ املاک ہیں جو دلہن کے والدین اسے شادی سے پہلے، شادی کے موقع پر یا شادی کے بعد بلاواسطہ یا بالواسطہ شادی کے سلسلے میں دیتے ہیں۔ تاہم اس میں وہ املاک شامل نہیں ہیں جو دلہن کو اپنے والدین سے قانون وراثت کے مطابق وراثت میں ملتے ہیں۔ اسی طرح دفعہ ۲ (اے) 2(a) کی رو سے بری یا عروسی تحائف سے مراد وہ املاک ہیں جو دولہا یا اسکے والدین کی طرف سے دلہن کو شادی سے پہلے، اس کے موقع پر یا اس کے بعد بلاواسطہ یا بالواسطہ شادی کے سلسلے میں بطور تحفہ دیئے جاتے ہیں لیکن اس میں مہر شامل نہیں ہے۔ اسی طرح دفعہ ۲ (ای) 2(e) کی رو سے تحفہ سے مراد بری یا جہیز کے علاوہ وہ املاک ہیں جو شادی سے پہلے اس کے موقع پر یا اس کے بعد بلاواسطہ یا بالواسطہ شادی کے کسی بھی فریق کو یا اس کے رشتہ داروں کو شادی کے سلسلہ میں دیے جائیں لیکن اس میں نیوندرہ یا سلامی شامل نہیں ہے۔

جہیز، بری اور تحائف پر پابندی اس قانون کی دفعہ ۳ کی رو سے والدین کی طرف سے دلہن کو دیئے ہوئے جہیز اور تحائف کی مالیت پانچ ہزار سے زائد نہیں ہوگی نہ عروسی تحائف (بری) کی یا ان تحائف کی مجموعی مالیت جو دولہا کو دیئے جائیں، پانچ ہزار سے زائد ہوگی اور یہ کہ کوئی شخص مذکورہ مالیت سے زائد قیمت کا جہیز، عروسی تحائف (بری) یا دیگر تحائف دے گا اور نہ ہی کسی ایسے معاہدے میں شریک ہوگا۔ نیز نکاح سے چھ ماہ پہلے یا ایک ماہ بعد اور اگر رخصتی نکاح کے کچھ عرصہ بعد عمل میں آئے تو رخصتی کے ایک ماہ بعد تک کوئی جہیز، عروسی تحائف یا دیگر تحائف نہیں دیئے جائیں گے۔ اسی طرح دفعہ ۴ کی رو سے کوئی شخص شادی کے کسی فریق کو ایک سو روپے مالیت سے زیادہ کا کوئی تحفہ نہیں دے گا تاہم شرط یہ ہے کہ سو روپے کی حد کا اطلاق ان تحائف پر نہیں ہوگا جو دلہن کے والدین کی طرف سے دولہا کو دیئے جاتے ہیں۔ مزید شرط یہ ہے کہ

صدر، وزیراعظم، وفاقی وزراء، وزیراعلیٰ، وزیرمملکت، مشیر، گورنر، سپیکر، ڈپٹی سپیکر، چیئرمین و ڈپٹی چیئرمین سینٹ، پارلیمانی سیکرٹری، سینٹ، قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کا رکن، سرکاری ملازم یا حکومت کی ملکیت، زیرنگرانی یا زیرانتظام کسی کارپوریشن صنعت یا ادارے کا کوئی عہدیدار اپنی شادی یا اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی کے سلسلے میں کوئی تحفہ قبول نہیں کرے گا الا یہ کہ ایسا تحفہ اس کے خاندان کے کسی فرد کی طرف سے دیا گیا ہو مزید شرط یہ ہے کہ اس پابندی کا اطلاق کسی ایسے سرکاری ملازم یا عہدیدار پر نہیں ہوگا جو گریڈ ۱۷ سے کم تر سکیل میں کام کر رہا ہو اور کسی بھی طریقے سے عدالتی، مالی یا انتظامی اختیار استعمال نہ کر رہا ہو۔ جہیز اور بری پر تحدید کے قواعد مجریہ ۱۹۷۶ء کے قاعدہ ۳ کی رو سے شادی کے کسی بھی فریق کی طرف سے دی گئی یا وصولی کی گئی املاک کی تشخیص اس مقام اور وقت کے لحاظ سے بازاری قیمت کے مطابق کی جائے گی اسی طرح شادی کے سلسلے میں اٹھائے گئے مصارف کی لاگت کا حساب بھی اس مقام اور وقت کے لحاظ سے مروجہ بازاری قیمت کے مطابق لگایا جائے گا۔

جہیز وغیرہ پر دلہن کا اختیار دفعہ ۵ کی رو سے ان تمام املاک پر دلہن کو قطعی اختیار حاصل ہوگا جو اسے جہیز، بری (عروسی تحائف) یا کسی تحفے کے طور پر دی گئی ہو اور ایسی املاک میں اس کے مفاد پر خواہ وہ کسی طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی نہ وہ محدود یا مشروط کیا جائے گا۔

شادی پر خرچ دفعہ ۶ کی رو سے کسی شادی پر شادی کے دنوں میں کسی فریق کی جانب سے یا اس کی طرف سے برداشت کردہ کل خرچ، جہیز، بری اور تحائف کی ملکیت کو نکال کر مہندی، بارات اور ولیمہ کے اخراجات سمیت دو ہزار پانچ سو روپے سے زائد نہیں ہوگا۔

اخراجات کے بارے میں اعلامیہ (Declaration) رجسٹرار کو پیش کیا جائے گا دفعہ ۸ کی رو سے دولہا کا والد یا کوئی دوسرا شخص جو شادی کے انتظامات کرے گا، دفعہ ۳ (۲) کے تحت جہیز، بری اور تحائف دینے کیلئے مقررہ مدت کے ختم ہونے کے پندرہ دن کے اندر رجسٹرار کو ایک اعلامیہ پیش کرے گا جس میں وہ حلفاً اقرار کرے گا کہ شادی پر تمام اخراجات بشمول جہیز، بری اور تحائف مہمانداری کے ایکٹ میں مقررہ حدود سے متجاوز نہیں ہیں۔ رجسٹرار یہ اعلامیہ وصولی کے پندرہ دن کے اندر ڈپٹی کمشنر (مجاز افسر) کو پیش کرے گا۔

جہیز وغیرہ کی فہرستوں کی حوالگی جہیز اور بری (تحدید) قواعد ۱۹۷۶ء کے قاعدہ ۴ کی رو سے

(۱) شادی کے سلسلے میں دیئے گئے یا وصول کئے گئے جہیز اور تحائف کی فہرستیں دلہن کے والدین کی طرف سے فارم (D 1) میں مہیا کی جائیں گی۔

(۲) شادی کے سلسلے میں دی گئی یا وصول کی گئی بری اور تحائف کی فہرستیں دولہا کے والدین کی طرف سے فارم (D 2) میں مہیا کی جائیں گی۔

(۳) کسی شادی کے سلسلے میں برداشت کردہ مصارف کی تفصیلات شادی کے ہر فریق کے والدین کی طرف سے فارم (D 3) میں مہیا کی جائیں گی۔

(۴) ذیلی قاعدہ (۱) اور (۲) میں محولہ فہرستیں اور ذیلی قاعدہ (۳) میں محولہ مصارف کی تفصیلات مسلمان ہونے کی صورت میں شادی کے ہر فریق کے والدین کی طرف سے اس علاقے کے رجسٹرار کو براہ راست پیش کی جائیں گی اور اگر شادی کسی دوسرے ملک میں وقوع پذیر ہوئی ہو تو بیرون ملک پاکستانی سفارت خانے کے اس قونصل خانے کے توسط سے ارسال کی جائیں گی جو شادی وقوع پذیر ہونے کے مقام سے قریب ترین واقع ہو۔

(۵) پاکستان میں وقوع پذیر غیر مسلموں کی شادی کی صورت میں ذیلی قواعد ۱ اور ۲ میں محولہ فہرستیں اور ذیلی قاعدہ ۳ میں محولہ مصارف کی تفصیلات شادی کے ہر فریق کے والدین کی طرف سے براہ راست اس علاقے کے ڈپٹی کمشنر (مجاز افسر) کو اور اگر دلہن پاکستانی شہری نہ ہو تو اس علاقے کے ڈپٹی کمشنر (مجاز افسر) کو جہاں دولہا سکونت پذیر ہو، مہیا کی جائیں گی۔

قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں شکایات دفعہ ۸ (اے) کی رو سے اگر کوئی شخص جو کسی شادی کی تقریب میں شامل ہوا ہو اور مطمئن ہو کہ اس تقریب میں اس قانون یا اس کے تحت موضوعہ قواعد کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو وہ ڈپٹی کمشنر (مجاز افسر) کو اس خلاف ورزی کی ساری تفصیلات پر مشتمل تحریری شکایت پیش کر سکتا ہے۔

سزا اور اس کا طریقہ کار دفعہ ۹ کی رو سے جو کوئی اس قانون یا اس کے تحت وضع شدہ قواعد کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرے گا یا اس کی تعمیل کرنے سے قاصر رہے گا تو وہ چھ ماہ تک کیلئے کسی بھی قسم کی قید یا دس ہزار روپے تک جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا اور اس قانون کی خلاف ورزی میں دیا ہوا یا قبول کیا ہوا جہیز، بری یا تحائف بحق وفاق

حکومت غریب لڑکیوں کی شادی کیلئے ایسے طریقے سے استعمال کرنے کیلئے ضبط کر لئے جائیں گے جیسا کہ اس قانون کے تحت وضع شدہ قواعد کی رو سے مقرر کیا گیا ہو۔ تاہم شرط یہ ہے کہ اگر شادی میں کسی فریق کے دونوں والدین اس قانون یا اس کے تحت وضع شدہ قواعد کے کسی حکم کی خلاف ورزی کریں گے یا تعمیل کرنے سے قاصر رہیں گے تو اس دفعہ کے تحت کاروائی صرف والد کے خلاف کی جائے گی۔

مزید شرط یہ ہے کہ اگر کوئی عورت اس قانون یا اس کے تحت وضع شدہ قواعد کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرے گی یا ان کی تعمیل کرنے سے قاصر رہے گی تو وہ صرف جرمانے کی سزا کی مستوجب ہوگی۔

اختیار سماعت دفعہ ۹ (۲) کی رو سے اس قانون کے تحت قابل سزا کوئی جرم صرف فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء کے تحت قائم کردہ کسی عائلی عدالت میں قابل سماعت ہوگا۔ تاہم ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے کوئی عائلی عدالت اس قانون کے تحت قابل سزا کسی جرم کی سماعت اس وقت تک نہیں کرے گی جب تک کہ نکاح کی تاریخ سے اور اگر رخصتی بعد میں ہوئی ہو تو رخصتی کی تاریخ سے نو ماہ کے اندر اس کے خلاف ڈپٹی کمشنر (مجاز افسر) کی طرف سے یا اس کے اختیار کے تحت کوئی استغاثہ پیش نہیں کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر۔I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر: 051-9208752
فیکس نمبر:051-9214416
ای میل:ljcp@ljcp.gov.pk

کم عمری کی شادی کی ممانعت اور خلاف ورزی کی سزا

قانون امتناع شادی بچگان ۱۹۲۹ء (Child Marriage Restraint Act, 1929) کے تحت کم عمر بچوں کی شادی کو قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اس قانون کا اطلاق ہر اس پاکستانی شہری پر ہوتا ہے جو اندرون ملک یا بیرون ملک کہیں بھی اس قانون کے تحت جرم کا ارتکاب کرے گا۔ اسی طرح اس قانون کا اطلاق اس غیر ملکی شہری پر بھی ہوگا جو پاکستان کے اندر اس قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا۔

اس قانون کی دفعہ ۲ کی رو سے بچے کی شادی سے مراد ہر وہ شادی ہے جس کا کوئی بھی فریق بچہ ہو اور اس کی عمر لڑکے کی صورت میں ۱۸ سال اور لڑکی کی صورت میں ۱۶ سال سے کم ہو۔

سزا

۱۔ اس قانون کی دفعہ ۴ کی رو سے اگر ۱۸ سال سے زائد عمر کا کوئی شخص کسی نابالغ یعنی ۱۶ سال سے کم عمر کی لڑکی کے ساتھ شادی کرے تو وہ ایک ماہ قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

۲۔ اسی طرح دفعہ ۵ کی رو سے ہر وہ شخص بھی ایک ماہ قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا جو اس قانون کے تحت جرم کے زمرے میں آنے والی شادی انجام دیتا ہے یا اس کا اہتمام کرتا ہے یا اس کی ہدایت کرتا ہے الا یہ کہ وہ ثابت کرے کہ معقول وجوہات کی بنا پر اسے یقین تھا کہ اس شادی کا کوئی فریق بچہ نہیں ہے۔

۳۔ اسی طرح دفعہ ۶ کی رو سے اگر کوئی نابالغ خود شادی منعقد کرتا ہے تو اس کے والدین، ولی یا کوئی بھی شخص جو قانونی یا غیر قانونی حیثیت سے اس کی ذمہ داری اٹھانے یا ایسی شادی کے سلسلے میں بات آگے بڑھانے میں کوئی کردار ادا کرتا ہے یا اس کے انعقاد کی اجازت دیتا ہے یا اپنی غفلت کی وجہ سے اس سے منع کرنے میں ناکام رہتا ہے تو اسے ایک ماہ قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی تاہم کسی عورت کو قید کی سزا نہیں دی جائے گی، البتہ اسے جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ واضح ہو کہ قانون کے مطابق ایسی شادی منعقد ہونے کی صورت میں اس بچے کی ذمہ داری اٹھانے والے مذکورہ افراد میں سے کوئی بھی فرد اپنی غفلت کی وجہ سے اس سے منع کرنے میں ناکامی کے جرم کا ذمہ دار گردانا جائے گا الا یہ کہ وہ اپنی بے گناہی ثابت کر سکے۔

اختیارِ سماعت دفعہ ۸ کی رو سے اس قانون کے تحت کسی بھی جرم کی سماعت مجسٹریٹ درجہ اول کرے گا۔ دفعہ ۹ کی رو سے ایسے کسی جرم کی سماعت یونین کونسل کی شکایت پر اور کسی جگہ یونین کونسل نہ ہونے کی صورت میں صوبائی حکومت کی طرف سے مقررہ اتھارٹی کی شکایت پر کی جائے گی البتہ ایسی سماعت جرم کے ارتکاب پر ایک سال گذرنے کے بعد نہیں کی جاسکتی۔ دفعہ ۱۰ کی رو سے اس قانون کے تحت کسی جرم کی سماعت کرنے والی عدالت اس کی تحقیقات از خود کرسکتی ہے یا کسی ماتحت مجسٹریٹ کو اس کی ہدایت کرسکتی ہے۔

کم عمری کی شادی کے انعقاد کے خلاف اجرائے حکم امتناعی دفعہ ۱۲ کی رو سے اگر عدالت استغاثے میں دی ہوئی معلومات یا کسی بھی موصولہ اطلاع پر اس نتیجے پر پہنچے کہ اس قانون کے احکام کے برخلاف کسی بچے کی شادی کا انتظام کیا گیا ہے یا ایسی شادی منعقد ہونے والی ہے تو وہ ایسی شادی کو روکنے کیلئے دفعات ۴، ۵ اور ۶ میں مذکور کسی بھی فرد یعنی شادی کے فریق، اسکے والدین، ولی یا بچے کی ذمہ داری اٹھانے والے کسی بھی فرد کو حکم امتناعی جاری کرسکتی ہے۔ تاہم اس کیلئے ضروری ہے کہ عدالت نے پہلے ایسے شخص کو نوٹس جاری کیا ہو اور اسے اس حکم امتناعی کے خلاف اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیا ہو۔ عدالت از خود یا متاثرہ شخص کی درخواست پر اس دفعہ کے تحت جاری کردہ کوئی بھی حکم منسوخ یا تبدیل کرسکتی ہے تاہم درخواست کلی یا جزوی طور پر مسترد کرنے کی صورت میں عدالت اس کی وجوہات قلمبند کرے گی۔ اس دفعہ کے تحت جاری کردہ حکم امتناعی کی حکم عدولی کی صورت میں متعلقہ شخص کو تین ماہ قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں البتہ کسی خاتون کو قید کی سزا نہیں دی جائے گی تاہم اسے جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔

مزید معلومات کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I
قانون و انصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر: 051-9208752
فیکس نمبر: 051-9214416
ای میل: ljcp@ljcp.gov.pk

مسلم عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ کے تحت نکاح کی رجسٹریشن

مسلم عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ کی دفعہ ۵ کے تحت نکاح کی رجسٹریشن لازمی قرار دی گئی ہے تاکہ فریقین کے حقوق کا تحفظ ہو اور نزاع کی صورت میں بعد کی مشکلات اور قانونی پیچیدگیوں سے بچا جا سکے۔ اس دفعہ کی رو سے اسلامی قانون کے تحت منعقد ہونے والے ہر نکاح کو اس آرڈیننس کے احکام کے مطابق رجسٹر کیا جانا لازمی ہے۔ اس مقصد کیلئے یونین کونسل ایک یا ایک سے زیادہ اشخاص کو جنہیں نکاح رجسٹرار کہا جاتا ہے، لائسنس جاری کرتی ہے تاہم کسی ایک وارڈ کیلئے صرف کسی ایک نکاح رجسٹرار کو لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں نکاح نامہ ایک اہم دستاویز ہے جسکے ذریعہ فریقین خصوصاً دلہن کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ اس فارم کے کالم ۱ تا ۱۲ میں دولہا اور دلہن کے وکیل اور انکے گواہان کے نام وسکونت، شادی انجام پانے کی تاریخ وغیرہ جبکہ کالم ۱۳ تا ۱۶ میں حق مہر سے متعلق یہ ضروری معلومات درج کی جاتی ہیں کہ مہر کتنا مقرر ہوئی ہے اور اس میں کتنی معجل ہے اور کتنی غیر معجل اور اس کا کس قدر حصہ شادی کے موقع پر ادا کیا گیا ہے اور یہ کہ اگر پورے مہر یا اس کے کسی حصے کے عوض کوئی جائیداد دی گئی ہو تو اس کی صراحت اور فریقین کے مابین اس کی طے شدہ قیمت وغیرہ۔ کالم نمبر ۱۸ تفویض حق طلاق سے متعلق ہے۔ اس کالم میں یہ تحریر کیا جاتا ہے کہ آیا شوہر نے طلاق واقع کرنے کا حق بیوی کو تفویض کیا ہے یا نہیں اور اگر کیا ہے تو کن شرائط کے تحت کیا ہے۔ اسی طرح کالم ۱۹ میں ان پابندیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو شوہر کے حق طلاق پر لگائی جاتی ہیں۔ کالم نمبر ۲۰ میں ان دستاویزات کے مختصر مندرجات کا ذکر کیا جاتا ہے جو شادی کے موقع پر مہر اور نان ونفقہ وغیرہ کے متعلق تیار کئے گئے ہوں۔ کالم نمبر ۲۱، ۲۲ میں دوسری شادی کی صورت میں ثالثی کونسل سے اس کی اجازت لینے سے متعلق معلومات درج کی جاتی ہیں۔ کالم نمبر ۲۳ میں نکاح خواں کا نام، ولدیت اور سکونت اور کالم نمبر ۲۴ میں شادی کو رجسٹر کرانے کی تاریخ اور کالم نمبر ۲۵ میں رجسٹریشن فیس درج کی جاتی ہے۔ یہ سارے کالم فریقین کی پیشگی رضامندی سے انتہائی احتیاط سے پر کرنے کی ضرورت ہے۔

نکاح رجسٹر کرانے کا طریقہ کار

یونین کونسل کی طرف سے مقرر شدہ نکاح رجسٹرار کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے وارڈ کے اندر انعقاد پذیر نکاح کو رجسٹر کرے اور اگر کوئی نکاح کسی اور شخص کے ذریعہ عمل میں آئے تو اس کیلئے لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ ایسے نکاح کی

رپورٹ نکاح رجسٹرار کو دے تاکہ وہ اسے باقاعدہ رجسٹر کرے۔ اس مقصد کیلئے مسلم عائلی قوانین کے قواعد مجریہ ۱۹۶۱ء کے قاعدہ ۸ کی رو سے یونین کونسل ہر نکاح رجسٹرار کو مقررہ فیس کی ادائیگی پر نکاح ناموں پر مشتمل ایک رجسٹر متعلقہ وارڈ کے نکاح رجسٹرار کے مہر کے ساتھ حوالے کرتی ہے جس کے چیئرمین یونین کونسل سے مصدقہ پچاس اوراق ہوتے ہیں اور ہر ورق چار چار پرتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ قاعدہ نمبر ۹ کی رو سے نکاح رجسٹر کرنے کیلئے دولہا کی طرف سے نکاح رجسٹرار کو مقررہ فیس ادا کی جاتی ہے۔ اسی طرح قاعدہ نمبر ۱۰ کی رو سے نکاح کی رسم خود ادا کرنے کی صورت میں نکاح رجسٹرار نکاح فارم کی چار پرتوں کی خانہ پری کرے گا اور اس پر ان تمام افراد کے دستخط لے گا جن کے دستخط فارم پر کرائے جانے ضروری ہیں، مثلاً دولہا یا اس کے وکیل کے دستخط، دولہا دلہن کے وکلاء کے تقرر کے گواہان کے دستخط، نکاح خوان کے دستخط اور شادی کے گواہان کے دستخط، اس کے بعد نکاح رجسٹرار اس پر اپنے دستخط اور مہر ثبت کرے گا۔ نکاح نامے کا پہلا پرت یعنی اصل رجسٹر میں محفوظ رکھا جائے گا اور اس کا دوسرا اور تیسرا پرت بالترتیب دولہا اور دلہن کو مہیا کیا جائے گا اور چوتھا پرت یونین کونسل کو ارسال کیا جائے گا تاکہ اس کا ریکارڈ یونین کونسل میں محفوظ رہے۔ اگر کوئی شخص جس کے دستخط قاعدہ ہذا کی رو سے رجسٹر پر ثبت ہونا لازم ہوں دستخط کرنے سے انکار کر دے تو وہ ایک ماہ قید محض یا دو سو روپے جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

نکاح کی رسم پاکستان کے اندر نکاح رجسٹرار کے علاوہ کسی اور شخص کی طرف سے ادا کئے جانے کی صورت میں اس کے رجسٹریشن کا طریقہ کار دفعہ ۵ کی ذیلی دفعہ ۳ اور قاعدہ نمبر ۱۱ میں دیا ہوا ہے۔ دفعہ ۵ (۳) کی رو سے ایسے نکاح کی اطلاع متعلقہ نکاح رجسٹرار کو کی جائے گی تاکہ وہ اسے اس آرڈیننس کے احکام کے تحت رجسٹر کرے جس کا طریقہ کار قاعدہ ۱۱ کی رو سے یہ ہے کہ ایسا شخص مقررہ قیمت پر علیحدہ دستیاب نکاح فارم کی خانہ پری کرے گا اور اس پر ان تمام افراد کے دستخط لے گا جن کے دستخط اس فارم پر ثبت ہونا ضروری ہیں۔ پھر نکاح خوان اس پر اپنے دستخط ثبت کرے گا اور جس قدر جلدی ممکن ہو سکے اس فارم کو مع فیس اندراج کی غرض سے اس وارڈ کے نکاح رجسٹرار کو ارسال کرے گا۔ مذکورہ احکام کی خلاف ورزی پر ایسے شخص کو دفعہ ۵ کی ذیلی دفعہ ۴ کے تحت تین ماہ قید یا ایک ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

قاعدہ نمبر ۱۲ کی رو سے ایسے نکاح کی صورت میں جو بیرون ملک کسی پاکستانی شہری نے منعقد کیا ہو ایسا شخص فارم نکاح کی خانہ پری قاعدہ نمبر ۱۱ کی شرائط کے مطابق کرے گا اور اسے مع فیس رجسٹریشن اس ملک میں پاکستان کے افسر قونصل خانہ کی وساطت سے اس وارڈ کے نکاح رجسٹرار کو ارسال کرے گا جس میں دلہن مستقل سکونت رکھتی ہو اور اگر دلہن پاکستان کی شہری نہ ہو تو اس وارڈ کے نکاح رجسٹرار کو ارسال کرے گا جس میں ایسا دولہا سکونت پذیر ہو۔ ضمنی قاعدہ ۲ کی رو

ے اگر نکاح کسی ایسے شخص نے منعقد کیا ہو جو پاکستان کا شہری نہ ہو تو دولہا کو اور اگر صرف دلہن ایسی شہری ہو تو دلہن کو جہاں تک ممکن ہو نکاح فارم کی خانہ پری کی اغراض کیلئے ایسا شخص تصور کیا جائے گا، جس نے ضمنی قاعدہ نمبر ا کے تحت نکاح منعقد کیا ہو۔ قاعدہ نمبر ۱۳ کی رو سے قاعدہ ۱۱ یا ۱۲ کے تحت نکاح فارم موصول ہونے پر نکاح رجسٹرار قاعدہ نمبر ۱۰ میں دیئے ہوئے طریق کار پر ایسا عمل کرے گا گویا کہ نکاح اس نے خود منعقد کیا تھا۔ تاہم سوائے اس کے کہ نکاح اس کے حلقہ کے اندر منعقد ہوا ہو نکاح رجسٹرار کیلئے ان اشخاص کے دستخط حاصل کرنا ضروری نہیں ہوگا۔ دفعہ ۵ (۶) کی رو سے کوئی بھی شخص مقررہ فیس کی ادائیگی پر یونین کونسل کے دفتر میں ضمنی دفعہ ۵ کے تحت محفوظ کردہ ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے یا اس کے کسی اندراج کی نقل حاصل کر سکتا ہے۔

مزید معلومات کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر۔I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر: 051-9208752
فیکس نمبر:051-9214416
ای میل:ljcp@ljcp.gov.pk

حبس بے جا کی صورت میں آئینی اور قانونی تحفظات

ہر مہذب معاشرہ میں انسان کی شخصی آزادی، اس کے جان اور مال کا تحفظ ریاست کی اولین ذمہ داری ہوتی ہے، جس کیلئے نہ صرف مناسب قانون سازی کی جاتی ہے بلکہ اس پر عمل درآمد بھی حکومت کی اہم ذمہ داری ہے۔ اس شخصی آزادی کی ضمانت نہ صرف آئین پاکستان دیتا ہے بلکہ رائج الوقت قوانین بھی یہ تحفظ فراہم کرتے ہیں جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

آئینی تحفظات دستور پاکستان کے آرٹیکل ۹ کے تحت ماسوائے قانونی جواز کے کسی شخص کو اس کی زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جاسکتا سوائے اس کے کہ قانون اس کی اجازت دے اسی طرح آئین کے آرٹیکل ۱۰ کے تحت کسی شخص کو گرفتاری کے بعد زیر حراست نہیں رکھا جاسکتا جب تک کہ اس کو گرفتاری کی وجوہات سے آگاہ نہ کردیا جائے واضح ہو کہ اگر کسی شخص کے خلاف قانون شکنی کا الزام ہو تو اس کے خلاف جو بھی کاروائی کی جائے وہ آئین اور قانون کے دائرہ کے اندر رہ کر کی جائے کسی شخص کو ملا جواز حراست میں لیا جانا شخصی آزادی کو سلب کرنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح اگر آئین اور قانون کسی شخص کی گرفتاری کی اجازت دیتا ہے تو یہ گرفتاری شخصی آزادی و بنیادی حقوق کو مدنظر رکھ کر کی جائے گی۔ آئین کے آرٹیکل ۱۰ کے تحت گرفتار شدہ شخص کو جو قانونی تحفظات فراہم کئے گئے ہیں ان میں سب سے اولین یہ حق ہے کہ اسے جتنی جلد ممکن ہو سکے گرفتاری کی وجوہ سے آگاہ کیا جائے مزید یہ کہ وہ شخص اپنی پسند کے وکیل سے مشورہ کرسکتا ہے اور اسے عدالت میں اپنی صفائی پیش کرنے کیلئے حق پیش کرسکتا ہے کسی بھی شخص کو گرفتاری کے بعد ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر متعلقہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر زیر حراست نہیں رکھا جاسکتا۔ اس تحفظ کا مقصد یہ ہے کہ ملزم کو گرفتار کرنے والی ایجنسی اسے زیادہ عرصہ تک محبوس نہ رکھ سکے۔ اسی طرح آرٹیکل ۱۹۹ (ب) اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ اگر کسی شخص کی گرفتاری خلاف قانون ہو یا حبس بے جا کے زمرے میں شمار ہوتی ہو تو اس صورت میں عدالت عالیہ کسی بھی شخص کی درخواست پر محبوس شخص کو رہا کرسکتی ہے۔

قانونی دادرسی آئینی تحفظات کے علاوہ رائج الوقت قوانین میں حبس بے جا کی صورت میں قانونی دادرسی کا بھی موثر

طریقہ کار موجود ہے، مثلاً اگر کسی شخص کو خلاف قانون یا کسی بے قاعدگی کے تحت محبوس رکھا گیا ہو تو ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۴۹۱ کے تحت عدالت عالیہ اور عدالت سیشن جج اپنے دائرہ اختیار میں کسی بھی زیرحراست شخص کو اصالتاً پیش کئے جانے کا حکم صادر کرتی ہے تاکہ عدالت اس بات کا اطمینان کر سکے کہ کہیں اسے قانونی اختیار کے بغیر یا کسی غیر قانونی طریقے سے زیرحراست تو نہیں رکھا جا رہا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اسے غیر قانونی طور پر محبوس رکھا گیا ہے تو اسے رہا کرنے کا حکم بھی صادر کر سکتی ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اس سے پہلے کاروائی زیر دفعہ ۴۹۱ ضابطہ فوجداری کا اختیار صرف عدالت عالیہ کو حاصل تھا لیکن اب قانون و انصاف کمیشن کی سفارش پر ضابطہ فوجداری میں ترمیم کر دی گئی ہے اور اب یہی اختیار علاقے کے سیشن اور ایڈیشنل سیشن جج صاحبان کو دے دیا گیا ہے، تاکہ عوام کو سہل اور سستے انصاف کے حصول تک رسائی ممکن ہو۔ اس دفعہ کے تحت غیر قانونی طور پر محبوس شخص از خود یا اس کا کوئی عزیز ہائی کورٹ میں یا سیشن کی عدالت میں رہائی کی درخواست دائر کر سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کو تھانے میں زبردستی اور بلا قانونی جواز بند کیا گیا ہو تو ایسی گرفتاری غیر قانونی ہوگی۔ ہائی کورٹ اور سیشن کورٹ اس ضمن میں بیلف کو احکامات صادر کرتی ہے کہ محبوس شخص کو برآمد کر کے اس کے روبرو پیش کرے ان حالات میں عدالت غیر قانونی طور پر کسی کو محبوس رکھنے کے الزام میں متعلقہ پولیس افسر کے خلاف بھی کاروائی کر سکتی ہے۔

اس کے علاوہ مجسٹریٹ کو بھی اپنی علاقائی حدود کے اندر کسی محبوس شخص کو برآمد کرنے کا حکم دینے کا اختیار ہے۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۰ کے تحت اگر کسی مجسٹریٹ کو معلوم ہو کہ کسی شخص کو اس طرح سے رکھا گیا ہے کہ جو حبس بے جا کے زمرے میں آتا ہے تو مذکورہ دفعہ کے تحت وہ اسکی بازیابی کیلئے وارنٹ جاری کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں تلاشی کا وارنٹ صرف ایسے مجسٹریٹ کی مقامی حدود اختیار سماعت کی حد تک جاری کیا جاتا ہے جس میں مذکورہ شخص دستیاب ہو، دستیابی کے بعد مجسٹریٹ اس کے بارے میں مناسب حکم صادر کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۵۲ کے تحت اگر کوئی شخص کسی خاتون یا ۱۶ سال یا اس سے کم عمر لڑکی کو غیر قانونی مقصد کیلئے اغوا کرے یا زیرحراست رکھے تو ایسی صورت میں متعلقہ سیشن جج کو درخواست دے کر اس بچی کی رہائی کیلئے احکامات صادر کروائے جا سکتے ہیں اور عدالت برآمدگی کے بعد اسے اس کے ورثاء کے حوالے کئے جانے کا حکم صادر کر سکتی ہے۔

پولیس آرڈیننس ۲۰۰۲ء کی دفعہ ۱۵۶ (سی) کے تحت اگر کوئی پولیس آفسر کسی شہری کو بغیر کسی قانونی اختیار کے محض تکلیف رسانی کیلئے غیر ضروری طور پر گرفتار کرے یا حراست میں رکھے تو اس کا یہ عمل بھی حبس بے جا کے زمرے میں آئے گا اور مذکورہ دفعہ کے تحت ایسے پولیس اہلکار یا آفسر کو ۵ سال تک کی قید اور جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے۔ اسی طرح اس آرڈیننس کی دفعہ ۱۵۷ کے تحت اگر کوئی پولیس آفسر کسی گرفتار شدہ شخص کو ۲۴ گھنٹوں کے اندر مجسٹریٹ کے سامنے پیش نہ

کرے جو کہ گرفتار شدہ شخص کا آئینی و قانونی حق ہے، اور اس کو محض تکلف رسانی کیلئے عدالت میں پیش کرنے میں تاخیری حربے استعمال کرے تو اس کا یہ عمل بھی اس شخص کو غیر قانونی طور پر محبوس رکھنے کے زمرہ میں آتا ہے جس پر متعلقہ پولیس آفسر کو ایک سال تک قید اور جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9209412 , 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل lawcom@isb.paknet.com.pk

ضابطہ فوجداری کے تحت امور باعث تکلیف عوام کو دور کرنا

امور باعث تکلیف عوام (public nuisance) کو دور کرنے کیلئے مروجہ قوانین میں ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۹۱ اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۸۸ کے علاوہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعات ۱۳۳ تا ۱۴۳ بہت موثر اور اہمیت کی حامل ہیں جن کے تحت فوری دادرسی ممکن ہے ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۳۳ امور باعث تکلیف عوام کو دور کرنے کیلئے مجسٹریٹ درجہ اول کے پاس اختیارات ہوتے ہیں جن کا تعلق انسدادی کاروائی سے ہوتا ہے۔ چونکہ ایسے امور عوام کیلئے باعث خطرہ ہوسکتے ہیں لہذا ازیں دفعہ ۱۳۳ ہنگامی اور فوری خطرہ کے پیش نظر کاروائی عمل میں لائی جاسکتی ہے تاکہ امر باعث تکلیف کو فوراً دور کیا جاسکے۔ جب حالات اور واقعات سے ثابت ہو کہ کوئی ایسا کام جو عوام کے مفادات کے خلاف اور اس کیلئے نقصان کا باعث بن سکتا ہے تو اس ضمن میں مجسٹریٹ سے رجوع کرنا چاہیے۔

مجسٹریٹ کو شکایات دائر کرنے کا طریقہ کار

اس مقصد کیلئے کوئی بھی متاثرہ شخص جسے اس نوعیت کی اذیت ہو یا وہ محسوس کر رہا ہو کہ اس سے عوام کو تکلیف پہنچ رہی ہے تو متعلقہ مجسٹریٹ کو درخواست دے سکتا ہے اس کے علاوہ اگر کوئی پولیس افسر اس قسم کے واقعات دیکھیں تو وہ از خود مجسٹریٹ کو درخواست دے کر کاروائی عمل میں لاسکتا ہے تاکہ وہ حسب ضابطہ کاروائی عمل میں لا کر امر باعث تکلیف کو روک سکے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۳۳ کے تحت امور باعث تکلیف عوام کو مندرجہ ذیل درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ کسی ایسے راستہ، دریا یا نالی جسے عوام جائز طریقہ سے استعمال کرتے ہوں ان میں غیر قانونی رکاوٹ ڈالنا۔

۲۔ ایسی مشینوں کا گنجان آباد علاقہ میں واقع ہونا جو کہ صحت عامہ کیلئے مضر اور تکلیف دہ ہوں جن سے علاقہ میں سانس لینا مشکل ہو رہا ہو یا اس کی آواز امر باعث تکلیف عامہ ہو۔

۳۔ اسی طرح گنجان آباد علاقے میں چکی لگانا یا اس قسم کے یونٹ لگانا جو عوام کیلئے مسائل کا باعث بنتے ہوں۔

۴۔ ایسا عمل جس کے باعث تکلیف عام ہوتی ہو اور اس کو دور کرنا ضروری ہو۔

۵۔ کسی ایسی تجارت یا پیشہ کو اختیار کرنا جو کہ عوام کی صحت و تندرستی کیلئے مضر ہو اور آرام و آسائش میں خلل ڈالتا ہو۔

۶۔ کسی ایسی تجارت کو ہٹا دینا مثلاً سرخ مرچ پیسنے اور چاول چھڑنے والی مشین کا گنجان آبادی والے علاقہ میں واقع ہونا۔

۷۔ کسی عمارت کی تعمیر یا کسی دھماکہ خیز مواد کا ذخیرہ جو لوگوں کیلئے خطرہ کا باعث ہو جس کے استعمال سے آگ لگنے کے خطرات ہوں۔

۸۔ کوئی مخدوش عمارت، ڈھانچہ یا درخت ایسی حالت میں ہو جس کے گرنے سے خطرہ ہو اور لوگوں کو اس کے قریب گذرنے سے زخمی ہونے کا خطرہ ہو۔

۹۔ ہر عام گذرگاہ کے ساتھ غیر محفوظ تالاب اور اس کی جگہ جنگلہ یا باڑ لگانا، کھلے مین ہول اور خطرناک جانور کو بند کر دینا، جس سے عوام کو خطرات سے بچایا جا سکے۔

ان وجوہات کی بناء پر مجسٹریٹ اپنے قانونی اختیارات استعمال کرتے ہوئے کسی شخص یا کوئی ایسی عمارت، خیمہ، ڈھانچہ، میٹریل، تالاب یا گہرائی والی جگہ کے مالک کے نام وہ احکامات صادر کر سکتا ہے تاکہ محدود وقت کے اندر امر باعث تکلیف کو دور کیا جا سکے۔ مجسٹریٹ ہدایات جاری کرتا ہے کہ امر باعث تکلیف کو موقوف کر دیا جائے اس کے علاوہ ایسی ہدایات بھی جاری کر سکتا ہے کہ ایسی خطرناک بلڈنگ یا عمارت کو فوری مرمت کیا جائے یا اسے محفوظ بنایا جائے، تالاب یا کنویں کے گرد باڑ لگا دی جائے یا ایسے خطرناک جانور کو ختم کر دیا جائے جو نقصان یا تکلیف کا باعث بن سکتے ہیں۔ دفعہ ۱۳۳ کے تحت مجسٹریٹ کے احکامات کی بابت دیوانی عدالت میں اعتراضات کو داخل نہیں کیا جا سکتا۔

حکم کی اصالتاً یا بذریعہ اشتہار تعمیل

ان امور کے متعلق ہر حکم اس شخص کے خلاف یا اس جگہ کے مالک کے خلاف اس طرح تعمیل کروایا جائے گا جیسا کہ سمن کی تعمیل اس مجموعہ کے مطابق ہوتی ہے بصورت دیگر اگر تعمیل سمن اس طریقہ سے نہ ہو سکے تو اس کا اعلان بذریعہ اشتہار کیا جائے گا جسکی اشاعت اس طریقہ سے کی جائے گی جو اس شخص کی اطلاع یابی کیلئے موزوں ترین ہو۔

ضابطہ کے تحت احکامات پر عمل درآمد

جس شخص پر حکم کی تعمیل ہوئی ہو تو وہ اس کی تعمیل کرے گا یا حکم کی تعمیل نہ کرنے کا عذر بیان کریگا یا اس حکم کے خلاف اظہار وجوہ بیان کرے گا کہ آیا یہ حکم مناسب اور معقول ہے۔ بصورت دیگر ان تمام اقدامات میں سے کوئی بھی اقدام نہ کرنے کی صورت میں وہ سزا کا مستوجب ہوگا اور مجسٹریٹ کے حکم کو قطعی تصور کیا جائے گا۔ جب کوئی حکم قطعی کر دیا جائے تو مجسٹریٹ اس شخص کو حکم نامہ صادر کرے گا کہ وہ نوٹس میں مقرر کردہ میعاد کے اندر اس حکم کی تعمیل کرے اور امر باعث تکلیف کو حکم کر کے اسے مطلع کرے بصورت عدم تعمیل تاوان کا مستوجب ہوگا جو مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۸۸ میں مقرر ہے۔

حکم کی عدم تعمیل کے نتائج

اگر میعاد مقررہ کے اندر حکم کی تعمیل نہ کی جائے تو مجسٹریٹ مجاز ہوگا کہ وہ اس حکم کی تعمیل کروائے اور تعمیل کروانے کا خرچہ مثلاً عمارت، مال واسباب یا دیگر جائیداد جو اس کے حکم سے ہٹائی گئی ہو یا اس شخص کی کوئی ایسی منقولہ جائیداد جو کہ مجسٹریٹ کے علاقائی اختیارات کے اندر واقع ہو یا باہر ہو بذریعہ نیلام وصول کرے اگر اس کی دیگر جائیداد و ایسی حدود سے باہر ہو تو اس حکم کی رو سے قرقی اور نیلام اس وقت کیا جائے گا جب اس پر وہ مجسٹریٹ دستخط کر دے جس کے علاقہ کی حدود مقامی کے اندر جائیداد قرق طلب واقع ہو۔

حکم پر عمل درآمد نہ کرنے کی سزا

حکم عدولی کی صورت میں ایسے شخص کو تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۱۸۸ کے تحت ایک ماہ قید یا دوسو روپیہ تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں اگر ایسی حکم عدولی انسانی جان، صحت یا سلامتی کو خطرہ پہنچائے یا پہنچانے کا باعث ہو یا کوئی بلوہ یا ہنگامہ برپا کرے یا برپا کرنے کا باعث ہو تو اس کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی سزا دی جاسکتی ہے جسکی میعاد چھ ماہ تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ جو کہ ایک ہزار روپیہ تک ہو سکتا ہے یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ لیکن کوئی ایسا امر جو کہ نیک نیتی سے کیا گیا ہو، پر کوئی مقدمہ دائر نہیں کیا جائے گا۔

تحقیقات کے دوران حکم امتناعی

(۱) اگر کوئی مجسٹریٹ جس نے دفعہ ۱۳۳ کے تحت کوئی حکم صادر کیا ہو، کی رائے ہو کہ فوری خطرہ یا سنگین نوعیت کے ضرر کے انسداد کیلئے فوری اقدام لینے ضروری ہیں تو وہ مجاز ہوگا کہ اس شخص کے خلاف حکم صادر کر کے حکم امتناعی جاری کرے، جو معاملہ کا تصفیہ ہونے تک یا ایسے خطرہ یا ضرر سے بچنے کیلئے ضروری ہو۔

(۲)۔ اس شخص کے اس حکم امتناعی کے فوری طور پر تعمیل کرنے میں قاصر رہنے پر مجسٹریٹ مجاز ہوگا کہ وہ ایسے خطرہ سے بچنے کیلئے یا ایسے ضرر کو روکنے کیلئے، ایسے ذرائع، جو مناسب سمجھے، خود استعمال کرائے۔

(۳)۔ کسی ایسے امر کی نسبت جو مجسٹریٹ دفعہ ہذا کے تحت نیک نیتی سے کرے، مقدمہ/دعویٰ دائر نہیں کیا جائے گا۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412, 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

حکم امتناعی عارضی اور حکم امتناعی دوامی کے حصول کا طریقہ کار

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت مجاز عدالت مدعی کے استحقاق کو محفوظ کرنے اور اسے فریق مخالف کی غیر قانونی کاروائیوں سے بچانے کیلئے فوری دادرسی بصورت حکم امتناعی عارضی دے سکتی ہے تا کہ مدعی کو ہونے والے ممکنہ نقصانات سے بچایا جا سکے۔ ایسے حکم کو عارضی حکم امتناعی (temporary injunction) کہا جاتا ہے۔ عارضی حکم امتناعی جاری کرتے وقت عدالت اس بات کا اطمینان کرتی ہے دعویٰ میں جو واقعات اور مواد پیش کئے گئے ہیں وہ دعویٰ کے فیصلہ کرنے کیلئے کافی ہیں یا نہیں اور اگر یہ حکم امتناعی جاری نہ کیا گیا تو مدعی کو ناقابل تلافی نقصان ہونے کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں عدالت ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے آرڈر ۳۹ رول ۱ کے تحت حکم امتناعی جاری کرتی ہے تا کہ فریق مخالف مقدمہ کے فیصلہ ہونے سے موجودہ صورت حال میں کوئی تبدیلی نہ کرے جس سے ڈگری کے غیر مئوثر ہونے کا احتمال ہو۔اسی طرح کوئی شخص قانون دادرسی مختص کی دفعہ ۴۲ کے تحت اپنی قانونی حیثیت یا کسی جائیداد کی بابت اس کے حق سے اگر انکار کیے جا رہا ہو تو متاثرہ شخص بذریعہ قانونی نالش اپنے حق کو بذریعہ عدالت تسلیم کرواسکتا ہے یا اسے بذریعہ استقرارحق حاصل کرسکتا ہے اور وہ اس بابت حکم امتناعی دوامی حاصل کرسکتا ہے۔

جن صورتوں میں عدالت حکم دوامی صادر کرسکتی ہے

قانون دادرسی مختص (The Specific Relief Act) مجریہ ۱۸۷۷ء کی دفعہ ۵۴ کے تحت عدالت حکم امتناعی دوامی اس صورت میں صادر کرتی ہے جب مدعی کے حقوق، جائیداد، کاپی رائٹ، استفادہ، حقوق آسائش کے تصرف میں کسی قسم کی مداخلت ہو رہی ہو یا مداخلت کی دھمکی دی جا رہی ہو یہ حکم مدعی کی استدعا پر مدعاعلیہ کے خلاف اس وقت دیا جاتا ہے جب عدالت مقدمہ کا قطعی اور آخری فیصلہ صادر کرتی ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ مدعاعلیہ ایسے فعل کے کرنے سے دواماً بازرہے جو مدعی کے حقوق کے خلاف ہو۔ مثلاً مندرجہ ذیل صورتوں میں حکم دوامی جاری ہوسکتا ہے۔

۱۔ جب کہ مدعاعلیہ،مدعی کی جائیداد کا نگران ہو اور وہ اس کے مفاد کے خلاف کام کر رہا ہو۔

(Where the defendent is trustee of the property of plaintiff)

۲۔ جب مداخلت کی بناء پر مدعی کو ناقابل تلافی نقصان ہو رہا ہو۔

۳۔ جہاں قانون شکنی یا کسی کے ذاتی حقوق پر ایسی ضرب لگنے کا اندیشہ ہو جس کے معاوضہ کا اندازہ مالی صورت میں لگانا مشکل ہو۔

۴۔ جہاں اس بات کا امکان ہو کہ مالی معاوضہ کی صورت میں دادرسی حاصل نہیں ہو سکے گی یا

۵۔ ایک ہی معاملہ پر بہت سے مقدمات کی بھرمار کو روکنے کیلئے یا ممکنہ طور پر صادر ہونے والی ڈگری سے حقوق متاثر ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں متاثرہ شخص حکم امتناعی دوامی کیلئے درخواست گزار سکتا ہے۔ البتہ قانون دادرسی مخصّص مجریہ ۱۸۷۷ء کی دفعہ ۵۶ کے تحت عدالت مندرجہ ذیل صورتوں میں حکم امتناعی صادر کر سکتی ہے۔

درخواست برائے حکم امتناعی

۱۔ کسی عدالتی کاروائی کو روکنے،

۲۔ کسی ایسی عدالت کی کاروائی کو روکنے کیلئے جو اس عدالت کے ماتحت نہ ہو جس نے حکم امتناعی صادر کیا ہو،

۳۔ کسی شخص کو قانون ساز ادارے کے پاس جانے سے روکنے،

۴۔ وفاقی یا صوبائی حکومت کے کسی ادارے کو اس کے فرائض سے روکنے،

۵۔ کسی فوجداری مقدمہ کی کاروائی کو روکنے،

۶۔ کسی ایسے معاہدہ کی خلاف ورزی رکوانے کیلئے جس کو لاگو نہ کیا جا سکے،

۷۔ جبکہ واقعات مقدمہ میں درخواست گذار کی ذاتی غرض یا مفاد شامل نہ ہو،

۸۔ کسی ایسے امر سے بوجوہ باعث تکلیف رکوانا جس کے بارے میں یہ یقین نہ کیا گیا ہو کہ یہ امر باعث تکلیف ہے،

۹۔ جب کسی فریق یا اس کے ایجنٹ کا اپنا رویہ یا عمل ایسا ہو کہ جو اسے عدالت کی معاونت سے محروم کر دے یا محروم کرنے کیلئے کافی ہو۔ البتہ ایسے شخص کیلئے حکم امتناعی جاری نہیں کیا جا سکتا، جبکہ مطلوبہ دادرسی حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس دیگر مؤثر قانونی ذرائع موجود ہوں۔

درخواست برائے حکم امتناعی دائر کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اس عدالت میں دعویٰ دائر کیا جائے کیونکہ بغیر دعویٰ دائر کئے درخواست حکم امتناعی دائر نہیں ہو سکتی۔

حکم امتناعی تبدیل، فسخ یا واپس لیا جاسکتا ہے

اگر حکم امتناعی یک طرفہ طور پر جاری کیا گیا ہو یا حکم امتناعی جاری کرنے کے بعد نئے حالات پیدا ہو گئے ہوں جن پر عدالت غور کرنا چاہتی ہو تو عدالت پہلے سے جاری شدہ حکم کو منسوخ کر سکتی ہے۔ ایسا حکم ہر فریق کی درخواست پر دیا جا سکتا ہے جو کہ عدالت کے حکم سے غیر موثر ہو۔

خلاف ورزی کی سزا

حکم امتناعی کی خلاف ورزی توہین عدالت کے زمرہ میں آتی ہے اور اسی طریقہ سے قابل سزا ہے۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412, 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

تنسیخ نکاح کا قانون اور اس کا طریقہ کار

اگر کسی عورت کیلئے اپنے شوہر سے نباہ کرنا مشکل ہو جائے تو وہ اس کی زوجیت کی قید سے آزاد ہونے کیلئے عائلی عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر سکتی ہے۔ تنسیخ نکاح یا طلب تفریق کے ضروری وجوہات اور دیگر ضروری احکام قانون انفساخ نکاح مسلمانان مجریہ ۱۹۳۹ء میں دیئے ہوئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

تنسیخ نکاح کی وجوہات مذکورہ قانون کی دفعہ ۲ کی رو سے ہر وہ عورت جس کی شادی قانون اسلامی کے تحت منعقد ہوئی ہو حسب ذیل وجوہات میں سے کسی ایک یا زیادہ کی بنیاد پر تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کرنے کی حقدار ہوگی۔

۱۔ اس کا شوہر چار سال سے لاپتہ ہو۔ تاہم اس بنیاد پر حاصل کردہ ڈگری اس کی اجراء کے بعد چھ ماہ تک موثر نہیں ہوگی اور اس دوران اگر وہ خود یا اس کا مجاز نمائندہ حاضر عدالت ہو کر یہ اطمینان دلا دے کہ وہ اپنی ازدواجی ذمہ داریاں ادا کرنے کیلئے تیار ہے تو عدالت مذکورہ ڈگری کو منسوخ کر دے گی۔

۲۔ شوہر نے دو سال تک اس کو نفقہ دینے سے صرف نظر کیا ہو یا فراہمی نفقہ سے غفلت برتی ہو۔

۲(۱)۔ شوہر نے مسلم عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء کے احکام کے برخلاف دوسری شادی رچائی ہو۔

۳۔ شوہر کو سات سال یا اس سے زیادہ عرصے کیلئے سزائے قید ہوگئی ہو تاہم اس بنیاد پر ڈگری اس وقت تک جاری نہیں کی جائے گی جب تک اس کو حتمی سزا نہ ہوگئی ہو۔ یعنی اپیل وغیرہ میں سزا برقرار رہی ہو۔

۴۔ شوہر بغیر کسی معقول وجہ کے تین سال تک ازدواجی حقوق کی ادائیگی میں ناکام رہا ہو۔

۵۔ شوہر شادی کے وقت سے قوت مردانگی سے محروم چلا آ رہا ہو تاہم شوہر کی درخواست پر عدالت اسے ڈگری کی اجراء سے پہلے اسکی درخواست پر ایک سال کی مہلت دے گی جس دوران اسے عدالت کو مطمئن کرنا ہوگا کہ اب وہ نامرد نہیں رہا ہے۔

۶۔ شوہر دو سال کے عرصہ سے جنون یا جزام کا مریض ہو یا کسی متعدی مرض میں مبتلا ہو۔

۷۔ اس کی شادی اس کے باپ یا کسی دیگر سرپرست کی ایماء پر سولہ سال کی عمر کو پہنچنے سے قبل ہوئی ہو اور اس نے یہ شادی اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے رد کر دی ہو بشرطیکہ ان کے درمیان ازدواجی تعلق قائم نہ ہوا ہو۔

۸۔ شوہر اس کے ساتھ بے رحمی سے پیش آتا ہو یعنی

(ا) وہ اس پر ہاتھ اٹھانے یا حملہ آور ہونے کا عادی ہو یا اپنے رویئے سے اس کی زندگی اجیرن بنادی ہو خواہ وہ بظاہر عملی طور پر بدسلوکی کا ارتکاب نہ بھی کرتا ہو۔

(ب) شوہر بری شہرت رکھنے والی خواتین کے ساتھ میل ملاپ رکھتا ہو یا وہ بری شہرت کی زندگی گزار رہا ہو۔

(ج) شوہر اسے غیر اخلاقی زندگی گذارنے پر مجبور کر رہا ہو۔

(د) شوہر نے اس کی جائیداد بیچ دی ہو یا اسے اپنی جائیداد پر اپنے قانونی حقوق کے استعمال سے منع کرتا ہو۔

(ر) شوہر اسے اپنے مذہبی فرائض اور اعمال کی ادائیگی سے منع کرتا ہو۔

(ز) شوہر ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں اس کے ساتھ قرآنی احکامات کے مطابق منصفانہ برتاؤ نہ کر رہا ہو۔

تنسیخ نکاح کے مذکورہ بالا وجوہات میں سے اکثر بنیادی طور پر قران وسنت کے احکام کی روشنی میں فقہاء کے ذکر کردہ وجوہات سے ماخوذ ہیں جمہور کے نزدیک عورت کو حسب ذیل صورتوں میں بذریعہ عدالت تنسیخ نکاح کا حق حاصل ہے۔

(ا) اسکا شوہر مباشرت کرنے کی اھلیت سے محروم ہو، یا وہ جنون یا کسی ایسی متعدی بیماری میں مبتلا ہو جو باعث تنفر ہونے کی وجہ سے باھمی مباشرت کو ناممکن بنادے جیسے جزام برص وغیرہ البتہ اگر بیوی مرد کے عیب یا مرض سے بوقت نکاح واقف تھی تو اس مرض یا عیب کی بنا پر اس کا طلب تفریق کا حق ساقط ہو جائے گا ماسوائے نامردی کے۔

(۲) مرد بغیر کسی عزر کے لا پتہ ہو جائے۔ اسکے غائب رہنے کی مدت کے تعین کے سلسلے میں زمان ومکان کے اختلاف کی وجہ سے علماء کے آرا مختلف ہیں رائج الوقت قانون کے مطابق یہ مدت چار سال مقرر ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے حال ہی میں یہ مدت ایک سال مقرر کرنے کی سفارش کی ہے۔

بیوی کا کوئی اور مذہب اختیار کرنا مذکورہ قانون کی دفعہ۴ کی رو سے اگر کوئی شادی شدہ مسلمان عورت اسلام کو ترک کر کے کوئی اور مذہب اختیار کر لے تو اس کا ایسا کرنا ازخود نکاح فسخ ہونے کا محرک نہیں بن سکتا تاہم ایسی صورت میں وہ مذکورہ قانون کی بنیاد پر فسخ نکاح کی ڈگری حاصل کرنے کی حقدار ہوگی۔ اس دفعہ کے احکام کا اطلاق اس عورت پر نہیں ہو گا جو کوئی دوسرا مذہب تبدیل کر کے اسلام میں داخل ہوئی ہو اور پھر دوبارہ اپنا سابقہ مذہب اختیار کیا ہو۔ یہ رائے علمائے

متاخرین کی رائے کے مطابق ہے تاہم جمہور فقہاء کے نزدیک مسلمان شوہر کے مرتد ہو جانے کی صورت میں اسکا نکاح خود بخود فسخ ہو جائے گا۔

فسخ نکاح بربنائے خلع اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہو اور اس کی نفرت اس انتہا کو پہنچ گئی ہو کہ محبت و مودت کی زندگی کی طرف واپس آنے کی کوئی صورت باقی نہ رہ گئی ہو تو اسے خلع کے ذریعے اس کی زوجیت سے نکلنے کا حق حاصل ہے۔ اگر عورت خلع کے ذریعے نکاح کو ختم کرنا چاہے تو اسے بدل خلع دینا پڑتا ہے جس کا تعین حالات و واقعات کے پیش نظر عدالت کرتی ہے۔ قانون و انصاف کمیشن کی سفارش پر عائلی عدالتوں کے قانون مجریہ ۱۹۶۴ء کی دفعہ ۱۰ (۴) میں ترمیم کی گئی ہے جس کی رو سے مصالحت ممکن نہ ہونے کی صورت میں عدالت فوری طور پر تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرے گی اور شوہر کو وہ مالی مفادات (مہر) واپس دلائے گی جو اس نے بیوی سے حاصل کیے ہوں۔

دعویٰ تنسیخ نکاح عائلی عدالتوں کے قانون مجریہ ۱۹۶۴ء (The Family Courts Act 1964) کی دفعہ ۵ کے مطابق تنسیخ نکاح کا فیصلہ کرتے ہوئے متعلقہ عائلی عدالت میں جہیز، نان ونفقہ، مہر، ذاتی املاک اور دیگر ذاتی اشیاء، بچوں کی تحویل اور ان سے ملاقات کے سارے معاملات کا فیصلہ کرے گی چاہے وہ دعوے میں شامل کئے گئے ہوں یا شامل نہ کئے گئے ہوں۔ اسی طرح مذکورہ قانون کی دفعہ ۹ کی رو سے دعویٰ برائے تنسیخ نکاح یا نان ونفقہ کے جواب میں مدعا علیہ / شوہر اپنے جواب دعویٰ میں حقوق زن وشوئی کا دعویٰ بھی کرسکتا ہے جس کیلئے الگ دعویٰ دائر نہیں کیا جائے گا اور اگر شوہر کی طرف سے حقوق زن وشوئی کا دعویٰ دائر کیا گیا ہو تو مدعا علیہ بیوی اپنے جواب دعویٰ میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ بھی کرسکتی ہے جس کیلئے الگ دعویٰ دائر نہیں کیا جائے گا۔ اور عائلی عدالت مندرجہ بالا تمام معاملات کا فیصلہ اکٹھے کرے گی۔ اسی طرح دفعہ 12-A کی رو سے عائلی مقدمات بشمول دعویٰ تنسیخ نکاح کا فیصلہ مقدمہ دائر ہونے کے چھ ماہ کے اندر کرے گی اور اگر ایسا کوئی مقدمہ چھ مہینے کے اندر فیصلہ نہ ہو تو کسی بھی فریق کو حق حاصل ہوگا کہ وہ ہائی کورٹ کو درخواست دے کر اس سلسلے میں عدالت کے لئے ضروری ہدایت نامہ جاری کروائے۔

اپیل (۱) عائلی عدالتوں کے قانون مجریہ ۱۹۶۴ء کی دفعہ ۱۴ (۱) کی رو سے کسی بھی فریق کو حق حاصل ہے کہ وہ عائلی عدالت کے فیصلے کے خلاف ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں اپیل دائر کرے اور اگر یہ فیصلہ ڈسٹرکٹ جج یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج نے بحیثیت فیملی جج کیا ہو تو اپیل ہائی کورٹ میں پیش کی جائے گی۔

(۲) ذیلی دفعہ۲ کی رو سے حسب ذیل معاملات میں عائلی عدالت کی جاری کردہ ڈگری کے خلاف اپیل نہیں کی جا سکے گی۔

(الف) تنسیخ نکاح کی ڈگری کے خلاف ماسوائے قانون تنسیخ نکاح مسلمانان مجریہ ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۲ کی شق (VIII) (d) کی بنیاد پر جاری کردہ ڈگری کے۔ شق (d) (VIII) بیوی کی املاک بیچنے یا اسے ان پر اپنا قانونی حق استعمال کرنے سے منع کرنے سے متعلق ہے۔

(ب) مہر یا جہیز سے متعلق ڈگری کے خلاف جن کی مالیت ۳۰ ہزار روپے سے کم ہو۔

(ج) نان ونفقہ سے متعلق ڈگری کے خلاف جبکہ مقرر کردہ ماہانہ خرچہ ۱۰۰۰ روپے یا اس سے کم ہو۔

(۳) ذیلی دفعہ۳ کی رو سے عائلی عدالت کے عبوری فیصلے کے خلاف بھی اپیل یا نظر ثانی نہیں کی جا سکے گی۔

(۴) ذیلی دفعہ۴ کی رو سے عدالت اپیل دائر کی گئی اپیل کو چار مہینے میں نمٹائے گی۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر o51-9208752
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

جھوٹی گواہی اور اس کے اثرات

لوگوں کے حقوق کا نفاذ، مجرم کو کیفرِ کردار تک پہنچانا اور مظلوم کی داد رسی تبھی ممکن ہے جب عدالت قانون کے تقاضے پورے کرتے ہوئے مقدمات کا فیصلہ کرے اور لوگوں کو انصاف فراہم کرے۔ عدالتی انصاف کا ایک اہم تقاضا فریقین اور گواہان (witnesses) کی سچی گواہی ہے۔

جھوٹی گواہی دینا جرم ہے

جھوٹی گواہی نہ صرف غیر اخلاقی فعل ہے بلکہ قانونی جرم بھی ہے جس کی سماعت ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۴۷۶ کے تحت سرسری طور پر (summary trial) ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جھوٹی گواہی تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۱۹۲ کے تحت بھی قابلِ گرفت جرم ہے اگر کسی عدالت کو دوران کارروائی پتہ چل جائے کہ اس کے روبرو کسی شخص نے جعلسازی کا ارتکاب کیا ہے یا جھوٹی گواہی دی ہے تو عدالت ملزم کے خلاف ضابطہ کی کاروائی کرے گی۔ اسی طرح جھوٹی دستاویزات تیار کرنے اور اسے کسی دیوانی، فوجداری یا عدالت مال میں پیش کرنا بھی قابلِ تعزیر جرم ہے۔ جس کا اختیار سماعت اس عدالت کو ہے جس کے روبرو مقدمہ زیر سماعت ہو وہ عدالت یا تو از خود ایسے شخص کے خلاف کاروائی کرسکتی ہے یا کسی بھی متاثرہ درخواست گذار کی طرف سے شکایت آنے پر ایسی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۴۷۶ کے تحت جھوٹی گواہی پر مبنی مقدمات کی سماعت سرسری طور (summary trial) پر ہوتی ہے جبکہ دفعہ ۱۹۱ تعزیرات پاکستان کے تحت قاعدہ سماعت کے بعد سزا دی جاتی ہے۔ جھوٹی گواہی سے مراد ایسی شہادت ہے جس میں کوئی شخص دانستہ طور پر ایسا بیان دے جو جھوٹا ہو اور جس کا اسے علم ہو کہ یہ بیان جھوٹا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اسے سچا قرار دے کر بیان کر رہا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی عدالت کے سامنے جہاں وہ سچ بولنے کا قانونی پابند ہو کوئی ایسا بیان خواہ زبانی ہو یا تحریری جسے وہ باور کرتا ہو کہ یہ بیان جھوٹا ہے یا یہ جانتے ہوئے کہ وہ حقیقت پر مبنی نہیں تو ایسا شخص جھوٹی گواہی دینے کا مجرم ہوگا۔ مثلاً عدالت میں کسی کے خلاف یہ بیان دینا کہ جو تحریر یا دستخط اس کے سامنے ہیں وہ تحریر یا دستخط اسی شخص کے ہیں جس کے خلاف بطور ثبوت استعمال ہو رہا ہے جبکہ بیان دینے والا یہ جانتا ہو کہ وہ تحریر یا دستخط متعلقہ شخص کے نہ ہیں۔ حلفاً یہ بیان دینا کہ کوئی شخص کسی خاص وقت، کسی خاص مقام پر موجود تھا، حالانکہ ایسا نہ تھا اور بیان دینے والا اس معاملہ کی نسبت کچھ نہ جانتا تھا۔ یا اگر کوئی مترجم کسی ایسے بیان کی ترجمانی یا ترجمہ کی تصدیق کرتا ہے جو درست نہ ہے۔ اسی طرح اگر کوئی گواہ، جو قانون حلف کی دفعہ ۱۴ کے تحت سچی گواہی دینے کا پابند ہوا ایسا بیان دے جسے وہ جانتا ہو کہ جھوٹ ہے تو وہ زیر دفعہ ۱۹۱ جرم کا مرتکب ہوگا۔

جھوٹی گواہی تیار کرنا

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۹۲ کے تحت جھوٹی شہادت کی اقسام اور ان کی نوعیت مختلف ہیں مثلاً کسی واقعہ کے بارے میں جو حقیقت پر مبنی نہ ہو اسے تیار کرنا تاکہ وہ کسی دیوانی یا فوجداری مقدمہ میں بطور شہادت پیش کی جاسکے یا اگر کسی نے اپنی دکان کی بہی میں جھوٹے اندراج اس غرض سے کیئے ہوں کہ وہ ان کو کسی عدالت میں بطور تائیدی شہادت پیش کرے گا تو ایسے تمام جرائم زیر دفعہ ۱۹۲ تعزیرات پاکستان جرم ہیں۔ چند مزید جرائم کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

(۱) کسی واقعہ کو وجود میں لانا مثلاً کسی کتاب، ریکارڈ میں غلط اندراج کرنا یا کسی غلط بیانی پر مبنی کوئی دستاویز بنانا۔

(۲) ایسا واقعہ، غلط اندراج یا غلط بیان جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہو کہ وہ بطور شہادت کسی عدالتی کاروائی میں یا کسی سرکاری ملازم یا ثالث کے روبرو کاروائی میں پیش کیا جائے گا۔

(۳) ایسا واقعہ، غلط اندراج یا غلط بیان، جو اس طور پر شہادت میں آئے جس سے اس شخص کو جس نے کاروائی میں شہادت پر رائے قائم کرنی ہے، کو مغالطہ میں ڈال دے۔

(۴) کسی ایسے نکتے پر رائے دینا جو کاروائی کے نتیجہ کیلئے اہمیت کا حامل ہو۔

کسی ایسے جرم میں جھوٹی گواہی دینا جس کی سزا موت ہو

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۹۴ کے تحت جو کوئی اس نیت سے جھوٹی گواہی دے کہ اس سے وہ کسی شخص کو ایسے جرم میں ملوث کر کے سزا دلوا سکے یا سزا دلوانے کا باعث بن سکے یا اس بات کا احتمال ہو کہ وہ شخص ایسے جرم میں جس کی سزا موت ہو سکتی ہو تو اس جھوٹی گواہی دینے والے شخص کو عمر قید یا قید سخت کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد دس برس تک ہو سکتی ہے اس کے علاوہ جرمانہ بھی ہو سکتا ہے۔ اگر اس جھوٹی گواہی کے نتیجے میں کوئی بے گناہ شخص پھانسی پا جائے تو اس شخص کو جس نے ایسی جھوٹی گواہی دی ہو کو سزائے موت دی یا وہ سزا جو تعزیرات پاکستان میں درج ہے، دی جاسکتی ہے۔

ایسے جرائم میں جھوٹی گواہی دینا جس کی سزا عمر قید یا سات سال سے زائد ہو

جو کوئی تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۹۵ کے تحت اس نیت سے جھوٹی گواہی دے کہ اس سے وہ کسی شخص کو کسی ایسے جرم میں سزا دلوا سکے جو رائج الوقت قانون کے مطابق سنگین جرم تو نہیں مگر اس کی سزا عمر قید یا سات سال یا اس سے زیادہ ہو سکتی ہے تو اس کو وہ سزا دی جائے گی جو اصل مجرم کو دی جاتی ہے جس نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہو مثلاً کسی کو ڈکیتی کے جرم میں ملوث کرنے کیلئے جھوٹی گواہی دینے کی سزا دس برس تک مع جرمانہ یا قید ہو سکتی ہے۔

اقرار نامہ یا سرٹیفکیٹ (certificate) کو جھوٹا جانتے ہوئے بطور سچا استعمال کرنے کی سزا

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۹۸ کے تحت جو کوئی بد نیتی سے کسی ایسے اقرار نامہ کو سچا ظاہر کرے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ یہ سچ پر مبنی نہیں تو اس کو جھوٹی گواہی دینے کی سزا دی جائے گی۔

جرم کے ارتکاب کی شہادت کو غائب کر دینا

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۰۱ کے تحت اگر کوئی شخص جرم کے ارتکاب میں متعلقہ نشانات، علامات اور دیگر ثبوت چھپاتا ہے، مٹاتا ہے یا ان سے متعلق غلط بیانی سے کام لیتا ہے جس سے جرم کی تفتیش میں مشکلات پیدا ہوں جیسے کسی کی لاش یا خون کے دھبے غائب کر دینا یا جعلی تیار کردہ دستاویزات یا ایسی نوعیت کی دیگر اشیاء جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ جرم کا ارتکاب نہ ہوا ہے یا اس کو چھپا دینے سے ملزم کا بنیادی مقصد مجرم کو قانونی سزا سے بچانا ہو۔ ان حالات میں اگر جرم سنگین نوعیت کا ہو، مثلاً ایسا جرم جس کی سزا موت مقرر ہے تو اس کو مقرر کردہ سزا میں سے کسی ایک قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد سات برس تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔ اسی طرح اگر اس جرم کی سزا عمر قید ہے یا دس سال تک کی قید کی سزا مقرر ہے تو ایسی صورت میں دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد تین برس تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا یا اگر ایسے جرم کی سزا ایسی قید مقرر ہے جس کی میعاد دس برس تک نہ ہو تو اس شخص کو اس قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جو اس جرم کیلئے مقرر ہے جس کی میعاد اس قید کی بڑی سے بڑی میعاد کی ایک چوتھائی تک ہو سکتی ہے جو جرم مذکور کیلئے مقرر ہے یا جرمانہ یا دونوں سزائیں۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9209412, 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

سفر کے دوران حادثات کی صورت میں معاوضہ کے قوانین

جان لیوا حادثات کا قانون مجریہ ۱۸۵۵ء (The Fatel Accident Act 1855) ایسے افراد کے ورثاء کو جوان حادثات کے نتیجے میں موت کا شکار ہو جائیں ان کو معاوضہ دینے سے متعلق ہے۔ اس قانون کے تحت جب کسی کی موت، کسی شخص کی کوتاہی، اس کے عمل یا بے توجہی سے سرزد ہو جائے تو اس کے ورثاء کو معاوضہ لینے کا حق حاصل ہوگا جیسے اس آدمی کو ہوتا اگر وہ نہ مرتا۔ اس قانون کی دفعہ 1 کے تحت اگر کسی شخص کی موت کسی شخص کی لاپرواہی، عدم احتیاط یا غفلت کے نتیجہ کے باعث ہوئی ہو تو متوفی کے ورثاء بذریعہ قانونی دادرسی معاوضہ (damages) وصول کر سکتے ہیں۔ جان لیوا حادثہ کی صورت میں عدالت حالات و واقعات کے پیش نظر مناسب معاوضہ کا حکم صادر کرتی ہے۔ اس قسم کے تمام مقدمات ورثاء کے مفاد کیلئے کئے جاتے ہیں اور حاصل کردہ معاوضہ مطابق قانون اسی طرح ورثاء میں تقسیم ہوگا جیسا کہ وراثت تقسیم ہوتی ہے۔ عدالت کو یہ اختیار ہے کہ ایسے مقدمات میں ہر کیس کی صورتحال کے مطابق مناسب معاوضہ کا حکم صادر کرے گا۔ عدالت معاوضہ کے تعین کا حکم دیتے وقت آدمی کی متوقع زندگی، اس کا زندگی میں مقام اور آمدن جیسے امور کو مدنظر رکھے گی۔ جیسے اگر متوفی کی عمر ۳۰ سال تھی تو اس کی ممکنہ عمر جو پاکستان میں اوسط عمر سمجھی جاتی ہے یعنی 60 - 65 سال تک کی عمر اس کے علاوہ اس کی ماہانہ آمدن بھی زیرغور رکھے گی۔

اس قانون کے علاوہ ملک میں دیگر قوانین بھی ہیں جن کے تحت موت، مستقل یا عارضی معذوری کی صورت میں متاثرہ شخص یا اس کے ورثاء کو ایک متعین معاوضہ حاصل کرنے کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً

۱۔ معاوضہ کارکنان کا قانون مجریہ ۱۹۲۳ء (The Workman Compensation Act 1923)

۲۔ زیر دفعہ 95، 96 موٹر وہیکل ایکٹ مجریہ ۱۹۳۹ء (Motor Vehicles Act 1939)

۳۔ زیر دفعہ 67 تا 67-A موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء (Motor Vehicles Ordinance 1965)

۴۔ زیر دفعہ 87 نیشنل ہائی وے سیفٹی آرڈیننس ۲۰۰۰ء (National High Way Safety Ordinance 2000)

مذکورہ بالا قوانین نہ صرف معاوضہ کی وصولی کا حق تسلیم کرتے ہیں بلکہ حصول معاوضہ کا طریقہ کار بھی فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء کی دفعہ ۸۷ کے تحت اگر کوئی مسافر حادثہ کا شکار ہو جائے تو اسے ایک متعین معاوضہ دیا جاتا ہے جس کا ذکر آخر میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ یہ معاوضہ ایک سمری طریقہ کار کے تحت دیا جاتا ہے جو درج ذیل ہے۔

درخواست گزار اگر مضروب ہو تو حصول معاوضہ کیلئے درخواست دے سکتا ہے لیکن موت کی صورت میں متوفی کے ورثاء یہ معاوضہ حاصل کر سکتے ہیں جس کیلئے ایک خاص ٹریبونل تشکیل دیا گیا ہے۔

کلیم ٹریبونل (Claim Tribunal)

موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء کی دفعہ A-67 کے تحت حکومت نے ایک کلیم ٹریبونل تشکیل دیا ہے جو ایسے کلیم کا فیصلہ کرتا ہے۔ اگر وہ ٹریبونل دو یا دو سے زیادہ افراد پر مشتمل ہو تو ان میں سے ایک ممبر چئر مین ہوتا ہے۔

معاوضہ کی ادائیگی کیلئے ایک درخواست جمع کرانی پڑتی ہے جس کا طریقہ کار درج ذیل ہے۔

حصول معاوضہ کا طریق کار

حصول معاوضہ کیلئے مندرجہ ذیل اشخاص درخواست دے سکتے ہیں۔

۱۔ وہ شخص جو حادثہ میں زخمی ہو جائے اور کوئی عضو ضائع کر بیٹھے۔

۲۔ حادثہ کے نتیجہ میں موت کی صورت میں ہو تو متوفی کے قانونی وارثان۔

۳۔ کوئی بھی شخص جسے اسی مقصد کیلئے مقرر کیا گیا ہو۔

درخواست کی وصولی کے بعد افسر مجاز مناسب قانونی کاروائی کے بعد فوری معاوضہ کا حکم دے گا۔

درخواست گذار حصول معاوضہ کیلئے درخواست کے ہمراہ موت کی صورت میں متوفی کا تصدیق شدہ سرٹیفکیٹ فوتگی (Death Certificate) قانونی وارثان کی فہرست اور .F.I.R کی نقل لف کرے گا، لیکن فوتگی کے علاوہ کی صورتوں میں مضروب ڈاکٹری سرٹیفکیٹ ہمراہ درخواست دے گا۔ ایسی کوئی بھی درخواست وقوعہ کے ۹۰ دنوں کے اندر اندر جمع کرانی پڑے گی بصورت دیگر درخواست وصول نہیں کی جائے گی الا یہ کہ کوئی معقول وجوہ پیش کی جائے۔ جس کے بعد کلیم ٹریبونل انکوائری کرے گا اور فریقین کو سننے کا موقع دیا جائے گا جس کے بعد اس کی ادائیگی کا حکم صادر کرے گا۔ اس

مقصد کیلئے کلیم ٹریبونل کو ضابطہ فوجداری (Cr.P.C) کی دفعہ ۱۹۵ کے تحت عدالت دیوانی کے تمام اختیارات حاصل ہونگے اور وہ انہیں استعمال کر کے شہادت، حلف اور گواہوں کی حاضری کو یقینی بنانے اور دیگر دستاویزات کو پیش کرنے کا حکم صادر کر سکتا ہے۔

اپیل

ٹریبونل کے فیصلہ کے خلاف جس میں معاوضہ کی ادائیگی کا حکم صادر کیا گیا ہو یا ایسے معاوضہ کی ادائیگی سے انکار (refuse) کیا گیا ہو، کے فیصلہ کے خلاف ۹۰ دن کے اندر مجاز افسر کے پاس اپیل دائر کی جاسکتی ہے بشرطیکہ معاوضہ کی رقم ایک ہزار روپے سے کم نہ ہو۔

معاوضہ کی ادائیگی کا طریقہ کار

موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ 67-F کے تحت معاوضہ کی ادئیگی کا حکم صادر ہو جانے کے بعد معاوضہ ے روز میں ادا ہونا ضروری ہے بصورت دیگر اگر معاوضہ کسی ایسے شخص کے ذمہ واجب الادا ہے جس نے:۔

(۱) دفعہ 49 کے تحت بینک گارنٹی دی ہے تو معاوضہ کی ایسی رقم وہ بینک ادا کرے گا۔

(۲) اگر کوئی معاہدہ کسی بینک کے ساتھ نہ ہو تو واجب الادا رقم درخواست دینے پر بذریعہ کلکٹر بطور بقایاجات لینڈ ریونیو (Arrears of Land Revenue) حاصل کی جائے گی۔

اسی طرح کوئی شخص موٹر وہیکل کسی پبلک جگہ اس وقت تک نہیں چلا سکتا جب تک کہ موٹر وہیکل ایکٹ مجریہ ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۹۴ کے تحت اس کے پاس فریق سوئم (3rd party) کی انشورنس نہ ہو یہاں فریق سوئم سے مراد ہر وہ آدمی ہے جو گاڑی یا موٹر وہیکل چلانے والے فریق اول کے کسی حادثہ میں زخمی ہو جائے یا اسے جسمانی نقصان پہنچے یا مر جائے وہ فریق سوئم کہلائے گا۔ ایسی انشورنس کسی ایسی کمپنی کی طرف سے ہونی چاہیئے جو کہ اس قانون کی دفعہ ۱۰۸ کے تحت ہو۔ ایسے افراد یا فرد جو حادثے کا شکار ہو جائیں ان کو کلیم کی ادئیگی کی شرح کی حد مختلف ہوتی ہے۔ لیکن موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء کے ۱۳ ویں شیڈول کے مطابق معاوضہ کی رقم درج ذیل ہے۔

(۱) دایاں بازو کہنی یا کہنی سے اوپر تک ضائع ہو جانے کی صورت میں	5,000
(۲) بایاں بازو کہنی یا کہنی سے نیچے ضائع ہو جانے کی صورت میں	4,000
(۳) ایک ٹانگ گھٹنے تک ضائع ہو جانے کی صورت میں	3,000
(۴) یک ٹانگ گھٹنے سے نیچے تک ضائع ہو جانے کی صورت میں	5,000

(۵)	مکمل طور پر بہرہ ہو جانے کی صورت میں	5,000
(۶)	دونوں ٹانگوں سے محرومی	10,000
(۷)	ایک آنکھ ضائع ہو جانے کی صورت میں	6,000
(۸)	دونوں آنکھیں ضائع ہو جانے کی صورت میں	10,000
(۹)	ایک انگوٹھا ضائع ہو جانے کی صورت میں	3,200
(۱۰)	ایک پاؤں کی تمام انگلیوں کے ضائع ہو جانے کی صورت میں	4,000
(۱۱)	پہلی انگلی ضائع ہو جانے کی صورت میں	3,200
(۱۲)	سر یا چہرہ مکمل طور پر مسخ ہو جانے کی صورت میں	4,000
(۱۳)	ہڈی کا ٹوٹ جانا	3,000
(۱۴)	ایک یادداشت ضائع ہو جانے کی صورت میں	1,000
(۱۵)	ہر ایسا زخم جو انسانی زندگی کیلئے مہلک ثابت ہو سکے یا جس کے نتیجے کے طور پر مریض بیس روز یا اس سے زائد عرصہ تک درد محسوس کرتا رہے یا کام کاج کے قابل نہ رہے۔	2,000
(۱۶)	مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ جن کا اوپر ذکر نہ ہے کے اخراجات	2,000
(۱۷)	اگر حادثہ میں ایک سے زیادہ چوٹیں آئی ہوں تو زیادہ سے زیادہ معاوضہ	10,000
(۱۸)	موت کی صورت میں	16,000

مزید معلومات کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر: 051-9209412
فیکس نمبر:051-9214416
ای میل:ljcp@ljcp.gov.pk

عدالت کی جانب سے دلائے جانے والا اصل خرچہ اور خرچہ برائے تلافی نقصان

حصول انصاف ہر انسان کا بنیادی حق ہے اور اس حق کے حصول میں جہاں اور بہت سی دشواریاں پیش آتی ہیں وہاں مقدمہ پر اٹھنے والے اخراجات خود ایک بھاری پتھر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ عام قسم کے مقدمات میں بھی مدعی کو بھاری اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں نہ صرف مدعی بلکہ مدعا علیہ کو بھی اپنے دفاع میں اسی طرح کی مشکلات و اخراجات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عام حالات میں کوئی آدمی محض شوق کی خاطر دیوانی عدالت سے رجوع نہیں کرتا اسی طرح مدعا علیہ دائر شدہ دعویٰ خواہ وہ قانونی اور واقعاتی طور پر کتنا ہی غلط اور بے بنیاد کیوں نہ ہو اس کا دفاع کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔

تاہم نظام قانون میں سقم ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات کوئی شخص اپنے مخالف فریق کو محض تکلیف دینے اور ہراساں کرنے کیلئے اس کے خلاف دعویٰ دائر کر دیتا ہے اسی طرح یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مبنی برحقیقت دعویٰ جات میں بھی مدعا علیہ تکلیف دہ حالات سے گذرتا ہے جس میں مدعی مبنی بر شرارت واقعات کی بنیاد پر مدعا علیہ کو حتی الامکان پریشان کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جان بوجھ کر ان بے تعلق اور شرانگیز واقعات سے فریق مخالف کو نقصان یا ذہنی کوفت پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ ان حالات میں اگر عدالت اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ فریقین میں سے کسی نے عدالت اور ضابطہ قانون کے غلط استعمال سے فریق ثانی کو نقصان یا ایذا رسانی کی ہو تو ایسی صورت میں عدالت دیوانی ضابطہ دیوانی کی دفعہ 35 اور 35-A کے تحت فریقین میں سے جس کو حقدار سمجھے اصل خرچہ اور ہرجانہ خاص کی صورت میں مناسب معاوضہ دینے کا اختیار رکھتی ہے جو ان حالات میں دیا جا سکتا ہے۔

اول: خرچہ زیر دفعہ ۳۵ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء

عدالت کی جانب سے دلائے جانے والا خرچہ یا تو خرچہ برائے تلافی نقصان ہو سکتا ہے یا اصل خرچہ جو اپنے موقف کو کامیابی سے ثابت کرنے والے فریق کو دلایا جاتا ہے جس میں وکیل کی فیس بھی شامل ہو سکتی ہے بشرطیکہ وکیل نے وصول فیس کا سرٹیفکیٹ دیا ہو یہ خرچہ دلوانا عدالت کی صوابدید پر ہے جو ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۳۵ کے تحت چند شرائط کے تحت دلایا جاتا ہے جس میں عدالت اس کا تعین بھی کر دیتی ہے کہ یہ خرچہ کون ادا کرے گا یا کس کی جائیداد سے اور کس حد تک یہ خرچہ وصول کروایا جائے گا۔

۲۔ اگر کسی وجہ سے عدالت یہ خرچہ دعویٰ میں کامیاب ہونے والے فریق کو نہ دلوانے کا حکم صادر کرے گی تو عدالت اس کی وجہ قلم بند کرنے کی پابند ہے۔

۳۔ اس کے علاوہ عدالت خرچہ پر چھ فی صدی سالانہ کے حساب سے منافع بھی دلواسکتی ہے اور ایسا منافع خرچہ میں شامل کیا جائے گا اور اسی طرح قابل وصول (recoverable) ہوگا۔

اپیل

جب کسی عدالتی فیصلہ میں خرچہ کی بابت ہدایات ایک قابل اپیل حکم میں صادر کی گئی ہوں تو خرچہ کے حکم کے حصہ کی حد تک اپیل دائر کی جاسکتی ہے جبکہ نا قابل اپیل حکم کے خلاف نگرانی کی درخواست کی جاسکتی ہے۔

دوئم: زیر دفعہ 35-A ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء جھوٹے اور تنگ کرنے والے مقدمات میں ہرجانہ

جب دفعہ ۳۵ کے تحت دلوایا جانے والا خرچہ مناسب تلافی نہ کرسکتا ہو تو عدالت ان کے علاوہ کامیاب ہونے والے فریق کو خرچہ برائے تلافی بھی دلواسکتی ہے۔

اس دفعہ کے تحت دلوائے جانے والے خرچہ کے باوجود ایک دعویٰ برائے ہرجانہ بر بنائے مقدمہ برائے ایذا دائر کیا جاسکتا ہے۔

دفعہ 35-A کے تحت کوئی فریق کسی مقدمہ، دیگر کاروائی یا حکم نامہ کے اجراء کی کاروائی کے دوران ایسا اعتراض کرے جو حقیقت پر مبنی نہ ہو وہ جھوٹ پر مبنی ہو یا کسی فریق کو محض تنگ کرنے کے لئے دائر کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں اگر عدالت کو تسلی ہو جاتی ہے کہ یہ مطالبات جھوٹ اور ایذا رسانی پر مبنی ہیں، تو اس فریق سے جس نے ایسا جھوٹا مقدمہ یا دعویٰ دائر کیا تھا بطور ہرجانہ خاص خرچہ دلانے کا حکم صادر کرسکتی ہے۔

کوئی بھی عدالت ایسا خرچہ جو بطور ہرجانہ خاص کے حکم کے تحت ہو تو اپنے مالی اختیارات (pecuniary jurisdiction) کی حد میں رہتے ہوئے ۲۵ ہزار روپے تک کا ہرجانہ خاص دلانے کا حکم صادر کرسکتی ہے اس کے علاوہ کسی فریق جسکے خلاف ایسی ادائیگی کا حکم ہوا ہو وہ اس جھوٹے مقدمہ یا جھوٹے جواب دہی کی نسبت فوجداری جرم سے بری الزمہ (exempted) نہ ہوگا۔

اپیل

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۱۰۴ کے تحت اس دفعہ 35-A کے مطابق صادر کئے گئے حکم کے خلاف اپیل دائر کی جاسکتی ہے الا یہ کہ ایسا حکم کسی ایسی عدالت نے صادر کیا ہو جسکے فیصلے کے خلاف اپیل نہ کی جاسکے مثلاً عدالت خفیفہ (Court of Small Claims) یا ہائی کورٹ نے صادر کیا ہو۔ واضح رہے کہ جہاں 35-A کے تحت خرچہ کی ادائیگی سے انکار کیا گیا ہو وہاں بھی اپیل دائر نہیں کی جاسکتی جبکہ اس دفعہ کے بارے میں دوسری اپیل بھی دائر نہیں کی جاسکتی۔

خرچہ زیر دفعہ 35 اور زیر دفعہ 35-A ضابطہ دیوانی کا فرق

اول الذکر حالات میں عدالت دعویٰ خارج کرنے کے وقت مدعا علیہ کے اس دعویٰ میں دفاع میں کیے گئے خرچہ مع کورٹ فیس، وکیل کی فیس اور گواہان کا خرچہ وغیرہ، جو درحقیقت خرچ ہوئے ہوں دلوانے کا حکم صادر کرسکتی ہے۔ اس کے علاوہ عدالت مدعا علیہ سے وہ تمام اخراجات بھی دلواسکتی ہے جو مدعا علیہ کے غلط انکار کی صورت میں مدعی کو برداشت کرنا پڑے تھے۔

جبکہ ہرجانہ خاص 35-A کے تحت ان صورتوں میں دلوایا جاسکتا ہے جہاں فریقین عرضی دعویٰ، جواب دعویٰ کسی درخواست یا شہادت کے ذریعہ کوئی ایسا مواد ریکارڈ پر لائیں یا لانے کی کوشش کریں جو نہ صرف مقدمہ سے غیر متعلق ہو بلکہ اس کا مقصد فریق ثانی کی شہرت کو نقصان پہنچانا یا اس کے خاندان کو ذہنی کوفت دینا مقصود ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مدعا علیہ کو جو حق دفاع یا مدعی کو جو بھی بنائے دعویٰ حاصل ہے اس کا ذکر نہ کیا جائے تاہم جو فریق مقدمہ کی کاروائی کو جان بوجھ کر اس انداز سے استعمال کرے کہ فریق ثانی کو ذاتی یا مالی حیثیت میں نقصان پہنچانا مقصود ہو تو اس قسم کی پریکٹس کی حوصلہ شکنی کیلئے ضروری ہے کہ عدالت ہرجانہ خاص کے ذریعہ اس فریق کے نقصان کا ازالہ کرے۔ مثال کے طور پر اگر باہمی وراثت کی تقسیم میں کوئی فریق جان بوجھ کر دوسرے فریق کی ولدیت (legitimacy) محض مقدمہ کو طول دینے اور اسے ذہنی کوفت پہنچانے کیلئے ایسا اعتراض کرے تو عدالت اس قسم کے اعتراض کو فریقین کی شہادت سننے کے بعد دور کرنے کے بر متاثرہ فریق کو ہرجانہ خاص ادا کئے جانے کا حکم صادر کرسکتی ہے۔

ہرجانہ خاص کی صورت میں عدالت رقم کا تعین کرتے وقت متاثرہ فریق کی سماجی اور مالی حیثیت کو سامنے رکھتی ہے اور یہ امر بھی نظر میں رکھا جاتا ہے کہ فریق ثانی کی بے بنیاد (frivoloeus) موقف یا اس کے الزامات میں کس قدر شخصی یا مالی نقصان کیا ہے اور اسکا اصل نقصان (actual damages) کی تلافی ہرجانے کی صورت میں کتنی ہونی چاہیئے۔

مزید معلومات کے لیے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر۔II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر: 051-9209412
فیکس نمبر:051-9214416
ای میل:ljcp@ljcp.gov.pk

عقد ثانی کیلئے ضروری شرائط اور طریقہ کار

تعدد ازدواج کی صورت میں بعض ممکنہ مسائل کے پیش نظر ایک سے زیادہ شادیوں کو مسلم عائلی قوانین آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۱ کے تحت بعض شرائط کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔

طریقہ کار

جو شخص اپنی موجودہ بیوی یا بیویوں کی موجودگی میں اور شادی کرنا چاہے اسکے لئے ثالثی کونسل سے اس کی اجازت لینا ضروری ہے۔ مسلم عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ کی دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ ا کی رو سے کوئی شخص ثالثی کونسل کی پیشگی اجازت کے بغیر دوسری شادی نہیں کرے گا اور نہ ہی ایسی منظوری کے بغیر آرڈیننس ھذا کے تحت ایسی کسی شادی کو رجسٹر کیا جائے گا۔ ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے اجازت کیلئے درخواست مقررہ فیس کے ساتھ مقررہ طریقہ کار کے مطابق چیئر مین ثالثی کونسل کو پیش کی جائے گی جس میں مجوزہ شادی کی وجوہات بھی بیان کی جائیں گی اور یہ کہ آیا موجودہ بیوی یا بیویوں کی رضامندی حاصل کر لی گئی ہے یا نہیں۔ مسلم عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ کے تحت قواعد کے قاعدہ نمبر ۳ (اے) کی رو سے ایسی درخواست اس یونین کونسل میں دائر کی جائے گی جہاں درخواست دھندہ کی موجودہ بیوی یا ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں وہ بیوی رہائش پزیر ہو جسکے ساتھ اس نے آخر میں شادی کی ہو۔ قاعدہ ۱۵ کے مطابق ایسی تحریری درخواست کے ھمراہ ایک سو روپے کی فیس بھی ادا کی جائے گی۔

ثالثی کونسل کی تشکیل و ذمہ داری

دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ ۳ اور قاعدہ ۶ کی رو سے ذیلی دفعہ ۲ کے تحت دوسری شادی کی اجازت کے لئے درخواست موصول ہونے پر چیئر مین سات دن کے اندر تحریری حکم کے ذریعے درخواست دھندہ اور اسکی موجودہ بیوی یا بیویوں کو ایک ایک نمائندہ مقرر کرنے کیلئے کہے گا اور ایسا ہر فریق اس حکم کے موصول ہونے کے سات دن کے اندر تحریری طور پر اپنا نمائندہ نامزد کر کے اس کی تحریر چیئر مین کے حوالے کرے گا یا بذریعہ رجسٹری ڈاک انہیں ارسال کرے گا۔ اس طرح تشکیل پانے والی کونسل یہ تسلی کر لینے کے بعد کہ مجوزہ شادی ضروری اور انصاف پر مبنی ہے مناسب شرائط کے تابع مطلوبہ اجازت عطا کرنے کی مجاز ہوگی جسکی وجوہات فیصلے میں قلمبند کی جائیں گی۔ قاعدہ نمبر ۱۴ کی رو سے اس امر پر غور کرنے کیلئے کہ آیا

موجودہ شادی کی موجودگی میں مجوزہ دوسری شادی منصفانہ اور ضروری ہے ثالثی کونسل عام اختیارات کے قطع نظر کہ کیا منصفانہ اور ضروری ہے دیگر کے علاوہ مندرجہ ذیل کی طرف خاص توجہ دے سکتی ہے ۔موجودہ بیوی کا بانجھ پن، جسمانی معذوری، از دواجی تعلقات کیلئے نااہلی، حقوق زن وشوئی کی ڈگری سے دانستہ گریز، پاگل پن۔

اپیل

مسلم عائلی قوانین کی دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ۴ اور قاعدہ نمبر ۱۶ کی رو سے کسی بھی فریق کی طرف سے مقررہ طریقہ کار کے مطابق فیصلے کی نگرانی کیلئے درخواست فیصلہ جاری ہونے کے ۳۰ دن کے اندر کلکٹر کو پیش کی جاسکتی ہے جسکا فیصلہ قطعی ہوگا اور اسکے خلاف کسی عدالت میں اعتراض نہیں کیا جاسکے گا۔

بغیر اجازت دوسری شادی کی سزا

بغیر اجازت دوسری شادی کرنے کی صورت میں موجودہ بیوی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ متعلقہ یونین کونسل میں اس کی شکایت کرے۔مسلم عائلی قوانین کی دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ ۵ کی رو سے جو شخص ثالثی کونسل کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کرے گا وہ مہر کی تمام رقم خواہ معجّل ہو یا غیر معجّل موجودہ بیوی یا بیویوں کو ادا کرے گا۔بصورت دیگر وہ بطور بقایا جات مالگزاری (arrears of land revenue) خاوند کی جائیداد کو فروخت کر کے یا اسکو گرفتار کر کے جیل میں مقررہ عرصہ تک رکھ کر وصول کیا جائے گا۔ نیز شکایت ہونے پر وہ ایک سال تک کیلئے قید محض یا پانچ ہزار روپے جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9208752
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljco@ljcp.gov.pk

خالص خوراک (Pure Food) کا قانون مجریہ ۱۹۶۰ء

خوراک زندگی قائم رکھنے کیلئے ایک اہم جزو ہے جس پر انسانی زندگی اور صحت کا دارومدار ہے۔ اسی طرح اشیاء خوراک کی تجارت کرنے والوں کی اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو خالص اشیاء خوراک فروخت کریں اس مقصد کیلئے حکومت نے خالص خوراک کا قانون مجریہ ۱۹۶۰ء (Pure Food Ordinance) نافذ کیا ہے جس کے تحت اشیاء خوردونوش کی تیاری، فروخت اور ان میں ملاوٹ یا مضر صحت اجزاء کے بشمول سے بچانے کا ایک واضح طریقہ کار دیا گیا ہے جس پر عمل درآمد نہ صرف اشیاء خوراک تیار کرنے والوں کی قانونی ذمہ داری ہے بلکہ اس کی خلاف ورزی **قابل تعزیر جرم** ہے۔

اس قانون کے تحت کوئی بھی شخص جو اشیاء خوردونوش کے بنانے، فروخت کرنے یا ترسیل سے متعلق کاروبار کرتا ہے اس کیلئے لازمی ہے کہ ان اشیاء کی تیاری میں نہ تو کوئی ایسی مضر صحت شے کو استعمال کرے گا جو انسانی زندگی کیلئے خطرہ کا باعث بن سکتی ہو نہ اس کا ذخیرہ کرے گا اور نہ ہی اسے دوسرے شخص کو فروخت کیلئے ارسال کرے گا۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان اشیاء کی تیاری میں قانون میں دیئے گئے ضوابط کا خیال رکھے گا اور کوئی ایسا رنگ، پاؤڈر یا کسی ایسے جزو کو شامل نہیں کرے گا جس کی قانون اجازت نہ دیتا ہو یا وہ شے مطلوبہ قانونی معیار کے مطابق تیار نہ کی گئی ہو۔ اور نہ ہی کسی ایسی غیر معیاری چیز کو کسی معیاری تجارتی ادارے کے نام سے منسوب کر کے فروخت نہیں کرے گا جو درحقیقت اس کمپنی کی تیار کردہ نہ ہو۔

اگر کوئی تیار کنندہ دودھ یا دودھ سے بنی اشیاء میں کسی ایسی چیز کی ملاوٹ کرتا ہے جو انسانی زندگی کیلئے خطرہ کا باعث بن سکتی ہو یا کھانے پینے کی وہ اشیاء جنہیں ڈبوں میں یا بوتلوں میں بند کیا جانا ضروری ہو معیار کے مطابق بند نہیں کرتا اور انہیں اس طرح سے کھلے عام فروخت کرتا ہے جس سے اس شے کی افادیت کم یا ضائع ہو سکتی ہو، تو وہ مستوجب سزا ہوگا لیکن اگر کوئی شخص دوبارہ ان ہدایات کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ دوسری بار جرم پر اضافی سزا کا مستوجب ہوگا۔

اس قانون کے تحت اگر کوئی شخص اشیاء خوردونوش تیار کرتا ہے یا اس کی خرید وفروخت کرتا ہے یا کسی ایجنٹ سے کرواتا ہو تو اس کیلئے لازمی ہے کہ کسی قسم کی غلط بیانی نہیں کرے گا اور نہ ہی اشیاء صرف بنانے کے عمل میں کسی ایسے رنگ، پاؤڈر یا کسی ایسے جزو کو استعمال کرے گا جو قانون کے مقرر کردہ معیار کے مطابق نہ ہو اور نہ ہی کوئی ایسی چیز اس میں شامل کرے گا جو مضر صحت ہو۔ ایسی تمام اشیاء خوردونوش کو نہ وہ ذخیرہ کر سکتا ہے نہ ہی وہ خرید وفروخت کی غرض سے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان احکامات کی پابندی کرنے میں ناکام رہتا ہے یا دانستہ ان کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

کوئی شخص نہ تو خوراک کے بارے میں غلط ضمانت دے گا نہ ہی غیر معیاری شے فروخت کرے گا

کوئی شخص نہ تو کوئی ایسی چیز تیار کر سکتا ہے نہ اس کو فروخت کرنے کی غرض سے ذخیرہ کر سکتا ہے جو کسی طور بھی ملاوٹ شدہ ہو اور نہ ہی غلط تجارتی نام سے فروخت کر سکتا ہے جس سے لوگوں میں یہ تاثر پیدا ہو کہ یہ مطلوبہ برانڈ کی چیز ہے، وہ کوئی ایسی خوراک جو اپنی کوالٹی یا اجزائے ترکیبی کے لحاظ سے ناقص ہو یا اس میں ناقص اشیاء کی ملاوٹ کی گئی ہو، فروخت نہیں کر سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اس قانون کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔ ایسی اشیاء جس کی پیکنگ کرنا ضروری ہو اور اس کو کھلا بیچنا منع ہے الا یہ کہ وہ مقرر کردہ حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ہو مثلاً کھلی مارجرین، مکھن، بناسپتی گھی، کھانے کا تیل وغیرہ ایسی اشیاء ہیں جن کا پیکنگ کے بغیر فروخت کرنا ممنوع اور خلاف قانون ہے۔ ان اشیاء کی تیاری، مکس کرنے اور انہیں کولڈ سٹوریج میں ذخیرہ کرنے، مشروبات کی پیکنگ کیلئے قانون کے تحت تمام لوازمات پورے نہیں کرتا تو ایسا شخص اس قانون کی دفعہ ۲۳ کے تحت ایک سال قید اور ایک ہزار روپے سے دو ہزار روپے جرمانے تک کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

اشیاء صرف کی تیاری۔ سٹور کرنے اور فروخت کرنے کیلئے لائسنس کا حصول

اس قانون کی دفعہ ۱۱ کے تحت اشیاء خورد و نوش کی تیاری، ذخیرہ کرنے اور انہیں فروخت کرنے کیلئے لائسنس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ بغیر لائسنس حاصل کیے کسی اشیاء صرف کی تیاری یا انہیں بوتلوں میں بند کرنے، یا اس سے متعلق کسی عمل کو جاری رکھنے، بیکری کا سامان بنانے یا ہوٹل، ریسٹورنٹ بنانے کیلئے بھی لائسنس حاصل کرنا ضروری ہے اور اس کی تجدید قانون کے تحت ہر سال ضروری ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں لائسنس کی تجدید نہیں ہو سکتی اور جاری شدہ لائسنس منسوخ ہو سکتا ہے جبکہ مالک یا لائسنس یافتہ شخص زیر دفعہ ۱۲ کے تحت رجسٹر نہ رکھے یا وہ جگہ جہاں وہ کاروبار کرتا ہو وضع کی گئی شرائط اور حالات کے مطابق معیاری نہ ہو جو اس لائسنس کی تجدید کیلئے ضروری ہیں یا اس قانون کے تحت سزا یافتہ ہو۔ وہ تھوک فروش جو وناسپتی گھی، چربی، مارجرین، مچھلی کا تیل، مسٹرڈ آئل یا دیگر پکانے کا تیل وغیرہ کا کاروبار کرتے ہوں، اسی طرح بیکری سے متعلق اشیاء، ڈیری فارم، ہوٹل، ریسٹورنٹ وغیرہ کے کاروبار کیلئے بھی لائسنس کا حصول ضروری ہے اور اس کیلئے لازمی ہے کہ وہ رجسٹر رکھیں جس میں تمام تفصیلات درج کریں تا کہ اس قانون کے تحت مقرر کردہ فوڈ انسپکٹر دیکھ سکیں۔ کھانے پینے کی ایسی تمام اشیاء کی خرید و فروخت یا فروخت کی نیت سے ذخیرہ اندوزی اس وقت تک ممکن نہ ہے جب تک کہ اس مقصد کیلئے اجازت نامہ یا لائسنس حاصل نہ کیا گیا ہو۔

فوڈ پوائزننگ کا احتمال اوراس کی روک تھام کی تدابیر

کوئی بھی ہیلتھ آفیسر یا انسپکٹر جس کو اس بات کا احتمال ہو از خود یا کسی صارف کی شکایت پر کہ کسی خوراک میں زہریلے اثرات پائے جاتے ہیں جس سے (food poisoning) کا احتمال ہے یا اس میں کوئی ایسے کیمیائی اثرات مرتب ہو گئے ہیں جو کہ انسانی صحت کیلئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں اس خوراک کا کیمیائی تجزیہ کرایا جا سکتا ہے اور جس شخص کے قبضہ سے یہ اشیاء دستیاب ہوئی ہوں تو اس کو نوٹس دیا جائے گا اور متعلقہ خوراک کے نمونے سے حتمی نتائج حاصل کرنے کے بعد اس کی خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا جائے گا۔ اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی ڈیری فارم سے حاصل کئے گئے دودھ میں ایسے بیکٹیریا موجود ہیں جنکی وجہ سے ٹی۔ بی کا مرض ہو سکتا ہے تو ایسی صورت میں اس ڈیری فارم کے مالک کو متعلقہ ڈیری فارم سے دودھ کی سپلائی سے روک دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ہیلتھ آفیسر کسی بھی ریسٹورنٹ، مٹھائی کی دوکان، ہوٹل یا کوئی اور ایسی جگہ جہاں اشیائے خورد ونوش کی خرید وفروخت ہوتی ہو کے مالک کو نوٹس دے گا کہ وہ ان اشیاء کے بارے میں اس بات کا مصدقہ ثبوت دے کہ یہ انسانی صحت کیلئے اور کھانے پینے کے لحاظ سے حفظان صحت کے اصولوں کے عین مطابق ہیں اور اس سے کسی قسم کی متعدی بیماری پھیلنے کا خدشہ نہیں ہے، اس بات کا ثبوت پیش کرنا لازمی ہوگا۔ اگر ڈیری فارم کے مالک نے دودھ میں کسی قسم کی شکایت نہ ہونے کا ثبوت دے دیا اور ہیلتھ آفیسر اس بات سے مطمئن ہے تو ایسی صورت میں نوٹس واپس لیا جا سکتا ہے۔

انسپکٹر کے فرائض اور خوراک کا تجزیہ

انسپکٹر خوراک کسی خوراک کا تجزیہ کسی صارف کی شکایت موصول ہونے پر یا از خود نوٹس لیتے ہوئے کروا سکتا ہے۔ اس مقصد کیلئے کسی ایسی vehicle کو جس میں ایسی اشیاء ایک جگہ سے دوسری جگہ لائی جا رہی ہو یا کسی پیکٹ میں بند اشیاء کو جس کو بھیجنے کیلئے لایا جا رہا ہو اگر یہ گمان ہو کہ یہ تمام اشیاء یا ان میں سے کچھ اشیاء مضر صحت یا غیر معیاری ہیں اور انسانی صحت کیلئے مضر ثابت ہو سکتی ہیں یا ان اشیاء میں استعمال ہونے والے اجزاء یا عناصر ٹھیک نہیں تو ایسی صورت میں ان کو روک سکتا ہے یا تلاشی لے سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں کسی مارکیٹ، گودام، دوکان، سٹال یا ریڑھی یا کسی بھی ایسی جگہ جہاں کھانے پینے کی اشیاء فروخت ہوتی یا خریدی جاتی ہوں یا تیار کی جاتی ہوں وہاں سے کسی ایسی چیز کا نمونہ برائے تجزیہ حاصل کر سکتا ہے اور ایسی جگہوں کا معائنہ کر سکتا ہے ان تمام امور کے دوران اگر وہ یہ محسوس کرے کہ یہاں بننے یا فروخت ہونے والی یا اسٹور کی ہوئی اشیاء مضر صحت ہیں ایسی صورت میں ان اشیاء کو وہاں سے فوری طور پر ہٹانے کا کہہ سکتا ہے تاکہ کسی صورت ان کو استعمال میں نہ لایا جا سکے اور ایسے مالکان یا وہ افراد جن کے قبضہ سے یہ اشیاء حاصل کی گئی ہوں،

ان کونوٹس دینے کے بعد ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی عمل میں لائی جاسکتی ہے اور ایسی تمام اشیاء کی تفصیل تیار کرے گا جس کی ایک کاپی وہاں موقع پر موجود افراد یا مالکان کو بھی دی جائے گی۔

ایسی صورت میں کوئی بھی متاثرہ فریق یا مالک ۷ دن کے اندر اپنے علاقے کے مجسٹریٹ درجہ اول یا مجسٹریٹ درجہ دوم کو درخواست دے سکتا ہے جو بذریعہ انکوائری انسپکٹر کے نوٹس کی تصدیق یا تردید کرے گی۔ جس کے بعد قبضہ میں لی گئی تمام اشیاء خورد و نوش یا ان میں سے کچھ اشیاء کی فروخت یا نہ فروخت کرنے کی اجازت دے گا اور اجازت نہ ملنے کی صورت میں ایسی تمام اشیاء کو مالک کے خرچہ پر تلف کر دیا جائے گا۔

لیکن اگر مقررہ ۷ دن کی مدت کے اندر اندر مالک کی طرف سے کوئی درخواست مجسٹریٹ کو نہ دی گئی ہو تو فوڈ انسپکٹر کے تحریری نوٹس اور عدالتی کمیشن کے معائنہ کے بعد اشیاء تلف کر دی جائیں گی اور متعلقہ شخص قانون کے مطابق قابل مواخذہ ہوگا۔

اس کے علاوہ کوئی بھی شخص انسپکٹر کو تحریری درخواست دے سکتا ہے کہ کسی جگہ پر مضر صحت اشیاء کی دستیابی یا خرید و فروخت ہو رہی ہو تو اس کا نمونہ حاصل کیا جائے اور اس کا لیبارٹری میں تجزیہ اور عوام کے سامنے پیش کیا جائے۔

قانون کے تحت مقرر کردہ سزائیں

ان تمام امور کی عدم توجہی کی صورت میں جن کا ذکر کیا گیا ہے، قید اور جرمانہ کی سزا لاگو ہو سکتی ہے جس میں ایک دفعہ جرم کرنے پر مالک کو ایک سال قید سخت کی سزا یا جرمانہ جو کہ ۲ ہزار روپے تک ہو سکتا ہے یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

دوسری مرتبہ جرم کرنے پر یا آرڈیننس کے تحت وضع کردہ قواعد سے عدم توجہی برتنے پر تین ماہ قید سخت ۲ سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ جو کہ ۵ ہزار سے لے کر ۱۰ ہزار روپے تک ہو سکتا ہے یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

تیسری مرتبہ جرم کرنے پر یا کسی قسم کی adulteration کرنے پر جو کہ مضر صحت ہو یا اس میں مضر صحت اشیاء ڈالی گئی ہوں کی صورت چاہے وہ adulteration کے جرم میں پہلی دفعہ ملوث پایا گیا ہو تو اس کو ۳ سال قید سے لے کر ۵ سال تک قید سخت کی سزا ہو سکتی ہے یا جرمانہ جو کہ ۵ ہزار روپے سے ایک لاکھ روپے تک ہو سکتا ہے یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412 , 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

قانون معاہدہ کے لوازمات

قانونِ معاہدہ کا بڑا مقصد فریقین معاہدہ کو چند اصولوں، ہدایات اور احکامات کا پابند بنانا ہے جن کے ذریعے فریقین اپنے لیے حقوق وفرائض کا تعین کرتے ہیں۔ معاہدہ میں شامل فریق، معاہدہ کے تحت درج شرائط کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر کوئی فریق، معاہدہ کی شرائط کی خلاف ورزی کرے تو دوسرا فریق اس کے خلاف قانونی کاروائی کرنے اور اپنے نقصان کا معاوضہ یا ہرجانہ حاصل کرنے کا مجاز ہوتا ہے اور اسے معاہدہ کو منسوخ کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے۔

قانونِ معاہدہ کے تحت معاہدہ (contract) ایک واضح اصطلاح ہے جس میں صرف وہی معاہدہ شامل ہے جو تمام قانونی شرائط پوری کرتا ہو یعنی ایسا معاہدہ جو فریقین کی آزادانہ مرضی سے منعقد ہوا ہو جس میں جبر، ناجائز دباؤ یا غلط بیانی کا عنصر موجود نہ ہو۔ فریقین قانوناً معاہدہ کرنے کے اہل ہوں۔ بدل اور مقصد جائز ہو۔ تو ایسا معاہدہ قانونی معاہدہ کہلاتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں ہر اقرار (agreement) جو قانونی طور پر قابل نفاذ ہو اسے معاہدہ کہتے ہیں۔ اقرار کے چند لوازمات ہیں جب یہ لوازمات پورے کر دیے جاتے ہیں تو اقرار ایک معاہدہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے ورنہ اقرار محض اقرار ہی رہ جاتا ہے

معاہدہ کے لوازمات

ایجاب (offer)

معاہدے کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ ایک فریق ایجاب (offer) کرے جب کوئی شخص کسی امر کے کرنے یا نہ کرنے کی خواہش کا اظہار اس غرض سے کرے کہ دوسرے شخص کی طرف سے اس عمل کے سرانجام دینے یا نہ دینے کی منظوری حاصل ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ اس شخص نے ایجاب کیا۔ ایجاب تحریری یا زبانی ہو سکتا ہے اور معنوی بھی دوسرے لفظوں میں وہ بیان جو یکطرفہ ہو جس کے لیے دوسرے شخص کی رضامندی حاصل کرنا ضروری نہ ہو ایجاب نہیں ہے اور ایجاب کے بغیر کوئی معاہدہ نہیں ہوسکتا۔ ایجاب کی تکمیل اس وقت مکمل ہوتی ہے۔ جب وہ اس فریق کے علم میں آجائے جسے ایجاب پیش کیا گیا ہو۔

قبولیت (acceptance)

ایجاب اور قبول لازم وملزوم ہیں ۔ ایجاب ہوگا تو قبولیت ہو گی ایجاب کو قبول نہ کیا جائے تو کوئی معاہدہ وجود میں نہیں آتا قبولیت کا اظہار زبانی طور پر، بذریعہ تحریر، اشارات کیا جا سکتا ہے۔ کسی ایجاب کو عہد میں بدلنے کے لئے ضروری ہے کہ

(۱) قبولیت غیر مشروط ہو۔

(۲) اس کا اظہار مناسب انداز میں ہو۔ اگر ایجاب کے قبول کرنے کے لئے ایک خاص طریقہ یا میعاد مقرر کی گئی ہو۔ تو قبولیت اسی خاص طریقہ یا میعاد کے اندر ہونی چاہیے۔ قبولیت کی تکمیل اس وقت مکمل ہوتی ہے جب قبول کرنے والا اپنی قبولیت کا اظہار کر دیتا ہے۔

آزادانہ مرضی (free consent)

فریقین معاہدہ کی آزاد رضامندی تکمیل معاہدہ کے لیے لازم ہے دو افراد کا رضامند ہونا اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ ایک ہی چیز پر ایک ہی مفہوم میں رضامند ہوں ۔ اگر کسی فریق معاہدہ کی رضامندی جبر، ناجائز دباؤ، فریب، غلط بیانی اور واقعاتی غلطی سے حاصل کی گئی ہو تو معاہدہ بعض حالات میں باطل اور بعض حالات میں قابل تنسیخ (voidable) ہوگا لیکن تنسیخ کا حق اس فریق کو حاصل ہوگا جس کی رضامندی اس طریقے سے حاصل کی گئی ہو۔ اگر معاہدہ کرتے وقت کسی ایک فریق کی نیت معاہدہ پر غیر قانونی طور پر عمل کرنے کی ہو تو اگرچہ معاہدہ قائم رہتا ہے لیکن بری نیت والے کے لیے نا قابل نفاذ ہوتا ہے۔ لیکن اگر دونوں فریقوں کی رضامندی بدنیتی پر مبنی ہو تو معاہدہ قابل نفاذ نہیں ہوتا۔

بدل (consideration)

ہر معاہدہ کے لیئے لازمی ہے کہ وہ کسی بدل کے عوض ہو۔ ایسا اقرار جو بدل کے بغیر ہو نا قابل نفاذ ہوتا ہے۔ معاہدہ کی اصل روح غرض یا مقصد اور اس کا بدل ہے۔ دوسرے لفظوں میں کچھ دینا ضروری ہے اور یہی دینا بدل ہے۔ قانون میں یہ اصول مقرر کیا گیا ہے کہ بدل نہیں تو کوئی معاہدہ نہیں بدل کسی بھی شکل میں ہو سکتا ہے۔ یہ ماضی، حال اور مستقبل میں بھی محیط ہو سکتا ہے۔ قانون معاہدہ کی رو سے معاہدہ کا بدل کے عوض ہونا ضروری ہے ماسوائے ایسے معاہدے کے جو

(۱) فطری محبت اور لگاؤ کے باعث ہو۔

(۲) جس میں کوئی شخص اپنی مرضی اور منشاء سے معاہد کے لئے کوئی فعل پہلے سے کر چکا ہو اور بعد ازاں معاہد اس کو کچھ دینے کا عہد کرے۔

(۳) زائد المیعاد قرضہ کی مکمل یا جزوی ادائیگی کا تحریری عہد ہو۔

معاہدہ کرنے کا طریقہ کار

معاہدہ تحریری بھی ہو سکتا ہے۔اور زبانی بھی۔ جہاں معاہدہ کے جائز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ یہ تحریری ہو اور رجسٹرار کی طرف سے درج رجسٹر ہو تو ایسا معاہدہ اس وقت جائز ہو گا جب وہ تحریری ہو، دستخط شدہ اور ان گواہوں کی طرف سے تصدیق شدہ ہو۔مثلاً قانون انتقال جائیداد کے تحت غیر منقولہ جائیداد (immovable property) کی بیع (sale) رہن (mortgage) پٹہ (lease) یا ہبہ (gift) کے معاہدوں کا تحریری اور رجسٹر ہونا ضروری ہے۔

فریقین یعنی کم از کم دو اشخاص کا ہونا

معاہدہ کرنے کے لئے کم از کم دو افراد کا ہونا ضروری ہے ایک ہی فرد اپنے آپ سے معاہدہ نہیں کر سکتا ہے۔جو شخص ایجاب کرتا ہے اسے معاہد (promisor) اور ایجاب کے قبول کرنے والے کو معاہدلہٗ (promisee) کہتے ہیں لہٰذا کسی بھی معاہدہ کے لئے لازمی ہے کہ اس میں معاہد اور معاہدلہٗ دونوں شامل ہوں۔

گواہان

معاہدہ کرتے وقت گواہ کا ہونا ضروری ہے تاکہ معاہدہ کی خلاف ورزی کی صورت میں فریقین کے درمیان منصفانہ قانونی کاروائی عمل میں لائی جا سکے۔

قانونی اہلیت (legal capacity)

قانونِ معاہدہ کے مطابق ہر شخص معاہدہ کرنے کا اہل ہے جو قانون کے مطابق

(۱) بالغ ہو

(۲) عاقل ہو

(۳) قانون کی طرف سے اس پر کوئی پابندی یا ممانعت عائد نہ ہو۔

معاہدہ کے قانونی مقاصد(legal object)

معاہدہ کے لیئے لازم ہے کہ جس مقصد کے لیئے معاہدہ کیا جارہاہو وہ قانونی ہو۔ایسے معاہدے جو ازروئے قانون صریحاً یا معنوی طور پر ممنوع ہوں نا قابلِ نفاذ ہوتے ہیں خواہ فریقین کی نیت کیسی بھی ہو۔اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

مندرجہ ذیل مقاصد کے لئے ہونے والا معاہدہ غیر قانونی یا باطل قرار پائے گا

(۱) جو شادی میں رکاوٹ کا باعث ہو۔

(۲) جو کسی کاروبار میں رکاوٹ کا باعث ہو۔

(۳) جو مانع قانونی کاروائی ہو۔

(۴) جس میں غیر یقینی صورت حال درپیش ہو۔

(۵) جو ناممکن فعل انجام دینے کے لئے ہو۔

(۶) جو قماربازی کے زمرے میں آتا ہو۔

ایسے تمام غیر قانونی اقرار (illegal agreement) چونکہ پہلے دن سے ہی ناجائز ہوتے ہیں لہٰذا ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی اور کسی بھی مرحلے پر فریقین کے درمیان کسی قسم کے اثر کے حامل نہیں ہوتے۔

معاہدہ کے قانونی اثرات(legal effects)

معاہدہ شکنی، جس میں ایک فریق اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے سے انکار کر دیتا ہے تو متاثرہ فریق کو حق حاصل ہے کہ وہ دادرسی کے لئے مندرجہ ذیل میں سے کوئی راستہ اختیار کرے۔

(ا) تنسیخ معاہدہ(rescission/ revocation of the contract)

متاثرہ فریق معاہدہ فسخ کرسکتا ہے اور معاہدہ کی عدمِ تعمیل کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے اس کے لیے وہ معاہدہ شکن کے خلاف ہرجانہ یا نقصان کا دعویٰ کرسکتا ہے۔

(ب) ہرجانے کا دعویٰ

متاثرہ فریق معاہدہ شکن کے خلاف تلافی نقصان یا ہرجانہ کا دعویٰ کرسکتا ہے۔متاثرہ فریق کو ہرجانہ دلانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ متاثرہ فریق کو اس حالت میں لایا جائے جس میں وہ معاہدہ کی تعمیل کی صورت میں ہوتا۔

(ج) دادرسی مختص کا دعویٰ

بعض صورتوں میں معاہدہ شکنی کی صورت میں ہرجانہ دلانا کافی نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں عدالت براہ راست معاہدہ شکن کو تعمیل مختص کا حکم دے سکتی ہے۔ تعمیل مختص کے تحت معاہدہ شکن کو معاہدہ کے مطابق اپنی ذمہ داری پورا کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔

حسب ذیل صورت میں تعمیل مختص کا دعوی نہیں ہو سکتا

(۱) جب عدالت تعمیل معاہدہ کی نگرانی نہ کر سکتی ہو۔

(۲) جب معاہدہ شخصی خدمات سے متعلق ہو۔

(۳) معاہدہ کا ایک فریق نابالغ یا فاتر العقل ہو۔

(د) Suit Upon Quantum of Merit

کچھ صورتوں میں متاثرہ فریق انجام شدہ کام کی حد تک معاوضہ کا مطالبہ کر سکتا ہے یعنی اگر ایک شخص معاہدہ کے تحت اپنی ذمہ داری کو پورا کرے اور معاہدہ، معاہدہ شکنی کی وجہ سے ختم ہو جائے تو وہ انجام شدہ کام کی حد تک معاوضہ کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مزید وضاحت یا معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ڈپٹی سیکریٹری-I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9214797
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

بدنیتی سے چیک کے اجراء کی سزا

(Bounding of Cheques)(۴۸۹۔ایف)

۱۹۹۷ء سے پہلے اگر کوئی شخص بدنیتی سے قرض کی واپسی کے لئے کوئی چیک قرض خواہ کے نام جاری کرتا مگر بینک اکاؤنٹ میں رقم نہ ہونے پر اگر وہ واپس (Bounce) ہو جاتا تو اس کے لئے کوئی تعزیری سزا مقرر نہیں تھی۔ رقم کی بازیابی کیلئے دیوانی عدالت میں مقدمہ دائر کیا جاتا تھا تاہم بینکنگ کمپنیز (قرضوں کا پیشگی رقوم اور سرمائے کی وصولی) کے ایکٹ ۱۹۹۷ء (Banking Companies (Recovery of Loans, Advances, Credits and Finances) Act 1997) کے تحت پہلی دفعہ چیک کی واپسی کو فوجداری جرم قرار دیا گیا۔ اس جرم کو بعد میں مالیاتی اداروں (رقوم کی واپسی) کے آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۱ء (Financial Institution (Recovery of Finances) Ordinance, 2001) میں دفعہ ۲۰ (۴) کی شکل میں بحال رکھا گیا۔ دفعہ ۲۰ (۴) کی رو سے جو شخص بددیانتی سے کسی رقم کی ادائیگی کیلئے یا کسی ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے کوئی چیک جاری کرتا ہے، جو پیش ہونے پر مسترد ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں اسے ایک سال تک کی قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ الا یہ کہ وہ یہ ثابت کر سکے جس کا ثابت کرنا اس کی ذمہ داری ہوگی کہ اس نے بینک سے رابطہ کر کے یہ یقین دہانی حاصل کی تھی کہ چیک کو منظور کر لیا جائے گا اور اس چیک کو منظور نہ کرنا بینک کی غلطی تھی۔

مذکورہ قانونی دفعہ بطور خاص ان واقعات پر لاگو ہوتی ہے جہاں چیک قرضوں کی واپسی کیلئے مالیاتی اداروں کے نام جاری کیا جاتا ہے لیکن چیک لکھنے والے کے اکاؤنٹ میں رقم کی کمی کی وجہ سے واپس کر دیا جاتا ہے اور یوں سمجھا جاتا ہے کہ اس چیک کو بددیانتی سے قرضہ کی ادائیگی کیلئے جاری کیا گیا، جو پیش ہونے پر مسترد ہو گیا۔ چونکہ مذکورہ عمل کو قابل سزا جرم صرف مالیاتی اداروں کے قرضوں کی واپسی کیلئے قرار دیا گیا تھا اور عام لوگوں کے لین دین پر یہ سزا لاگو نہیں تھی کیونکہ تعزیرات پاکستان میں کوئی مناسب دفعہ موجود نہ تھی جو عام لوگوں کے لین دین کے متعلق ہو۔ عام لین دین میں لوگ گاڑیوں کے بیچنے پر زمینوں و دیگر کاروباری معاملات میں چیک جاری کرتے ہیں جو مال کی مالیت یا زمین کی مالیت کے برابر ہوتے ہیں لیکن جب فروخت کنندہ اس کو بینک میں کیش کرنے کیلئے جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ خریدار کے اکاؤنٹ میں اس مالیت کی رقم موجود نہیں ہے اور اس طرح بینک چیک واپس کر دیتا ہے لہذا قانون وانصاف کمیشن کی تجویز پر وفاقی حکومت نے تعزیرات پاکستان میں ایک دفعہ کو شامل کیا ہے جس میں بددیانتی سے چیک جاری کرنے والے کے لئے سزا مقرر کی گئی ہے۔ وفاقی حکومت نے مجموعہ تعزیرات پاکستان (ترمیمی) آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۲ء (Pakistan Penal

Code (Amendment) Ordinance 2002) کے نام سے ایک آرڈیننس جاری کر کے تعزیرات پاکستان میں ایک نئی دفعہ 489-F کا اضافہ کر کے اس جرم کیلئے سزا تجویز کی ہے۔

دفعہ 489-F

دفعہ 489-F کی رو سے جو شخص بد نیتی سے کسی قرض کی ادائیگی یا کسی ذمہ داری کو پوری کرنے کیلئے کوئی چیک جاری کرتا ہے جو پیش ہونے پر اعتراض کے ساتھ مسترد ہو جائے تو اسے تین سال تک کی سزائے قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں الا یہ کہ وہ یہ ثابت کر سکے، جس کا ثابت کرنا اس کی ذمہ داری ہوگی، کہ اس نے اپنے بینک سے رابطہ کر کے یہ اہتمام کر لیا تھا کہ چیک کو منظور کر لیا جائے گا اور یہ کہ چیک کو منظور نہ کرنا بینک کی غلطی تھی۔

واضح رہے کہ ضابطہ فوجداری کے شیڈول دوم (۲) میں دفعہ 489-F کے تحت یہ جرم قابل دست اندازی پولیس اور نا قابل ضمانت ہے مگر قابل راضی نامہ ہے۔

مزید وضاحت یا معلومات کے لیے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ڈپٹی سیکریٹری۔II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9214797
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

ٹریفک کو منضبط کرنے کا قانون و طریقہ کار

منظم انداز سے رواں دواں ٹریفک کسی بھی ملک کی ترقی وخوشحالی اور وہاں کے شہریوں کے مہذب ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں ٹریفک کومنظم انداز سے رواں دواں رکھنے اور حادثات کی روک تھام کیلئے گاڑیوں کے استعمال کوموٹر وہیکل آرڈیننس ۱۹۶۵ اور بعض دوسرے قوانین کے ذریعے منضبط (regulate) کیا گیا ہے۔ مذکورہ قوانین کے تحت کسی بھی گاڑی کو باقاعدہ رجسٹر کرانا اور پبلک ٹرانسپورٹ گاڑی کی صورت میں اس کا روٹ پرمٹ حاصل کرنا ضروری ہے۔ گاڑی چلانے والے کیلئے بھی ضروری ہے کہ وہ ڈرائیونگ لائسنس کا حامل اور دیگر مطلوبہ شرائط پر پورا اترتا ہو۔

گاڑیوں کی رجسٹریشن

موٹر وہیکل آرڈیننس ۱۹۶۵ کی دفعہ ۲۳ کی رو سے کوئی بھی گاڑی جب تک رجسٹر نہ ہو اور مقررہ طریقے کے مطابق اس پر رجسٹریشن نمبر نہ لگایا گیا ہو، چلانا یا چلانے دینا ممنوع ہے۔ دفعہ ۲۸ کی رو سے رجسٹریشن اتھارٹی کسی بھی موٹر گاڑی کو رجسٹر کرنے سے انکار کرسکتی ہے اگر وہ میکانکی طور پر ناقص ہونے کی وجہ سے استعمال کیلئے غیر محفوظ ہو یا گاڑی اس آرڈیننس کے باب ۶ یا اسکے تحت مرتب شدہ قواعد کی ضروریات پورا نہ کرتی ہو۔ باب ۶ کی رو سے حکومت موٹر گاڑیوں کو درست حالت میں رکھنے کیلئے عمومی طور پر یا خاص قسم کی موٹر گاڑیوں یا ٹریلروں کے بارے میں یا خاص حالات میں گاڑیوں کی چوڑائی، اونچائی، لمبائی لادے جانے والے بوجھ، بیٹھنے کے انتظامات، مسافروں کی حفاظت، ٹائروں، بریکوں، اسٹیئرنگ گیئر، اشاروں اور رفتار سے متعلق پرزوں کی حالت، حفاظتی شیشوں کے استعمال، گاڑیوں سے نکلنے والے دھویں اور تیل، اس سے پیدا ہونے والے شور کی تخفیف اور باعثِ ایذا وخطرہ بن سکنے والی چیزیں لے جانے کی ممانعت وغیرہ سے متعلق قواعد وضع کرسکتی ہے جن پر عمل نہ ہونے کی صورت میں مجاز اتھارٹی گاڑی کو رجسٹر کرنے سے انکار کرسکتی ہے۔

موزونیت کا سرٹیفکیٹ

موٹر وہیکل آرڈیننس ۱۹۶۵ کی دفعہ ۳۹ کی رو سے کوئی بھی ٹرانسپورٹ گاڑی اس وقت تک دفعہ ۲۳ کے مقاصد کیلئے جائز طور پر رجسٹر شدہ تصور نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ موزونیت کے سرٹیفکیٹ (Fitness Certificate) کی

حامل نہ ہو۔ یہ سرٹیفکیٹ مجاز اتھارٹی کی طرف سے شیڈول اول کے فارم (A) پر اس مفہوم کی تحریر کے ساتھ جاری کیا جاتا ہے کہ گاڑی باب چہارم اور اسکے تحت بنے ہوئے قواعد میں مندرج ضروریات کے مطابق ہے یعنی اسکے لئے پرمٹ یا ضروری اجازت نامہ وغیرہ حاصل کیا گیا ہے۔ ایسا سرٹیفکیٹ زیادہ سے زیادہ تین سال کیلئے یا سرٹیفکیٹ میں درج اس مختصر مدت کیلئے موثر ہوگا جو کسی صورت میں چھ ماہ سے کم نہیں ہوگی اور یہ کہ موزونیت کے اس سرٹیفکیٹ کو متعلقہ اتھارٹی کسی بھی وقت اسکی وجوہات قلمبند کر کے منسوخ کر سکتی ہے اگر وہ مطمئن ہو کہ گاڑی اس آرڈیننس اور اسکے تحت بنے ہوئے قواعد کی ضروریات پر پورا نہیں اترتی۔ اس صورت میں متعلقہ گاڑی کی رجسٹریشن اور پرمٹ اس وقت تک معطل رہے گی جب تک نیا موزونیت کا سرٹیفکیٹ حاصل نہ کیا جائے۔

ڈرائیونگ لائسنس جاری کرنے سے متعلق عائد پابندی

عوام اور سواریوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے ڈرائیونگ لائسنس کے اجراء اور گاڑیوں کے استعمال پر حسب ذیل پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔

(۱) موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ ۳ کی رو سے کوئی شخص کسی عام جگہ (public place) پر کوئی موٹر گاڑی نہیں چلائے گا جب تک کہ اسکے پاس کوئی ایسا موٹر ڈرائیونگ لائسنس نہ ہو جسکی رو سے وہ گاڑی چلانے کا مجاز ہو اور نہ ہی کوئی شخص تنخواہ دار ملازم کی حیثیت سے کوئی عام سواری کی گاڑی چلائے گا جب تک کہ اسکے لائسنس میں اسے اس کی واضح اجازت نہ دی گئی ہو۔

(۲) دفعہ ۴ کی رو سے ۱۸ سال سے کم عمر کا فرد کسی بھی صورت میں گاڑی چلانے کا مجاز نہیں ہے۔ معاوضے پر گاڑی چلانے یا عام سواری کی گاڑی چلانے کی صورت میں اس کی عمر ۲۱ سال اور بھاری عام سواری کی گاڑی چلانے کی صورت میں اسکی عمر ۲۲ سال ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح ۵۰ سال کی عمر کا شخص کسی پبلک جگہ پر اس وقت تک عام سواری کی گاڑی نہیں چلائے گا جب تک کہ لائسنس جاری کرنے والی اتھارٹی کی طرف سے اسکی لائسنس پر اس مفہوم کا تصدیق نامہ ثبت نہ کیا گیا ہو کہ اس نے شیڈول اول کے فارم (B) پر رجسٹر شدہ میڈیکل ڈاکٹر کی طرف سے دستخط شدہ اس مفہوم کا سرٹیفکیٹ پیش کر دیا ہے کہ اسے شیڈول دوم میں مذکور یا کوئی بھی دوسری ایسی بیماری یا معذوری لاحق نہیں ہے جس کی موجودگی میں اس کا گاڑی چلانا عوام یا سواریوں کیلئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہو۔ مذکورہ تصدیق نامہ ۱۲ ماہ تک کیلئے موثر ہوگا اس کے بعد لائسنس کا حامل شخص از سر نو حسب سابق طبی موزونیت کا سرٹیفکیٹ پیش کرے گا اور اگر وہ ایسا سرٹیفکیٹ

پیش نہ کر سکے اور لائسنس جاری کرنے والی اتھارٹی کے پاس یہ یقین کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ وہ کسی بیماری یا معذوری کی بناء پر گاڑی چلانے کیلئے موزوں نہیں ہے تو وہ اسکا لائسنس منسوخ کر دے گی۔

موٹرگاڑیوں کے استعمال سے متعلق ضروری احکام

موٹر وہیکل آرڈیننس ۱۹۶۵ میں موٹر گاڑیوں کی رفتار وزن کی حد اور انکے استعمال وغیرہ کو بعض حدود و قیود کا پابند کرنے کیلئے احکام موجود ہیں۔

حد رفتار

موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ ۷۵ کی رو سے کوئی بھی شخص کسی عام جگہ میں کوئی گاڑی اس انتہائی رفتار سے زیادہ رفتار میں نہ تو چلائے گا نہ چلوائے گا اور نہ چلانے دیگا جو اس گاڑی کیلئے آرڈیننس ھذا کی رو سے اس کے تحت یا کسی دیگر نافذ الوقت قانون کی رو سے مقرر کر دی گئی ہو مگر شرط یہ ہے کہ مذکورہ انتہائی رفتار کسی صورت میں بھی اس انتہائی رفتار سے متجاوز نہیں ہوگی جو کسی گاڑی کیلئے اس آرڈیننس کے شیڈول ہشتم میں مقرر کر دی گئی ہو۔

شیڈول ہشتم کی رو سے مختلف اقسام کی موٹر گاڑیوں کیلئے فی گھنٹہ رفتار کی حد ماسوائے ہائی ویز یا موٹر ویز حسب ذیل ہے

(ا) مسافروں اور انکا اسباب اُٹھانے والی موٹر گاڑیوں کی صورت میں

		موٹر گاڑی	حد رفتار کلومیٹر فی گھنٹہ
(الف)			
	(1)	موٹر کار	۹۵
	(2)	موٹر سائیکل	۷۰
	(3)	موٹر کیب	۸۰
	(4)	ایسی پبلک سروس کی موٹر گاڑی (ماسوائے موٹر کیب جس میں ڈرائیور کے علاوہ ۱۴ سے زیادہ مسافر لے جانے کی گنجائش نہ ہو۔	۷۰
	(5)	ایسی پبلک سروس کی موٹر گاڑی جس میں ڈرائیور کے علاوہ ۱۴ سے زیادہ مسافر لے جانے کی گنجائش ہو۔	۶۵
(ب)		موٹر کار یا موٹر کیب جسکے تمام پہیوں پر ہوادار ٹائر چڑھے ہوئے ہوں اور جو دو پہیوں والا ٹریلر یا ۸۰۰ کلوگرام تک وزن کھینچ رہی ہو۔	۵۰

حدرفتار کلومیٹر فی گھنٹہ	موٹرگاڑی	(الف)
۳۰	کوئی دیگر گاڑی بشمول رکشااور معذوروں کی گاڑی کے	(ج)
	مال گاڑیاں یعنی وہ گاڑیاں جو سامان لادنے کیلئے بنائی یا موزوں کر لی گئی ہوں یا استعمال کی جاتی ہوں۔	(۲)
۸۰	اگر تمام پہیوں پر ہوادار ٹائر چڑھے ہوئے ہوں اور گاڑی سامان پہنچانے والی (delivery van) ہو اور کوئی ٹریلر نہ کھینچ رہی ہو۔	(الف)
۵۰	اگر تمام پہیوں پر ہوادار ٹائر چڑھے ہوئے ہوں اور گاڑی کا رجسٹر شدہ وزن بمعہ لدائی ۱۰۲۰۰ کلوگرام سے زیادہ نہ ہو اور گاڑی کوئی ٹریلر نہ کھینچ رہی ہو	(ب)
۳۵	کسی دیگر صورت میں	(ج)
	ٹریکٹر؛	(۳)
۲۵	اگر ایک سے زیادہ ٹریلر نہ کھینچ رہا ہو اور ٹریکٹر کے تمام پہیوں اور ٹریلر پر ہوادار ٹائر چڑھے ہوئے ہوں	(الف)
۱۰	کسی دیگر صورت میں	(ب)
۱۰	لوکوموٹو خواہ وہ ٹریلر کھینچ رہا ہو یا نہ	(۴)

وزن کی حد اور استعمال کی قیود

دفعہ ۶۷ کی رو سے حکومت کو اختیار ہوگا کہ صوبائی یا ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیوں کی طرف سے بھاری ٹرانسپورٹ گاڑیوں کیلئے پرمٹوں کے اجراء سے متعلق شرائط مقرر کرے اور صوبے کے اندر کسی علاقہ میں یا روٹ پر ان گاڑیوں کے استعمال کی ممانعت کر دے یا اس پر پابندی لگادے اسی طرح ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے کوئی شخص کسی عام مقام پر کوئی ایسی موٹر گاڑی نہیں چلائے گا اور نہ چلانے کی اجازت دے گا جس میں ہوادار ٹائر نہ لگے ہوئے ہوں۔
ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے کوئی شخص کسی عام جگہ پر کوئی ایسی موٹر گاڑی یا ٹریلر نہیں چلائے گا اور نہ چلانے کی اجازت دے گا۔

(الف) جسکا وزن قبل لدائی اس وزن قبل لدائی سے متجاوز ہو جسکی صراحت گاڑی کے رجسٹرڈ سرٹیفکیٹ میں درج ہو یا

(ب) لدائی کے بعد اسکا وزن اس وزن بعد لدائی سے متجاوز ہو جسکی صراحت گاڑی کے رجسٹرڈ سرٹیفکیٹ میں درج ہو یا

(ج) جس کا کوئی ایکسل ویٹ اس انتہائی ایکسل ویٹ سے متجاوز ہو جسکی صراحت ویسے ایکسل کیلئے رجسٹرڈ سرٹیفکیٹ میں درج ہو۔

دفعہ ۷۷ کی رو سے حکومت کی طرف سے مختار شخص مجاز ہے کہ اگر اس کے پاس اس امر کا یقین کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ کسی گاڑی یا ٹریلر کو دفعہ ۷۶ کی خلاف ورزی میں استعمال کیا جا رہا ہے تو ڈرائیور کو حکم دے کہ وہ گاڑی کو وزن کرنے کیلئے وزن کرنے کی مشین پر لے جائے اگر مشین گاڑی کے ائندہ سفر کے کسی مقام سے ایک میل کی مسافت پر ہو یا اسکی منزل مقصود سے پانچ میل کی مسافت کے اندر ہو اور اگر وزن کرنے پر گاڑی دفعہ ۷۶ کے احکام کی کسی طرح خلاف ورزی کرتی ہوئی پائی جائے تو اسے اختیار ہے کہ بذریعہ تحریری حکم ایک ایسے قریب ترین مقام پر گاڑی یا ٹریلر پہنچانے کی ہدایت کرے جسکی تصریح حکم مذکور میں کر دی گئی ہو اور جہاں مال کو گودام وغیرہ میں رکھنے کی سہولت موجود ہو اور اسے ہدایت کرے کہ جب تک گاڑی کا وزن بعد لدائی یا ایکسل ویٹ کم نہ کر دیا جائے یا ایسا کوئی عمل نہ کر دیا جائے کہ یہ دفعہ مذکورہ کے احکام کے مطابق ہو جائے گاڑی یا ٹریلر کو وہاں سے نہ ہٹائے۔

گاڑی کے استعمال کو محدود کرنے کا اختیار

دفعہ ۷۸ کی رو سے متعلقہ حکومت یا اسکی طرف سے مجاز اتھارٹی اگر عوام کے تحفظ اور آرام کیلئے ضروری محسوس کرے تو سرکاری جریدے (Official Gazette) میں اعلامیے (notification) کے ذریعے بعض ضروری شرائط کے ساتھ تمام گاڑیوں یا بعض مخصوص گاڑیوں کے استعمال پر یا کسی مخصوص علاقے یا سڑک یا پل پر گاڑی چلانے پر پابندی عائد کر سکتی ہے اور ہر ایسی جگہ ٹریفک پر پابندی سے متعلق مناسب نشانات لگوا سکتی ہے۔

علامات ٹریفک نصب کرانے کا اختیار

دفعہ ۷۹ کی رو سے حکومت یا اسکی طرف سے با اختیار اتھارٹی مجاز ہے کہ گاڑیوں کی آمدورفت کو منضبط کرنے کیلئے کسی بھی عام جگہ پر ٹریفک کے مناسب نشانات لگوائے یا نصب کروائے یا اسکی اجازت دے۔ ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے باب ہذا کے

تحت نصب شدہ علامات اسی سائز، اسی رنگ اور اسی وضع کی ہونگی اوران سے وہی معنی مراد ہونگے جو انھیں شیڈول نہم میں دیے گئے ہیں تاہم حکومت یا اسکی طرف سے بااختیار اتھارٹی مجاز ہے کہ شیڈول نہم میں مندرج کسی علامت پر درج الفاظ، حروف یا اعداد کی نقول ایسے رسم الخط میں اضافہ کردے یا اسکی اجازت دے جسے حکومت مناسب خیال کرے بشرطیکہ وہ شیڈول نہم میں مندرج الفاظ، حروف یا اعداد کے رنگ اور سائز کے مماثل ہوں۔ ذیلی دفعہ۴ کی رو سے حکومت یا اسکی طرف سے بااختیار اتھارٹی مجاز ہے کہ کوئی ایسی علامت یا اشتہار جو اسکی رائے میں اس طرح لگایا گیا ہو کہ کسی علامت ٹریفک کو نظروں سے اوجھل کردے یا کوئی ایسی علامت یا اشتہار جو اسکی رائے میں ظاہری شکل میں کسی ٹریفک کی علامت سے گمراہ کن حد تک مماثل ہو ہٹادے یا ہٹوادے۔

بڑی سڑکیں

دفعہ۸۱ کے تحت حکومت یا اسکی طرف سے کوئی بھی مجاز اتھارٹی سرکاری نوٹیفکیشن کے ذریعے یا مناسب مقامات پر شیڈول نہم میں اس مقصد کیلئے دیے ہوئے نشانات نصب کر کے بعض سڑکوں کو شیڈول دھم میں دیئے ہوئے ضوابط کیلئے بڑی سڑکیں (main roads) قرار دے سکتی ہے۔

ٹریفک کے قواعد وضوابط

ٹریفک کے قواعد وضوابط کے تحت ضروری ہے کہ گاڑیوں کے اشارے درست حالت میں ہوں اور انکا موقع محل کی مناسبت سے استعمال کیا جائے۔ تاہم جس گاڑی کے اشارے کام کرنا چھوڑدیں یا شروع سے موجود نہ ہوں ایسی صورت میں موٹر وہیکل آرڈیننس کے دسویں اور گیارہویں شیڈول میں دیئے ہوئے حسب ذیل قواعد وضوابط پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہو جاتا ہے۔

شیڈول دہم

(۱) موٹر وہیکل آرڈیننس کے شیڈول دہم کے ضابطہ نمبر۱ کی رو سے ڈرائیور گاڑی کو جہاں تک ہو سکے سڑک کے بائیں طرف چلائے گا اور مخالف سمت سے آنے والے ٹریفک کو اپنے دائیں طرف گزرنے دے گا۔

(۲) ضابطہ نمبر۲ کی رو سے ڈرائیور اسی سمت جانے والی ٹریفک کی دائیں طرف آگے نکلے گا۔

(۳) ضابطہ نمبر۳ کی رو سے ڈرائیور اس صورت میں کسی گاڑی سے بائیں طرف آگے گزر سکتا ہے جب اس گاڑی کے ڈرائیور نے دائیں طرف مڑنے کا اشارہ دیا ہو اور وہ گاڑی سڑک کے درمیان تک لے گیا ہو۔

(۴) ضابطہ نمبر۴ کی رو سے کوئی ڈرائیور اپنی گاڑی ہرگز اسی سمت جانے والی گاڑیوں سے آگے نہیں گزارے گا اگر ایسا کرنا کسی دوسری سمت جانے والی ٹریفک کو بے سکونی سے دوچار کرنے کا باعث اور خطرناک ہوسکتا ہو یا کسی موڑ، پہاڑی، رکاوٹ یا اوٹ کی وجہ سے سامنے سڑک صاف نظر نہ آتی ہو۔

(۵) ضابطہ ۵ کی رو سے کسی موٹر گاڑی کے ڈرائیور کیلئے لازم ہوگا کہ جب کوئی دوسری گاڑی اس سے آگے نکل رہی ہو تو وہ اپنی رفتار نہ بڑھائے اور نہ اور ایسی کوئی حرکت کرے جسکا مقصد دوسری گاڑی کو آگے نکلے سے باز رکھنا ہو۔

(۶) ضابطہ نمبر ۶ کی رو سے موٹر گاڑی کے ڈرائیور کیلئے لازم ہوگا کو کسی چوراہے، موڑ یا سنگم کے قریب آنے پر اپنی رفتار کم کردے اور کسی چوراہے یا سنگم میں داخل نہ ہو جب تک وہ یہ اطمینان نہ کرلے کہ ایسا کرنا کسی کیلئے باعث خطرہ نہیں ہے۔

(۷) ضابطہ ۷ کی رو سے کسی موٹر گاڑی کے ڈرائیور کیلئے لازم ہوگا کہ اگر وہ کسی چوراہے میں بڑی سڑک میں داخل ہو رہا ہو تو وہ اس بڑی سڑک پر چلنے والی گاڑیوں کو راستہ دے اور ہر دوسری صورت میں دائیں جانب سے چوراہے کی طرف آنے والی ٹریفک کو راستہ دے۔

(۸) ضابطہ نمبر ۸ کی رو سے کسی موٹر گاڑی کے ڈرائیور کیلئے لازم ہوگا کہ کسی جلوس یا مارچ کرتی ہوئی فوج یا پولیس کے دستے یا سڑک کی مرمت میں مصروف لوگوں میں سے گزرتے وقت زیادہ سے زیادہ ۱۵ میل (۲۴ کلومیٹر) فی گھنٹہ کی رفتار سے گاڑی چلائے۔

(۹) ضابطہ نمبر ۹ کی رو سے کسی موٹر گاڑی کے ڈرائیور کیلئے لازم ہوگا کہ بائیں طرف مڑتے وقت جہاں تک ممکن ہو اس سڑک کے بائیں کنارے رہے جس سے مڑ رہا ہو اور اس سڑک کے بھی بائیں کنارے رہے جس میں داخل ہو رہا ہو اور دائیں طرف مڑتے وقت جہاں تک ممکن ہو سڑک کے بیچ تک آجائے اور گاڑی کو اسطرح چلائے کہ جہاں تک قابل عمل ہو گاڑی اس مرکزی مقام کو جہاں سڑکیں ایک دوسرے کو کاٹتی ہوں ڈرائیور کے دائیں طرف چھوڑ دے اور جہاں تک ہو سکے گاڑی اس سڑک کے بائیں طرف جا پہنچے جس میں وہ ڈرائیور داخل ہو رہا ہو۔

شیڈول گیارہواں

(۱) اسی طرح گیارھویں شیڈول کے ضابطہ نمبر 1 کی رو سے جب کوئی ڈرائیور دائیں طرف مڑنے لگے یا جب کسی اور گاڑی سے آگے نکلنے کی غرض سے وہ سڑک کی دائیں طرف آنے لگے تو لازم ہے کہ وہ اپنا دایاں بازو گاڑی کی دائیں طرف اس طرح نکالے کہ ہاتھ کی ہتھیلی سامنے رہے۔

(۲) ضابطہ نمبر۲ کی رو سے جب کوئی ڈرائیور بائیں طرف مڑنے لگے یا سڑک کی بائیں جانب آنے لگے تو لازم ہے کہ وہ اپنا دایاں بازو باہر نکالے اور اس کو الٹے رخ (یعنی دائیں سے بائیں کو) گھمائے۔

(۳) ضابطہ نمبر۳ کی رو سے جب کوئی ڈرائیور اپنی گاڑی آہستہ کرنے لگے تو لازم ہے کہ وہ اپنا دایاں بازو گاڑی کی دائیں طرف باہر نکالے اور ہتھیلی کا رخ نیچے کی طرف رکھے اور اس کو کئی مرتبہ اوپر نیچے اس طرح حرکت دے کہ یہ اشارہ پیچھے آنے والی گاڑی کا ڈرائیور دیکھ سکے۔

(۴) ضابطہ نمبر۴ کی رو سے جب کوئی ڈرائیور اپنی گاڑی روکنے لگے تو لازم ہے کہ وہ اپنا دایاں بازو کہنی سے گاڑی کی دائیں طرف عمودی حالت میں باہر نکالے اور ہتھیلی کو سامنے رکھے۔

(۵) ضابطہ نمبر۵ کی رو سے جب کوئی ڈرائیور پیچھے آنے والی کسی گاڑی کے ڈرائیور پر یہ ظاہر کرنا چاہے کہ وہ چاہتا ہے کہ مذکورہ پیچھے آنے والا ڈرائیور اس سے آگے نکل جائے تو لازم ہے کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ اور بازو اپنی گاڑی کی دائیں طرف افقی حالت میں باہر نکالے اور اسے نصف دائرہ بناتے ہوئے آگے اور پیچھے گھمائے۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9208752
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

عدالتی کاروائی کی نقول کے حصول کا طریقہ کار

کسی بھی مقدمہ میں خواہ اس کی نوعیت دیوانی ہو یا فوجداری ان کے فیصلوں کی نقول کے حصول کا طریقہ کار مدعی مستغیث، ڈگری دار، مدعی علیہ یا ملزم کیلئے عموماً مشکلات کا سبب بنتا ہے اور بعض اوقات لاعلمی کی بناء پر ان مقدمات کی نقل حاصل کرنے کیلئے غیر ضروری اخراجات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

طریقہ کار

حصول نقل کیلئے ایک مقررہ طریقہ کار ہے جس کیلئے ایک فارم مرتب کیا گیا ہے جو کہ ضلع کچہری یا متعلقہ عدالت سے با آسانی دستیاب ہے۔ جس میں مختلف کالم بنے ہوتے ہیں، جن میں درج ذیل کوائف درج کرنا ضروری ہیں۔

۱۔ مقدمہ کی نوعیت کہ آیا مقدمہ دیوانی، فوجداری، متفرق، ابتدائی یا اپیل کی نوعیت کا ہے۔

۲۔ مقدمہ کے فریقین کے نام جس میں سائل مدعی، مستغیث یا مدعا علیہ یا ملزم شامل ہیں۔

۳۔ دعویٰ کی نوعیت، اگر مقدمہ جائیداد کی بابت ہو تو اس جگہ کا نام جہاں جائیداد متنازعہ واقع ہے یا اگر اس کے علاوہ کوئی دیگر تنازعہ یا کوئی جرم واقع ہوا ہے تو اس جگہ کا نام جہاں تنازعہ پیدا ہوا ہے یا جہاں جرم سرزد ہوا ہے۔

۴۔ عدالت اور جج کا نام اور یہ کہ ماتحت عدالت ہے یا عدالت اپیل ہے اور کس تاریخ پر فیصلہ ہوا ہے۔

۵۔ وجہ بتانا ہوگی کہ کس مقصد کیلئے نقل درکار ہے اور مطلوبہ نقول کی تفصیل۔

۶۔ درخواست گذار کا نام اور مکمل پتہ، تحصیل اور تھانہ، اپنا پیشہ، ذات، ولدیت اور پورا نام صاف صاف لکھنا ہوگا۔

اس کے بعد درخواست برائے نقول مقدمہ متعلقہ نقول برانچ میں جمع کرانی پڑتی ہے۔ متعلقہ مقدمہ کی نقول کیلئے فارم پر مقررہ کورٹ فیس لگانا پڑتی ہے۔ اگر نقول فوری طور پر درکار ہوں تو اس کیلئے اضافی کورٹ فیس مبلغ ۱۰ روپے ادا کرنا ہوگی۔ لیکن اگر نقول معمول (ordinary) کے طریقہ سے مطلوب ہوں تو اس کی کورٹ فیس کی مالیت چار روپے تک ہے۔ البتہ تیاری نقل کے بعد اس کے حصول کے وقت اگر صفحات کی تعداد زیادہ ہو تو اس کے مطابق زیادہ کورٹ فیس لگانی پڑتی ہے جس کی مالیت ۲ روپے فی صفحہ ہے۔

عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ سے نقول کے حصول کا طریقہ کار

عدالت عالیہ سے نقول کے حصول کا طریقہ کار بھی وہی ہے جو کہ نچلے درجہ کی عدالت کیلئے اختیار کیا جاتا ہے نقل کے حصول کا فارم با آسانی ضلع کچہری یا عدالت عالیہ کے احاطے سے بھی دستیاب ہے جس کے شروع میں متعلقہ عدالت عالیہ کا نام درج کرنا ہوگا مثلاً اگر عدالت عالیہ راولپنڈی ہے تو بعدالت لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ۔ اس کے ضروری لوازمات درج ذیل ہیں۔

درخواست گذار کا نام

مقدمہ کا نام

تاریخ

جمع شدہ رقم (کورٹ فیس، اسٹامپ کی صورت میں)

مقدمہ نمبر

دوسری پارٹی کا نام

پکی پیشی کی تاریخ کا اندراج

کچی پیشی کا اندراج

اگر مقدمہ کو دو جج صاحبان نے سنا ہے تو ان کا نام ترتیب وار درج کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد دس روپے کا کورٹ فیس ٹکٹ چسپاں کرنا ضروری ہے۔ فارم کے آخر میں درخواست گذار کو جس مقدمہ یا مقدمات کی مصدقہ نقول مطلوب ہوں اس کی تعداد اور درخواست گذار کا نام، پتہ، تاریخ اور دستخط درج ہونگے۔ جس کے بعد درخواست متعلقہ برانچ فوجداری یا دیوانی کے محافظ ریکارڈ کے پاس جمع کرانی ہوگی جب کہ عدالت عظمیٰ کی کاروائی کی نقول حاصل کرنے کے لئے بھی یہی طریقہ کار اپنانا پڑتا ہے اور درخواست حصول نقل میں مقدمہ نمبر، عنوان، پارٹی کا نام اور ان دستاویزات کی تفصیل جن کی نقول درکار ہیں اور آیا درخواست گزار اس مقدمہ میں پارٹی ہے، نقول کس مقصد کے لئے درکار ہیں اور اس پر مقررہ کورٹ فیس چسپاں کرنا ہوگا، اس کے ساتھ قومی شناختی کارڈ کی نقل بھی منسلک کرنا ضروری ہے اور آخر میں نام اور دستخط کے ساتھ قومی شناختی کارڈ نمبر درج کرنا ہو گا۔

درخواست جمع کرانے کے بعد متعلقہ اہل کار سے اس کی رسید حاصل کرنا چاہیے جس پر نمبر اور تاریخ درخواست اور تیاری نقل کی تاریخ درج ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ عدالتی کاروائی کی نقول حاصل کرنے کے مندرجہ بالا تینوں قسم کے فارم قانون و انصاف کمیشن پاکستان کی ویب سائٹ www.ljcp.gov.pk/0-publicawarenessprogram.htm پر موجود ہیں۔

مزید معلومات کے لیے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II
قانون و انصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412, 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

صارف کے قانونی حقوق

قانون لین دین کے بارے میں خریدار اور بائع دونوں کے حقوق و فرائض کا تعین کرتا ہے۔ ہر فرد جو قیمت ادا کرنے کے عوض کچھ خریدتا ہے یا قیمت ادا کرنے کے عوض کسی کی خدمات حاصل کرتا ہے، خریدار کہلاتا ہے۔ خریدار کیلئے ضروری ہے کہ کسی بھی چیز کو خریدنے سے پہلے اچھی طرح چھان بین کر کے اور اس بات کا اطمینان کر لیں کہ جو چیز خریدی جا رہی ہے اس چیز کا معیار، ترکیب، مقدار اور ساخت غلط طور پر بیان نہ کی گئی ہو اگر پیکنگ کی صورت میں ہے تو مطلوبہ چیز کی ساخت کی تاریخ (date of manufacturing) یا زائد المیعاد ہونے کی تاریخ (date of expirty) کو ضرور مدنظر رکھیں۔ زائد المیعاد ہونے کے بعد یہ تصور کیا جائے گا کہ موجودہ چیز اپنی مدت پوری کر چکی ہے۔ ایسی صورت میں اشیاء چاہے کھانے پینے کی ہوں یا ادویات یا کاسمیٹکس ہوں یا دیگر ضروری اشیاء اور ان کو تلف کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے انسانی جان کو خطرہ لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بصورت دیگر ایسا لین دین غیر قانونی سمجھا جائے گا جس کے تحت کسی ایسی اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی ہو جو کارکردگی کے لحاظ سے غیر معیاری ہو، پرانی، خراب یا اپنے فوائد کے لحاظ سے صحیح نہ ہو۔

خرید و فروخت کا معاملہ عموماً زبانی یا تحریری طور پر کیا جاتا ہے اس میں اکثر اوقات قیمت کا تعین دونوں فریق خود کرتے ہیں تاہم یہ بات ضروری ہے کہ فروخت کرنے والے کے پاس ان اشیاء کی فروخت کا قانونی اجازت نامہ ہو جو حکومت کے مقرر کردہ قواعد و ضوابط کے تحت لائسنس کی صورت میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اگر کوئی صارف کسی کی خدمات حاصل کرتا ہے جیسے ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، حکیم، تعلیمی ادارے، ٹرانسپورٹ، فضائی کمپنی، محکمہ تعمیرات، کوئی رجسٹرڈ انشورنس کمپنی، واپڈا وغیرہ تو ایسی حاصل کردہ خدمات اگر غیر معیاری ہوں تو خریدار یا صارف ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

اسی طرح بائع (seller) کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مال کی فروخت کرتے وقت خریدار سے ان اشیاء کے بارے میں صریح اظہار (express warranty) کرے یا معنوی اظہار (implied warranty) کرے جو معاہدہ کی نوعیت کے پیش نظر منضبط کیا جائے۔ مثلاً مال کی قسم یا اچھے ہونے کی نسبت معنوی ذمہ داری یا اگر اشیاء کی بیع نمونہ پر کی جائے تو یہ ذمہ داری کہ اشیاء نمونہ کے مطابق ہیں بصورت دیگر اگر ایسی چیزوں کے بارے میں غلط معلومات بہم

پہنچائی جائیں یا غلط بیانی سے کام لیا گیا ہوتو بھی خریدار یا اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکتا ہے مثلاً

۱۔ کسی غیر منقولہ جائیداد کی نسبت غلط بیانی جیسے کہ کسی عمارت، جگہ یا زمین کے بارے میں یہ بتانا کہ تعمیر متعلقہ پلان (plan) سے منظور شدہ پلان کے مطابق ہے لیکن دراصل مجاز ادارے کا منظور شدہ نہ ہے یا

۲۔ کسی ڈاکٹر، حکیم، انجینئر، وکیل، ٹیچر، یا روحانی علوم کے ماہر نے اپنے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہو اور غلط طور پر اپنی خدمات پیش کی ہوں جس سے صارف کو کسی قسم کا نقصان پہنچا ہو یا

۳۔ کسی ایسی انعامی اسکیم کا غلط طور پر متعارف کرانا یا مخصوص نمبروں کے عوض کسی نقد انعام یا دیگر انعامات کا اعلان محض دھوکہ دینے کیلئے کرنا تا کہ اس طرح مطلوبہ چیز فروخت ہو جائے۔

ان تمام شکایات کا ازالہ کرنے کیلئے فی الحال قانون برائے تحفظ صارف اسلام آباد ۱۹۹۵ء لاگو کیا گیا ہے اس کے علاوہ صوبہ سرحد میں بھی ایسا ہی قانون لاگو ہے۔ اسلام آباد کے اس قانون کے تحت ایک کونسل تشکیل دی گئی ہے جو کہ ۱۳ ممبران بشمول ممبر پارلیمنٹ، چیف کمشنر اسلام آباد، چیئر مین سی ڈی اے، دو کانداروں اور تاجروں کے نمائندہ، وزارت خوراک و زراعت، وزارت پیداوار و صنعت، وزارت صحت، وزارت خزانہ وغیرہ جیسے اداروں کے نمائندہ بطور ممبران شامل ہوں گے جس کا کوئی ممبر جوائنٹ سیکریٹری کے منصب سے کم کا نہیں ہوگا۔ کونسل کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں۔

اغراض و مقاصد

کونسل کے اغراض و مقاصد میں کسی صارف کے حقوق کا تعین، اس کی ترویج کرنا اور اس کے حقوق کا تحفظ کرنا شامل ہے خرید و فروخت میں صارف کو ایسی تمام اشیاء کے بارے میں متنبہ کرنا جو کہ صحت، زندگی اور جائیداد کیلئے خطرناک ہوں اور ان کے بارے میں معلومات بہم پہنچانا، جیسے اشیاء کی میعاد، تعداد، اس کی قوت (potency) ہونا، اس کا خالص پن (purity) ہونا، اس کا معیاری (standard) ہونا، اس کے علاوہ اس کی قیمت اور اسکی کارکردگی (service) وغیرہ کے بارے میں معلومات فراہم کرنا تا کہ صارف کے حقوق کو تحفظ اور انہیں ناجائز تجارتی حربوں سے بچایا جا سکے اور صارف کو اس کا شعور دیا جا سکے کہ ایسی کسی بھی خلاف ورزی کے خلاف قانونی چارہ جوئی ممکن ہے۔

فروخت کیلئے غلط اشتہار کی ممانعت

کوئی کمپنی، فرم یا فرد کسی منقولہ یا غیر منقولہ چیز کی خرید و فروخت یا اس کا کرایہ پر وصول نہیں کر سکتا اور نہ ہی کرایہ پر دے سکتا ہے جس کی قانونی ممانعت ہو اور نہ ہی اس کے بارے میں غلط اشتہار بازی کر سکتا ہے۔ اسی طرح کسی چیز کو اشتہار بازی کے ذریعہ مقررہ قیمت سے زائد قیمت پر فروخت نہیں کر سکتا جسکی وجہ سے کسی صارف کو مالی یا دیگر نقصان کا اندیشہ ہو ایسی صورت میں اس کمپنی، فرم یا فرد، جس نے غلط بیانی، جھوٹ یا غلط اشتہار دیا ہو کے خلاف ہرجانہ کی شکایت کی جاسکتی ہے۔

شکایت درج کرنے کا طریقہ کار

شکایت کنندہ کسی فروخت شدہ سامان یا خدمات کی انجام دہی جو کہ ناجائز تجارتی حربوں (unfair trade practice) کے زمرہ میں آتی ہوں، کے خلاف اپنی شکایت متعلقہ اتھارٹی جو کہ اس علاقہ کا سیشن کورٹ متعین کیا گیا ہے، کے پاس دائر کر سکتا ہے، کونسل از خود بھی اپنے مجاز افسر کے ذریعے براہ راست مجاز اتھارٹی کو شکایت درج کر سکتی ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ صارف کے حقوق مجروح ہوئے ہیں تو دوسری پارٹی کو ۲ سال قید یا چالیس ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

ایسی صورت میں کہ اگر کسی پارٹی نے ٹی۔ وی، اخبار یا دیوار پر اشتہار بازی کی ہے اور وہ غلط بیانی پر مخصر ہے تو ایسی صورت میں سزا کی میعاد ۲ سال جبکہ جرمانہ ۳۰ ہزار یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر اتھارٹی مناسب سمجھے تو صارف کو اس کے نقصان کی حد تک ہرجانہ ادا کرنے کا حکم بھی صادر کر سکتی ہے۔ اور ایسی اشیاء کو تلف کرنے کا حکم صادر کر سکتی ہے یا اس کی ترسیل کو روک سکتی ہے۔ کسی ایسے حکم کے جو مجاز اتھارٹی نے صادر کیا ہو، کے خلاف اپیل ہائی کورٹ میں دائر کی جائیگی اور اس مقصد کیلئے ضابطہ فوجداری (.Cr. P. C) مجریہ ۱۸۹۸ء کی اپیل کا طریقہ کار لاگو ہوگا۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412, 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ

دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے بارے میں اکثر پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں لیکن شائد بہت کم لوگوں کو اس کی اہمیت، ضرورت اور نفاذ کے بارے میں علم ہے ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہنگامی صورت حال میں عارضی طور پر عوام کے جان و مال کے تحفظ کیلئے کیا جاتا ہے۔ اس کا اطلاق ان واقعات و حالات کی نوعیت پر ہوتا ہے تاکہ ان عارضی احکام کا نفاذ امن عامہ کو محفوظ کرنے کیلئے کارگر ثابت ہو۔ اس قانون کے تحت ایسے ہنگامی حالات میں جہاں نقص امن کا خطرہ ہو اور اسے کے انسداد کیلئے ضلع ناظم، ڈسٹرکٹ سپرینٹنڈنٹ پولیس یا ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ افسر کی تحریری سفارش پر فوری حکم صادر کرتا ہے جو دو دن تک مئوثر اور ایک ماہ میں سات یوم سے زیادہ نافذ العمل نہیں ہوسکتا تاہم صوبائی حکومت انسانی جان، صحت اور سلامتی کو درپیش خطرات یا بلوے یا ہنگامے کا خدشہ ہونے پر سرکاری جریدے (gazette) میں اشتہار کے ذریعے اس میں دو ماہ تک توسیع کر سکتی ہے۔ واضح رہے کہ جن اضلاع میں ضلع ناظم نہ ہو وہاں موجودہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر افسر (D.C.O) اس طرح کے حکم صادر کر سکتے ہیں۔

دفعہ ہذا کے تحت ضلعی ناظم کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ جب وہ مناسب سمجھے کہ کوئی ایسا کام جو کہ تکلیف عام یا کسی امکانی خطرے کا باعث ہوسکتا ہو اور اس کے فوری تدارک کیلئے اقدام کرنا ضروری ہوں تو ایسی صورت میں وہ ایک تحریری حکم کے ذریعے جس میں تمام اہم حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ہدایت جاری کرسکتا ہے کہ کوئی بھی فرد یا افراد کسی بھی ایسے فعل یا اپنے زیر قبضہ یا زیر انتظام ملکیت کی نسبت کسی بھی ایسے فعل سے باز رہیں جس سے کسی کو تکلیف ہو یا اس کے طرز عمل سے یا مزاحمت کا اندیشہ ہو یا انسانی جان، صحت یا امن عامہ میں خلل یا فساد یا ہنگامہ کا خطرہ ہو تو ایسے اقدام کو روکنے کیلئے اس دفعہ کے تحت حکم صادر کرسکتا ہے۔ جیسے بعض اوقات موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی ممانعت یا پتنگ بازی میں استعمال ہونے والے دھاتی تار کے استعمال پر پابندی وغیرہ اس کے علاوہ بعض اوقات فرقہ ورانہ اور اشتعال انگیز تقاریر جو کہ مذہبی تعصبات کو اجاگر کرنے کا باعث بن سکتی ہوں پر بھی پابندی لگائی جاسکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

یک طرفہ حکم

بعض اوقات ایسی ہنگامی صورت حال کے پیش نظر جب حالات اس بات کی اجازت نہ دے رہے ہوں کہ متعلقہ شخص پر جس کے خلاف حکم دیا گیا ہو کی تعمیل وقتِ مقررہ پر کرائی جانی ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں مذکورہ دفعہ کی ذیلی شق (۲) کے تحت یک طرفہ کاروائی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔

حکم کے خلاف درخواست دائر کرنا:

دفعہ ۱۴۴ کے تحت مجاز اتھارٹی کے حکم کیخلاف ضرر رسیدہ شخص از خود یا اپنے وکیل کے ذریعے درخواست برائے منسوخی حکم دائر کرسکتا ہے یا وہ مجاز اتھارٹی از خود بھی ایسے حکم کو وجوہات درج کر کے منسوخ کر سکتی ہے۔

حکم عدولی کی سزا

جب کوئی شخص کسی ایسے قانونی حکم کو جس کو کسی مجاز اتھارٹی نے جاری کیا ہو پر عمل درآمد سے انکار کرے، تعمیل نہ کرے یا اس کی تعمیل میں تاخیر یا اس کی نافرمانی کرے۔ مثلاً کسی جائز کام میں رکاوٹ کا باعث بنے، رنج یا نقصان کا خطرہ پہنچائے یا پہنچانے کا باعث ہو تو ایسی صورت میں اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والے کو تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۱۸۸ کے تحت ایک ماہ قید کی سزا دی جائے گی یا دوسو روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔ لیکن ایسی حکم عدولی جو انسانی جان، صحت وسلامتی کو خطرہ پہنچائے یا پہنچانے کا باعث ہو یا کوئی بلوہ یا ہنگامہ برپا کرے یا برپا کرنے کا باعث ہو تو اس کو چھ ماہ تک قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔

مزید معلومات کے لیے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر۔II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر: 051-9209412
فیکس نمبر: 051-9214416
ای میل: ljcp@ljcp.gov.pk

طب کے شعبے سے منسلک افراد کیلئے ضابطہ اخلاق اور مجرمانہ غفلت کی صورت میں کاروائی کا طریقہ کار

انسانی جسم و جان کی حرمت اور حفاظت باقی ہر چیز پر مقدم ہے۔ اسی لئے ہر مہذب معاشرے میں اسکے تحفظ کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔ اسی مقصد کیلئے اگر ایک طرف بیماریوں کی روک تھام اور مریضوں کے موثر علاج کیلئے طب کے شعبے سے منسلک افراد کی تعلیم و تربیت کے اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے تو دوسری طرف ایسے افراد کو باقاعدہ رجسٹر کرنے اور ان پر مناسب نگرانی کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔

طب کے شعبے سے منسلک افراد کیلئے ضروری شرائط

طب کے شعبے سے منسلک افراد کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ کسی منظور شدہ ادارے کے سند یافتہ ہوں۔ ایلوپیتھک طریقہ علاج (غلط استعمال کی روک تھام) آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۲ (The Allopathic System (Prevention of Misuse) Ordinance, 1962) کی دفعہ ۴ کی رو سے جب تک اس شعبے سے منسلک کسی فرد کے طبی اسناد یا ڈپلومہ جات میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۲ (Medical & Dental Council Ordinance,1962) کے مطابق منظور شدہ کسی ملکی یا غیر ملکی ادارے کی جاری کردہ نہ ہوں وہ پریکٹس کرنے کا اہل نہیں ہوگا۔ اسی طرح دفعہ ۵ کی رو سے کسی بھی غیر سند یافتہ شخص کو کسی کا اپریشن کرنے اور دفعہ ۶ کی رو سے بعض خطرناک ادویات تجویز کرنے سے منع کیا گیا ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں دفعہ ۹ کی رو سے ایک سال قید اور دو ہزار روپے جرمانہ کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ اسی طرح یونانی طب اور ہومیوپیتھی وغیرہ سے متعلق افراد کیلئے بھی یونانی، ایورویدک اور ہومیوپیتھی معالجین ایکٹ ۱۹۶۵ (The Unani, Ayurvedic And Homeopathic Practitioners Act, 1965) کے تحت ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ کسی منظور شدہ ادارے کے فارغ التحصیل اور باقاعدہ رجسٹر شدہ ہوں۔ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ ۳۷ کی رو سے کسی بھی غیر رجسٹر شدہ شخص کو پریکٹس کرنے سے منع کیا گیا ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں اسکے لئے ایک سال تک قید اور ایک ہزار روپے تک جرمانہ کی سزا تجویز کی گئی ہے۔

رجسٹرشدہ معالجوں کیلئے ضابطہ اخلاق

پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل آرڈیننس ۱۹۶۲ کے تحت پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل قائم کی گئی ہے جس نے ایک ضابطہ اخلاق مرتب کیا ہے جو رجسٹرشدہ معالجین، مریضوں، محققوں اور عام شہریوں کو انکے کردار سے متعلق رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔ یہ ضابطہ اخلاق ان اخلاقی اصول و معیار کا احاطہ کرتا ہے جو مذکورہ کونسل کے تحت رجسٹرشدہ طب اور دانتوں کے علاج کے پیشے سے منسلک افراد کی ذمہ داریوں اور رویوں کا تعین کرتے ہیں۔

دائرہ اختیار مذکورہ کونسل کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہیں:۔

(۱) طب اور دانتوں کے علاج کے بہتر معیار کو برقرار رکھتے ہوئے عوامی مفادات کا تحفظ کرنا۔

(۲) ملک میں طب اور دانتوں سے متعلق تعلیم کی نگرانی کرنا۔

(۳) منظور شدہ اداروں کے سند یافتہ ڈاکٹروں اور معالجین دندان کو رجسٹر کرنا۔

(۴) کسی ڈاکٹر کی مجرمانہ غفلت یا پیشہ وارانہ غلط روی کی صورت میں اسکے خلاف انضباطی کاروائی کرنا۔

حلف مذکورہ بالا ضابطہ اخلاق کے تحت پیشہ طب کے ہر رکن سے بوقت رجسٹریشن یہ حلف لیا جاتا ہے کہ

(۱) میں اپنی زندگی انسانیت کی خدمت کیلئے وقف کرونگا۔

(۲) میں اپنے اساتذہ کو وہ احترام دونگا جسکے وہ حقدار ہیں۔

(۳) میں اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داری اپنے ضمیر اور فرائض منصبی کے مطابق انجام دونگا۔

(۴) مریض کی صحت یابی میری پہلی ترجیح ہوگی۔

(۵) میں ان رازوں کا احترام کرونگا جن کا مجھ پر اعتبار کیا گیا ہے حتیٰ کہ مریض کی وفات کے بعد بھی۔

(۶) میں اپنے اختیارات کے مطابق تمام ممکن ذرائع سے پیشہ طب کے وقار اور اسکی درخشاں روایات کو قائم رکھوں گا۔

(۷) میں اپنے شریک کار ساتھیوں کو بہنوں اور بھائیوں جیسی عزت اور احترام دونگا۔

(۸) مریض سے متعلق اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داری ادا کرتے وقت میں اسکی عمر، بیماری اور معذوری کی نوعیت اسکے اعتقادات، اخلاق، نسل، جنس یا معاشرتی حیثیت کو دخیل نہیں ہونے دونگا۔

(۹) میں کسی بھی مرحلے پر کسی بھی حالات میں انسانی زندگی کو بچانے اور بیماری، تکلیف اور پریشانی سے اسے نجات دلانے کی کوشش میں کمی نہیں کرونگا اور رحمت خداوندی کا نمونہ بن کر قریب و بعید نیک و بد اور دوست و دشمن سب کا علاج کرونگا۔

عمومی ذمہ داریاں

(۱) طب کے پیشے سے منسلک فرد ہمیشہ پیشہ وارانہ روئیے کے اعلیٰ معیار کو قائم رکھے گا اور طب کی تعلیم تندہی سے جاری رکھے گا۔

(۲) اپنے آزادانہ اور بے لاگ پیشہ وارانہ فیصلے پر مالی مفادات کو اثر انداز نہیں ہونے دے گا۔

(۳) ہر طرح کے میڈیکل پریکٹس میں انسانی عزت اور عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے خود کو پوری تکنیکی اور اخلاقی آزادی کے ساتھ اعلیٰ طبی خدمات فراہم کرنے کیلئے وقف کرے گا۔

(۴) مریضوں اور شریک کار ساتھیوں کے ساتھ دیانتداری کے ساتھ معاملہ کرے گا اور ان لوگوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کرے گا جو اخلاق یا اہلیت کے لحاظ سے پسماندہ ہوں یا جو فراڈ یا دھوکہ دہی میں ملوث ہوں۔ حسب ذیل امور غیر اخلاقی روئیے کے زمرے میں آتے ہیں۔

(i) طب کے پیشے سے منسلک ہونے کے باعث اپنی تشہیر نہیں کرے گا الا یہ کہ ملکی قانون یا پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کے ضابطہ اخلاق کے تحت اسے اسکی اجازت حاصل ہو۔

(ii) صرف علاج کی غرض سے کسی مریض کے حصول کیلئے یا اسے کسی دوسری جگہ منتقل (refer) کرنے کیلئے کوئی فیس وغیرہ نہیں لے گا۔

(۵) مریضوں اور شریک کار ساتھیوں اور دیگر صحت کے شعبے سے منسلک افراد کے حقوق کا احترام کرے گا اور مریض کے اعتماد کا خیال رکھے گا۔

(۶) ایسی طبی امداد فراہم کرتے وقت جو مریض کی صحت اور اسکی ذہنی حالت کو متاثر کر سکتی ہو وہ صرف مریض کے بہتر مفاد کا خیال رکھے گا۔

مریضوں سے متعلق ذمہ داری

انسانی ھمدردی کی بنیاد پر ہنگامی طور پر مدد کے محتاج مریض کا علاج اور مدد کرنا ہر معالج کی ذمہ داری ہے الا یہ کہ اسے یقین ہو کہ ایسے مریض کی مدد کیلئے تیار ضروری صلاحیت کے حامل دوسرے معالج موجود ہیں۔

طبی اخلاقیات کی تعلیم مزکورہ بالا کونسل کی نصاب کمیٹی اس بات کو یقینی بنائے گی کہ ضابطہ اخلاق سے متعلق ضروری معلومات گریجویشن کی سطح پر میڈیکل کالجوں کے نصاب میں شامل کی گئی ہیں۔

طبی اخلاقیات کی تعلیم کا ھدف یہ ہے کہ بہتر پیشہ وارانہ کارکردگی کے ذریعے مریض کے علاج اور دیکھ بھال میں بہتری لائی جائے جسکے لئے تشخیص کی اھمیت کا احساس، اخلاقی اور قانونی علم کا ادراک، اخلاقی مسائل کے فہم و تجزیے کی اہلیت ور باہمی تبادلہ خیالات کا ہنر اور مریض کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ طلباء کو اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ طب اور کلینک کے عام اخلاقی مسائل کی نشاندھی اور تجزیہ کر سکیں اور ان مسائل کے حل کی کوشش کر سکیں۔ سارے میڈیکل اور ڈینٹل کالجوں کو طبی اخلاقیات کی تعلیم اپنے نصاب میں شامل کرنی چاھیے۔ متعلقہ کتابیں اور خبرنامے مرکزی لائبریریوں اور طبی تعلیم کی شعبہ جاتی لائبریوں میں دستیاب ہونی چاھئیں۔ اور طبی اخلاقیات کے مسائل سے متعلق شماروں کی اشاعت کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔

کونسل اپنے اراکین کو یہ بھی ترغیب دیتی ہے کہ وہ اخلاقیات اور اخلاقی مسائل سے متعلق معلومات اپنے شریک کارساتھیوں، طلباء، عوام اور مریضوں میں پھیلانے کی تدابیر میں بہتری پیدا کریں خصوصاً طب سے متعلق طلباء کو پڑھاتے وقت۔

توقعات کونسل ہر پریکٹس کرنے والے ڈاکٹر سے توقع کرتی ہے کہ وہ

(۱) ان بنیادی اصولی ذمہ داریوں کو فروغ دیگا جو اس پر افراد اور سوسائٹی کے حقوق کے سلسلے میں پیشہ وارانہ معیار، مریض کی مناسب دیکھ بھال اور پریکٹس کرنے والے میڈیکل اور ڈینٹل ڈاکٹروں کے رویے اور راستبازی کے سلسلے میں عائد ہیں۔

(۲) میڈیکل پریکٹس سے متعلق اخلاقی اصولوں یعنی خودمختاری، احسان و بھلائی، بدعنوانی سے اجتناب اور انصاف کو قائم رکھے گا۔

(۳) مریضوں کیلئے اذیت (harassment) امتیازانہ برتاؤ اور استحصال سے تحفظ کو یقینی بنائے گا۔

(۴) بحیثیت استاد اپنی ذمہ داریوں کو سنجیدگی سے نبھائے گا۔

(۵) تہذیبی اور مذھبی حساسیت کا خیال رکھے گا۔

(۶) اپنے کسی بھی مفاد کے تضاد کو شفاف طریقہ سے ظاہر کرے گا۔

(۷) اپنی تعلیم اور عملی نمونے کے ذریعے ان خوبیوں کو طلباء میں منتقل کرے گا۔

(۸) عوام میں صحت کے معاملات اور معیاری علاج اور دیکھ بھال سے متعلق تعلیم کو فروغ دے گا۔

(۹) صرف جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہونے کی صورت میں پریکٹس جاری رکھنے کو یقینی بنائے گا۔

(۱۰) اپنے شریک کار ساتھیوں کو پریکٹس کے ان عمومی طور پر تسلیم کئے گئے معیار کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ کریگا اور ان معالجین کو بے نقاب کریگا جو اھلیت، احتیاط اور روئے کے لحاظ سے ان اخلاقی اصولوں کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوں۔

مریض اور معالج کا باھمی تعلق

مریض کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے معالج سے مریض کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور اس کے ساتھ اپنے مفادات، خطرات، مناسب و متبادل علاج کے اخراجات اور بہتر طریقہ کار اپنانے کے بارے میں مشورہ کرے۔ مریض اس بات کا بھی مجاز ہے کہ وہ اپنے طبی ریکارڈ کے خلاصے کی نقل حاصل کر سکے اور دیگر آزاد ذرائع سے پیشہ وارانہ مشورہ حاصل کر سکے۔

مریض کو حق ہے کہ وہ اپنی صحت کی دیکھ بھال کے حوالے سے اپنے معالج کی تجویز اور مشورے کے بارے میں فیصلہ کرے۔ اسی طرح مریض یا انکے رشتہ دار تحریری صورت میں تجویز کردہ علاج کو منظور یا اس سے انکار کر سکتے ہیں۔

مریض کا حق ہے کہ اس کے ساتھ خوش اخلاقی اور عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا جائے اور صحت کے حوالے سے اسکی ضروریات کو بروقت پورا کیا جائے

مریض کا حق ہے کہ اسکے رازوں کو صیغہ راز میں رکھا جائے۔

مریض کا حق ہے کہ تسلسل کے ساتھ اسکی صحت کی دیکھ بھال کی جائے۔ معالج کی ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کا علاج کرنے والے اور اسکی دیکھ بھال کرنے والے دیگر معالجین کی طرف سے بتائے ہوئے طریقوں کے سلسلے میں تعاون اور ھم آہنگی کا مظاہرہ کرے۔

پیشہ وارانہ مہارت، احتیاط اور رویوں کے بارے میں اخلاقی معیار

طب کے پیشے سے منسلک افراد ہمیشہ اعلیٰ پیشہ وارانہ معیار کو قائم رکھتے ہوئے اور اسکا مظاہرہ کرتے ہوئے دیانتداری اور انصاف کے اصولوں کے مطابق کام کریں گے اور اپنے پیشہ وارانہ فیصلوں پر مالی مفادات کو اثر انداز نہیں

ہونے دینگے۔ شریک کار ساتھیوں کے ساتھ اس طریقے سے کام کریں گے جس سے مریض کے مفادات کا بہتر خیال رکھا جا سکے۔ اپنی خدمات کیلئے مریض حاصل کرنے یا اسے کسی اور جگہ بھیجنے (refer) کیلئے کوئی فیس یا دیگر مفاد نہ تو لیں گے اور نہ دیں گے۔ اس اعلیٰ روایت کو قائم رکھیں گے جس کی رو سے ایک معالج سب لوگوں کا دوست تصور کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق کسی نسل، رنگ، مذہب، جنس، زبان، پیشے، قبیلے یا معاشرتی رتبے سے ہو۔ رجسٹر شدہ ڈاکٹر علاج کے سلسلے میں کسی غیر رجسٹر شدہ شخص کی مدد نہیں کرے گا اور نہ پیشہ وارانہ حیثیت سے ایسے شخص کے ساتھ ایسے طبی امور انجام دینے میں تعاون کرے گا جن سے رجسٹر شدہ ڈاکٹر انضباطی کاروائی کا مستوجب بنتا ہو تاہم اس کے لئے طلبا، نرسوں، آیاؤں اور دیگر طبی کارکنوں کو مناسب تربیت دینا منع نہیں ہے بشرطیکہ متعلقہ ڈاکٹر مریضوں کا علاج کرتے وقت ایسے افراد پر کڑی نظر رکھے۔

رجسٹر شدہ معالج اپنے شریک کار ساتھیوں کے ساتھ دیانتداری کے ساتھ معاملہ کرے گا اور انکے حقوق اور مراعات کا خیال رکھے گا۔ یہی رویہ وہ طب کے پیشے سے منسلک دیگر افراد کے ساتھ بھی اپنائے گا۔ جعلسازی، چوری، دھوکہ دہی، ناشائستہ رویہ یا کوئی بھی دوسرا ایسا جرم جو اخلاقی غلط روی کے زمرے میں آتا ہو، اسے انضباطی کاروائی کا مستوجب بنا دے گا۔

معالج اپنے مریضوں کے ساتھ پوری وفاداری کے ساتھ پیش آتے ہوئے اپنے علم اور صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرے گا۔ اگر کسی مرض کی تشخیص اور علاج اسکے دائرہ قدرت سے باہر ہو تو اسے بہتر صلاحیت کے کسی دوسرے معالج سے مشورہ کرنا چاہیے۔

معائنہ کرنے سے پہلے معالج کو حسب قاعدہ مریض سے اجازت لینی چاہیے۔ بچے کے معائنہ کی صورت میں بچے کے ولی یا موقع پر موجود قریبی رشتہ دار سے معائنہ کی اجازت حاصل کرنی چاہیئے۔ کسی بھی تفصیلی معائنے کی صورت میں کسی بھی عمر کا مریض اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اپنی خدمت کیلئے کوئی فرد موجود رکھنے کی درخواست کرے۔ ایسی ہر درخواست بقدر امکان منظور کی جائے گی۔

ذاتی مراسم ایسے کسی بھی مریض کے ساتھ جس کے ساتھ پیشہ وارانہ تعلق ہو کسی بھی قسم کے شہوانی تعلقات پیشہ وارانہ غلط روی کے زمرے میں آتے ہیں۔ کسی معالج کو اپنی پیشہ وارانہ پوزیشن کو مریض، اسکے جوڑے یا کسی اور رشتہ دار کے ساتھ جذباتی یا جنسی نوعیت کے تعلق کو آگے بڑھانے کیلئے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

مریض اسکے جوڑے یا ساتھی یا والدین یا ولی یا مریض کی خدمت پر مامور دوسرے کسی ایسے فرد کے ساتھ جنسی تعلق کی صورت میں متعلقہ ڈاکٹر کی رجسٹریشن قابل منسوخی ہے۔

رجسٹر شدہ ڈاکٹر کو یہ بات یقینی بنانی چاہیئے کہ وہ کسی بھی شخص کو بشمول ملازمین، مریض، طلبا، ریسرچ معاونین اور سپروائزر اذیت پہنچانے میں ملوث نہیں ہے (ایک یا زیادہ مرتبہ یا مستقل طور پر گستاخانہ یا حقارت آمیز لہجے میں بات کرنا، ماتحتوں کے سامنے کسی کی بے عزتی کرنا، جنسی اشارہ بازی یا جنسی ترغیب، عملی پیش قدمی، اشیاء پھینکنا یا دیگر دھمکی آمیز اور نا قابل قبول حرکت، اذیت دینے (harassment) کے زمرے میں آتے ہیں) کسی ڈاکٹر کو ایسی زبان استعمال نہیں کرنی چاہیے جس سے دوسروں کے کام میں خلل پڑے۔

پیشہ وارانہ علم، ہنر یا مراعات کا غلط استعمال کوئی بھی رجسٹر شدہ میڈیکل / ڈینٹل پریکٹیشنر اگر غیر قانونی اسقاط حمل کا قصوروار پایا جائے یا ایسے ادویات تجویز کرنے کا قصوروار پایا جائے یا خود ایسی کسی دوائی کے استعمال کا عادی ہو جو نشہ آور ہے یا کسی اور ایسی دوائی کے استعمال کی حالت میں گاڑی چلانے کے جرم میں سزایاب ہو تو بطور معالج کے اسکی رجسٹریشن منسوخ کی جاسکتی ہے۔ کوئی بھی رجسٹر شدہ ڈاکٹر ناجائز مراعات یا رشوت قبول نہیں کرے گا۔

مریض کی دیکھ بھال (care) ایک معالج اور مریض کے باہمی تعلق سے ایک امانتی ذمہ داری لازم آتی ہے جسکی رو سے معالج اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ وہ اپنے مالی یا دیگر مفادات کے باوجود مریضوں کے مفادات کا تحفظ کریں۔

طب کے پیشے سے منسلک فرد سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مریض کی بروقت اور معیار کے مطابق دیکھ بھال کرنے، ھمدردی کا برتاؤ کرنے اور اسکی تنہائی اور عزت کا خیال رکھنے اور امتیاز نہ کرنے والا ہو اور دسترس ہونے کے باوجود استحصال نہ کرنے والا ہو۔ پیشہ وارانہ ذمہ داریوں میں شدید غفلت اسکی رجسٹریشن کی معطلی یا منسوخی کیلئے جواز بن سکتی ہے۔

رجسٹر شدہ ڈاکٹروں کو یہ بات ذھن نشین کرنی چاہئے کہ انسانی زندگی کو بچانا انکی ذمہ داری ہے اور یہ کہ وہ جنس، فرقے، نسل، قومیت، مذھب معذوری، صحت، ازدواجی حیثیت، گھریلو یا آبائی حیثیت یا جرائم کے ریکارڈ یا کسی دیگر قابل اطلاق تعصب کی بنیاد پر امتیاز نہیں برتے گا اور اس بات کو یقینی بنائے گا کہ اُس کے ذاتی اعتقادات مریض کی دیکھ بھال میں تعصب برتنے کا سبب نہیں بنیں گے۔

رجسٹر شدہ میڈیکل ڈاکٹر کو ذاتی، پیشہ وارانہ یا مالی وجوہات کی بنیاد پر ایسے افراد کا استحصال نہیں کرنا چاہیے جن پر اسے براہ راست یا بالواسطہ نگرانی یا انتظامی یا کوئی اور طرح کا اختیار حاصل ہو، جیسے طلباء، مریض، سپروائزر، ملازمین یا شرکائے تحقیق۔

رجسٹر شدہ ڈاکٹر کو کسی طالب علم یا دوسرے ڈاکٹر کو صرف ایسی ذمہ داریاں تفویض کرنی چاہئیں جنہیں وہ اپنے تعلیم، تربیت یا تجربے کی بنیاد پر از خود یا فراہم کردہ نگرانی کے تحت ادا کر سکے۔ اسکے ساتھ ساتھ رجسٹر شدہ ڈاکٹر حسب ذیل امور کا بھی خیال رکھے گا۔

- خود کو ان مریضوں سے متعارف کرائے گا جو اسکے زیر علاج ہیں۔
- سارے مریضوں کا علاج عزت واحترام کے ساتھ کرے گا، مریضوں کی بات سنے گا اور انکی آراء کی قدر کرے گا۔
- مریضوں کو اور انکی اجازت سے انکے گھر کے افراد کو کوئی معلومات ایسے طریقے سے دے گا جنہیں وہ سمجھ سکیں۔
- مریضوں کی دیکھ بھال سے متعلق فیصلوں میں انکے حق شمولیت کی قدر کرے گا۔
- اس بات کو یقینی بنائے گا کہ مفادات کا ٹکراؤ اسے اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریاں غیر جانبدارانہ طریقے سے ادا کرنے سے باز نہیں رکھے گا۔
- مریض کے مفاد میں ہونے کی صورت میں حق گوئی پر قائم رہے گا۔

معلومات کی تفصیل مریض ڈاکٹر کی طرف سے دی ہوئی معلومات اور مشورے بعض اوقات پوری طرح سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ سوالات پوچھنے میں اسکی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور اسکا جواب احتیاط کے ساتھ غیر تکنیکی اصطلاحات میں دینا چاہیے اور اگر مریض بدستور اسکی دی ہوئی معلومات کو سمجھنے سے قاصر ہو تو پھر مناسب یہ ہے کہ وہ اسکی اجازت سے اسکے کسی رشتہ دار سے بات کرے۔

دیکھ بھال زچہ بچہ (Maternity Care) کوئی ڈاکٹر جو بچے کی پیدائش سے قبل اور اس کے دوران کسی خاتون کی دیکھ بھال پر مامور ہو اسے واضح طور پر ولادت کے انتظامات کے بارے میں پیشگی اطلاع دے گا۔ پاکستان میں قانون کی رو سے حمل اس وقت ساقط کیا جا سکتا ہے جب حاملہ عورت کی زندگی کو شدید خطرہ لاحق ہو۔

ضابطہ ہائے کار (Procedures) کسی بھی طرح کے ضوابط یا علاج کے مراحل سے گزرنے والا مریض یہ معلوم کرنے کا حق رکھتا ہے کہ کونسے ڈاکٹر ان مراحل میں شامل کئے جائیں گے۔

فیس ڈاکٹر کی فیس اسکی فراہم کردہ خدمات سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔ مریض اس بات کا حقدار ہے کہ وہ ڈاکٹر سے اسکی فیس کے بارے میں پوچھے۔

دوسری رائے (Second Opinion) مریض اس بات کا حقدار ہے کہ وہ اپنے مرض کے بارے میں دوسری یا مزید رائے حاصل کر سکے۔ اسکی درخواست پر رجسٹر شدہ ڈاکٹر اس بارے میں سہولت اور متبادل ڈاکٹر کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کرے گا۔

مریضوں کے ساتھ رابطہ کونسل کو اس طرح کے رابطوں کے فقدان اور ڈاکٹروں کی لاپروائی کے بارے میں بہت شکایات موصول ہوتی ہیں۔ جہاں ڈاکٹر اور مریض یا اسکے لواحقین کے درمیان کوئی اختلافات پیدا ہو جائیں تو سراسر فائدہ اسی میں ہے اور نقصان کوئی نہیں کہ ڈاکٹر معذرت کرے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ ان اختلافات کا ذمہ دار ڈاکٹر ہی تھا۔

اہلیت (Competence) رجسٹر شدہ ڈاکٹر اپنے کام میں بالخصوص مرض کی ماہرانہ تشخیص، مشاہداتی فیصلے، منصوبہ بندی، تنفیذ، نگرانی کرنے، بے جا مداخلت کو جانچنے اور پڑھانے میں اعلیٰ پیشہ وارانہ معیار کو قائم رکھنے کی کوشش کرے گا۔ صرف ان امور کو نمٹائے گا جنہیں نمٹانے کی وہ تعلیم، تربیت اور تجربے کی بنیاد پر اہلیت رکھتا ہو اور انکی حدود و قیود کو بھی سمجھتا ہو۔ تعلیم میں تسلسل کے ذریعے اپنے مضمون سے متعلق جدید معلومات سے خود کو آگاہ رکھے گا۔ اور اس بات کو یقینی بنائے گا کہ مریض سے متعلق اسکا نقطۂ نظر جدید تحقیق، لٹریچر اور مروجہ عمل کے مطابق ہے اور یہ کہ اسکا نقطۂ نظر مریض کی مناسب دیکھ بھال اور اسکے مسائل کے محتاط تجزیے سے ہم آہنگ ہے۔ اور مریض کی سرگزشت (history) کے تجزیے اور اسکی تشخیص پر مبنی ہے۔

مریض کے بارے میں محتاط انداز سے اسکے ریکارڈ کیے گئے اعداد و شمار پر نظر رکھتے ہوئے اس کی دیکھ بھال اور نگرانی کرے گا اور اخذ کیے گئے تجزیوں کا مثبت جواب دے گا۔ تفتیش اور علاج کی حقیقت پسندانہ اثر پذیری کو تسلیم

کریگا اور ٹیکنالوجی اور دوا صرف اس صورت میں استعمال کریگا جب ضروری اور مناسب ہو۔صرف وہ دوائیاں، اوزار یا علاج تجویز کریگا جو مریض کیلئے فائدہ مند ہوں۔

سزا مذکورہ ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی پر میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی طرف سے متعلقہ شعبہ طب سے وابستہ فرد یا ڈاکٹر کے خلاف محکمانہ انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاسکتی ہے اور اسکا لائسنس منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ تاہم چونکہ از روئے قانون کوئی بھی شخص اپنے کسی فعل یا ترک فعل کے ذریعے کسی دوسرے شخص کی جان یا جسم کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانے کا مجاز نہیں اس لئے اگر کوئی ڈاکٹر کسی مریض کے حوالے سے اپنی ذمہ داری ادا کرتے وقت اس احتیاط سے کام نہیں لے گا جو ہر عقلمند اور ذمہ دار شخص ان حالات میں ضروری سمجھتا ہو تو وہ غفلت اور لاپرواہی کا مرتکب ہوگا اور اسکے نتیجے میں پہنچنے والے نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ طب کے شعبے سے منسلک افراد کی غفلت اور لاپروائی قانونی جرم ہے اور اس کے خلاف بعض صورتوں میں فوجداری کارروائی بھی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ مثلاً تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۳۸ (الف) کی رو سے جو کوئی اسقاط حمل کا باعث ہو تو عورت کی رضامندی کی صورت میں اسے تین سال تک قید ہوسکتی ہے۔ اور اگر اسقاط حمل عورت کی رضامندی کے بغیر عمل میں لایا گیا ہو تو اسے دس سال تک کیلئے سزائے قید دی جاسکتی ہے اور اگر اسقاط حمل کے نتیجہ میں عورت کو کوئی ضرر پہنچے یا وہ مر جائے تو اسکے لئے مقررہ سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔ اسی طرح تعزیرات پاکستان کی دفعہ 269 کی رو سے جو کوئی شخص غیر قانونی طور پر یا غفلت سے کوئی ایسا فعل انجام دیتا ہے جس سے خطرناک متعدی مرض پھیلنے کا احتمال ہو تو اسے چھ ماہ تک کیلئے کسی بھی قسم کی قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ اسی طرح ضرر رسیدہ شخص ہر ایسے فرد کے خلاف ہرجانے کا دعویٰ بھی کر سکتا ہے۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر۔ا

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9208752

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

پبلک مقامات پر تمباکو نوشی کی ممانعت کا قانون

تمباکو نوشی کے مضر صحت ہونے میں دو رائیں نہیں ہوسکتیں۔ تمباکو میں موجود بعض مضر اجزاء پھیپھڑوں کے سرطان اور دیگر جان لیوا بیماریوں کا باعث بن سکتے ہیں۔ سگریٹ کے استعمال اور اس کے بیچنے پر پہلے بھی محدود پابندی عائد تھی تاہم ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ سگریٹ نوشی کرنے والوں کے ساتھ ساتھ اس کا استعمال نہ کرنے والے افراد کو اس کے مضر صحت اثرات سے بچانے کیلئے پبلک مقامات اور سرکاری اداروں، جیسے پبلک پارکوں، ریستورانوں، سینما گھروں، سرکاری ہسپتالوں، تعلیمی اداروں اور مسافر گاڑیوں میں اس کے استعمال پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ چنانچہ حکومت نے سگریٹ نوشی کی ممانعت اور اس کا استعمال نہ کرنے والے افراد کی صحت کے تحفظ کے آرڈیننس ۲۰۰۲ (The Prohibition of Smoking and Protection of Non-smokers Health Ordinance 2002) کے ذریعے ایسے تمام مقامات میں سگریٹ نوشی پر پابندی عائد کرتے ہوئے خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے سزائیں تجویز کی ہیں۔

وہ مقامات جہاں سگریٹ نوشی منع ہے

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۲ (سی) کی رو سے پبلک کے کام یا استعمال کی جگہ سے مراد کھیل کود کی جگہیں، عمارات، صحت کے ادارے تفریحی مراکز، ریستوران، سرکاری دفاتر، عدالتیں، سینما ہال، کھانے کی جگہیں، ہوٹل کے لاؤنج، دیگر انتظار گاہیں، لائبریریاں، سٹیشن یا بسوں کے اڈے، کھیلوں کے سٹیڈیم، تعلیمی ادارے اور دیگر ایسی جگہیں ہیں، جہاں عام لوگوں کا آنا جانا ہو۔ دفعہ ۳ کی رو سے اس آرڈیننس کے جاری ہونے کے فوراً بعد وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے کسی بھی پبلک کے کام یا استعمال کی جگہ کو اس آرڈیننس کے مقاصد کیلئے سگریٹ یا تمباکو نوشی کیلئے ممنوعہ جگہ قرار دے سکتی ہے۔ دفعہ ۵ کی رو سے کوئی بھی شخص پبلک کے کام یا استعمال کی جگہ میں سگریٹ نوشی یا کسی اور شکل میں تمباکو کا استعمال نہیں کرے گا تاہم وفاقی حکومت بعض ایسی حدود یا جگہوں میں اس کی اجازت کیلئے رہنما اصول جاری کرسکتی ہے جہاں سگریٹ نہ پینے والے لوگوں کی صحت کے تحفظ کا معقول بندوبست کیا گیا ہو۔ اسی طرح دفعہ ۶ کی رو سے کسی بھی مسافر گاڑی میں تمباکو نوشی منع ہے۔

سگریٹ سے متعلق دیگر پابندیاں

سگریٹ نوشی کی حوصلہ شکنی اور اس کے استعمال پر عائد پابندی کو موثر بنانے کیلئے نہ صرف اس کے اشتہار پر پابندی عائد کی گئی ہے بلکہ عوامی اداروں میں کسی نمایاں جگہ پر سگریٹ پینے کی ممانعت کی تختی چسپاں کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے۔ دفعہ ۷ کی رو سے کوئی بھی شخص یا کمپنی میڈیا پر یا کسی بھی جگہ تمبا کو یا اس کی مصنوعات مشتہر نہیں کرے گی جب تک کہ اشتہار اس مقصد کیلئے وفاقی حکومت کی بنائی گئی کمیٹی کے مقرر کردہ رہنما اصولوں کے مطابق نہ ہو۔ اسی طرح دفعہ ۱۰ کی رو سے کسی پبلک ادارے کا مالک یا منیجر یا اس کے معاملات کا نگران شخص ادارے کے اندر اور باہر ہر ایسے مقام پر جہاں عام لوگوں کا آنا جانا ہو یا ان کے زیر استعمال ہو ان نمایاں الفاظ پر مشتمل ایک تختی چسپاں کرے گا کہ **"یہاں سگریٹ پینا منع ہے"** اور **"سگریٹ نوشی ایک جرم ہے"**۔

بچوں کو سگریٹ فروخت کرنے پر پابندی

دفعہ ۸ کی رو سے کوئی شخص سگریٹ یا اس قبیل کی کوئی اور چیز ۱۸ سال سے کم عمر کے بچے کو فروخت نہیں کرے گا۔ اسی طرح دفعہ ۹ کی رو سے کوئی شخص خود یا اس کی ایماء پر کوئی شخص سگریٹ یا سگریٹ کے قبیل کا کوئی مواد کسی کالج، سکول یا تعلیمی ادارے سے ۵۰ میٹر کے فاصلے پر ذخیرہ، فروخت یا تقسیم نہیں کرے گا۔

سزا

ہر وہ شخص جو اس آرڈیننس کی دفعات ۵، ۶ اور ۱۰ کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا اسے ایک ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی اور دوبارہ اس جرم کے ارتکاب پر ہر بار کم از کم ایک ہزار روپے جرمانے کا مستوجب ہوگا جس میں ایک لاکھ روپے تک اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دفعات ۷، ۸ اور ۹ کی خلاف ورزی پر ہر ایسے شخص کو پانچ ہزار روپے جرمانے کی سزا دی جائے گی اور دوبارہ اس جرم کے ارتکاب پر ہر بار وہ تین ماہ تک سزائے قید اور کم از کم ایک لاکھ روپے جرمانے کا مستوجب ہوگا۔

خلاف ورزی کرنے والوں کی بے دخلی

دفعہ ۱۲ کی رو سے کوئی بھی مجاز افسر یا کم از کم سب انسپکٹر کے عہدے کا پولیس آفسر اس آرڈیننس کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے شخص کو پبلک کے کام یا استعمال کی جگہ سے بے دخل کر سکتا ہے۔

اس آرڈیننس میں دیئے ہوئے جرائم کی سماعت

دفعہ ۱۳ کی رو سے اس آرڈیننس کی دفعات ۵، ۶ اور ۱۰ کے تحت آنے والے جرائم کی سماعت عدالت مجاز آفسر کی تحریری شکایت پر اور دفعات ۷، ۸ اور ۹ کے تحت آنے والے جرائم کی سماعت مجاز پولیس آفسر کی تحریری رپورٹ پر کرسکتی ہے۔

مزید وضاحت یا معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ڈپٹی سیکریٹری۔II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9214797
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

وفاقی سرکاری ملازمین اور ان کے کنبوں کی امداد کیلئے
بہبود و اجتماعی بیمہ فنڈ سکیمیں

حکومت وقتاً فوقتاً اپنے ملازمین کے آرام و آسائش اور فلاح و بہبود کے لئے اقدامات کرتی رہتی ہے۔ فیڈرل ایمپلائیز بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس ایکٹ ۱۹۶۹ء (Federal Employees Benevolent Fund and Group Insurance Act, 1969) بھی اس سلسلے کا اہم قدم ہے۔ جس کا مقصد وفاقی سرکاری و مخصوص خود مختار اداروں کے ملازمین اور افرادِ خانہ کو ملازمین کی وفات یا معذوری کی صورت میں مالی امداد فراہم کرنا ہے اس ایکٹ کے تحت فیڈرل ایمپلائیز بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس فنڈ کے نام سے ایک خود مختار ادارہ وجود میں آیا ہے۔ جس کا صدر دفتر اسلام آباد میں ہے اور تین علاقائی دفاتر کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں واقع ہیں جو اپنے قیام سے اب تک ہزاروں ملازمین اور ان کے اہلِ خانہ کو امدادی رقوم تقسیم کر چکے ہیں۔ اگرچہ ملازمین کی تنخواہوں سے ہر ماہ ایک مخصوص رقم بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس کے نام سے کٹتی رہتی ہے لیکن اس کے باوجود بہت کم ملازمین اس فنڈ کی افادیت سے واقف ہیں لہذا ضرورت ہے کہ ملازمین کو فیڈرل ایمپلائز بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس فنڈ کے بارے میں آگاہ کیا جائے تاکہ بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس میں جمع شدہ رقوم سے زیادہ سے زیادہ ملازمین اور ان کے افرادِ خانہ استفادہ کر سکیں۔

بینولنٹ فنڈ کی تشکیل

بینولنٹ فنڈ حسبِ ذیل ذرائع آمدنی پر مشتمل ہوتا ہے

(۱) وفاقی، سرکاری اور مخصوص خود مختار اداروں کے ملازمین کی بنیادی تنخواہ کا ۲ فیصد یا زیادہ سے زیادہ سو (۱۰۰) روپے

(۲) وفاقی حکومت، خود مختار اداروں، تنظیموں یا جماعتوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً دیئے جانے والے چندے

(۳) پرائیویٹ افراد یا اداروں کی طرف سے دیئے جانے والے چندے

(۴) بچتوں کی سرمایہ کاری کی آمدن

(۵) وفاقی حکومت کی منظور شدہ قرضوں کی آمدن

بینولنٹ فنڈ کا استعمال

بینولنٹ فنڈ میں جمع شدہ رقوم سے جن افراد کی اعانت کی جاتی ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ایسے وفاقی سرکاری اور خودمختار اداروں کے ملازمین کی تا حیات اعانت کی جاتی ہے جن کو ذہنی یا جسمانی معذوری کے باعث قبل از وقت ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا ہو

(۲) ایسے وفاقی سرکاری اور خودمختار اداروں کے ملازمین جو دوران ملازمت یا بعد از ریٹائرمنٹ ۷۰ سال کی عمر سے پہلے وفات پا جائیں تو ایسی صورت میں مرحوم کی بیوہ کی تا حیات اعانت کی جاتی ہے۔ بیوہ کی غیر موجودگی یا حیات نہ ہونے کی صورت میں زیر کفالت افراد کنبہ کی ۱۵ سال یا اس تاریخ تک جس پر مرحوم اگر زندہ رہتا تو ستر سال کا ہوتا (جو مدت بھی کم ہو) کی اعانت کی جاتی ہے

موجودہ امدادی شرح

امدادی رقم کی موجودہ شرح ملازم کی ماہانہ تنخواہ کا ۳۰ فیصد جمع ۱۰۵ روپے کے برابر ہے۔

(۳) معذور یا مرحوم ملازم (بنیادی سکیل ۱ تا ۱۶) کی ایک بچی کی شادی کیلئے فنڈ سے پانچ ہزار (۵۰۰۰) روپے بطور امداد دیئے جاتے ہیں۔

(۴) سرکاری ملازم (بنیادی سکیل ۱ تا ۱۵) کی موت پر اس کے پسماندگان کو فنڈ سے مبلغ تین ہزار پانچ سو (۳۵۰۰) روپے برائے تجہیز و تکفین دئے جاتے ہیں۔

گروپ انشورنس کی تشکیل

گروپ انشورنس حسب ذیل ذریعہ آمدنی پر مشتمل ہے۔

(۱) وفاقی، سرکاری اور مخصوص خود مختار اداروں کے ملازمین (بنیادی سکیل ۱۶ تا ۲۲) کی بنیادی تنخواہ کا ۲ فیصد یا زیادہ سے زیادہ ایک سو بیاسی (۱۸۲) روپے۔

(۲) بچتوں کی سرمایہ کاری کی آمدنی۔

(۳) وفاقی اور مخصوص خود مختار اداروں کی طرف سے ملازمین (بنیادی سکیل ۱ تا ۱۵) کے لئے گروپ انشورنس کی دی جانے والی پریمیم (premium)۔

گروپ انشورنس کا استعمال

وفاقی ،سرکاری اور مخصوص خود مختار اداروں کے ملازمین کی دوران ملازمت وفات کی صورت میں حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً مقرر کردہ شرح سے مرحوم کے مستحق زیر کفالت افراد کنبہ کو یکمشت اجتماعی بیمہ کی رقم ادا کی جاتی ہے۔

موجودہ امدادی شرح

اجتماعی بیمہ کی موجودہ شرح ملازم کی تیس (۳۰) تخواہوں جمع بتیس ہزار پانچ سو (۳۲۵۰۰) روپے کے برابر ہے۔

بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس کے تحت زیر تحفظ ملازمین

وفاقی ملازمین کے بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس ایکٹ ۱۹۶۹ء کے تحت مندرجہ ذیل وفاقی ملازمین بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(۱) جو آل پاکستان سروس یا وفاقی سول سروس کے تحت ملازم ہوں یا جو وفاقی حکومت میں کسی غیر فوجی عہدے پر فائز ہوں۔

(۲) قومی اسمبلی اور سینٹ کا وہ عملہ جنکی شرائط ملازمت آئین کے آرٹیکل ۸۷ کے تحت متعین کی گئی ہوں۔

(۳) سپریم کورٹ کے وہ ملازم جن کی شرائط ملازمت آئین کے آرٹیکل ۲۰۸ کے تحت متعین کی گئی ہوں۔

(۴) الیکشن کمیشن کے ملازمین جن کی شرائط ملازمت آئین کے آرٹیکل ۲۲۱ کے تحت متعین کی گئی ہوں۔

(۵) کسی کارپوریشن، ادارہ یا خود مختار ادارہ کے افسران یا ملازمین جن کا وفاقی حکومت نے سرکاری گزٹ میں اندراج کیا ہو۔

بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس حاصل کرنے کے حقدار

ملازم کی وفات کی صورت میں بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس کی ادائیگی اس فرد کو کی جائے گی جس کا نام ملازم نے اپنی حیات میں نامزدگی فارم میں درج کیا ہو لیکن اگر نامزدگی فارم درج نہیں کیا گیا تو مستحق زیر کفالت افراد میں سے کسی ایک یا زائد کو فنڈ کی ادائیگی کی جاتی ہے جس کا فیصلہ بورڈ افراد خانہ کے مشترکہ مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے کرتا ہے۔

مستحق زیرِ کفالت افراد

مستحق زیر کفالت افراد سے مراد

(۱) ملازم مرد کی صورت میں اس کی بیوی یا بیویاں، اور ملازم عورت ہونے کی صورت میں اس کا خاوند اور

(۲) ملازم کے والدین، بچے، نابالغ بھائی، اور غیر شادی شدہ، مطلقہ یا بیوہ بہن جو مکمل طور پر اس کے زیرِ کفالت ہوں۔

درخواست دینے کا طریقہ

سرکاری ملازم کی وفات یا مکمل معذوری کی صورت میں اس کے محکمہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مقررہ کردہ درخواست فارم میں دی ہوئی ہدایات کے مطابق کیس تیار کر کے اس علاقے کے ڈائریکٹر ریجنل بورڈ کو بھیجے جس کے حلقہ میں یہ ملازم تعینات تھا۔

سرکاری ملازم کی وفات یا مکمل معذوری کی صورت میں درخواست برائے بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس ۳۰ دن کے اندر متعلقہ علاقائی دفتر کو دینا ضروری ہے۔

وفات کی صورت میں

وفات کی صورت میں درخواست برائے بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس کے لئے مندرجہ ذیل دستاویزات کی تصدیق شدہ نقول کا درخواست کے ساتھ منسلک ہونا ضروری ہے۔

(۱) ملازم کی آخری تنخواہ کے سرٹیفکیٹ کی تصدیق شدہ نقل

(۲) تاریخ پیدائش کے ثبوت کے طور پر سروس بک کے پہلے صفحے کی تصدیق شدہ نقل

(۳) ملازمت پر حاضر ہونے کی تاریخ کے ثبوت کے طور پر سروس بک کے صفحے کی تصدیق شدہ نقل

(۴) وفات کا سرٹیفکیٹ جو مندرجہ ذیل اتھارٹی کا جاری کیا گیا ہو

(ا) میونسپل کمیٹی، میونسپل کارپوریشن، یونین کونسل

(ب) اگر موت ہسپتال میں ہوئی ہے تو ہسپتال کا مجاز آفسر

(۵) نامزدگی فارم (nomination form) کی تصدیق شدہ نقل

(۶) نامزدگی فارم کی عدم موجودگی میں زیر کفالت افراد کی فہرست جس میں افراد کی درج ذیل تفصیل درج ہو

(ا) رشتے دار کا نام

(ب) ملازم سے اس کا رشتہ

(ج) عمر

(د) ازدواجی کیفیت

(ہ) پیشہ

(ی) ماہوار آمدنی

(ے) موجودہ پتہ

(۷) نامزد یا زیر کفالت افراد کی ۴ عدد تصدیق شدہ فوٹو، پردہ نشین خواتین کی صورت میں پردہ نشینی کا سرٹیفکیٹ

نامزد یا زیر کفالت افراد کے ۳ عدد تصدیق شدہ دستخط یا نشان انگوٹھا

معذوری کی صورت

ملازم کی معذوری کی صورت میں ایک میڈیکل بورڈ تشکیل دیا جاتا ہے یہ میڈیکل بورڈ ملازم کا مکمل طبی معائنہ کرنے کے بعد معذوری سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے ملازم کو نااہل اقرار دینے کے لیے ضروری ہے کہ معذوری کی کم از کم حد ۸۰ فیصد ہو۔

معذوری کی صورت میں مندرجہ ذیل دستاویزات کی تصدیق شدہ نقول کا درخواست کے ساتھ منسلک ہونا ضروری ہے۔

(۱) منظور شدہ میڈیکل بورڈ کی طرف سے جاری کردہ معذوری سرٹیفکیٹ

(۲) ملازمت سے سبکدوش کرنے کے حکم نامہ کی تصدیق شدہ نقل

(۳) معذور ملازم کی تین عدد تصدیق شدہ تصاویر

(۴) معذور ملازم کی تین عدد تصدیق شدہ دستخط یا نشان انگوٹھا

(۵) معذور ملازم کی آخری تنخواہ کے سرٹیفکیٹ کی تصدیق شدہ نقل

امداد برائے شادی

معذور یا مرحوم سرکاری ملازم کی ایک بچی کی شادی کیلئے بینولنٹ فنڈ سے پانچ ہزار (۵۰۰۰) روپے بطور امداد مندرجہ ذیل صورتوں میں ادا کیے جاتے ہیں۔

(ا) معذور یا مرحوم سرکاری ملازم جو بنیادی سکیل ۱ تا ۱۶ میں تھا اور جس کے پسماندگان بینولنٹ فنڈ سے امداد حاصل کر رہے ہوں۔

(۲) شادی یکم جنوری ۱۹۹۵ء یا اس کے بعد سرانجام پائی ہو۔

(۳) نکاح نامہ کی نقل متعلقہ دفتر میں شادی کے ۶ ماہ کے اندر جمع کرائی گئی ہو۔ (۶ ماہ سے زیادہ عرصہ گزرنے کی صورت میں مینجنگ ڈائریکٹر فیڈرل ایمپلائز بینولنٹ اینڈ گروپ کی اجازت سے امداد دی جا سکتی ہے)۔

درخواست برائے شادی گرانٹ کے لئے مندرجہ ذیل دستاویزات کی تصدیق شدہ نقول کا درخواست کے ساتھ منسلک ہونا ضروری ہے۔

(ا) نکاح نامہ کی نقل۔

(ب) قومی شناختی رجسٹریشن فارم بی کی نقل اور

(ج) بورڈ آف ٹرسٹیز کی طرف سے منظور شدہ بینولنٹ گرانٹ کی نقل

درخواست مخصوص فارم پر کسی درجہ اول گزیٹڈ آفیسر سے تصدیق کروانا ضروری ہے۔

بچی کی شادی کے لئے پانچ ہزار (۵۰۰۰) روپے کا چیک اس کے نام جاری ہو گا جو بینولنٹ فنڈ سے ماہانہ گرانٹ لے رہا ہوگا۔

اخراجات تجہیز و تکفین

مرکزی سرکاری ملازم (بنیادی سکیل ۱ تا ۱۵) کی وفات کی صورت میں اس کے پسماندگان کو فیڈرل ایمپلائز بینولنٹ فنڈ اینڈ گروپ انشورنس فنڈ سے مبلغ ۳۵۰۰ روپے برائے تجہیز و تکفین دیئے جاتے ہیں یہ امداد ۸ جنوری ۱۹۹۶ سے دی جا رہی ہے۔

درخواست برائے شادی اور اخراجات تجہیز و تکفین کی درخواست علاقائی دفتر کے توسط سے صدر دفتر اسلام آباد کو دی جاتی ہے۔

بینولنٹ فنڈ کی معطلی

مندرجہ ذیل صورتوں میں وصول کنندہ کو بینولنٹ فنڈ کی فراہمی بند کر دی جاتی ہے۔

(۱) اگر ایسے ملازمین جن کو ذہنی اور جسمانی معذوری کے باعث ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا ہو اور بعدازاں وہ کہیں اور ملازمت اختیار کر لیں یا کوئی کاروبار شروع کر لیں اور ماہانہ تنخواہ سات سو (۷۰۰) روپے سے زائد ہو۔

(۲) گرانٹ کا وصول کنندہ مستحق زیرِ کفالت افراد کے زمرہ میں نہ رہے۔

مزید وضاحت یا معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ڈپٹی سیکریٹری-I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9214797
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

احترام رمضان آرڈیننس 1981

روزہ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ہے۔ ماہ رمضان کی اہمیت، فضیلت، اور اسکے مصالح کے بارے میں قران وسنت میں وارد احکامات کے پیش نظر ضروری تھا کہ اس مہینے کے تقدس واحترام کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے بعض اقدامات اُٹھائے جائیں۔ اس مقصد کیلئے 1981 میں احترام رمضان آرڈیننس نافذ کیا گیا۔

کھانے پینے پر پابندی

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۳ کی رو سے ہر ایسا شخص جس پر اسلامی احکامات کی رو سے روزہ فرض ہے، روزے کے اوقات کے دوران کسی عام جگہ میں کھانے پینے یا سگریٹ نوشی پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ دفعہ ۲ کی رو سے عام جگہ میں ہوٹل، ریستوران، کینٹین کوئی کمرہ (House Room) ٹینٹ، احاطہ، سڑک، گلی کوچہ، پل یا دوسری جگہ شامل ہے۔ جہاں عام لوگوں کی رسائی ہو۔

کھانے پینے کی چیزیں مہیا کرنے پر پابندی

دفعہ ۴ کی رو سے کسی بھی ہوٹل، ریستوران، کینٹین یا کسی اور ایسی عام جگہ کا کوئی مالک، منیجر، ملازم یا اور ذمہ دار شخص رمضان المبارک کے مہینے میں روزے کے اوقات میں کسی ایسے شخص کو، جس پر اسلامی احکامات کی رو سے روزہ رکھنا فرض ہے، جانتے بوجھتے ہوئے کوئی چیز مہیا نہیں کریگا۔ خلاف ورزی کی صورت میں اسے تین ماہ تک کیلئے قید محض یا پانچ سو روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

مستثنیات

دفعہ ۴ کے احکام کا اطلاق حسب ذیل پر نہیں ہوگا۔

(الف) ہسپتال میں مریضوں کو کھانا مہیا کرنے کیلئے بنائے گئے کینٹین اور کچن۔

(ب) ریلوے سٹیشن، ہوائی اڈے، بحری اڈے یا بس سٹینڈ کی حدود یا ریل گاڑی یا ہوائی جہاز میں موجود ریستوران یا کینٹین۔

(ج) ریل گاڑی کا کچن۔

(د) پرائمری سکول کی حدود میں بچوں کیلئے مخصوص کچن یا کینٹین۔

رمضان المبارک میں سینما گھروں اور تھیٹروں کی بندش

دفعہ ٦ کی رو سے سارے سینما گھر، تھیٹر اور ایسے دیگر مقامات اور ادارے رمضان کے مہینے کے دوران غروب آفتاب سے لیکر تین گھنٹے تک بند رہیں گے۔ مذکورہ دفعہ کی خلاف ورزی کی صورت میں سینما گھر، تھیٹر یا دوسری ایسی جگہ یا ادارے کا مالک، مینجر یا دوسرا ذمہ دار شخص چھ ماہ تک قید یا پانچ ہزار روپے تک جرمانے یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

ایسی جگہ داخل ہونے اور قصوروار شخص کو گرفتار کرنے کا اختیار

دفعہ ٧ کی رو سے اگر کسی مجسٹریٹ، ضلع کونسل، یا میونسپل کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی اور میونسپل کارپوریشن کے ناظم یا ضلع زکواۃ وعشر کمیٹی کے چیئرمین یا ممبر کے پاس یہ یقین کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ کسی شخص نے کسی عام جگہ میں اس آرڈیننس کے تحت قابل سزا کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے تو وہ وہاں داخل ہو کر اس شخص کو گرفتار کرسکتا ہے۔ ذیلی دفعہ ٢ کی رو سے اگر ایسے کسی شخص کو گرفتار کرنے کی صورت میں مجسٹریٹ کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 260 کے تحت سرسری سماعت کا اختیار حاصل ہو تو ضابطہ فوجداری کی دفعات 262 تا 265 کے احکامات کے تابع وہ اُسی جگہ اس کیس کی سرسری سماعت کر سکتا ہے جہاں سے اسے گرفتار کیا گیا ہو۔ ذیلی دفعہ ٣ کی رو سے اگر ایسے کسی شخص کو مجسٹریٹ کے علاوہ ذیلی دفعہ ٢ میں مذکورہ کسی اور شخص نے گرفتار کیا ہو تو اسکے اطمینان کے مطابق ذاتی مچلکہ پیش نہ کئے جانے کی صورت میں وہ ان حالات کی ایک رپورٹ کے ساتھ جن میں اسے گرفتار کیا گیا تھا اسے قریبی پولیس اسٹیشن منتقل کریگا۔ ایسی صورت میں انچارج پولیس اسٹیشن دفعہ ٨ کی ذیلی دفعہ ٣ کے تحت اسکے پولیس اسٹیشن منتقل کئے جانے کے ٢٤ گھنٹے کے اندر مجسٹریٹ کو اسکی شکایت پیش کریگا۔

اختیار سماعت اور اسکا طریقہ کار۔

دفعہ ٨ کی رو سے اس آرڈیننس کے تحت قابل سزا کسی جرم کی سماعت عدالت اس شخص کی تحریری شکایت پر کر سکتی ہے جو دفعہ ٧ (١) کے تحت اسے گرفتار کرنے کا اختیار رکھتا ہو یا اس پولیس سٹیشن کے انچارج کی تحریری شکایت پر جس کے دائرہ اختیار میں ملزم نے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہو۔ ذیلی دفعہ ٤ کی رو سے اس آرڈیننس کے تحت قابل سزا جرم کی سماعت ترجیحی بنیادوں پر کی جائے گی اور اتنی سرعت کے ساتھ مکمل کی جائے گی جو انتظامی طور پر ممکن ہو۔

مزید وضاحت اور معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ڈپٹی سیکریٹری۔II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9214793
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ ljcp.gov.pak

ٹیکس محتسب کے پاس شکایات کے اندراج و پیروی کا طریقہ کار

سرکاری عہدیداروں کے بعض اقدامات اور فیصلوں سے عوام بجا طور پر شاکی رہے ہیں۔ قانون وضوابط سے انحراف اور بدانتظامی پر مبنی ایسے اقدامات اور فیصلوں سے متاثرہ افراد کی دادرسی کیلئے پہلی دفعہ ۱۹۸۳ میں وفاقی محتسب سیکرٹریٹ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا، تاہم ٹیکس سے متعلق اہلکاروں کے خلاف روز افزوں عوامی شکایات کے پیش نظر ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ٹیکس سے متعلق پیچیدہ معاملات میں بدانتظامی اور ناانصافی کے ازالے اور متاثرہ افراد کی دادرسی کیلئے ٹیکس محتسب کا تقرر بھی عمل میں لایا جائے چنانچہ ٹیکس محتسب آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۰ کے تحت وفاقی ٹیکس محتسب کا تقرر عمل میں لایا گیا، جسکا صدر دفتر اسلام آباد میں اور دو ذیلی دفاتر کراچی اور لاہور میں واقع ہیں۔

اغراض ومقاصد

مذکورہ آرڈیننس کی ابتدائیہ کی رو سے ٹیکس محتسب کے تقرر کا بنیادی مقصد ٹیکس لاگو کرنے والے عہدیداروں کی بدانتظامی کی تشخیص و تفتیش کرنا اور متاثرہ افراد کی دادرسی کرنا ہے۔ دفعہ۲ کی ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے ٹیکس عہدیداروں کی بد انتظامی میں حسب ذیل امور شامل ہیں:۔

(i) ایسا فیصلہ، کاروائی، سفارش، فعل یا ترک فعل جو خلاف قانون ہو یا قواعد وضوابط یا مسلمہ طرز عمل یا طریقہ کار کے خلاف ہو الا یہ کہ نیک نیتی اور معتبر وجوہات کی بناء پر ایسا کیا گیا ہو، یا جو غلط، آمرانہ، غیر معقول، بے انصافی پر مبنی، متعصبانہ، جابرانہ اور امتیازی ہو، یا جو غیر متعلق وجوہات پر مبنی ہو یا جو رشوت ستانی، بددیانتی، جانبداری، اقرباء پروری اور امتیازانہ رویے کی بنیاد پر اختیارات کے بے جا استعمال پر مبنی ہو۔

(ii) جو غفلت بے توجہی اور تاخیر پر مبنی ہو یا جس میں انتظامی معاملات اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں نااہلی کا ثبوت دیا گیا ہو۔

(iii) حسب ذیل معاملات کو نمٹانے میں مسلسل نوٹس جاری کئے گئے ہوں، یا غیر ضروری حاضری پر مجبور کیا گیا ہو، یا طویل سماعتیں کی گئی ہوں۔

الف۔ آمدنی یا جائیداد کی تشخیص۔

ب۔ ٹیکس یا ڈیوٹی کی ذمہ داری کا تعین۔

ج۔ سامان کی درجہ بندی یا مالیت کا تعین۔

د۔ مطالبات ٹیکس میں چھوٹ یا واپسی محصول کا تصفیہ۔

ذ۔ ٹیکس کی واپسی یا چھوٹ وغیرہ میں دانستہ غلطی۔

ر۔ مجاز افسر کی طرف سے ٹیکس کی واپسی یا اس میں چھوٹ وغیرہ کا تعین کرنے کے بعد دانستہ طور پر اسکی ادائیگی کو روکنا یا ادا نہ کرنا۔

(vi) ریکارڈ سے ٹیکس چوری ظاہر نہ ہونے کے باوجود ٹیکس کی وصولی میں جارحانہ انداز اختیار کیا گیا ہو۔

(vii) کسی ایسے افسر یا اہلکار کے خلاف انضباطی کاروائی عمل میں لانے سے پہلو تہی کی گئی ہو جسکی کی ہوئی تشخیص یا لگائے ہوئے تخمینے کو مجاز اتھارٹی نے بغض یا تعصب پر مبنی یا بے قاعدہ یا ہر لحاظ سے غیر قانونی قرار دیا ہو۔

شکایت درج کرنے کا طریقہ کار اور کاروائی

دفعہ ۱۰ کی ذیلی دفعہ ۱ کی رو سے کوئی بھی متاثرہ شخص خود یا اس کی وفات کی صورت میں اسکا قانونی نمائندہ بیان حلفی پر اپنی شکایت تحریری صورت میں ٹیکس محتسب کے پاس خود جمع کرا سکتا ہے یا کسی بھی دوسرے ذریعے سے انکے دفتر بھجوا سکتا ہے۔ تاہم ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے کسی گم نام یا فرضی نام سے بھیجی ہوئی شکایت پر کاروائی عمل میں نہیں لائی جائے گی۔ ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے تحریری شکایت اس تاریخ سے چھ ماہ کے اندر دائر ہوئی چاہیے جس دن شکایت پہلی دفعہ شکایت کنندہ کے علم میں آئی ہو، جسکا کہ تحریر میں بھی اظہار کیا گیا ہو تاہم ٹیکس محتسب اگر بعض خاص حالات میں انصاف کی خاطر مناسب سمجھے تو کسی ایسی شکایت پر بھی تفتیش کا حکم دے سکتا ہے جو مقررہ مدت کے دوران پیش نہ کی گئی ہو۔

ٹیکس محتسب کی ذمہ داریاں و اختیارات

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۹ کی رو سے ٹیکس محتسب کسی بھی متاثرہ شخص کی شکایت پر یا صدر یا سینٹ یا قومی اسمبلی کی طرف سے بھیجے گئے ریفرنس پر یا کسی مقدمے کی سماعت کے دوران سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کی تحریک (motion) پر یا از خود ٹیکس ملازمین کی کسی بدعنوانی سے متعلق الزام کی تفتیش کر سکتا ہے۔ تاہم ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے ایسے کسی معاملے کی تفتیش نہیں کی جا سکتی جو شکایت یا ریفرنس یا تحریک موصول ہونے کی تاریخ پر کسی با اختیار عدالت یا ٹریبونل یا بورڈ یا اتھارٹی کے سامنے زیر سماعت ہو۔ اسی طرح ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے کسی ایسی شکایت پر بھی کاروائی نہیں کی جائے گی جو کسی ٹیکس ملازم کی طرف سے یا اسکی ایماء پر کی گئی ہو اور جو ریونیو ڈویژن کے معاملات کے حوالے سے اسکی ملازمت سے متعلق کسی ذاتی رنجش پر مبنی ہو۔

نوٹس جاری کرنے کا اختیار

دفعہ۱۰ کی ذیلی دفعہ۴ کی رو سے کسی شکایت پر ٹیکس محتسب کی طرف سے تفتیش کا حکم جاری ہونے کے بعد سیکرٹری ریونیو ڈویژن اور اس شخص کو نوٹس جاری کیا جائے گا جس نے شکایت کا باعث بننے والا کوئی قدم اُٹھایا ہو یا اُس کا اختیار دیا ہو تاہم ٹیکس محتسب ایسی صورت میں بھی کارروائی جاری رکھنے کا حکم دے سکتا ہے جب مذکورہ سیکریٹری یا اُس شخص کی طرف سے نوٹس موصول ہونے کے ۳۰ دن کے اندر کوئی جواب موصول نہ ہوا ہو۔ ذیلی دفعہ۸ کی رو سے مذکورہ تفتیش سے کسی ایسی کارروائی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا جو زیر تفتیش معاملہ سے متعلق کسی اہلکار کے خلاف ریونیو ڈویژن عمل میں لائے گی۔ ذیلی دفعہ۹ کی رو سے ٹیکس محتسب کسی بھی ٹیکس ملازم سے کوئی بھی ایسی معلومات یا دستاویزات فراہم کرنے کا مطالبہ کرسکتا ہے جو ان کے خیال میں معاملہ زیرغور کی تفتیش میں مددگار ثابت ہوسکتا ہو۔ تفتیش کی غرض سے کوئی معلومات افشاء کرنا یا دستاویز فراہم کرنا صیغہ راز میں رکھنے کی پابندی سے مستثنیٰ ہونگے۔ ذیلی دفعہ۱۰ کی رو سے اگر محتسب کسی کیس کی تفتیش کی ضرورت محسوس نہ کرے تو وہ شکایت کنندہ کو اس کی تحریری اطلاع دیکر اسکی وجوہات سے اسکو آگاہ کرے گا۔ دفعہ۱۴ کی ذیلی دفعہ(۲) کی رو سے ٹیکس محتسب ایسی معلومات جو تفتیش میں مددگار ثابت ہوسکتی ہوں کسی دیگر شخص کو بھی فراہم کرنے کا حکم دے سکتا ہے۔

ٹیکس محتسب کی سفارشات

دفعہ۱۱ کی رو سے اگر ٹیکس محتسب کی رائے کے مطابق کسی معاملے میں بدانتظامی کا ارتکاب کیا گیا ہو تو وہ اسکی شکایت، ریفرنس یا تحریک، جیسی بھی صورت ہو، موصول ہونے کی تاریخ سے ۶۰ دن کے اندر مناسب کارروائی کیلئے اپنی تجویز اور سفارش ریونیو ڈویژن کو بھیجے گا جس پر ریونیو ڈویژن محتسب کو مقررہ مدت کے اندر اس سفارش پر کی گئی کارروائی سے یا اسکے مطابق کارروائی نہ کرنے کی وجوہات سے آگاہ کرے گی۔ ذیلی دفعہ۳ کی رو سے کسی بھی شکایت پر یا صدر مملکت، سینٹ یا قومی اسمبلی کی طرف سے بھیجی گئی ریفرنس پر یا سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کی طرف سے کی گئی تحریک پر زیرغور یا زیرتفتیش معاملے کے سلسلے میں محتسب کی تجویز و سفارش کے جواب میں ذیلی دفعہ۲ کے تحت ریونیو ڈویژن کی طرف سے موصولہ اطلاع کی کاپی ٹیکس محتسب شکایت کنندہ کو یا صدر، سینٹ، قومی اسمبلی، سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کو جیسی بھی صورت ہو ارسال کرے گا۔ ذیلی دفعہ۴ کی رو سے اگر تفتیش کے بعد ٹیکس محتسب اس نتیجے پر پہنچے کہ بدانتظامی کے باعث متاثرہ شخص کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے جسکا مداوانہ تو ہوا ہے نہ ہونا ممکن ہے تو اگر وہ مناسب سمجھے تو اس معاملے سے متعلق اپنی خصوصی رپورٹ صدر مملکت کو پیش کرے گا۔

سفارش کی خلاف ورزی کی سزا

دفعہ ۱۱ کی ذیلی دفعہ ۵ کی رو سے اگر ریونیو ڈویژن وفاقی ٹیکس محتسب کی سفارش پر عمل نہ کرے یا اس سفارش پر عمل نہ کرنے کی وجوہات کے بارے میں اطمینان بخش جواب نہ دے تو اس بات کو حکم عدولی یا خلاف ورزی پر محمول کیا جائے گا۔ اسی طرح دفعہ ۱۲ کی رو سے اگر کوئی ٹیکس ملازم ٹیکس محتسب کی طرف سے کسی معاملے میں بھیجی ہوئی سفارش پر عمل نہ کرتے ہوئے حکم عدولی کا مرتکب ہو تو ٹیکس محتسب معاملہ صدر کو بھیجے گا۔ ایسی صورت میں صدر اپنے صوابدیدی اختیار کے مطابق ریونیو ڈویژن کو اس سفارش پر عمل کرنے اور اس سے ٹیکس محتسب کو آگاہ کرنے کیلئے ھدایات جاری کر سکتا ہے۔ ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے ریونیو ڈویژن اور ذمہ دار ٹیکس ملازم پابند ہونگے کہ وہ مذکورہ فیصلے سے متعلقہ ٹیکس ملازم کو آگاہ کرنے کے بعد ۳۰ دن کے اندر دفعات ۱۱ اور ۱۲ کے تحت دیئے ہوئے تجاویز و نتائج کو عملی جامہ پہنائیں۔ کسی بھی حکم عدولی کے واقعے کے بارے میں ٹیکس محتسب کی رپورٹ اس ٹیکس ملازم کے پرسنل فائل یا کردار نامے (character role) کا حصہ بن جائے گی جو بنیادی طور پر اس حکم عدولی کا ذمہ دار ہو اور اسے توہین عدالت کا مرتکب گردانا جائے گا۔

انضباتی کاروائی کیلئے سفارش کا اختیار

دفعہ ۱۳ کی رو سے تفتیش کے دوران یا اس کے بعد اگر ٹیکس محتسب مطمئن ہو کہ ریونیو ڈویژن کا کوئی اہلکار ان الزامات کا مرتکب ہوا ہے جو دفعہ ۹ (۱) کے تحت اس پر لگائی گئی ہیں تو محتسب مناسب اصلاحی یا انضباطی کاروائی کیلئے یا اصلاحی و انضباطی دونوں کاروائیوں کیلئے معاملہ ریونیو ڈویژن کو بھیجے گا جس پر ریونیو ڈویژن ریفرنس موصول ہونے کے ۳۰ دن کے اندر اس پر عمل میں لائی گئی کاروائی سے ٹیکس محتسب کو آگاہ کرے گا۔ اور اگر اس مدت کے دوران ایسی کوئی اطلاع موصول نہ ہو تو ٹیکس محتسب معاملہ صدر کے نوٹس میں لائے گا تاکہ وہ دفعہ ۱۶ کے تحت توہین کی سزا کے علاوہ اسکے خلاف جو بھی مناسب سمجھے ضروری کاروائی عمل میں لائے۔ اسی طرح دفعہ ۱۴ کی ذیلی دفعہ ۵ کی رو سے اگر ریونیو ڈویژن یا ذمہ دار ٹیکس ملازم ٹیکس محتسب کے احکامات پر عمل کرنے میں ناکام رہے تو وہ اس آرڈیننس کے تحت کسی اور کاروائی کے علاوہ حکم عدولی کا مرتکب ہونے والے افراد کے خلاف انضباطی کاروائی عمل میں لانے کیلئے معاملہ مناسب اتھارٹی کے پاس بھیجے گا۔ اسی طرح ذیلی دفعہ ۶ کی رو سے اگر ٹیکس محتسب کو یقین ہو کہ کوئی ٹیکس ملازم کسی ایسے فعل کا مرتکب ہوا ہے جو اسکے خلاف فوجداری یا انضباطی کاروائی پر منتج ہوتی ہے تو وہ مقررہ مدت کے اندر اس کے خلاف ضروری کاروائی عمل میں لانے کیلئے معاملہ مناسب اتھارٹی کے پاس بھیجے گا۔ ذیلی دفعہ ۸ کی رو سے ٹیکس محتسب کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی بھیجی ہوئی کسی تجویز یا کی گئی سفارش پر یا دیئے ہوئے کسی حکم پر نظر ثانی کرے۔

اختیار تلاشی

دفعہ ۱۵ کی رو سے ٹیکس محتسب یا انکی طرف سے عملہ کا کوئی مجاز رکن تفتیش کیلئے کسی بھی ایسے احاطے میں داخل ہوسکتا ہے اگر اس کے نزدیک یہ باور کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ وہاں کوئی ایسی چیز، کتابچہ حسابات (book of accounts) یا دیگر کوئی دستاویز پائی جائے گی جو تفتیش سے متعلق ہو۔ اس سلسلے میں وہ اس احاطہ کی تلاشی لیکر کسی بھی ایسی چیز، کتابچہ حسابات یا دستاویز کا معائنہ کرسکتا ہے انھیں ضبط یا سربمہر کرسکتا ہے اور دستیاب تمام چیزوں کی فہرست تیار کرسکتا ہے۔

توہین کی سزا

دفعہ ۱٦ کی رو سے ٹیکس محتسب کو مناسب تبدیلیوں کے ساتھ توہین کے سلسلے میں وہی اختیارات حاصل ہونگے جو سپریم کورٹ کو توہین عدالت کرنے والے کسی شخص کو سزا دینے کے لئے حاصل ہیں۔ حسب ذیل افراد ٹیکس محتسب کی توہین کے مرتکب ہونگے:۔

(الف) جو ٹیکس محتسب کے کام میں مداخلت یا مزاحمت کرتا ہے یا کسی بھی طریقے سے ٹیکس محتسب کی طرف سے انجام دی جانے والی کسی کاروائی میں رخنہ اندازی کرتا ہے یا روکتا ہے یا ٹیکس محتسب کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

(ب) ٹیکس محتسب کو بدنام کرتا ہے یا کوئی بھی ایسا کام کرتا ہے جس سے ٹیکس محتسب یا اسکے کسی عملہ یا دفتر کے کسی نمائندے یا دفتری امور کے سلسلے میں محتسب کی طرف سے مجاز کسی شخص کے خلاف نفرت پھیلتی ہو یا اسکا مذاق اڑتا ہو یا اسکی بے حرمتی ہوتی ہو۔

(ج) کوئی ایسا فعل انجام دیتا ہے جو ٹیکس محتسب کو زیر غور کسی معاملے کو نمٹانے میں تعصب یا جانبداری پر ابھارتا ہو۔

(د) یا دیگر ایسا کوئی کام انجام دیتا ہے جو کسی دیگر قانون کے تحت توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہو۔ تاہم ٹیکس محتسب یا اسکے کسی عملہ کے کام کے بارے میں یا تفتیش مکمل کرنے کے بعد اسکی کسی حتمی رپورٹ کے بارے میں عوامی مفاد میں اخلاص پر مبنی کسی رائے کا اظہار توہین کے زمرے میں نہیں آئے گا۔ توہین کی سزا پانے والا شخص حکم جاری ہونے کے ۳۰ دن کے اندر سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرسکتا ہے۔

متاثرہ شخص کے نقصان کی تلافی کا اختیار

دفعہ ۲۲ کی ذیلی دفعہ ا کی رو سے اگر ٹیکس محتسب ضروری سمجھے تو وہ ٹیکس اہلکار یا ریونیو ڈویژن کی بدانتظامی کے سبب متاثرہ شخص کو پہنچنے والے نقصان کی تلافی کیلئے انھیں اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کرے گا اور سماعت کا موقع دینے کے

بعد انھیں اس نقصان کا مناسب معاوضہ ادا کرنے کا حکم صادر کرے گا۔ ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے ٹیکس اہلکار یا اسکی ایماء پر کوئی اور شخص اگر رشوت، خرد برد، خیانت مجرمانہ یا دھوکہ دھی میں ملوث پایا جائے تو ٹیکس محتسب اس رقم کو بحق سرکار ضبط کرنے کا حکم صادر کریگا یا کوئی اور ایسا حکم صادر کرے گا جو وہ مناسب سمجھے تاھم اس حکم سے متعلقہ اھلکار کسی اور قانون کے تحت عائد ذمہ داری سے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔

ٹیکس محتسب کا حکم چیلنج نہیں کیا جاسکے گا

دفعہ ۲۹ کی رو سے کسی بھی عدالت یا اتھارٹی کو اختیار نہیں کہ وہ ٹیکس محتسب کے اُٹھائے ہوئے یا اُٹھائے جانے والے کسی اقدام یا حکم کو یا اس آرڈیننس کے تحت انجام دیئے ہوئے کسی بھی کام کو چیلنج کرے یا اس کی کسی کاروائی کو یا اس کے حکم کے تحت یا اسکی ایماء پر کیئے گئے کسی کام کے خلاف حکم امتناعی یا عبوری حکم جاری کرے۔

صدر کو عرضداشت

ریویو ڈویژن یا ٹیکس محتسب کی سفارش سے متاثرہ کوئی بھی شخص ۳۰ دن کے اندر صدر کو عرضداشت (representation) پیش کرسکتا ہے جس پر وہ جیسا بھی مناسب سمجھے حکم صادر کرسکتا ہے۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I
لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان
فون نمبر o51-9208752
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان

بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم کا قانون

بجلی کی پیداوار، تقسیم اور ترسیل کو منضبط کرنے کے لئے (Regulation of Generation, Transmission and Distribution of Electric Power) ایکٹ مجریہ ۱۹۹۷ء کی دفعہ ۳ کے مطابق ایک ادارہ نیپرا (National Electric Power Regulatory Authority) کے نام سے قائم کیا گیا ہے یہ ادارہ بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم سے متعلق افراد، انجمن یا ادارے کو لائسنس دینے کا مجاز ہے اور ایسے اداروں کی کارکردگی اور اس کے تقسیم کنندگان اور صارفین کے جملہ امور کا نگران ہے۔ نیپرا کا ادارہ ایک چیئرمین اور چار ممبران پر مشتمل ہے جو کہ چاروں صوبوں کی نمائندگی کرتے ہیں، یہ ادارہ ہر سال اپنی کارکردگی کی رپورٹ مشترکہ مفاد کی کونسل (Council of Common Interest) جو کہ آئین کے آرٹیکل ۱۵۳ کے تحت قائم ہے کو پیش کرنے کا پابند ہے۔ اس قانون کے تحت بجلی کی پیداوار اور ترسیل کیلئے نیپرا سے لائسنس حاصل کردہ کمپنیاں ہی ملک بھر میں بجلی کی پیداوار اور ترسیل کی مجاز ہیں۔ تاہم تا حال واپڈا (WAPDA) اور کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی (KESC) کے ذریعہ ہی بجلی کی پیداوار اور ترسیل جاری ہے۔

نیپرا کی ذمہ داریاں

۱۔ یہ ادارہ بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم کیلئے لائسنسوں کے اجراء اور اس کو منضبط کرنے کا ذمہ دار ہے۔

۲۔ کمپنیوں کو بجلی کی فراہمی کیلئے ٹیرف اور دیگر شرائط کی منظوری اور ان کی کارکردگی کے معیار کو مربوط کر کے ان کو لاگو کرنا، لائسنسوں کے اجراء اور ان کی تجدید کیلئے فیس مقرر کرنا اور اس قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں جرمانوں کا تعین کرنا شامل ہے۔

۳۔ تاہم اس ادارے کا سب سے اہم کام اس قانون کی دفعہ (۷) کی ذیلی دفعہ (۳) کے تحت بجلی کی ترسیل کے نرخ اور ان کی شرائط کا تعین کرنا ہے اس کے علاوہ بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کے ادارہ جاتی معاملات کے عمل پر منفی اثرات روکنا اور مذکورہ توانائی کی مسلسل فراہمی کا جائزہ لینا، پیداوار، ترسیل اور تقسیم کار کمپنیوں کیلئے یکساں صنعتی معیار اور ضابطہ اخلاق کی حوصلہ افزائی کرنا، پبلک سیکٹر کے منصوبوں کو مشورہ دینا اور وفاقی حکومت کو اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کرنا۔

۴۔ اس کے علاوہ صوبائی حکومتوں سے صلاح مشورہ کر کے ان کی سفارشات کے پیش نظر جہاں پر پانی سے بجلی پیدا کرنے والے پلانٹ لگے ہوئے ہیں ان کو مربوط کرنا شامل ہیں۔

لائسنس کا اجراء

مذکورہ قانون کے تحت کسی بھی کمپنی کو بجلی کی پیداوار، تقسیم اور ترسیل کیلئے اپنی خدمات انجام دینے کیلئے لائسنس کا حصول لازمی ہے جو کہ نیپرا کے وضع کردہ قواعد کے تحت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس مقصد کیلئے نیپرا اپنے وضع کردہ قواعد اور شرائط کے مطابق کسی بھی کمپنی کو لائسنس جاری کر سکتی ہے۔ لائسنس کے اجراء سے پہلے نیپرا درخواست گذار سے ان امور کی صراحت طلب کرے گا۔

بجلی پیدا کرنے کیلئے

۱۔ بجلی کی پیداوار کا ذریعہ جس کیلئے لائسنس درکار ہے،

۲۔ وہ جگہ جہاں بجلی پیدا کی جائے گی، اور

۳۔ کتنے عرصہ کیلئے اجازت درکار ہے۔

بجلی کی ترسیل کے لیے

۱۔ بجلی کی ترسیل کا ذریعہ جس کیلئے اجازت نامہ درکار ہے اور

۲۔ علاقہ، محل وقوع معہ نقشوں اور منصوبوں کے، جہاں سے بجلی کی ترسیل کی جائے گی۔

بجلی کی تقسیم کیلئے

۱۔ سروس کی قسم جس کیلئے لائسنس مطلوب ہے،

۲۔ وہ علاقہ جہاں بجلی تقسیم ہوگی اور

۳۔ بجلی کی تقسیم کا ذریعہ، وسعت اور اس کی طرف سے مقرر کردہ نرخ (rates)

لائسنس یافتہ کے فرائض اور ذمہ داریاں

ا۔ لائسنس یافتہ اپنے علاقے میں صارفین کو بجلی کی تقسیم اور فروخت کا بلا شرکت غیرے حقدار ہوگا لیکن اگر کوئی لائسنس یافتہ عرصہ ۱۵ سال کیلئے اس علاقہ میں بجلی کی تقسیم کا لائسنس حاصل کرے گا تو ادارہ اس بات کا مجاز ہوگا کہ وہ اس علاقہ میں بجلی کے بڑے صارف کو لائسنس دے اسی طرح لائسنس یافتہ اپنے علاقہ میں بجلی کی تقسیم، فروخت اور سروس فراہم کرنے کا ذمہ دار ہوگا بشرطیکہ وہ کسی ایسے بجلی کے بڑے صارف کو بجلی فروخت نہیں کرے گا جو پہلے سے کمپنی کے ساتھ معاہدہ کر چکا ہو یا ایسا صارف جو بجلی کی چوری میں ملوث ہو یا قیمت ادا نہ کرتا ہو ایسی صورت میں صارف کو بجلی کی فراہمی معطل کی جا سکتی ہے،

ب۔ عوام الناس کو بجلی کے نرخوں سے آگاہ کرنا،

ج۔ بجلی کی تقسیم کیلئے لائسنس جاری کرنے کے تین ماہ کے اندر ان امور سے متعلق ہدایات دینا، سروس کے حصول کیلئے قواعد وضوابط وضع کرنا، میٹر لگانا، بل بنانا، لائسنس یافتہ کی منظور شدہ قیمتیں وصول کرنا، قیمتوں کی عدم ادائیگی، بجلی کی چوری اور ان جیسے اقدام کی صورت میں بجلی کی فراہمی کا سلسلہ منقطع کرنا، زر بقایا اور دیگر قیمتوں کو حاصل کرنے کیلئے طریقہ کار وضع کرنا،

د۔ بجلی کی ترسیل کی سہولتوں کو قابل حصول بنانا،

س۔ بجلی کی توانائی کی ترسیل کے سلسلہ میں کارکردگی کے معیار، مجاز اتھارٹی یا کسی دیگر سرکاری ایجنسی کی طرف سے جاری کردہ تحفظ صحت اور ماحولیاتی تحفظ کی ہدایات پر عمل درآمد کرانا، اور

ہ۔ مجاز اتھارٹی کی طرف سے دیئے گئے طریقہ اور ضابطہ کے مطابق حسابات رکھنا۔

لائسنس کی معطلی اور منسوخی

ا۔ نیپرا کسی بھی لائسنس یافتہ شخص کے لائسنس میں درج شرائط کی تعمیل کرنے میں ناکامی پر اس کے لائسنس کو معطل یا منسوخ کر سکتا ہے لیکن ایسی کسی بھی کاروائی سے پہلے لائسنس یافتہ کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کرے گا جس میں ان شرائط کی پابندی اور غلطی کی تصحیح کرنے کا موقع دے گا۔

۲۔ نیپرا اگر کسی لائسنس کومنسوخ کر دے تو وہ اس لائسنس کے تحت آنے والی سہولتوں کے اجراء کیلئے درج ذیل کاروائیوں میں سے تمام یا کوئی ایک کاروائی عمل میں لاسکتا ہے:۔ مثلاً

(الف) لائسنس یافتہ کو مذکورہ سہولتوں کا استعمال جاری رکھنے کی اجازت مقررہ شرائط اور قواعد کے تحت دینا،

(ب) فوری طور پر کام سنبھالنے کے لئے دوسری کمپنیوں سے معاہدہ کرنا یا

(ج) لائسنس یافتہ سہولتوں کا کام سنبھالنے کے لئے ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنا۔

بجلی کے نرخوں کا تعین

دفعہ ۳۱ کی ذیلی دفعہ (۲) کے تحت نیپرا نرخ (rate) مقرر کرنے، نظر ثانی، شرائط یا چارجز پر نظر ثانی ان ہدایات کی روشنی میں کرے گی جو کہ وفاقی حکومت کی طرف سے جاری کردہ ہوں۔ اتھارٹی کسی معیار کے تعین کرنے سے پہلے بہت سے امور کو مدِ نظر رکھے گی مثلاً

افرادی اجارہ داری یا چند شخصی اجارہ داری کے تحت قائم کردہ قیمتوں سے بچانا،

ریسرچ اور ترقیاتی امور کیلئے اگر کسی نے کوئی فنڈ مختص کئے ہیں تو بجلی کی قیمت کا تعین کرتے وقت اس کا تعین،

بجلی سپلائی کرنے والی کمپنی کی کارکردگی اور معیار (quality) کو بہتر بنانے کی حوصلہ افزائی،

نیپرا بجلی پیدا کرنے کی انڈسٹری (Electric Industry) میں معاشی صلاحیت کو فروغ دینے کی کوشش کرے گی،

ان تمام امور کو طے کرتے وقت نیپرا وفاقی حکومت کی پالیسی اور اس بارے میں طے شدہ مقاصد کو بھی مدِ نظر رکھے گی، اور ٹیرف یا بجلی کی قیمت مقرر کرتے وقت نیپرا اس بات کا خیال رکھے گی کہ صارفین کا استحصال نہ ہو اور معاشی تضادات کم سے کم عمل پذیر ہوں۔

مندرجہ بالا مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے نیپرا کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ بجلی کی قیمت مقرر کرنے کی درخواستوں پر فیصلہ کرتے وقت بجلی کے صارفین اور دوسرے دلچسپی رکھنے والے صارفین کو اس قیمت کے مقرر کرنے کے عمل میں با مقصد شمولیت کا موقع دے۔

جہاں تک ضروری ہو، بجلی کے نرخ مقرر کرنے کی درخواست کے فیصلہ تک درمیانی مدت میں ادا کی گئی قیمت کو واپس (refund) کرنے کیلئے مناسب اقدامات کرے، نیپرا کے مقرر کردہ نرخ اور دیگر شرائط برائے ترسیلِ بجلی (supply of electricity) کو فیڈرل گورنمنٹ سرکاری جریدے میں شائع کرے گی۔ تاہم وفاقی حکومت کو یہ حق

حاصل ہے کہ نیپرا کا فیصلہ موصول ہونے کے ۱۵ روز کے اندر اندر نیپرا سے درخواست کرے کہ وہ مقرر کردہ نرخ یا دیگر مقرر کردہ شرائط پر نظر ثانی کرے۔

وفاقی حکومت کی طرف سے درخواست موصول ہونے پر نیپرا ۱۵ روز کے اندر اندر دوبارہ ان تمام امور کو جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کا جائزہ لے کر مقرر کردہ نرخ اور شرائط پر نظر ثانی کر کے ان کی اطلاع وفاقی حکومت کو کرے گی۔

نرخوں کے تعین کیلئے دائر کی گئی درخواست اور اس میں عوام الناس کی شمولیت

واپڈا کی کوئی پیش رو کمپنی یا دیگر کمپنی جو کہ ڈسٹری بیوشن لائسنس یافتہ ہو اور اپنے اجازت شدہ علاقہ میں بجلی کی تقسیم کی خدمات فراہم کرنے کی ذمہ دار ہو اور جس نے اپنے لائسنس ایریا میں بجلی کی فروخت کے لئے اپنے مجوزہ تقسیم (distribution) ڈسٹری بیوشن اور صارفین کیلئے نرخ نامہ کی منظوری کی استدعا کی ہو ایسی درخواست دہندہ کمپنی اپنی درخواست جمع کرائے گی ساتھ ہی درخواست کی نمایاں خصوصیات (salient features) بھی درج ہونگی جیسے مطلوبہ معیار کیلئے نرخ نامہ (tariff) کی استدعا، کیش فلو کی ضروریات کو پورا کرنے کے اثاثے پر منافع، سرمایہ کاری اور سرمایہ کاری پر منافع مع اصل افراط زر اور کارکردگی میں بہتری، ڈسٹری بیوشن مارجن کے تخمینہ جات فور کاسٹ یونٹ سیلز کے اخراجات، مطلوبہ مدت جس کی استدعا کی ہو کے دوران کی مجوزہ ڈسٹری بیوشن کے خسارہ پر مبنی مجموعی اوسط شرح کی فراہمی، گزشتہ مالی سالوں کے لئے درخواست دہندہ کے آپریٹنگ رزلٹ کے گوشوارے جیسے انکم سٹیٹمنٹ، بیلنس شیٹ، مجوزہ اور موجودہ کیٹگری کے تحت صارفین کے لئے نرخ نامہ، کارکردگی میں بہتری کے ہدف کے حصول کیلئے مجوزہ سرمایہ کاری اور فنانسنگ کے منصوبہ کا گوشوارہ۔

اس درخواست کی وصولی کے بعد اسے منظور کرتے ہوئے ملک کے زیادہ پڑھی جانے والے اخبارات میں شائع کیا جائے گا تاکہ دلچسپی رکھنے والے اور متاثرہ افراد یا عوام الناس درخواست پر فیصلہ کے لئے نرخ نامہ کے تعین کی کاروائی میں اپنی شمولیت کو یقینی بناسکیں۔ کوئی بھی شخص یا پارٹی جو کہ کاروائی میں شمولیت کی خواہش مند ہو، اپنی آراء اور اگر اسکے کوئی شواہد بھی ہوں تو ایسے نوٹس کی اشاعت کے پندرہ (۱۵) یوم کے اندر رجسٹرار کو ارسال کریگا، اگر کوئی شخص کاروائی میں بطور فریق شمولیت کا خواہشمند ہے تو وہ اپنی شرکت کیلئے اجازت کی درخواست جمع کرائے گا جس میں اس امر کو بیان کیا جائے گا کہ مذکورہ شخص کاروائی میں ہونے والے تعین سے کسطرح متاثر ہوسکتا ہے اور اسے درخواست کے حق یا مخالفت میں اپنے موقف کی حمایت کے لئے دلائل بھی فراہم کرنے ہونگے۔ مداخلت کنندگان اور مبصرین کی طرف سے پیش کی جانے والی تمام متعلقہ آراء اور جمع کردہ مواد نرخ نامہ کے تعین کے دوران اتھارٹی کی طرف سے زیر غور لایا جائے گا۔ واضح رہے کہ اخبارات میں دائر کی گئی درخواست کی نقل مقررہ فیس کی ادائیگی اور تحریری درخواست کے ذریعے رجسٹرار سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

کارگردگی کے معیار کا تعین

نیپرا محفوظ اور قابل اعتبار سروس کی حوصلہ افزائی کیلئے بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم کار کمپنیوں کیلئے کارگردگی کے معیار (performance standard rules) قائم کر چکی ہے جو نوٹیفکیشن کیلئے حکومت کو بھجوائے جا چکے ہیں جو ان امور کیلئے ہوں گے۔

(اول) سروس کی خصوصیات جیسے وولٹیج کا استحکام،

(دوم) بجلی کی شیڈول اور غیر شیڈول معطلی کی مدت،

(سوم) جہاں زائد مقدار (margins) محفوظ کرنا ہو،

(چہارم) نئے صارفین سے رابطہ کیلئے مطلوبہ اوقات، اور

(پنجم) لوڈ شیڈنگ کے اوقات کا دورانیہ اور تعداد۔

عوام کی دستاویزات تک رسائی

نیپرا ایسی تمام دستاویزات جس کو وہ عوام الناس کے ملاحظہ کیلئے مرتب کرے گی جنہیں وہ ان کو دفتری اوقات کار میں ملاحظہ کر سکیں گے۔

پبلک سیکٹر منصوبہ جات پر نظر ثانی

کسی پبلک سیکٹر منصوبہ کیلئے (ماسوائے ایسے ترسیلی منصوبہ جات کے، جو نیشنل گرڈ کو بجلی فراہم نہیں کرتے) انتظام کرنے والی ایجنسی نیپرا سے مشورہ کرے گی جس میں نیپرا کسی بھی منصوبے کی منظوری سے قبل ان امور پر غور کرے گی کہ آیا مجوزہ منصوبہ کسی توانائی میں کمی یا محروم صارفین کی ضرورت پورا کرنے کیلئے ضروری تھا۔

معائنہ کے صوبائی دفاتر

چاروں صوبائی حکومتیں معائنہ کیلئے دفاتر قائم کریں گی اور درج ذیل مقاصد کیلئے صوبائی سطح پر زیر دفعہ ۳۶ قانون بجلی مجریہ ۱۹۱۰ء الیکٹرک انسپکٹر بھی مقرر کئے جا سکتے ہیں۔

(الف) میٹر، بلوں، بجلی کی کھپت کے استعمال سے متعلق اور چوری کے مقدمات کے فیصلوں کے متعلق تقسیم کار کمپنیوں کی ہدایات کی تعمیل کروانا، میٹر، بلوں اور محصولات کی وصولی کی نسبت جھگڑوں کا فیصلہ کرنا،

(ب) صوبائی حکومت ایسا طریقہ کار وضع کرے گی جس کے مطابق صارفین اور بجلی کی تقسیم کمپنیوں کی ہدایات کی خلاف ورزی پر مقدمہ دائر کرسکیں گی جیسے میٹر، بلوں اور دوسرے محصولات سے متعلق معاملات وغیرہ،

(ج) الیکٹرک انسپکٹر صوبائی حکومت کی جانب سے کئے گئے کسی فیصلہ کی خلاف ورزی پر جرمانہ عائد کرسکتا ہے، اور

(د) نیپرا صوبائی حکومت کے الیکٹرک انسپکٹر کی جانب سے جاری کردہ تمام احکامات، تجویز اور فیصلے یا دیگر رپورٹ جسے وہ مناسب خیال کرے منگوا سکتی ہے۔

ٹرائبونل

نیپرا اپنے پیشہ ور عملے میں سے لائسنس یافتگان کے درمیان ٹھیکے داری تنازعات یا دیگر ایسے امور کا تصفیہ کرنے کے لئے خصوصی عدالتیں قائم کرے گی۔

تعزیرات

اس قانون کے تحت منظور شدہ کسی لائسنس کی کسی بھی شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں لائسنس کی معطلی یا تنسیخ یا کسی دوسری تعزیر کے باوجود نیپرا جرمانہ عائد کرسکے گی جو ہر روز کی خلاف ورزی کے لئے تین لاکھ روپیہ تک ہو سکتا ہے اور اور جہاں کوئی خلاف ورزی مسلسل کی جاتی رہے تو اس سے زیادہ جرمانہ عائد کرسکتی ہے، جیسا کہ مقرر کی جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ، لائسنس یافتہ کو، اس دفعہ کے تحت کوئی جرمانہ عائد کرنے سے پیشتر، اظہار وجوہ کا نوٹس دیا جائے گا اور سماعت کا موقع دیا جائے گا۔

مزید وضاحت اور معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412 , 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی کی ذمہ داریاں

موجودہ دور میں جبکہ دنیا میں آزاد معیشت اور نجی ملکیت کا رجحان فروغ پا رہا ہے پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں ٹیلی مواصلات کی صنعت میں نجی ملکیت کے فروغ اور اسکے معاملات پر نظر رکھنے کیلئے ایک انضباطی ایجنسی کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اس مقصد کیلئے اکتوبر ۱۹۹۶ء میں پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی (ری آرگنائزیشن) ایکٹ ۱۹۹۶ء کے تحت پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی (پی۔ٹی۔اے) کا قیام عمل میں لایا گیا جو ٹیلی مواصلات کے نظام کی تنصیب، اسکے چلنے کے عمل اور اسکی دیکھ بھال اور خدمات کی فراہمی کو منضبط کرتی ہے۔ نیز خدمات فراہم کرنے والوں اور انھیں استعمال کرنے والوں کے مفادات کا بھی تحفظ کرتی ہے اور اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ صارفین کو مارکیٹ میں مقابلے کی بنیاد پر معیاری خدمات فراہم ہوں۔ یہ ایک پیشہ وارانہ صلاحیت کا حامل خود مختار ادارہ ہے جو تین ارکان پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک رکن کا پیشہ ور ٹیلی مواصلات کا انجینئر ہونا اور ایک کا مالی معاملات کا ماہر ہونا ضروری ہے۔ وفاقی حکومت ان تین ارکان میں سے کسی ایک کو اتھارٹی کا چیئرمین منتخب کرتی ہے۔ تمام اہم فیصلے اتھارٹی کے اجلاسوں میں ہوتے ہیں۔ اجلاس عام حالات میں ہفتے میں ایک بار بلایا جاتا ہے۔ اتھارٹی کے تحت چھ ڈائریکٹر جنرل بھی تعینات کیے جاتے ہیں جو قانونی، تکنیکی، مالی، لائسنس کے اجراء و انضباط، لائسنس کی تنفیذ و تعمیل اور پالیسی و تحقیق کے امور نمٹانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

اتھارٹی کے اغراض و مقاصد

پی۔ٹی۔اے کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں:۔

(الف) ٹیلی فون اور دیگر جدید ٹیلی مواصلاتی خدمات تک عالمگیر رسائی کو آسان بنانا۔

(ب) ٹیلی مواصلاتی خدمات میں سرمایہ کاری کیلئے آزاد ماحول فراہم کرنا۔

(ج) نجکاری میں سہولت فراہم کرنا۔

(د) خدمات کی فراہمی کیلئے سارے ٹیلی مواصلاتی نظام چلانے والوں (operators) خصوصاً باہر سے آنے والے اور چھوٹی سطح کے ایسے نظام چلانے والوں کو یکساں مواقع فراہم کرنا۔

(ذ) استعمال کنندگان (end users) کے مفادات کا تحفظ۔

(ر) لائسنس کے حصول کے لئے یکساں مواقع فراہم کرنے کی پالیسی کی پیروی۔

(ڑ) لائسنس جاری کرنے میں شفاف عمل اور عدم امتیاز کو یقینی بنانا۔

(ز) لاگت کی بنیاد پر محاصل کا تعین کرنا۔

(س) انٹرنیٹ کے استعمال کو فروغ دینا۔

(ش) ایک قابل اعتماد ارتباط (connectivity) کیلئے ڈھانچہ فراہم کرنا۔

(ص) مقامی مہارت اور صنعت کو فروغ دینا۔

(ض) معاشرتی اور معاشی ترقی میں ٹیلی مواصلات کی عمل پذیری میں اضافہ کرنا۔

(ط) ٹیلی مواصلات کے بارے میں باقاعدہ معلومات کی فراہمی کے ذریعے ایک باخبر کمیونٹی وجود میں لانا وغیرہ۔

اتھارٹی کے فرائض منصبی

دفعہ ۴ کی رو سے پی۔ٹی۔اے کی ذمہ داری ہے کہ

(الف) ٹیلی مواصلاتی نظام کی تنصیب، چلنے کے عمل اور اس کی دیکھ بھال اور پاکستان میں ٹیلی مواصلاتی خدمات کی فراہمی کو منضبط (regulate) کرے۔

(ب) ریڈیو فریکوینسی سپیکٹرم (radio frequency spectrum) کے استعمال کیلئے درخواستیں وصول کرے اور انھیں جلد از جلد نمٹائے۔

(ج) پاکستان میں ٹیلی مواصلاتی خدمات استعمال کرنے والوں کے مفادات کا تحفظ کرے۔

(د) ملک بھر میں زیادہ فاصلے (wide range)، اچھے معیار و صلاحیت اور کم لاگت ٹیلی مواصلاتی خدمات کی دستیابی کو ترقی دے۔

(ڈ) ٹیلی مواصلاتی نظام کی جلد تجدید کرے اور ٹیلی مواصلاتی خدمات کو ترقی دے۔

(ر) اس قانون اور اسکے تحت بنے ہوئے قواعد اور جاری کئے گئے لائسنسوں کے مندرجات کی خلاف ورزی کی صورت میں لائسنس داروں کے خلاف شکایات اور دیگر دعویٰ جات کی تفتیش اور تصفیہ کرے۔

(ز) بین الاقوامی ٹیلی مواصلات سے متعلق پالیسی کے بارے میں حکومت کو سفارشات پیش کرے ا بین الاقوامی ٹریفک (international traffic) کی گردش اور حسابات کے تصفیہ کی غرض سے منع ہونے والے بین الاقوامی اجلاسوں اور معاهدوں میں شرکت کیلئے سہولت فراہم کرے۔

اتھارٹی کے اختیارات

دفعہ ۵ کی رو سے اتھارٹی وہ تمام اختیارات استعمال کرے گی جو اسے دفعہ ۴ کے تحت اس پر عائد ذمہ داریوں سے بہ طریقہ احسن عہدہ برآ ہونے کے قابل بنائیں۔ بالخصوص اتھارٹی کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ۔

(الف) کسی بھی ٹیلی مواصلاتی نظام اور ٹیلی مواصلاتی خدمات کیلئے مقررہ فیس کی ادائیگی پر لائسنس کا اجراء وتجدید کرے۔

(ب) لائسنسوں کی نگرانی کرے اور ان کی شرائط پر عملدرآمد کرائے۔

(ج) ریڈیو فریکوینسی سپیکٹرم (radio frequency spectrum) کے استعمال کیلئے درخواستیں وصول کرے اور لائسنس کے اجراء سے مشروط ان درخواستوں کو ۳۰ دن کے اندر سپیکٹرم (spectrum) حوالہ کرنے کی غرض سے بورڈ کے پاس بھجوائے۔

(د) لائسنسوں اور انکی شرائط میں قانون کے مطابق ردوبدل کرے۔

(ذ) قانون کے مطابق لائسنسوں کیلئے ضابطہ حساب مقرر کرے یا اس میں ردوبدل کرے اور ٹیلی مواصلاتی خدمات کیلئے شرح محاصل کو منضبط کرے۔

(ر) لائسنسوں کی منتقلی کے معاملات کو منضبط (regulate) کرے۔

(ز) ٹیلی مواصلاتی اور ٹرمنل کے آلات کے معیار کا تعین کرے اور ان آلات کے بارے میں مقررہ معیار کے مطابق ہونے کی تصدیق کرے اور ٹرمنل کے آلات اور منظور شدہ نصب کنندگان کیلئے اجازت نامے جاری کرے۔

(س) لائسنس داروں کے درمیان باہمی اتصال (connection) کے انتظامات کیلئے ضوابط مقرر و مہیا کرے جب وہ ایسے ضوابط پر متفق نہ ہوسکیں۔

(ش) ٹیلی مواصلاتی آلات اور لائسنس داروں کی ملکیت یا زیر قبضہ ایسی جگہ کا معائنہ کرے اور تفتیش و معائنہ کیلئے کسی بھی شخص کو طلب کرے۔

(ص) دفعہ ۲۳ میں دیئے ہوئے حالات میں منتظم مقرر کرے۔

(ض) قومی ٹیلی مواصلات سے متعلق اعداد کے منصوبوں کو فروغ دے۔

(ط) اندرون ملک اور بیرون ملک ٹیلی مواصلات کے بارے میں معلومات جمع کرے اور اسکے اثر پزیری پر نظر ثانی کرے۔

(ظ) معاہدے کرے۔

(ع) کسی بھی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد یا متعلقہ مفادات کے حصول، اجارے، بار، فروخت یا اسکے تبادلے کے معاملات نمٹائے۔

(غ) اپنے اختیارات کے استعمال اور ذمہ داریوں کی ادائیگی سے متعلق ضوابط جاری کرے۔

اتھارٹی کی ذمہ داریاں

دفعہ ۶ کی رو سے اس ایکٹ کے تحت اپنے فرائض منصبی اور اختیارات استعمال کرتے وقت اتھارٹی اس بات کو یقینی بنائے گی کہ۔

(الف) لائسنس داروں کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا گیا ہے۔

(ب) سارے فیصلے جلد اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق بلا امتیاز اور شفاف طریقے سے کئے گئے ہیں۔

(ج) موصول ہونیوالی ساری درخواستیں بعجلت نمٹائی گئی ہیں۔

(د) اتھارٹی کے فیصلوں سے متاثرہ افراد کو اس کی مناسب اطلاع اور سننے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔

(ڈ) بنیادی ٹیلیفونی خدمات کی فراہمی کے سلسلے میں کمپنی کے بلاشرکت غیرے حق کے ماسوا ٹیلی مواصلات کے میدان میں دیانتداری کے ساتھ مقابلے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور

(ذ) ٹیلی مواصلات کی خدمات استعمال کرنے والوں کے مفادات کا تحفظ کیا گیا ہے۔

اتھارٹی کے فیصلوں کے خلاف اپیل ونظر ثانی

دفعہ ۷ کی رو سے اتھارٹی کے کسی فیصلے یا حکم سے متاثرہ شخص اس فیصلے یا حکم کے خلاف تیس ۳۰ دن کے اندر ہائی کورٹ میں اپیل دائر کرسکتا ہے جس کا فیصلہ ہائی کورٹ نوے (۹۰) دن میں کرے گا۔ اسی طرح اتھارٹی کی طرف سے مجاز کسی آفسر کے کسی فیصلے یا حکم سے متاثرہ شخص اس فیصلے یا حکم کے خلاف ۳۰ دن کے اندر مقررہ طریقہ کار کے مطابق اتھارٹی کو اپیل کرے گا جسے اتھارٹی ۳۰ دن میں نمٹائے گی۔ اتھارٹی کے ایسے فیصلے یا حکم سے متاثرہ شخص اس پر نظر ثانی کیلئے سیکریٹری مواصلات کی وساطت سے وفاقی حکومت کو درخواست کرے گا جسے ۶۰ دن میں نمٹایا جائے گا۔

ٹیلی کمیونی کیشن کی خدمات کی فراہمی کیلئے لائسنس کی ضرورت

دفعہ ۲۰ کی رو سے اس ایکٹ کے تحت لائسنس حاصل کئے بغیر کوئی شخص ٹیلی مواصلاتی نظام نصب کرنے، قائم رکھنے، چلانے یا کسی قسم کی ٹیلی کمیونی کیشن کی خدمات فراہم کرنے کا مجاز نہیں۔ تاہم حسب ذیل صورتوں میں لائسنس کی ضرورت نہیں ہوگی:۔

(الف) ملک کے اندر زمینی بے تار ریڈیائی نشریات (terristrial wireless broadcasting) اور ٹیلی ویژن نشریات کیلئے

(ب) ایسا ٹیلی مواصلاتی نظام نصب کرنے، قائم رکھنے، چلانے یا ایسی ٹیلی مواصلاتی خدمات کی فراہمی کیلئے جن میں کسی قسم کے بے تار ٹیلی گرافی (wireless telegrappy) کے آلات استعمال نہ ہوئے ہوں اور نہ ہی کسی اور ٹیلی مواصلاتی نظام کے ساتھ ان کا تعلق قائم کیا گیا ہو یا جہاں سارے ایسے آلات کسی شخص نے اپنے استعمال کیلئے اپنے زیر نگرانی کسی ایک احاطے کے اندر یا کسی گاڑی، سمندری یا ہوائی جہاز یا ہاور کرافٹ (hovercraft) میں لگائے ہوں۔

(ج) ایسا ٹیلی مواصلاتی نظام چلانے کیلئے جو مکمل طور پر کسی فرد کے کنٹرول میں ہو اور اسکے ذریعہ فراہم کردہ تمام اطلاعات اسکی نجی مقاصد کیلئے ہوں۔

(د) پولیس، قومی سلامتی کے اداروں یا مسلح افواج کیلئے مخصوص ٹیلی مواصلاتی نظام یا خدمات کی فراہمی کے لئے۔

(ڈ) کسی فرد کی طرف سے ٹرمینل آلات کسی ایسے ٹیلی مواصلاتی نظام کے ساتھ منسلک کرنے کی صورت میں جس کا تعلق پبلک نیٹ ورک کے ساتھ نہ ہو یا ان آلات کو باقاعدہ منظوری کے بعد پبلک نیٹ ورک کے ساتھ منسلک کیا گیا ہو۔

(ذ) وزارت خارجہ، آئی۔ بی اور آئی۔ ایس۔ آئی ڈائریکٹریٹ کیلئے مخصوص ملکی یا بین الاقوامی ٹیلی مواصلاتی نظام کیلئے۔

ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے کوئی لائسنس دار ایسا ٹیلی مواصلاتی نظام نصب یا قائم نہیں کرے گا نہ چلائے گا اور نہ ایسی ٹیلی مواصلاتی خدمات فراہم کرے گا جنکی اسے لائسنس کے تحت اجازت نہ دی گئی ہو۔ بصورت دیگر وہ اس ایکٹ اور اسکے قواعد کے مقاصد کیلئے لائسنس کی شرائط کی خلاف ورزی کا مرتکب گردانا جائے گا۔

لائسنس کے اجراء کے سلسلے میں اتھارٹی کا خاص اختیار

دفعہ ۲۱ کے تحت دفعہ ۲۰ میں مذکور ہر طرح کے لائسنسوں کا اجراء اتھارٹی کرے گی جو کسی بھی درخواست پر غور کرتے وقت حسب ذیل امور کا خیال رکھے گی۔

(الف) درخواست دھندہ کے تکنیکی اور مالی ذرائع۔

(ب) عوامی مفادات اور ٹیلی کمیونی کیشن کی خدمات استعمال کرنے والوں کے فوائد۔

(ج) حکومت کی طرف سے دفعہ ۸ کے تحت جاری کردہ پالیسی ہدایات۔

(۲) ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے اتھارٹی کی طرف سے لائسنس کسی فرد، جماعت، کمپنی یا کارپوریشن کو جاری کیا جا سکتا ہے

(۳) ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے کمپنی کو بنیادی ٹیلی فونی خدمات کی فراہمی کے لئے جاری کردہ لائسنس کے علاوہ کوئی بھی لائسنس لائسنس دار کو ایسے حقوق منتقل نہیں کرے گا جو صرف اسے بلا شرکت غیرے حاصل ہو سکیں۔

(۴) ذیلی دفعہ ۴ کی رو سے جاری کردہ ہر لائسنس دیگر کے علاوہ حسب ذیل شرائط کا حامل ہوگا۔

(الف) شرائط جو لائسنس دار کو اس ایکٹ اور اسکے قواعد وضوابط پر کاربند رکھیں۔

(ب) شرائط جو اسے لائسنس فیس اور تجدیدی فیس کی ادائیگی پر آمادہ کریں۔

(ج) شرائط کہ لائسنس دار اتھارٹی کو متعلقہ حدود اور ٹیلی مواصلاتی آلات کے معائنے کی اجازت دے گا اور تمام ضروری معلومات فراہم کرے گا۔

(د) ٹیلی مواصلاتی کے نظام یا لائسنس دار کی طرف سے فراہم کردہ خدمات کی نوعیت اور اس کیلئے مختص علاقہ، وقت اور ٹیلی مواصلاتی آلات کی نوعیت سے متعلق پابندیاں۔

(ڈ) یہ یقین دہانی کرانے کی ذمہ داری کہ صرف منظور شدہ ٹرمینل آلات ٹیلی مواصلاتی نظام کے ساتھ منسلک کیے گئے ہیں۔

(ذ) لائسنس یافتہ ٹیلی مواصلاتی خدمات یا نظام کی نگرانی کرنے اور استعمال کنندہ کی طرف سے اسکے غلط استعمال کی صورت میں اسے منقطع کرنے کی ذمہ داری۔

(ر) کم از کم معیار کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے خاص افراد یا علاقوں کو ٹیلی مواصلات کی خدمات فراہم کرنے کی ذمہ داری۔

(ز) خدمات میں خلل نہ ڈالنے کی ذمہ داری سوائے اسکے کہ خریدار نے معاہدے کی شرائط کو پورا نہ کیا ہو یا کوئی تکنیکی ضرورت لاحق ہوگئی ہو یا دفعہ ۵۴ کے مطابق ملکی تحفظ کی خاطر ایسا کرنا ضروری ہو۔

(س) ایسے لائسنس دار پر پابندیاں عائد کرنا جو کسی کو غیر ضروری ترجیح دے یا امتیاز برتے۔

(ش) لائسنس کو منتقل کرنے سے متعلق تحدید و پابندی۔

(ص) ٹیلی مواصلاتی آلات اور دیگر ایسے اثاثہ جات کے تحفظ اور انکی منتقلی سے متعلق شرائط جو پبلک نیٹ ورک میں استعمال ہوتے ہوں۔

(ض) صارفین کے مفادات کے تحفظ کی ذمہ داریاں۔

ذیلی دفعہ ۹ کی رو سے اتھارٹی لائسنسوں کے اجراء کیلئے موصولہ درخواستوں، ان پر جاری کردہ احکامات اور واپس لئے گئے لائسنسوں کا ریکارڈ ایک رجسٹر میں محفوظ رکھے گی۔ ذیلی دفعہ ۱۰ کے مطابق مذکورہ رجسٹر عوامی معائنے کیلئے کھلا ہوگا جسکی نقل کوئی بھی شخص مقررہ فیس کی ادائیگی پر حاصل کرسکتا ہے۔

لائسنس کی شرائط میں ترمیم کا اختیار

دفعہ ۲۲ کے تحت اتھارٹی کو کمپنی یا لائسنس دار کی رضامندی سے لائسنس یا اسکی شرائط میں ترمیم کا اختیار حاصل ہے۔ لائسنس کی کسی شرط کے بارے میں اتھارٹی کی مجوزہ ترمیم پر اتفاق نہ ہونے کی صورت میں کوئی بھی فریق معاملہ فیصلے کیلئے سکیورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (S.E.C.P) کو پیش کرے گا جسکا فیصلہ حتمی ہوگا۔ بشرطیکہ ایسی کوئی بھی ترمیم لائسنس کے میعاد اور گنجائش (scope) کے خلاف نہیں ہوگی۔

لائسنس دار کیلئے حساب و کتاب کے ضوابط کار قائم رکھنے کی پابندی

دفعہ ۲۵ کی ذیلی دفعہ ۱ کی رو سے محاصل کے تعین وغیرہ کی غرض سے مطلوبہ معلومات کے حصول کو ممکن بنانے کیلئے اتھارٹی کسی بھی لائسنس دار سے مطالبہ کرسکتی ہے کہ وہ حساب و کتاب کیلئے ضوابط کار کا واضح نظام قائم کرے۔ ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے اس طرح قائم کیے گئے نظام میں صرف اتھارٹی اس وقت ترمیم کرسکتی ہے جب پہلے ایسی ترمیم کی وجوہات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ لائسنس دار کو سماعت کا موقع فراہم کیا گیا ہو۔

متناقص معاہدات میں لائسنس دار کی شرکت پر پابندی

دفعہ ۲۵ کی ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے کوئی لائسنس دار کسی ایسے معاہدے یا انتظام میں شامل نہیں ہوسکتا جو اس ایکٹ، اسکے قواعد یا لائسنس کی شرائط کے تحت اس پر عائد ذمہ داری سے متناقض ہو۔ بصورت دیگر تناقض کی حد تک وہ معاہدہ کالعدم ہوگا۔

محصولات کے تعین کیلئے اصول وضوابط

دفعہ ۲۶ کی رو سے بنیادی ٹیلی فونی خدمات سمیت ٹیلی مواصلاتی خدمات کی محصولات کی سطح اتھارٹی منضبط کرے گی جس میں حسب ذیل اصول وضوابط، کو مدِ نظر رکھا جائے گا:۔

(الف) صارفین کے مفادات کے مطابق قیمتوں میں ہر ممکن لچک اور استحکام کے حصول کیلئے ضوابط تیار کئے جائیں گے۔

(ب) ضوابط ٹیلی مواصلاتی خدمات فراہم کرنے والوں اور استعمال کرنے والوں پر یکساں لاگو ہونگے۔

(ج) محصولات کے تعین کیلئے بنائی گئی کسوٹی کے بارے میں معلومات اسکے بروئے کار لائے جانے سے تین ماہ پہلے باقاعدگی کے ساتھ شائع کئے جائیں گے۔

(د) محصولات کی سطح ایسی رکھی جائے گی جو چلنے کے عمل کے اخراجات کو ملحوظ رکھتے ہوئے سرمایہ کاری پر معقول شرح منافع دیتی ہو۔

(ر) دیگر ٹیلی مواصلاتی خدمات کو بنیادی ٹیلیفونی خدمات کی شکل میں متقابل امداد (subsidy) نہیں دی جائے گی۔

پبلک نیٹ ورک کے لائسنس داروں کو حاصل مراعات

دفعہ ۲۷ کی رو سے پبلک نیٹ ورک کے لائسنس دار لائسنس کی شرائط سے مشروط ان تمام حقوق ومراعات کے حقدار ہونگے جو وفاقی حکومت اور کارپوریشن کو مروجہ قوانین کے تحت ٹیلی مواصلات کے نظام اور اسکی خدمات کے سلسلے میں حاصل ہیں۔

آلات کیلئے معیار کا تعین

دفعہ ۲۸ کی رو سے اتھارٹی وفاقی حکومت کی منظوری سے ٹیلی مواصلات کے آلات کیلئے قومی معیار کے تعین کے قواعد وضوابط کا اعلان کرسکتی ہے۔ تاہم اتھارٹی مختلف درجے کے آلات کیلئے مختلف معیار مقرر کرسکتی ہے اور انھیں

پر کھنے کیلئے بھی ضابطہ مقرر کر سکتی ہے۔ ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے مذکورہ معیار مقرر کرتے وقت اتھارٹی ایک محفوظ، جدید اور معیاری ٹیلی مواصلات کے ماحول کی ضرورت کو بھی ملحوظ رکھے گی۔

ٹرمنل آلات کی تنصیب

دفعہ ۲۹ کی ذیلی دفعہ ا کی رو سے کسی قسم کے آلات بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی پبلک نیٹ ورک کے ساتھ اس وقت تک منسلک نہیں کئے جائیں گے جب تک اتھارٹی یا اسکی مقرر کردہ ایجنسی نے مقررہ شرائط کے مطابق اسکی منظوری نہ دی ہو بشمول ان شرائط کے جو خاص قسم کے ٹیلی مواصلاتی نظام کے ساتھ ایسے آلات کو منسلک کرنے کی اجازت دیتی ہوں۔

(۲) ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے اتھارٹی قواعد وضوابط کے تحت ٹرمنل آلات کیلئے تیکنیکی معیار کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ازمائش شدہ آلات (test equipment) کی منظوری اور ٹرمنل آلات کی آزمائش کیلئے ضابطہ کار کی وضاحت کر سکتی ہے اور انکے لئے مطلوبہ تیکنیکی معیار کے مطابق ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کر سکتی ہے۔

(۳) ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے کوئی شخص کسی قسم کے ٹیلی مواصلاتی آلات پبلک نیٹ ورک کا حصہ نہیں بنا سکتا نہ ٹرمنل آلات ان سے منسلک کر سکتا ہے الا یہ کہ یہ سب کچھ اتھارٹی کے بنائے ہوئے قواعد وضوابط کے مطابق کیا گیا ہو۔

(۴) ذیلی دفعہ ۴ کی رو سے اتھارٹی قواعد کے ذریعے ٹرمنل آلات بنانے والوں، درآمد کرنے والوں اور انکا کاروبار کرنے والوں سے مطالبہ کر سکتی ہے کہ وہ ان آلات پر نشان لگائیں اور انکے لئے دئے گئے اشتہار میں یہ وضاحت کریں کہ ٹرمنل کے آلات پبلک نیٹ ورک سے منسلک کرنے کیلئے منظور شدہ ہیں یا نہیں

(۵) ذیلی دفعہ ۵ کی رو سے اتھارٹی اس دفعہ کے تحت منظور شدہ تمام ٹرمنل آلات اور انکے نصب کنندگان کا رجسٹر قائم رکھے گی جو عوامی معائنے کیلئے کھلا ہوگا۔

جرائم اور سزائیں

دفعہ ۲۳ کی رو سے اگر کوئی لائسنس دار اس ایکٹ یا اس کے تحت بنے ہوئے قواعد کی کسی شق یا لائسنس کی کسی شرط یا ضابطے کی خلاف ورزی کرے گا تو اتھارٹی تحریری نوٹس کے ذریعے ۳۰ دن کے اندر اس سے اظہار وجوہ کا مطالبہ کرے گی کہ کیوں نہ اسکی تعمیل کیلئے حکم جاری کیا جائے۔ نوٹس میں اس بات کی بھی وضاحت کی جائے گی کہ لائسنس دار نے کس قسم کی خلاف ورزی کی ہے اور اس کے تدارک کیلئے اسے کیا اقدامات اُٹھانے چاہئیں۔ اور اگر وہ نوٹس کا جواب دینے میں ناکام رہے یا مقررہ وقت میں خلاف ورزی کے بارے میں شکایات کا تدارک نہ کرے تو اتھارٹی تحریری حکم کے ذریعے اس پر ۳۵۰ ملین روپے تک جرمانہ عائد کر سکتی ہے اور اسکا لائسنس بھی معطل یا منسوخ کر سکتی ہے۔ اسی طرح لائسنس

کیلئے اضافی شرائط عائد کر سکتی ہے اور شدید قسم کی یا مسلسل خلاف ورزی کی صورت میں معاملات کی نگرانی کیلئے منتظم کا تقرر کر سکتی ہے۔ اسی طرح لائسنس دار کے دیوالیہ یا پاگل ہو جانے یا وفات پا جانے کی صورت میں بھی اتھارٹی اسکا لائسنس معطل یا منسوخ کر سکتی ہے۔

اسی طرح دفعہ ۳۱ کی رو سے ہر وہ شخص اس ایکٹ کے تحت جرم کا مرتکب قرار دیا جائے گا جو:۔

(الف) اس ایکٹ اور اس ایکٹ کے تحت بنے ہوئے قواعد و ضوابط، وائرلیس ٹیلی گرافی ایکٹ ۱۹۳۳ء یا لائسنس کی کسی شرط کے برخلاف کوئی ٹیلی مواصلاتی نظام نصب کرے گا یا چلائے گا یا خدمات فراہم کرے گا یا وائرلیس ٹیلی گرافی کے آلات رکھے گا یا کوئی ایسا فعل انجام دے گا

(ب) جانتے ہوئے ایسے کسی خلاف قانون سسٹم کے ذریعے کوئی اطلاع دے گا یا وصول کرے گا یا اس ضمن میں کوئی خدمت انجام دے گا۔

(ج) بد دیانتی کے ساتھ کوئی ٹیلی مواصلاتی خدمات اس طرح حاصل کرے گا کہ اس کی فراہمی کی قیمت کی ادائیگی سے بچا جا سکے۔

(د) قانونی جواز کے بغیر کسی ٹیلی مواصلاتی نظام یا ٹیلی مواصلاتی خدمات کے ذریعے کوئی ایسی اطلاع دے گا جسکے جھوٹا، جعلی، ناشائستہ یا فحش ہونے کے بارے میں وہ جانتا ہو یا جاننے کی معقول وجہ رکھتا ہو۔

(ر) ڈیوٹی کے علاوہ پبلک نیٹ ورک چلاتے وقت اسکے ذریعے بھیجی گئی کسی اطلاع کے مندرجات میں دانستہ کوئی تبدیلی کرتا ہے یا مداخلت کرتا ہے۔

(ڑ) ٹیلی مواصلاتی نظام یا ٹیلی مواصلاتی خدمات کے ذریعے دی جانے والی کسی اطلاع کی ترسیل یا فراہمی کو روکتا ہے یا اس میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔

(ز) کسی دی جانے والی اطلاع کو راستے میں روکتا ہے (intercepts) یا اسکے مندرجات کو جاننے کی کوشش کرتا ہے یا بغیر کسی جواز کے کسی شخص کو اس اطلاع کے مندرجات افشا کرتا ہے۔

(س) کسی نقصان کا ارتکاب کرتا ہے۔

(ش) ٹیلی مواصلاتی آلات کو نقصان پہنچاتا ہے، ہٹاتا ہے یا کوئی مداخلت یا تصرف بے جا کرتا ہے۔

(ص) بغیر کسی جواز کے پبلک نیٹ ورک پر بھیجے گئے کسی پیغام کے مندرجات کو پڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔

(ض) کسی پبلک نیٹ ورک کے چلانے یا اسکی تنصیب و مرمت یا اسکے ذریعے خدمات فراہم کرنے میں مشغول کسی شخص پر حملہ کرتا ہے یا اسکی مزاحمت کرتا ہے یا دانستہ اس شخص کے کاروبار میں رکاوٹیں ڈالتا ہے۔

(ط) دانستہ دفعہ ۲۹ (۴) کے تحت بنے ہوئے قواعد کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

(ڈ) دانستہ اتھارٹی یا بورڈ کے کسی آفسر کی مزاحمت کرتا ہے جبکہ وہ اس ایکٹ کے تحت اپنی ذمہ داری بجالاتے ہوئے یا اختیارات استعمال کرتے ہوئے کسی احاطے یا ٹیلی مواصلاتی آلات کا معائنہ کر رہا ہو یا جو تحریری نوٹس موصول ہونے کے دس دن تک بغیر کسی معقول وجہ کے مطلوبہ معلومات فراہم کرنے میں ناکام رہتا ہے یا اس سے انکار کرتا ہے۔

ہر وہ شخص جو مذکورہ بالا کسی جرم کا مرتکب ہوگا یا اسکے ارتکاب کی سازش یا کوشش کرے گا یا اس میں معاونت کرے گا یا اکسائے گا وہ دو سال تک کیلئے سزائے قید یا ایک کروڑ روپے تک جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔ جرمانہ عائد کرنے کی صورت میں عدالت وہ جرمانہ یا اسکا کچھ حصہ اس شخص کو ادا کرنے کی ہدایت کر سکتی ہے جو اس جرم کے نتیجے میں ذہنی یا مالی طور پر متاثر ہوا ہو۔ ذیلی دفعہ ۵ کی رو سے اس ایکٹ کے تحت قابل سزا کسی جرم کی سماعت عدالت اتھارٹی یا بورڈ کے مجاز افسر کی تحریری شکایت پر کر سکتی ہے۔

ذیلی دفعہ ۶ کی رو سے اگر ملزم کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے تحت رجسٹر شدہ کوئی کمپنی ہو تو کمپنی کا ہر ڈائریکٹر چیف ایگزیکٹو، پرنسپل آفسر اور سیکریٹری مذکورہ بالا سزا کا مستوجب ہوگا۔

وارنٹ تلاشی

دفعہ ۳۲ کی رو سے اگر اتھارٹی یا بورڈ کی طرف سے فراہم کردہ اطلاع پر عدالت کے پاس یہ یقین کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ کسی شخص نے کوئی غیر لائسنس یافتہ ٹیلی مواصلاتی نظام، وائرلیس ٹیلی گرافی کے آلات یا غیر منظور شدہ ٹرمنل آلات اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں یا چھپائے ہوئے ہیں یا کوئی غیر لائسنس یافتہ سروسز فراہم کی جا رہی ہیں تو وہ وارنٹ تلاشی جاری کرے گی جس پر وارنٹ تلاشی کا حامل شخص کسی بھی ایسی حدود یا جہاز وغیرہ میں داخل ہو سکتا ہے اور تلاشی لیکر ایسے آلات وغیرہ کو قبضے میں لے سکتا ہے۔

ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے قبضہ میں لئے گئے ایسے آلات کا اگر بظاہر کوئی مالک نہ ہو تو وہ اتھارٹی یا بورڈ جیسی بھی صورت ہو، کی ملکیت قرار پائیں گی۔

قانونی ذمہ داری سے برأت

دفعہ۳۳ کی رو سے اتھارٹی یا اسکے کسی ایک یا ملازم کے خلاف اس ایکٹ کے تحت نیک نیتی سے انجام دیے ہوئے کسی امر کے خلاف کوئی مقدمہ یا کاروائی عمل میں نہیں لائی جائے گی۔

مزید معلومات کیلئے پی۔ٹی۔اے کے ویب سائٹ(http://www.pta.gov.pk) کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے یا حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر:051-9208752

فیکس نمبر: 051-9214416

ای میل: ljcp@ljcp.gov.pk

عدالتِ عظمیٰ کے فیصلہ کے تناظر میں خواتین کا حق وراثت

اسلام اور ملکی قانون وراثت میں خواتین کا حق تسلیم کرتے ہیں۔ اسی لئے متوفی کی جائداد میں خواتین کو ان کا حق وراثت کی منتقلی ایک لازمی امر ہے تاہم مشاہدے میں آیا ہے کہ مختلف حیلوں بہانوں سے خواتین کو ان کے حق وراثت سے محروم کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ وراثت میں تو خواتین کا حق تسلیم شدہ امر ہے اس لئے محرومی کی صورت میں عدالت سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ خواتین کا اپنے حق وراثت کیلئے عدالت سے رجوع کرنا ہمارے معاشرہ میں معیوب سمجھا جاتا ہے جو نہ تو مذہبی نہ ہی قانونی لحاظ سے قابل ستائش ہے۔ اکثر خواتین کے حق وراثت کو یا تو نظر انداز کر دیا جاتا ہے یا بہنوں کا بھائیوں کے حق میں دستبردار ہو جانا ایک معاشرتی فریضہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ قرآن کریم میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں دیگر امور کے علاوہ حق وراثت کی بالتفصیل صراحت کی گئی ہے اور خواتین کو اپنے والدین، اپنے بھائیوں، اپنے خاوند اور اپنی اولاد کی جائداد میں وراثت کا حق دیا گیا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم نے خواتین کی وراثت کے بارے میں شریعت کی بجائے رواج کو ترجیح دینا شروع کر دی اور اس طرح خواتین کے حق وراثت کو کبھی تو اس کی تعلیم و تربیت، شادی بیاہ یا اسی قسم کے دوسرے اخراجات سے منسلک کر دیا جاتا ہے یا پھر کچھ علاقوں میں رواج کے نام پر عورت کو اس کے حق وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

خواتین کو ان کے حق وراثت سے محرومی کے سلسلے میں ایک مقدمہ بعنوان غلام علی بنام مسماۃ غلام سرور نقوی مطبوعہ (PLD 1990 SC 1) میں معاملہ عدالت عظمیٰ (Supreme Court) کے سامنے پیش ہوا اور عدالت عظمیٰ نے اس پر فیصلہ صادر کیا چونکہ یہ مقدمہ خواتین کی وراثت کے بارے میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس مقدمہ اور فیصلہ کے ضروری اور اہم اقتباسات عوام الناس کی آگاہی کیلئے مشتہر کر دیے جائیں تاکہ متاثرہ افراد اپنا قانونی حق حاصل کر سکیں۔

اس مقدمہ کے مختصر کوائف اس طرح سے ہیں کہ والد کی وفات کے بعد اس کی جملہ اراضی اس کے تین بیٹوں کے نام بذریعہ انتقال منتقل کر دی گئی تھی جبکہ اس کی بیٹی کا نام انتقال وراثت میں شامل نہ کیا گیا اور اس طرح اسے حق وراثت سے محروم کر دیا گیا۔ بیٹی نے اپنے حق وراثت کیلئے عدالت دیوانی میں دعویٰ دائر کیا جس میں اس کے بھائیوں کی طرف سے یہ موقف اختیار کیا گیا کہ چونکہ انہوں نے اپنی بہن (مدعیہ) کی شادی پر قریباً ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنی بہن کی طلاق کی بابت مقدمات پر قریباً دس ہزار روپے اور پانچ سال تک اپنے پاس رکھنے اور اس کے نان و نفقہ پر ہزاروں روپے خرچ کئے ہیں اس لئے ان کی بہن بخوشی اپنے حق وراثت سے بحق برادران دستبردار ہو گئی تھی۔ مزید برآں بھائیوں نے قبضہ مخالفانہ (adverse possession) کا قانونی حق بھی جتایا۔

ٹرائل کورٹ نے مدعا علیہم (برادران) کے موقف کو درست تسلیم کرتے ہوئے انتقال وراثت کو منسوخ کرنے سے انکار کر دیا جس پر مدعیہ نے حق اپیل استعمال کیا اور عدالت اپیل نے اس فیصلہ کو منسوخ کر دیا مختلف مراحل طے کرتے ہوئے یہ مقدمہ برائے قطعی فیصلہ عدالت عظمیٰ (Supreme Court) میں پیش ہوا جس پر عدالت عظمیٰ (Supreme Court) نے بھائیوں کی طرف سے اٹھائے گئے نکات من جملہ زائد المیعادی دعویٰ بر خلاف انتقال و قبضہ مخالفانہ کو اپنے دو سابقہ فیصلوں کی بنیاد پر مسترد کر دیا اور جن فیصلہ جات کی بناء پر موجودہ فیصلہ صادر کیا گیا ان کے ضروری قانونی نکات کو بھی درج کیا جاتا ہے مثلاً حاجی بنام خدا یار مطبوعہ (PLD 1987 SC 453) میں عدالت عظمیٰ (Supreme Court) نے یہ قرار دیا تھا کہ کاغذات مال میں خلاف واقع اندراج میں حصہ نہ لینا کسی مالک کو اس کے حق سے محروم کرنے کا باعث نہیں بن سکتے۔ اسی طرح عدالت عظمیٰ (Supreme Court) کے دوسرے فیصلے انور محمد بنام شریف الدین مطبوعہ (1983 SCMR 626) کے مطابق محض انتقال کسی فریق پر جائیداد کا حق تفویض نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو اس کے حق سے محروم کرتا ہے کیونکہ یہ ریکارڈ صرف مالکانہ اراضی سے محصول اراضی وصول کرنے کے مقصد کیلئے ہوتا ہے چونکہ انتقال در ریکارڈ محکمہ مال کسی فریق کو حقوق ملکیت تفویض نہیں کرتا اس لئے کہ اس ریکارڈ کا مقصد وصولی محصول کو یقینی بنانا ہوتا ہے نہ کہ ملکیت اراضی دلانا۔

عدالت عظمیٰ (Supreme Court) نے مسماۃ غلام سرور نقوی کے مقدمہ کے حکم میں مزید لکھا کہ بھائیوں کے حق میں عورت کی دست برداری نہ صرف اسلامی تعلیمات بلکہ مفاد عامہ (public interest) کے بھی منافی ہے عدالت نے رسول اکرمؐ کے اس فرمان کا حوالہ بھی دیا جس میں مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی خواتین کے حقوق جائیداد کی حفاظت کریں۔ عدالت کے حکم کے مطابق چونکہ مردوں کو خواتین کی جائیداد کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے لہذا حفاظت کرنے والا اس جائیداد کے متعلق کبھی بھی قبضہ مخالفانہ کے قانونی فوائد حاصل نہیں کر سکتا۔ عدالت عظمیٰ (Supreme Court) نے بطور خاص اس بات کا ذکر کیا کہ اسلام میں شادی کے بعد عورت کی بطور بیوی انفرادی حیثیت برقرار رہتی ہے دوسرے قوانین کی طرح اس کا وجود یا اس کی شخصیت اپنے خاوند کی شخصیت میں مدغم نہیں ہوتی۔ شادی کا معاہدہ کسی کو بھی اس کی بیوی کے اسباب اور جائیداد پر کوئی حق یا کنٹرول نہیں دیتا بلکہ وہ تمام حقوق جو اسے اپنے مال اور جائیداد پر شادی سے پہلے حاصل تھے وہ اسی طرح حاصل رہتے ہیں کیونکہ اسلام شادی کے بعد عورت کی حیثیت بطور بیوی خاوند کی ذات میں مدغم ہونے کے انگریزی اصول کو اسلام تسلیم نہیں کرتا۔

عدالت نے اس بات کا بھی بطور خاص ذکر کیا کہ اسلامی قانون وراثت کے تحت جائیداد ورثاء پر از خود منتقل (devolve) ہو جاتی ہے اور اس عمل میں کسی دوسرے فریق کی شمولیت یا ادائیگی کو کوئی دخل حاصل نہیں۔ اسلام میں عورتوں کے حقوق وراثت کا دائرہ اور ان کے متعلق تاکید اس قدر شدید ہے کہ عدالتیں ان حقوق کے نفاذ کے سلسلہ میں قانون کی عدم موجودگی کے باوجود ان کی حفاظت اور ان کے اجراء کی پابند ہیں۔

عدالت نے اپنے حکم کے آخر میں وکلاء برادری کو تاکید کی کہ وہ خواتین، بالخصوص دیہات میں رہنے والی خواتین کے حقوق بالخصوص حق وراثت سے متعلق ایک کمیٹی تشکیل دے جو پاکستان بارکونسل، صوبائی بارکونسل اور مقامی سطح تک ہو اور یہ کمیٹیاں وراثت دلانے میں قانونی امداد اور مشاورت کیا کریں۔

عدالت کے حکم کے مطابق بہن کی بھائی کے حق میں دست براری قانون معاہدہ (Contract Act) کے تحت بھی قابل اعتراض ہے کیونکہ بھائی اس کے عوض بہنوں کو کچھ نہیں دیتے ان کا یہ کہنا کہ بہنوں کی شادی پر اٹھنے والے اخراجات کے عوض وہ اپنے حق سے دست بردار ہوتی ہیں قطعاً ناقابل قبول ہے مزید برآں یہ کہ دست برداری عطیہ یا ہبہ (gift) میں بھی نہیں آتی اور نہ ہی اس قسم کی دست برداری کو خانگی تقسیم کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ خاندان میں فی الحقیقت کوئی ایسا تنازعہ نہیں ہوتا جس کو نمٹانے یا فیصلہ کرنے کیلئے کسی settlement کی ضرورت پڑے۔ ان اصولوں کی بنیاد پر عدالت نے مسئول الیہ مسماۃ غلام سرور کے بھائیوں کا یہ استدلال مسترد کر دیا کہ یہ دست برداری ان کی بہن کی شادی اور پھر طلاق کے مقدمے میں پیروی کے اخراجات کے عوض تھی۔

عدالت عظمیٰ کے اس فیصلہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل اصول سامنے آتے ہیں۔

۱۔ خواتین کے حق وراثت کی تلفی کو دست برداری یا عطیے کی صورت میں اس لئے قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ مرد رشتے دار اس عطیہ یا دست برداری کے عوض رشتے داروں کو کچھ نہیں دیتے،

۲۔ محض کاغذات مال یا سرکاری ریکارڈ میں اندراج اس امر کا ثبوت نہیں مانا جانا چاہیے کہ خواتین وراثت میں اپنے حقوق سے دست بردار ہو گئی ہیں،

۳۔ خواتین کا اپنے مرد رشتے داروں کے حق میں دست برداری یا عطیہ چونکہ اسلامی تعلیمات اور مفاد عامہ کے خلاف ہے لہٰذا ایسے کسی معاہدے کی قانونی حیثیت نہیں ہے، اور

۴۔ خواتین کے حق وراثت کے مقدمات میں مرد ورثاء کو زائد المیعادی اور قبضہ مخالفانہ کے دفاع حاصل نہیں ہوں گے، دوسرے الفاظ میں خواتین جب چاہے اپنا حق وراثت مانگ سکتی ہیں۔ ان کیلئے، کسی مقررہ مدت کا تعین نہیں کیا جائے گا۔

عدالت عظمیٰ (Supreme Court) نے اپنے فیصلہ میں ان حقوق کے بارے میں قرآن وسنت سے واضح احکامات کی نشاندہی بھی کی ہے مثلاً حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرمؐ کے فرمودات میں سے اس حصہ کو نقل کیا ہے کہ:

''اے لوگو! تمہاری عورتوں پر تمہارے کچھ حقوق ہیں، اور اسی طرح تم پر تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں۔۔ ---------------------------''

''لوگو! اللہ تعالٰی نے (میراث کا قانون نازل کر کے) ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے۔۔۔۔۔۔''

''خبردار۔۔۔۔ ہ۔ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے ہمیشہ پابند رہو، کیوں کہ وہ تمہاری زیرِ نگرانی ہیں، اور اس حیثیت میں نہیں کہ اپنے معاملات خود چلا سکیں، عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو، تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

''اسلام سے پہلے جاہلی دور میں عورتوں کی قدر و منزلت نہ تھی، عورت ایک حقیر مخلوق سمجھی جاتی تھی۔ لیکن جب اسلام آیا تو اس نے عورت کا درجہ بلند کیا، ہر حیثیت سے اس کے حقوق کا تعین کیا وراثت میں حصہ دار ٹھہرایا۔ گواہی کا حق عطا کیا اور قانوناً مردوں کے دوش بدوش لا کھڑا کیا، البتہ اخلاقی طور پر مردوں کو تھوڑی سی برتری دی گئی: ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف، وللرجال علیھن درجہ۔ (القرآن، ۲:۲۲۸)

ترجمہ: اور عورتوں کے ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

آخر میں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ قانون و انصاف کمیشن نے حال ہی میں خواتین کے مقدمات کے جلد فیصلہ کے بارے میں سفارشات مرتب کی ہیں تا کہ اس قسم کے مقدمات کے جلد از جلد فیصلے ہو سکیں۔ اس ضمن میں متعلقہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس صاحبان اپنی ماتحت عدالتوں کو احکامات جاری کر رہے ہیں کہ وہ خواتین کی وراثت سے متعلق مقدمات کو عام مقدمات پر فوقیت دیں اور ایسے مقدمات کا جلد از جلد فیصلہ کریں۔

مزید وضاحت اور معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفسر-II
قانون و انصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412 , 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل :ljcp@ljcp.gov.pk

تیل اور گیس کو منضبط کرنے کا قانون

حکومت نے تیل اور گیس سے متعلق صنعت میں سرمایہ کاری کو فروغ دینے، اس شعبہ میں مسابقت بڑھانے اور مفاد عامہ کے حقوق کے تحفظ کیلئے ایک ادارہ **"اوگرا"** (Oil & Gas Regulatory Authority-OGRA) کے نام سے قائم کیا ہے۔ جو ایک چیئرمین اور تین ممبران پر مشتمل ہے، جو بالترتیب تیل، گیس اور فنانس کے شعبہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ یہ ایک خودمختار اور مستقل حیثیت کا حامل ادارہ ہے جو آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۲ء کے تحت وجود میں آیا ہے اور درج ذیل فرائض سرانجام دینے کا ذمہ دار ہے۔

اتھارٹی کے اختیارات اور فرائضِ منصبی (functions of the authority)

اوگرہ کی نچلی اور درمیانی سطح پر جو اختیارارات ہیں ان میں تیل اور گیس کی ترسیل اور تقسیم اور قدرتی گیس کی فروخت شامل ہے جبکہ دوسری سطح پر مائع پٹرولیم گیس (LGP)، گاڑیوں میں استعمال ہونے والی گیس (CNG)، قدرتی مائع گیس (LNG) کی صفائی شامل ہے۔ اونچی سطح پر تیل اور گیس کی تلاش، اس کی پیداوار اور اس سے متعلق دیگر انضباطی کاروایاں شامل ہیں جو کہ زیر انطامیہ ڈائریکٹر جنرل کنسیشن (concession) کے ہیں جو کہ اس قانون کے تحت مقرر شدہ قوائد وضوابط کے مطابق ہیں مجاز اتھارٹی تیل اور گیس سے متعلق لائسنس برائے فروخت، ترسیل وتنصیخ تیل و گیس کے اجراء کو منضبط کرنے، لائسنسوں کے اجراء، تجدید، ترمیم، زائدالمیعاد لائسنس منسوخ کرنا، نظر ثانی کرنا، فسخ کرنا، دوبارہ جاری کرنا، باطل قرار دینا یا کالعدم terminate کر دینا ہے۔ یہ تمام امور اس وقت انجام دے گی جب کسی ایسی ذمہ داری یا کسی اقرار نامہ کے تحت کوئی کارکردگی منضبط ہو جس کیلئے لائسنس کا حصول لازمی ہو۔

لائسنس یافتہ کے ساتھ باہمی مشورے کے بعد کسی اقرار نامہ کے تحت کسی کارکردگی کو منضبط کرنے کیلئے اس کی کارکردگی اور معیار کیلئے شرائط کا تعین کرنا، لائسنس یافتگان کیلئے یکساں حساب کتاب سے متعلق طریقہ کار وضع کرنا، کسی اقرار نامہ کے تحت استعمال ہونے والے آلات جو کسی کارکردگی کو منضبط کرنے کیلئے ہوں، ان کے معیار پر نظر ثانی کرنا، پائپ لائن کے ذریعہ پٹرولیم اور گیس کی ترسیل کے عمل (processing) کو بہتر بنانا، تقسیم کیلئے اسے صاف کرنا (refining) شامل ہیں،

مجاز اتھارٹی اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے اپنی کارکردگی بڑھانے کے ساتھ ساتھ صحت مند مقابلے کیلئے تیار کرنا بھی شامل ہے تا کہ اس صنعت کو فروغ مل سکے،

لائسنس یافتگان اس کے مجاز اتھارٹی پر وہ شرائط لاگو کرے گی جس کے تحت لائسنس دیا گیا تھا اور کسی قواعد اور ضوابط کی خلاف ورزی کی صورت میں شکایت کنندگان اور لائسنس یافتہ سے متعلق معاملات کونمٹائے گی،
کارکردگی کو منضبط کرنے سے متعلق لائسنس یافتہ اور دیگر کسی فرد کے درمیان کارکردگی سے متعلق تنازعات کوحل کرانا، انضباطی کارکردگی سے متعلق مفید معلومات دینا، مجوزہ قانون کیلئے قواعد وضع کرنا بھی اتھارٹی کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں

مفادعامہ سے متعلق قانونی تحفظات

مجوزہ قانون کے تحت قواعد اور ضوابط، لائسنس کی شرائط اور اتھارٹی کے فیصلہ کی حکم عدولی کی صورتوں میں جرمانہ کا تعین، تمام stakeholder بشمول صارفین اور لائسنس یافتگان کے مفاد کا تحفظ کرنا، مختلف درجے کی پٹرولیم کا اہتمام اور ان قیمتوں کو قائم رکھنا جو کہ وفاقی حکومت نے قائم کی ہیں اور جن کیلئے وفاقی حکومت نے اتھارٹی کو یہ اختیار دیا ہے۔ مگر جہاں حکومت نے کوئی پالیسی گائڈ لائن جاری کی ہو یا قیمتوں سے متعلق کوئی معاہدہ پہلے سے موجود ہو تو ایسی صورت میں اتھارٹی قیمتوں کا تعین نہیں کرے گی۔ البتہ قیمتوں سے متعلق ضابطہ کار کو وضع کرنا، اس پر نظر ثانی کرنا، اس کو منظور کرنا، قدرتی گیس کے کسی منصوبہ (undertaking) کو منضبط کرنے سے متعلق لائسنس یافتہ کی جانب سے لگائے جانے والے سرمایہ (capital investment) کے تحفظ کے علاوہ ایسے پروگرام وضع کرنا اور اس کے معیار اور اس سے متعلق investment وضع کرنا، جو کہ قدرتی گیس سے متعلق ہوں۔

صاف تیل (refined) کی مصنوعات کیلئے معیار مقرر کرنا اس کی تخصیص (specification) کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر ایسے اختیارات کا استعمال یا طریقہ کار وضع کرنا بھی شامل ہے جو ان مقاصد کیلئے ضروری ہوں، اس مقصد کیلئے اتھارٹی اپنی کارکردگی (functions) کو اور قواعد وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے چارجز اور فیس لاگو کر سکتی ہے،

قیمت کا تعین

قیمت مقرر کرنے اس کی منظوری، ترمیمی یا اس میں نظر ثانی قوانین میں درج یا لائسنس یافتہ شخص کے لائسنس کی شرائط کے مطابق کی جائے گی اور ان شرائط میں من جملہ دیگر امور کے مندرجہ ذیل امور کا بطور خاص خیال رکھا جائے گا:

- اجارہ دارانہ قیمتوں کے خلاف صارفین کو تحفظ فراہم کرنا،
- تحقیقاتی اور ترقیاتی امور کیلئے اگر کسی نے کوئی فنڈ مختص کئے ہیں تو قیمت کا تعین کرتے وقت اس کا تعین بھی کرنا،

- کارکردگی کو منضبط کرنے اور اس کے معیار کو بہتر بنانے کی حوصلہ افزائی کرنا،
- معیار کی بہتری کی حوصلہ افزائی کرنا،
- معاشی تضادات کم سے کم کرنا اور صارفین کا استحصال نہ ہونے دینا،
- متبادل یا دیگر توانائی کے ذرائع کو مدنظر رکھنا،
- قیمت میں تغیر وتبدل کے احکامات کو مدنظر رکھنا،
- اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے گا کہ متبادل ذرائع توانائی کی دستیابی کو بھی یقینی بنایا جا سکے، جس کا مقصد توانائی کے مختلف ذرائع کی قیمتوں میں توازن رکھنا مقصود ہے۔

قدرتی گیس کی خوردہ قیمت (retail price) کے تعین کرنے کا طریقہ کار

اتھارٹی ہر اس شخص جسے قدرتی گیس کی ترسیل وتقسیم وغیرہ کا لائسنس دیا گیا ہو کی نسبت صارفین کو قدرتی گیس کی سپلائی کے نرخ بمطابق قواعد اور وفاقی حکومت کی ہدایت کو مدنظر رکھتے ہوئے تعین کرے گی ہر لائسنس یافتہ شخص اپنی آمدنی کا تخمینہ یا ضرورت کی تفصیل اتھارٹی کے سامنے پیش نہیں کرے گا جس میں مندرجہ بالا امور کے علاوہ دوسرے متعلقہ حقائق کا ذکر بھی کیا جا سکے گا ایسی تفصیل موصول ہونے پر اتھارٹی وفاقی حکومت نرخ پر نظر ثانی کے متعلق تجاویز پیش کرے گی۔

وفاقی حکومت اتھارٹی کی طرف سے موصول شدہ تجاویز موصول ہونے کے ۴۰ دن کے اندر اندر اتھارٹی کو ہدایت جاری کرے گی کہ وہ مختلف صارفین کیلئے گیس کی فروخت کی انتہائی کم قیمت بذریعہ سرکاری جریدے میں جاری کرے۔

اگر وفاقی حکومت مقررہ مدت کے اندر اتھارٹی کو مختلف صارفین کو سپلائی کیلئے انتہائی کم قیمت فروخت کی بابت ہدایت دینے میں ناکام رہتی ہے اور یہ قیمت موجودہ قیمت سے زائد ہو تو اتھارٹی اپنی مقرر کردہ قیمت کو سرکاری جریدے میں بطور سرکاری قیمت شائع کرے گی۔

اتھارٹی مندرجہ ذیل اغراض کیلئے لائسنس جاری کرسکتی ہے

- قدرتی گیس کی سپلائی کیلئے کوئی پائپ بنانی ہو،
- قدرتی گیس کو ذخیرہ کرنے کیلئے طریقہ کار،
- قدرتی گیس کا لگانا اور اس کی ترسیل،
- یا قدرتی گیس کی ترسیل، تقسیم یا فروخت کی ذمہ داری،

- مائع پٹرولیم گیس (LPG) یا گاڑیوں میں استعمال ہونے والی گیس (CNG) بنانے کیلئے، اس کی سپلائی کیلئے قدرتی مائع گیس (LNG) یا مائع پٹرولیم گیس (LPG) کی سہولت بہم پہنچانا،
- مائع پٹرولیم گیس (LPG) یا قدرتی مائع گیس (LNG) سے متعلق کوئی تنصیب کرنا،
- مائع پٹرولیم گیس (LPG)، قدرتی مائع گیس (LNG)، گاڑیوں میں استعمال ہونے والی گیس (CNG) کی بار برداری، بھرائی یا تقسیم سے متعلق کوئی منصوبہ بنانا،
- تیل کیلئے پائپ لائن بنانا،
- ایسے منصوبہ جات جو تیل کے جانچنے، اس کا ذخیرہ اور اس کو ملانے کیلئے ہوں،
- تیل سے متعلق کوئی تنصیب،
- تیل کی ذخیرہ اندوزی کا منصوبہ،
- صاف تیل کی فروخت کا منصوبہ،

ایسے تمام منصوبہ جات کیلئے لائسنس اتھارٹی مقرر کردہ قواعد کے تحت جاری کرتی ہے جس کے ساتھ ہی مقررہ فیس بھی ادا کی جاتی ہے۔ لائسنس کیلئے درخواست منظور ہونے کے بعد ان شرائط اور قیود کے تابع ہونا پڑے گا جو کہ اتھارٹی متعین کرے گی۔

شکایت اور اپیل کا طریقہ کار

کوئی بھی متاثرہ فریق کسی کاروائی یا کسی قواعد کے خلاف ورزی پر اتھارٹی کو درخواست دے سکتا ہے، اتھارٹی ایسی درخواست کی وصولی کے بعد لائسنس یافتہ شخص اور متاثرہ فریق کو سننے کا موقع دے گی تاکہ اس پر مناسب کاروائی کر سکیں۔

اپیل

اتھارٹی کے فیصلہ یا حکم کے خلاف ۳۰ دن کے اندر اندر متاثرہ فریق اپیل دائر کر سکتا ہے جس کا فیصلہ اتھارٹی اپیل دائر ہونے کے ۹۰ دن کے اندر اندر کرے گی۔ اس کے علاوہ عدالت عالیہ کسی بھی انضباطی کاروائی کے متعلق درخواست گذار کی درخواست پر مناسب خیال کرتے ہوئے اتھارٹی کو حکم دے سکتی ہے کہ:

ا۔ وہ کسی ایسے کام کے کرنے سے رک جائے جو کہ قانون کے تحت اسے کرنے کی اجازت نہ ہے یا یہ کہ اتھارٹی صرف قانونی دائرہ کے اندر رہتے ہوئے کسی کام کے کرنے کا حکم دے سکتی ہے،

ب۔ کسی ایسے کام کے بارے میں جو کہ اتھارٹی نے کیا ہو، یہ واضح کرسکتی ہے کہ یہ کام غیر قانونی ہے اور اس کا کوئی قانونی جواز نہ ہے۔

نظرثانی

اتھارٹی اپنے کیے گئے فیصلوں پر نظرثانی کرسکتی ہے، درخواست کو دوبارہ سن سکتی ہے جبکہ وہ مناسب خیال کرے کہ درخواست کی سماعت کے بعد کوئی ایسی شہادت سامنے آئی ہے جو فیصلہ کے وقت ظاہر نہیں تھی یا اگر اس کو سنا جاتا تو فیصلہ میں نئی تبدیلی متوقع ہوسکتی تھی۔

تیل اور گیس سے متعلق جرائم اور سزائیں

کوئی بھی شخص جو کسی ایسے منصوبہ کی ذمہ داری لے جو اس قانون کے خلاف ہو تو اسے ۲ سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔

کسی ایسے جاری شدہ منصوبہ میں مداخلت کرے جس سے اس میں کسی پلانٹ یا کوئی اور ایسا میٹریل جو کہ اس منصوبہ کو منضبط regulate کرتا ہو، کو نقصان پہنچے تو ایسی صورت میں ۳ سال قید اور جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

قانونی وجوہ کی عدم موجودگی میں جان بوجھ کر ایسے منصوبہ میں مداخلت کرے اور اس کی ذمہ داری لے لیں، جس سے کسی کو جانی یا مالی نقصان پہنچے تو ۲ سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔

پیٹرول چوری کرے تو ۳ سال قید، جرمانے یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔

جو شخص اس قانون کے تحت کسی جرم کے کرنے کی ترغیب دے یا آمادہ کرے یا کسی جرم کو چھپائے تو اسے اس قانون کے تحت وہی سزا دی جائے گی جو کہ اس کیلئے مقرر ہے۔

کسی منصوبہ کی تنصیب کیلئے کسی سامان کو جان بوجھ کر یا لاپرواہی سے نقصان پہنچائے جس سے اس منصوبہ کی کارکردگی کو نقصان پہنچے تو لائسنس یافتہ شخص اس کے بارے میں اتھارٹی کو اطلاع دے گا۔ چئیرمین اتھارٹی اس کیلئے رقم کا تعین کرے گا، جس سے اس نقصان کو پورا کیا جائے گا عدم ادائیگی کی صورت میں اتھارٹی مالیہ کے طور پر وصول کرنے کی مجاز ہوگی۔ جبکہ پیٹرولیم کی چوری کی صورت میں بھی اتھارٹی اس سے رقم کی وصولی کا تعین کرے گی جس سے کہ چوری شدہ

مقدار تک کی پٹرولیم کی کمی کو پورا کیا جائے گا۔ جبکہ کوئی کمپنی، فرم یا کارپوریٹ ادارہ اگر کسی ایسے جرم یا جرائم میں ملوث پایا جائے تو اس کے حصہ دار، پارٹنر اور ڈائریکٹر اس جرم میں ملوث سمجھے جاتے ہیں۔

کسی قسم کی متعلقہ معلومات حاصل کرنا

اتھارٹی اس بات کی کلی مجاز ہے کہ وہ کسی لائسنس یافتہ شخص جو کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ اس قانون کے تحت کسی کارکردگی کو منضبط کرتا ہو یا کسی کارکردگی کا ذمہ دار ہو، سے متعلق کسی قسم کی معلومات حاصل کر سکتی ہے۔ ایسا شخص اتھارٹی کو معلومات مقرر کردہ مدت میں پہنچائے گا بصورت دیگر اسے قید کی سزا اور جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

لائسنس یافتہ شخص ان قواعد اور ضوابط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ۲۴ گھنٹوں کے نوٹس پر کسی جگہ میں انسپکشن کی غرض سے داخل ہو سکتا ہے۔ جہاں پر ایسا سامان نصب کیا گیا ہو جو کسی کارکردگی کو منضبط کرنے کے سلسلہ میں ہو یا اس کو صحیح حالت میں کرنا ہو یا رقم کی وصولی کے سلسلہ میں یا قانونی طور پر منقطع کرنا ہو یا اس جگہ کو دیکھنا کہ آیا وہاں پر کسی منصوبہ پر کام شروع کیا جا سکتا ہے۔

مزید وضاحت اور معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 9220483 , 051-9209412

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk:

زکوٰۃ اور عشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء

زکوٰۃ اسلام کے پانچ ستونوں میں سے ایک ہے جو نہ صرف عبادت ہے بلکہ معاشرے سے غربت ختم کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں قرار دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق ڈھال سکیں۔ زکوٰۃ اور عشر آرڈیننس ۱۹۸۰ اس سمت ایک اہم قدم ہے جس کا بنیادی مقصد حکومتی سطح پر زکوٰۃ اور عشر کی تشخیص، وصولی اور تقسیم کے لئے طریقہ کار وضع کرنا ہے

زکوٰۃ اور عشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء تمام پاکستان میں وسعت پذیر ہے لیکن اس کا اطلاق صرف مسلمانوں اور ایسی کمپنیوں، یا افراد کی دیگر انجمن پر ہوتا ہے چاہے وہ ہیئت اجتماعیہ (incorporated) ہو یا نہ ہو، جس کے حصص کی اکثریت ایسے شہریوں کے قبضہ میں ہوں یا ایسے کسی دیگر علاقے پر جس کا اعلان وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں کرتی ہے۔

زکوٰۃ فنڈ کا قیام

اس آرڈیننس کے تحت مندرجہ ذیل زکوٰۃ فنڈ قائم کیے گئے ہیں

(۱) مرکزی زکوٰۃ فنڈ

(۲) صوبائی زکوٰۃ فنڈ

(۳) ضلعی زکوٰۃ فنڈ

(۴) مقامی زکوٰۃ فنڈ

مرکزی زکوٰۃ فنڈ

مرکزی زکوٰۃ فنڈ درج ذیل رقوم پر مشتمل ہوتا ہے

(۱) مختلف کھاتوں سے منہا کردہ زکوٰۃ کی رقوم،

(۲) اندرونی اور بیرونی ملک پاکستانیوں کی طرف سے رضاکارانہ طور پر ادا کی جانے والی زکوٰۃ کی رقوم،

(۳) صوبائی زکوٰۃ فنڈ سے منتقل کردہ رقوم،

(۴) امدادی رقوم، عطیات اور دیگر وصولیات۔

صوبائی زکوٰۃ فنڈ

ہر صوبے کی سطح پر ایک صوبائی زکوٰۃ فنڈ قائم ہے جو درج ذیل رقوم مشتمل ہوتا ہے

(۱) مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے منتقل کردہ رقوم،

(۲) رضاکارانہ طور پر ادا کی جانے والی زکوٰۃ کی رقوم،

(۳) ضلعی زکوٰۃ فنڈ سے منتقل کردہ رقوم،

(۴) امدادی رقوم، عطیات اور دیگر وصولیات۔

ضلعی زکوٰۃ فنڈ

ہر ضلع کے لئے ایک ضلعی زکوٰۃ فنڈ قائم ہے جو درج ذیل رقوم مشتمل ہوتا ہے

(۱) صوبائی زکوٰۃ فنڈ سے منتقل کردہ رقوم،

(۲) ضلعی زکوٰۃ فنڈ کے ذاتی کھاتہ میں عشر کی وصولی،

(۳) رضاکارانہ طور پر ادا کی جانے والی زکوٰۃ کی رقوم،

(۴) مقامی زکوٰۃ فنڈ سے منتقل کردہ رقوم،

(۵) امدادی رقوم، عطیات اور دیگر وصولیات

مقامی زکوٰۃ فنڈ

ہر مقامی کمیٹی کے لیے ایک مقامی زکوٰۃ فنڈ قائم ہے جو درج ذیل رقوم مشتمل ہوتا ہے

(۱) رضاکارانہ طور پر ادا کی جانے والی زکوٰۃ کی رقوم،

(۲) صوبائی زکوٰۃ فنڈ سے منتقل کردہ رقوم،

(۳) امدادی رقوم، عطیات اور دیگر وصولیات۔

زکوٰۃ کی طلب وتحصیل

ایسے اشخاص جو تاریخ تشخیص مالیت کے روز ایسے اثاثہ جات جو لازمی تحصیل زکوٰۃ کے تابع ہوں، کے مالک ہوں اس سے ہر سال زکوٰۃ کے لئے لازمی بنیاد پر مقررہ شرح اور طریقہ سے زکوٰۃ طلب اور وصول کی جاتی ہے ایسے صاحب نصاب اشخاص پر جو تاریخ تشخیص مالیت کو ایسے اثاثوں جو لازمی تحصیل زکوٰۃ کے تابع نہ ہو، کے مالک ہوں ان پر ہر سال خود تشخیصی بنیاد پر زکوٰۃ واجب الادا ہوتی ہے

زکوٰۃ کے طور پر وصول کی جانے والی رقم کا تعین کرتے ہوئے کسی ایسے اثاثے کی مالیت میں سے جس پر زکوٰۃ لازمی طور پر قابل وصول ہو ایسے قرضوں کو منہا کیا جاتا ہے جو

(ا) بنیادی طور پر اثاثوں کی کفالت میں لیے گئے ہوں

(ب) ایسے اثاثے پیدا کرنے کے لئے استعمال کیے گئے ہوں جن پر زکوٰۃ لازمی طور پر قابل وصول ہو اور

(ج) کسی منہا کار ایجنسی (zakat deducting agency) سے حاصل کیے گئے ہوں

زکوٰۃ کن افراد پر واجب الادا ہے

ہر صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے

صاحب نصاب سے مراد وہ شخص ہے جس کی ملکیت یا قبضے میں ۶۱۲٫۳۲ گرام چاندی، یا نقدی یا سونا یا مال تجارت یا کوئی اور اثاثہ جو از روئے شریعت قابل زکوٰۃ ہو اور اس کی کل مالیت ۶۱۲٫۳۲ گرام چاندی کی مالیت کے مساوی ہو جس کا اعلان ایڈمنسٹریٹر جنرل ہر سال زکوٰۃ (zakat year) میں کرتا ہے یا اگر کسی شخص کی ملکیت میں واحد سونا ہی قابل زکوٰۃ ہو تو ایسی صورت میں سونے کی مقدار ۸۷٫۴۸ گرام ہونا ضروری ہے۔ مگر ایسے شخص کی ایسی املاک یا پیداوار سے کسی بھی قسم کی زکوٰۃ کی کٹوتی نہیں کی جاتی جو متعلقہ زکوٰۃ کٹوتی دفتر میں زکوٰۃ کی صورت میں تاریخ تشخص مالیت سے تیس (۳۰) دن پہلے اور عشر کی صورت میں تاریخ تشخص مالیت سے پہلے کسی بھی وقت مقررہ طریقہ کار و فارم میں مجسٹریٹ، اوتھ کمشنر، نوٹری کمیشن یا کوئی شخص جو حلف لینے کا اہل ہو، کے سامنے دو گواہوں کے روبرو تصدیق کردہ حلفیہ اقرار داخل کرے کہ وہ مسلمان ہے اور ایسے فقہ سے تعلق رکھتا ہے جسکے تحت ایسے کسی قسم کے اثاثے پر زکوٰۃ واجب الادا نہیں ہے مقدمہ بعنوان فیڈریشن آف پاکستان بنام فرزانہ اسرار مطبوعہ (PLD 1999 Supreme Court 476) میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ فقہ سے مراد کوئی بھی تسلیم شدہ فقہ ہے مثلاً فقہ جعفریہ، فقہ حنفی وغیرہ مزید یہ کہ زکوٰۃ اور عشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء کسی تسلیم شدہ فقہ میں کوئی امتیاز نہیں کرتا ہے۔

مندرجہ درج ذیل صاحب نصاب کے زمرے میں نہیں آتے

(۱) وفاقی و صوبائی حکومت یا مقامی ادارے،

(۲) آئینی کارپوریشن، کمپنی یا دیگر کاروباری ادارے (enterprise) جو مکمل طور پر، بلاواسطہ یا بالواسطہ وفاقی حکومت، کسی صوبائی حکومت، یا مقامی ہیئت مجاز کی یا تو تنہا یا دو یا دو زیادہ کے ساتھ مشترکہ ملکیت ہو،

(۳) کوئی تولیتی ادارہ یا وقف جو خیراتی اوقاف ایکٹ ۱۸۹۰ء کے تحت قائم ہوا ہو،

(۴) قومی سرمایہ کاری (یونٹ) ٹرسٹ،

(۵) آئی سی پی مشترکہ فنڈ،

(۶) منظور شدہ پرویڈنٹ فنڈ،

(۷) زکوٰۃ فنڈ،

(۸) اوقاف ڈپارٹمنٹ کے رجسٹرڈ شدہ دینی مدارس،

(۹) مساجد وغیرہ

زکوٰۃ کی ادائیگی

ہر زکوٰۃ سال میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ سال زکوٰۃ (zakat year) سے مراد ہجری تقویم کے مطابق وہ سال مراد ہے جس میں زکوٰۃ واجب الادا ہوتی ہے جو کہ یکم رمضان شروع ہو کر شعبان کی آخری تاریخ تک ہوتا ہے

تاریخ تشخیص مالیت

قابل زکوٰۃ اثاثہ کی صورت میں تاریخ تشخیص مالیت سے مراد سال زکوٰۃ کا پہلا دن ہے

قابل زکوٰۃ عشر کی صورت میں تاریخ تشخیص مالیت سے مراد ایسی تاریخ یا تاریخیں ہیں جس کا اعلان ایڈمنسٹریٹر جنرل زکوٰۃ یا چیف ایڈمنسٹریٹر زکوٰۃ سرکاری جریدے میں کرتا ہے۔

وہ مدات جو لازمی تحصیلِ زکوٰۃ کے تابع ہیں

اس آرڈیننس کے تحت وہ اثاثہ جات جن پر زکوٰۃ لازمی طور پر ہر زکوٰۃ سال کے لئے مقررہ شرح اور طریقہ کار کے مطابق ہر اس شخص سے وصول کی جاتی ہے جو تشخیص مالیت پر یا گزشتہ زکوٰۃ سال کے دوران صاحب نصاب رہا ہو،

درج ذیل ہیں:

(۱) بچت بینک کے کھاتے یا اس قسم کے دیگر کھاتے جو بینکوں، ڈاک خانوں اور دیگر مالیاتی اداروں رکھتے ہیں

(۲) نوٹس ڈیپازٹ رسید اور سٹرفکیٹ یا اس قسم کے دیگر رسید اور سٹرفکیٹ (چاہے کسی نام سے موسوم ہو) جو بینکوں، ڈاک خانوں اور دیگر مالیاتی اداروں رکھے گئے ہوں

(۳) مقررہ ڈپازٹ اور حسابات (fixed deposit account) یا مماثل رسید، حسابات اور سرٹیفکیٹ مثلاً خاص ڈیپازٹ سرٹیفکیٹ جس پر منافع وقتاً فوقتاً ہوتا ہے یا منافع صرف حتمی ادائیگی پر ادا کیا جاتا ہے

(۵) این آئی ٹی یونٹ

(۶) آئی سی پی میوچل فنڈ سرٹیفکیٹ

(۷) حکومتی ضمانتیں (government securities) جن پر منافع وقتاً فوقتاً حاصل ہوتا ہے

(۸) سالیانے (annuities)

(۹) تاحیات بیمہ پالیسیاں

(۱۰) پراویڈنٹ فنڈ

وہ مدات جو لازمی تحصیلِ زکوٰۃ کے تابع نہیں ہیں

اس آرڈیننس کے تحت درج ذیل وہ اثاثہ جات ہیں جو لازمی تحصیلِ زکوٰۃ کے تابع تو نہیں ہیں مگر ہر سال زکوٰۃ میں مقرر شرح اور طریقہ کار سے خود تشخیصی بنیاد پر ہر ایسے صاحب نصاب پر جو تاریخ تشخیص مالیت پر ایسے اثاثوں کا مالک یا قابض ہو پر واجب الادا ہو گی

(۱) سونا، چاندی اور ان کی مصنوعات

(۲) نقدی

(۳) انعامی بانڈ

(۴) بنکوں اور دیگر مالیاتی اداروں میں رواں حسابات، غیر ملکی کرنسی کے حسابات،

(۵) بنکوں اور دیگر مالیاتی اداروں کو واجب الوصول قرضوں کے علاوہ واجب الوصول قرضے

(۶) لمٹیڈ کمپنیوں یا سرکاری تجارتی اداروں کی طرف سے جاری کردہ حصص اور دیگر مالیاتی دستاویزات جو منافع منقسمہ کا اعلان نہ کرتے ہوں۔

(۷) حسب ذیل ادارے/ مال تجارت

(ا) تجارتی ادارے (بشمول تاجران غیر منقولہ جائیداد)

(ب) صنعتی پیداوار

(ج) قیمتی دھاتیں و پتھر اور ان کی مصنوعات

(د) مچھلی اور سمندر سے پکڑی جانے/ حاصل ہونے والی پیداوار ماسوائے دیسی طریقوں سے پکڑی جانے والی پیداوار

(۸) زرعی پیداوار بشمول باغات (horticulture) اور جنگلات کی پیداوار میں کرائے دار (tenant) اور دیگر افراد کا حصہ

(۹) مویشی (چراگاہوں میں کھلے چرنے والے)

(الف) بھیڑیں یا بکریاں

(ب) بھینیس/ گائیں

(ج) اونٹ

زکوٰۃ فنڈ کا استعمال

زکوٰۃ فنڈ میں جمع شدہ رقم مندرجہ ذیل افراد کی امداد اور بحالی کے لیے استعمال کی جاتی ہے

(۱) ضرورت مند، نادار، غریب اور مساکین

(۲) محتاج اور معذور

(۳) بیوہ اور یتیم بشرطیکہ وہ از روئے شریعت زکوٰۃ وصول کرنے کے اہل ہو

(۴) دینی مدارس کی مالی امداد

(۵) منفعت بخش روزگار کے لئے غرباء اور ضرورت مندوں کو ہنر سکھانے کی غرض سے تعلیمی، صنعتی اور پیشہ وارانہ تربیتی اداروں کی مالی امداد اور قیام بشرطیکہ مذکورہ اداروں کی سہولتوں سے استفادہ کرنے والے ایسے اشخاص سے مناسب فیس وصول کی جاسکے گی جو شریعت کی رو سے زکوٰۃ فنڈ سے مالی امداد لینے کے مستحق نہ ہوں

(۶) قدرتی آفات مثلاً سیلاب اور زلزلہ کی وجہ سے متاثرہ افراد کی امداد اور بحالی

(۷) عوامی ہسپتال، کلینک، ڈسپنسری، صحت عامہ کی لیبارٹری کے توسط سے مستحقین زکوۃ کا علاج

(۸) زکوۃ اور عشر کی تحصیل، ادائیگی اور انصرام پر اخراجات

(۹) کوئی دیگر غرض جس کی شریعت نے اجازت دی ہو

زکوۃ مندرجہ ذیل مقاصد کے لئے استعمال نہیں کی جاسکتی ہے

(۱) عاملین زکوۃ کے علاوہ دیگر افراد کو ان کی خدمات کا معاوضہ

(۲) صاحب نصاب کی اصل و نسل پر یعنی والدین یا اولاد خواہ کتنے اونچے اور نیچے درجے کے ہوں

(۳) صاحب نصاب کی بیوہ

(۴) مردوں کی تجہیز و تکفین کے لئے یا اس کے ذمہ قرض کی ادائیگی پر

(۵) ایسے شخص پر جس کا نفقہ زکوۃ دینے والے پر واجب ہو مثلاً یتیم بھتیجے پر

(۶) غیر مسلموں پر

زکوۃ کی کٹوتی سے مستثنیٰ افراد

مندرجہ ذیل افراد کے اثاثوں سے زکوۃ کی کٹوتی نہیں کی جاتی جو

(۱) غیر مسلموں کی ملکیت ہوں

(۲) غیر پاکستانوں کی ملکیت ہوں

(۳) ایسے افراد کی ملکیت میں ہوں جو کسی ایسے ایمان یا فقہ سے تعلق رکھتے ہو جس کے تحت کسی قسم اثاثے پر زکوۃ واجب الادا نہ ہو

(۴) ایسے افراد کی ملکیت ہوں جو صاحب نصاب کے زمرے میں نہ رہے

(۵) منجمد اثاثوں پر

(۶) ایسے افراد کی ملکیت میں ہوں جو صاحب نصاب نہ ہوں

(۷) مردہ افراد

(۸) جو غیر ملکی کرنسی میں ہوں

نظرثانی (review)

اگر کوئی متاثرہ شخص اگر یہ ثابت کر دے کہ منہا کردہ رقم، اس رقم سے زائد ہے جو اس آرڈیننس کے تحت واجب الادا ہے تو کٹوتی کی تاریخ کے نوے (۹۰) روز کے اندر سادہ کاغذ/مقررہ فارم پر درخواست برائے نظرثانی ہمراہ زکوٰۃ کٹوتی سرٹیفکیٹ، متعلقہ وصولی زکوٰۃ دفتر (zakat collection office) دے سکتا ہے۔

اگر متاثرہ شخص رقم کی واپسی کا دعویٰ (claim) اس بنیاد پر کرے کہ وہ صاحب نصاب کے زمرہ میں نہیں آتا تو وہ درخواست برائے نظرثانی کٹوتی کی تاریخ کے ایک سو پانچ (۱۰۵) دن کے اندر متعلقہ ضلعی زکوٰۃ وصولی دفتر میں دے سکتا ہے۔

متعلقہ دفتر درخواست برائے نظرثانی وصول کر کے اس کا اندراج زکوٰۃ واپسی رجسٹر zakat refund application register) میں کرتا ہے اور اس کا فیصلہ پندرہ دن کے اندر کر کے متعلقہ شخص کو مقرر کردہ فارم پر فیصلہ سے مطلع کرتا ہے۔

کٹوتی شدہ رقم کی مکمل واپسی کی صورت میں زکوٰۃ کٹوتی سرٹیفکیٹ واپس نہیں کیا جاتا مگر کٹوتی شدہ رقم کے کچھ حصے کی واپسی کی صورت میں ترمیم شدہ (revised) کٹوتی سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے اور نامنظوری کی صورت میں اصل زکوٰۃ کٹوتی سرٹیفکیٹ ہی واپس کیا جاتا ہے۔

نگرانی (revision)

ایسا شخص جسے نظرثانی کی درخواست پر زکوٰۃ وصولی دفتر کے کیے جانے والے فیصلے سے نقصان پہنچا ہو تو وہ فیصلے کے پندرہ (۱۵) دن کے اندر درخواست برائے نگرانی ہمراہ زکوٰۃ کٹوتی سرٹیفکیٹ جمع کروا سکتا ہے۔

عشر کی طلب اور تحصیل

عشر کی شرح

ہر مالک اراضی، معطی لہ (grantee) تعین دار، کرایہ دار، پٹہ دار یا زمین دار سے پیداوار میں اس کے حصے کے پانچ فیصد کی شرح سے عشر طلب اور وصول کیا جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اگر قطعہ اراضی خصوصاً ایک فصل اگانے کے لئے استعمال ہوتا ہو اور اس کا ایک تھوڑا حصہ کوئی دیگر فصل اگانے کے لئے استعمال ہوتا ہو تو مذکورہ تھوڑے سے حصے کی پیداوار کی نسبت عشر طلب نہیں کیا جاتا ہے۔

عشر کی لازمی تحصیل سے مستثنیٰ افراد

مندرجہ ذیل صورتوں میں کوئی تنہا مالک اراضی، تعین دار، کرایہ دار، پٹہ دار یا زمین دار عشر کی لازمی تحصیل سے مثنیٰ ہوتا ہے۔

(۱) اگر وہ از روئے شریعت زکوٰۃ لینے کا مستحق ہو۔

(۲) اسکی پیداوار پانچ وسق (5 wasqa) یا دیگر فصلوں کی صورت میں اس کی مساوی مالیت سے کم ہو یا

(۳) ایڈمنسٹریٹر جنرل زکوٰۃ (administrator general) ہر زکوٰۃ سال میں پانچ وسق گندم کی قیمت کا تعین کرتا ہے۔

(۴) عشر پیداوار پر اولین طلب ہوتی ہے۔

(۵) عشر نقد رقم کے طور پر وصول کی جاتی ہے مگر جب پیداوار گندم یا دھان پر مشتمل ہو تو صوبائی عشر کونسل کی مرضی سے جنس کی صورت میں بھی وصول کی جاسکتی ہے۔

صاحب نصاب ایسے مدات جو اس آرڈیننس کے تحت لازمی تحصیل عشر کے تابع نہیں ہیں ان کی ادائیگی مقامی زکوٰۃ فنڈ کو یا براہ راست ان افراد کو کر سکتا ہے جو از روئے شریعت زکوٰۃ وصول کرنے کے مستحق ہوں۔

عشر کی تشخیص

صوبائی محکمہ مال (ریونیو ڈیپارٹمنٹ)، مالک اراضی، معطی لہ (grantee) تعین دار، کرایہ دار، پٹہ دار یا زمین دار پر لاگو عشر کا تعین اور وصولی مقرر کردہ طریقے سے کرتا ہے۔ پٹہ کی صورت میں تحصیل دار یا مختیار کار جیسی بھی صورت ہو پٹہ دار اور پٹہ دہندہ کے درمیان واجب الادا عشر کی مساوی تقسیم کرتا ہے۔ صوبائی محکمہ مال (ریونیو ڈیپارٹمنٹ) زکوٰۃ کی وصولی کر کے رقم کو زکوٰۃ فنڈ میں جمع کرواتا ہے۔

عشر کا حلقہ

صوبائی محکمہ مال (ریونیو ڈیپارٹمنٹ) ہر ضلع کو اس کے انتظامی یونٹوں پٹوار اور ٹپہ دار میں تقسیم کرتی ہے یہ یونٹ (units) عشر حلقہ کہلاتے ہیں اور یہ ایک یا زائد ریونیو اسٹیٹ پر مشتمل ہوتے ہیں۔

ذیلی تقسیم (sub-division) کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے جو فصل عشر حلقہ میں اگائی جاتی ہے اس کی اوسطاً پیداوار فی ایکڑ اور اوسطاً فارم گیٹ قیمت مساوی ہو۔

تاریخ تشخیص مالیت پر ہر عشر حلقہ کے لیے مندرجہ ذیل کا تعین کیا جاتا ہے۔

(۱) ہر فصل مثلاً کپاس، گنا، گندم وغیرہ کی اوسطاً کم از کم پیداوار فی ایکڑ

(۲) ہر فصل کی اوسطاً کم از کم فارم گیٹ قیمت

(۳) ہر قسم کے پھلوں کے باغات میں اوسطاً قیمت فروخت فی ایکڑ اس کا تخمینہ کھیتی کے گھنا پن (density of plantation) کو مدِنظر رکھ کر کیا جاتا ہے

نیز دوسری اقسام کی فصلوں کی صورت میں اوسطاً قیمتِ فروخت فی ایکڑ کا تخمینہ کسانوں کی یکمشت ادائیگی برائے فروخت کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے تخمینہ شدہ اوسطاً کم قیمت پیداوار فی ایکڑ، اوسطاً کم فارم گیٹ قیمت اور اوسطاً قیمتِ فروخت فی ایکڑ کی معلومات تحصیل یا تعلقہ ریونیو ایجنسی کے ذریعے ریونیو عملہ کو بھیجتا ہے اور اس کی نقل ضلعی زکوٰۃ اور عشر کمیٹی اور مقامی زکوٰۃ اور عشر کمیٹی کو تاریخ تشخیص مالیت کے پندرہ دن کے اندر ارسال کی جاتی ہے۔

مقامی ریونیو افسر اپنے متعلقہ مقامی زکوٰۃ اور عشر کمیٹی کو فردِ رفتار (fard raftar) گرداوری (girdawari)، پڑتال (partal) پروگرام سے آگاہ کرتا ہے۔ مقامی زکوٰۃ اور عشر کمیٹی اپنے چیئرمین یا کوئی ایک یا زیادہ ارکان کو گرداوری کے دوران مقامی ریونیو افسر کے ہمراہ بھیج سکتا ہے۔ پٹواری یا ٹپہ دار (جیسی بھی صورت ہو)، اوسطاً کم قیمت پیداوار فی ایکڑ، اوسطاً کم فارم گیٹ قیمت کا تخمینہ وصول کرنے کے ایک ماہ کے اندر فرد تشخیص عشر (statement of assessment of ushr)، ضروری تشخیص کے بعد مشخص الیہ یا اس کے نمائندے یا متعلقہ افراد کے سامنے، متعلقہ علاقے کے اندر باضابطہ طور پر اعلان شدہ جگہ، پر تیار کرتا ہے اور درج رجسٹر کرتا ہے۔

عشر حلقہ ریونیو آفیسر، تاریخ تشخیص مالیت کے ایک مہینے کے اندر ہر مشخص الیہ کے لئے، اس کی بمقابلہ فصل اور سال کے، اپنی منظور شدہ فرد تشخیص عشر مقرر کرتا ہے۔ پٹواری یا ٹپہ دار، تاریخ تشخیص عشر کو علاقے میں بذریعہ نوٹس یا مسجد میں اعلان، یا کسی دیگر ذرائع سے جو وہ بہتر سمجھے اعلان کرتا ہے کہ عشر حلقہ ریونیو افیسر نے تشخیص عشر کی منظوری دے دی ہے اور اس تشخیص عشر کی معلومات متعلقہ زکوٰۃ اور عشر کمیٹی کے پٹواری یا ٹپہ دار سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ پٹواری یا ٹپہ دار فرد طلب عشر (ushr demand statement) اور تشخیصی بل (bill of assessment) تاریخ تشخیص عشر سے تیس (۳۰) دن کے اندر تیار کرتا ہے اور اس کی ایک نقل نمبردار کو بھیجتا ہے۔

عشر کی وصولی

نمبردار یا اس کا ایجنٹ مشخص الیہ سے عشر کی وصولی کرنے کے بعد رسید مقررہ فارم پر مشخص الیہ کو دیتا ہے مشخص الیہ عشر کی ادائیگی براہ راست بینک کے مقامی زکوٰۃ فنڈ اکاونٹ میں بھی تاریخ تشخیص عشر کے تیس (۳۰)

دن کے اندر جمع کروا سکتا ہے اور بینک سے جاری کردہ رسید تصدیق ادائیگی (receipt voucher) فرد طلب عشر طلب کی ادائیگی کے سات (۷) دن کے اندر متعلقہ ریونیو آفیسر کے حوالے کرتا ہے۔

نگرانی (revision)

متاثرہ شخص اگر یہ ثابت کر دے کہ شرح تشخیص عشر اس رقم سے زائد ہے جو اس آرڈیننس کے تحت واجب الادا ہے یا پٹہ کی صورت میں پٹہ دار اور پٹہ دہندہ کے درمیان واجب الادا عشر کی تقسیم مساوی نہیں کی گئی تو وہ صوبائی ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی اعلان کردہ شرح تشخیص عشر کی تاریخ سے تیس (۳۰) دن کے اندر درخواست برائے نگرانی متعلقہ تحصیل ریونیو افسر کو سادہ کاغذ یا مقررہ فارم پر جمع کروا سکتا ہے شرط یہ ہے کہ درخواست برائے نگرانی اسی صورت میں وصول کی جاتی ہے جب درخواست دہندہ تشخیص شدہ رقم کا کم از کم پچاس (۵۰) فیصد زکوۃ فنڈ میں جمع کروا دیتا ہے۔ متعلقہ تحصیل ریونیو افسر درخواست برائے نگرانی وصول ہونے کے تیس (۳۰) دن کے اندر اس پر فیصلہ کرتا ہے۔

مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

ڈپٹی سیکریٹری-I

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-920486 , 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) کی ذمہ داریاں

عالمگیریت، نج کاری اور حکومتی ضابطوں سے مختلف شعبوں کی نسبتاً آزاد اور خود مختار ماحول فراہم کرنے کے ابھرتے ہوئے رجحانات کی روشنی میں ایک عرصے سے محسوس کیا جا رہا تھا کہ پاکستان میں بھی اگر ذرائع ابلاغ کو اپنی ساکھ اور آزاد حکمت عملی کو برقرار رکھنا ہے تو ذرائع ابلاغ کو حکومتی ضابطوں سے آزاد کرنا ہوگا۔ اس احساس اور تاثر کو فروغ دینے میں خود ہمارے معاشرتی ماحول اور تاریخی حقیقتوں نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔

نشریاتی میڈیا کے میدان میں ترقی اگر ایک طرف عوام کے لئے تفریح، معلومات اور حصول علم کے بہتر مواقع فراہم کرنے کا ذریعہ بنی ہے تو دوسری طرف ترغیبی اطلاعات کے ذریعے غیر موافق نظریات اور تہذیبی اقدار کی صورت میں منفی اثرات بھی مرتب کرتی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر آزادی تقریر و انتخاب پیشہ کے اس دور میں درپیش نئے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک طرف اگر قومی نشریاتی میڈیا کے نیٹ ورک کو ترقی دینے کی ضرورت تھی تو دوسری طرف اس میدان میں پرائیویٹ سیکٹر کو شمولیت کی اجازت دینا بھی وقت کا اہم تقاضا تھا تاکہ مقابلہ کی فضا میں بہتر سے بہتر تفریحی اور معلوماتی پروگرام پیش کرنے کی دوڑ میں لوگوں کے لئے غیر ملکی نشریاتی میڈیا کے پروگراموں کے مقابلے میں قومی میڈیا کو موثر بنایا جا سکے۔ چنانچہ ان مقاصد کے حصول کے لئے پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) آرڈیننس 2002ء کے تحت ایک اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا صدر دفتر اسلام آباد میں ہے اور شکایات کی وصولی و اندراج کے لئے اس کے ذیلی دفاتر شکایات اسلام آباد اور چاروں صوبائی دارالحکومتوں میں واقع ہیں۔ اس کے علاوہ ہر طرح کی نشریات اور کیبل ٹیلیویژن اسٹیشنوں کی نگرانی کے لئے بڑے شہروں میں بھی دفاتر قائم کئے جا رہے ہیں۔

پیمرا آرڈیننس کے مقاصد حسب ذیل ہیں:۔

(i) اطلاعات، تعلیم اور تفریح کے معیار کی بہتری۔

(ii) پاکستانی عوام کو خبروں، حالات حاضرہ، مذہبی معلومات، فن ثقافت، سائنس، ٹیکنالوجی، معاشی ترقی اقتصادی پیشرفت، موسیقی، عوامی دلچسپی کے امور نیز کھیلوں اور ڈراموں کی مناسبت سے میسر سہولتوں میں انتخاب کی زیادہ وسعت اور مواقع کی فراہمی۔

(iii) مقامی اور علاقائی سطح پر ذرائع ابلاغ کو بہتر سہولتیں فراہم کرتے ہوئے اختیارات اور ذمہ داری کو نچلی سطح تک اس طرح لے جانا کہ قومی امور میں عوام کی زیادہ سے زیادہ شرکت کو یقینی بنایا جا سکے۔

(iv) اطلاعات کے وافر مواقع اور تیز بہاؤ کی مدد سے قومی سطح پر احسن انداز حکمرانی کے ساتھ احتساب اور شفاف حکومتی پالیسیوں کی طرح ڈالنا۔

اسی طرح پیمرا آرڈیننس کی دفعہ 4 کی رو سے اتھارٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ بین الاقوامی، قومی، صوبائی، ضلعی، علاقائی یا خاص سامعین کے لئے قائم تمام نشریاتی اور کیبل ٹیلی ویژن اسٹیشنوں کی تنصیب اور نشریات کو منضبط کرے۔

لائسنس کا اجراء

دفعہ نمبر ۱۸ کی رو سے اتھارٹی بین الاقوامی، قومی، صوبائی، علاقائی یا کسی طبقہ (کمیونٹی) کی سطح کے نشریاتی اسٹیشنوں کے لئے اور خاص مقاصد یا موضوعات کے لئے مخصوص اسٹیشنوں اور کیبل ٹیلیویژن نیٹ ورک اسٹیشنوں کے لئے لائسنس جاری کرے گی۔ دفعہ نمبر ۱۹ کی رو سے اتھارٹی کو بلا شرکت غیرے اس بات کا حق حاصل ہوگا کہ وہ بشمول کیبل ٹیلیویژن نیٹ ورک سٹیشن تمام نشریاتی اسٹیشنوں کی تنصیب اور انہیں چلانے کے لئے انصاف اور ایمانداری کے اصولوں کے مطابق شفاف بولی کے ذریعے لائسنس جاری کرے جس کے لئے درخواست دہندگان کی اہلیت کے معیار کا اعلان پہلے کیا جائے گا۔ اس آرڈیننس کے تحت لائسنس حاصل کئے بغیر کوئی شخص نشریات یا کیبل ٹیلیویژن چلانے میں ملوث نہیں ہوگا۔ لائسنس مقررہ شرائط کے تحت مقررہ فیس کی ادائیگی پر جاری کیا جاتا ہے۔

پیمرا آرڈیننس کے تحت لاگو قواعد مجریہ ۲۰۰۲ء کے قاعدہ نمبر ۱۱ کی رو سے آرڈیننس کی دفعہ نمبر ۱۹ میں مذکورہ شرائط، معیار اور ضوابط کار کے بارے میں اطمینان کر لینے کے بعد اتھارٹی بولی کے ذریعے متعین فیس اور مقررہ زر ضمانت (سیکورٹی) کی وصولی پر لائسنس جاری کرے گی۔ ذیلی قاعدہ نمبر ۲ کی رو سے اتھارٹی شیڈول میں مذکور عمومی قواعد کے علاوہ لائسنس دار کو حسب ضرورت مزید قواعد وضوابط کا پابند بنا سکتی ہے۔ ذیلی قاعدہ نمبر ۴ کی رو سے اگر اتھارٹی اس نتیجے پر پہنچے کہ کسی خاص فرد کو لائسنس جاری کرنا عوامی مفاد میں نہیں ہے تو وہ اس کی وجوہات قلمبند کرتے ہوئے متعلقہ شخص کو سماعت کا موقع دینے کے بعد لائسنس جاری کرنے سے انکار کر سکتی ہے۔

لائسنس کی شرائط وضوابط

پیمرا آرڈیننس دفعہ نمبر ۲۰ کی رو سے لائسنس کے تحت نشریات یا کیبل ٹیلیویژن چلانے والے شخص کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ:

(a) پاکستان کی خود مختاری، بقاء اور سالمیت کا احترام کرے۔

(b) قومی، تہذیبی، معاشرتی اور مذہبی اقدار اور آئین میں دیئے ہوئے قومی پالیسی کے اصولوں کا احترام کرے۔

(c) اس بات کو یقینی بنائے کہ دیئے ہوئے پروگرام اور اشتہارات ،تشدد، دہشت گردی اور قبائلی ،نسلی ،لسانی اور مذہبی یا مسلکی امتیاز ،انتہا پسندی ،جنگجویانہ رویے یا نفرت پھیلانے کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے اور نہ ہی بے راہ روی پر اکسانے والے اور شرافت کے مسلمہ اصولوں کے منافی دیگر مواد نشر کرنے کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

(d) اس آرڈیننس کے تحت بنے ہوئے قواعد پر عمل کریں گے۔

(e) پروگراموں کو نشر یا تقسیم کرنے میں قومی مفادات کا خیال رکھیں گے جن کا تعین وفاقی حکومت نے یا اتھارٹی نے حکومت کے دیئے ہوئے طریق کار کے مطابق کیا ہو۔

(f) پروگراموں اور اشتہارات کے لئے اتھارٹی کی طرف سے منظور شدہ ضوابط کار کی پابندی کریں گے۔

(g) کسی پروگرام یا اشتہار کو نشر یا تقسیم کرنے میں حق تصنیف یا کسی دوسرے حق جائیداد کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔

(h) نشریات کی ترسیل سے متعلق سسٹم یا کیبل سسٹم درآمد کرنے سے پہلے پاکستان ٹیلی کمیونیکشن اتھارٹی اور اس کے متعلقہ بورڈ سے لائسنس حاصل کریں گے۔

(i) لائسنس کے تحت حاصل کوئی حق ،اتھارٹی کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر کسی کو فروخت منتقل یا تفویض نہیں کریں گے۔

لائسنس کی اقسام

قاعدہ نمبر ٦ کی رو سے نشریاتی اور کیبل ٹیلیویژن نیٹ ورک لائسنسوں کی حسب ذیل چھ اقسام ہیں:۔

(١) بین الاقوامی سطح (Scale) کے اسٹیشنوں کے لیے۔

(٢) ملکی سطح کے اسٹیشنوں کے لیے۔

(٣) صوبائی سطح کے اسٹیشنوں کے لیے۔

(٤) کسی علاقے / طبقے کی بنیاد پر قائم اسٹیشنوں کے لیے۔

(٥) کسی خاص موضوع کے لئے قائم اسٹیشنوں کے لیے۔

(٦) کیبل ٹیلیویژن نیٹ ورک اسٹیشنوں کے لیے۔

لائسنس کے لئے درخواست اور اس کا دورانیہ وتجدید

پیمرا آرڈیننس کی دفعہ نمبر۲۴ کی رو سے کوئی بھی شخص جو نشریات یا کیبل ٹیلیویژن نیٹ ورک سٹیشن کی تنصیب اور اس کے چلانے کا خواہش مند ہو، اتھارٹی کو مقررہ طریقہ کار کے مطابق مقررہ فیس کے ساتھ درخواست دے گا۔ اتھارٹی ہر ایسی درخواست پر مقررہ طریقہ کار کے مطابق کارروائی عمل میں لائے گی اور کسی بھی درخواست پر لائسنس جاری کرنے یا اس سے انکار سے پہلے متعلقہ صوبائی صدر مقام میں کیس کی سماعت کا اہتمام کرے گی۔ قاعدہ نمبر۸ کی رو سے کوئی بھی خواہش مند شخص مقررہ درخواست فارم پر لائسنس کے حصول کے لئے اتھارٹی کو درخواست دے سکتا ہے جس کے لئے قاعدہ نمبر۹ کی رو سے ضروری ہے کہ درخواست دہندہ نے اپنی درخواست میں یہ نشاندہی کی ہو کہ اسے قاعدہ نمبر۶ میں مذکورہ کس سطح کے اسٹیشن کی تنصیب اور اس کے چلانے کے لئے لائسنس درکار ہے۔ اسی طرح قاعدہ نمبر۷ کی رو سے لائسنس پانچ، دس یا پندرہ سال کے لئے جاری کیا جاتا ہے۔ تاہم مذکورہ کسی بھی مدت کے لئے اس کے کارآمد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی سالانہ فیس ادا کی گئی ہو جس کا تعین منسلکہ شیڈول میں کیا گیا ہے۔ اسی طرح لائسنس کی تجدید کے لئے بھی مقررہ فیس کی ادائیگی کے ساتھ درخواست دی جاسکتی ہے جس پر اتھارٹی لائسنس کی تجدید کرے گی۔

درخواستوں کے چناؤ کے لئے معیار

قاعدہ نمبر۱۰ کی رو سے لائسنس جاری کرنے کی غرض سے درخواستوں کے چناؤ کے لئے جن چیزوں کا خیال رکھا جائے گا ان میں معاشی صلاحیت، تکنیکی اہلیت، مالی حیثیت، ساکھ کا سابقہ ریکارڈ، ملکیت میں پاکستانی حصہ، تکنیکی پیش رفت اور جدید ٹیکنالوجی متعارف کرانے کے امکانات، اس شعبے کی ترقی، عالمی خدمات میں حصہ اور دیگر معاشی اور معاشرتی ترقی کے مقاصد میں کردار شامل ہیں۔

وہ افراد جن کو لائسنس جاری نہیں کیا جائے گا

پیمرا آرڈیننس کی دفعہ۲۵ کی رُو سے حسب ذیل افراد کو لائسنس جاری نہیں کیا جائے گا:۔

(a) جو پاکستانی شہری یا یہاں کا رہائشی نہ ہو۔

(b) کسی غیر ملکی کمپنی کو، جو کسی دیگر ملک کے قوانین کے تحت منظم ہوئی ہو۔

(c) ایسی کمپنی جس کے زیادہ تر حصص غیر ملکی شہریوں کی ملکیت یا کنٹرول میں ہوں یا ایسی کمپنیاں جن کا انتظام یا کنٹرول غیر ملکی شہریوں یا کمپنیوں کے پاس ہو۔

(d) ایسا شخص جو پاکستان میں کوئی اور نشریاتی یا کیبل ٹیلیویژن نیٹ ورک اسٹیشن، اخبار، میگزین یا اشتہارات کی ایجنسی رکھتا یا چلاتا ہو۔*

(e) ایسا شخص جو کسی دوسرے ملک یا غیر ملکی تنظیم سے فنڈ لیتا ہو یا وہ اس کے ضامن ہوں۔

شکایات کونسل

دفعہ ۲۶ کی رو سے اس آرڈیننس کے تحت امور کی انجام دہی کے لئے اسلام آباد اور صوبائی صدر مقامات میں شکایات کونسلیں قائم کی گئی ہیں جو عام افراد یا تنظیموں کی طرف سے نشریاتی اسٹیشنوں یا کیبل نیٹ ورک پر نشر ہونے والے پروگراموں کے کسی پہلو سے شکایات پر غور کر کے اپنی سفارشات اتھارٹی کو بھجوائیں گی۔

وہ نشریات یا کیبل ٹیلیویژن کے پروگرام جن پر پابندی ہے

پیمرا آرڈیننس کی دفعہ ۲۷ کی رو سے اتھارٹی اگر اس نتیجے پر پہنچے کہ کوئی پروگرام لوگوں میں نفرت پھیلانے یا امن عامہ یا عوام کے سکون میں خلل ڈالنے کا باعث ہے یا ملکی امن کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا ہے تو وہ کسی بھی نشریاتی ادارے یا کیبل ٹیلیویژن آپریٹر کو تحریری وجوہات کے ساتھ کسی بھی پروگرام کو نشر کرنے یا اسے دوبارہ نشر کرنے سے منع کر سکتی ہے۔

غیر ملکی نشریات کی بندش

قاعدہ نمبر ۱۹ کی رو سے اتھارٹی کی نظر میں اگر کسی غیر ملکی نشریات کا متن ناقابل قبول ہو تو وہ اسے نشر کرنے پر پابندی کا حکم جاری کرے گی۔ تاہم ایسی نشریات کو ناقابل قبول قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ اتھارٹی کے اطمینان کے مطابق ان کے متن میں ملک کے تحفظ، خود مختاری، مفاد عامہ، امن عامہ یا قومی ہم آہنگی کے منافی مواد شامل ہو یا وہ ذوق سلیم، شرافت اور اخلاق کے منافی ہوں۔

معائنہ کا اختیار

دفعہ نمبر ۲۹ کی رو سے اتھارٹی کے کسی بھی آفیسر یا نامزد کردہ شخص کو اختیار حاصل ہے کہ وہ مناسب نوٹس دینے کے بعد کسی بھی نشریاتی ادارے یا کیبل ٹیلیویژن کی حدود میں کسی بھی مناسب وقت پر معائنے کی غرض سے داخل ہو جائے۔

---

* اس شق میں ترمیم زیر غور ہے۔

لائسنس دار مذکورہ مجاز معائنہ کار کو معائنے کے وقت ضروری امداد اور سہولت فراہم کرے گا۔ مجاز آفیسر اتھارٹی کو اپنے معائنے کی رپورٹ ۲۴ گھنٹے کے اندر پیش کرے گا۔

لائسنس کی معطّلی

قاعدہ نمبر ۲۰ کی رُو سے اتھارٹی کسی بھی نشریاتی یا کیبل ٹیلیویژن اسٹیشن چلانے والے شخص کا لائسنس حسب ذیل میں سے کسی ایک یا زیادہ وجوہات کی بناء پر معطل کر سکتی ہے:۔

(۱) لائسنس دار سالانہ تجدیدی لائسنس فیس کی بروقت ادائیگی میں ناکام رہا ہو۔

(۲) اس نے آرڈیننس یا اس کے تحت بنے ہوئے قواعد کی کسی شق کی خلاف ورزی کی ہو۔

(۳) وہ لائسنس کی جملہ شرائط میں سے کسی شرط پر عمل کرنے میں ناکام رہا ہو۔

(۴) کمپنی کی صورت میں لائسنس دار کے حصہ داروں کی اکثریت نے اپنے حصص کسی اور کو منتقل کر دیئے ہوں

تاہم کوئی لائسنس، اس وقت تک معطل یا منسوخ نہیں کیا جائے گا جب تک کہ لائسنس دار کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کرتے ہوئے اسے ذاتی طور پر سماعت کا موقع نہ دیا گیا ہو۔

لائسنس کی منسوخی

قاعدہ نمبر ۲۱ کی رُو سے اگر لائسنس دار اس آرڈیننس یا اس کے تحت قواعد کی کسی شق یا لائسنس کی شرط کی خلاف ورزی کرے تو اتھارٹی شکایات کونسل کے مشورے سے یا اس کی سفارش پر تحریری نوٹس کے ذریعے لائسنس دار سے ۱۵ دن کے اندر اظہار وجوہ کا مطالبہ کر سکتی ہے کہ کیوں نہ اس کا لائسنس منسوخ کیا جائے اور اگر اتھارٹی لائسنس دار کی پیش کی ہوئی وضاحت پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اس نے آرڈیننس یا قواعد کی کسی شق کی یا لائسنس کی کسی شرط کی خلاف ورزی کی ہے تو وہ اس کا لائسنس منسوخ کر سکتی ہے۔

نشریاتی آلات کی قرقی

قاعدہ نمبر ۲۲ کی رُو سے اتھارٹی کا چیئرمین یا دوسرا مجاز افسر لائسنس دار شخص کے ایسے نشریاتی آلات اور سسٹم یا دوسرے ایسے اوزار کو قبضے میں لے سکتا ہے جو ایسا کوئی پروگرام چلانے میں مددگار ہوں جسے اتھارٹی نے معطل یا مسترد کیا ہو یا وہ غیر قانونی طور پر ایسے پروگرام میں استعمال ہو رہے ہوں۔

پروگراموں سے متعلق ضابطہ اخلاق

قاعدہ نمبر ۲۴ کی رو سے نشریاتی یا کیبل ٹیلی ویژن اسٹیشنوں پر نشر یا تقسیم ہونے والے پروگرام اور اشتہارات پیمرا آرڈیننس کی دفعہ نمبر ۲۰ کے مندرجات اور شیڈول میں دیئے ہوئے ضابطہ اخلاق کے مطابق ہوں گے۔ اسی طرح ہر ایسے اشتہارات، ٹی وی کے اشتہارات، ملک میں اشتہارات کے مروجہ ضابطوں کے معیار کے مطابق ہوں گے۔ اشتہارات کا دورانیہ ایک ہی وقت میں تین منٹ سے زیادہ نہیں ہوگا اور اشتہارات کے درمیان کم از کم پندرہ منٹ دورانیے کا پروگرام لازمی طور پر چلایا جائے گا۔ اسی طرح لائسنس دار اپنے نشر کردہ پروگراموں کا ریکارڈ رکھے گا اور ایسے نشر یا تقسیم کئے جانے والے پروگراموں کا آڈیو یا ویڈیو ٹیپ کم از کم تیس دن کے لئے محفوظ رکھے گا۔ مذکورہ قاعدے کے تحت نشر ہونے والے پروگراموں اور اشتہارات سے متعلق تفصیلی ضابطہ حسب ذیل ہے:-

جدول۔ب (Schedule-B)

میڈیا براڈ کاسٹرز اور کیبل ٹیلی ویژن آپریٹرز کے لئے ضابطہ اخلاق

رول نمبر 24

پروگرامز

(۱) کوئی ایسا پروگرام نشر یا تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

(الف) جس میں کسی مذہب، فرقے یا جماعت کے بارے میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے گئے ہوں یا الفاظ اور تصویروں کے ذریعے کسی فرقے یا جماعت کے بارے میں توہین کا پہلو نکلتا ہو اور جس کی وجہ سے فرقہ وارانہ انتشار پھیلنے کا اندیشہ ہو۔

(ب) ایسا پروگرام جس میں فحش، عریاں اور نازیبا مواد شامل کیا گیا ہو یا جس کے ذریعے اخلاقی قدریں پامال ہونے کا اندیشہ ہو۔

(پ) ایسا پروگرام جس میں توہین آمیز کلمات کے ذریعے کسی فرد، جماعت یا افراد کے بارے میں محض نسل، ذات، قومیت، مذہب، زبان، رنگ، فرقہ، جنس، عمر یا ذہنی اور دماغی کمزوری کی بنیاد پر نفرت پھیلائی گئی ہو۔

(ت) ایسا پروگرام جو کسی بھی فرد یا ادارے کی رسوائی کا باعث ہو یا حقائق پر مبنی نہ ہو۔

(ٹ) ایسا پروگرام جو لوگوں کو تشدد پر اکسائے یا امن عامہ برقرار رکھنے میں رکاوٹ پیدا کرنے کا باعث ہو یا ملکی اور قومی مفاد کے خلاف تحریک پیدا کرے۔

(ث) ایسا پروگرام جس سے عدلیہ کی توہین کا پہلو نکلتا ہو۔

(ج) ایسا پروگرام جس میں عدلیہ اور افواج پاکستان پر حرف آتا ہو۔

(چ) ایسا پروگرام جس میں الفاظ کے ذریعے کسی فرد، جماعت یا کسی ملک کی سماجی، عوامی اور اخلاقی طرز معاشرت کی تضحیک کی گئی ہو۔

(ح) ایسا پروگرام جو بنیادی ثقافتی اقدار، ضابطہ اخلاق اور اعلیٰ ذوق کے منافی ہو۔

(خ) ایسا پروگرام جس میں ایک آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے پاکستان کی سالمیت اور پاکستانی عوام کے بارے میں توہین کا پہلو نکلتا ہو۔

(د) ایسا پروگرام جس میں کسی ایسے فعل کی اعانت کی گئی ہو یا ترغیب دی گئی ہو جو تعزیرات پاکستان کی رُو سے قابل دست اندازی پولیس ہو۔

(ڈ) ایسا پروگرام جس میں مختلف اشکال کے ذریعے خواتین اور مرد حضرات کو بدنام اور رسوا کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔

(ذ) ایسا پروگرام جس میں بچوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔

(ر) ایسا پروگرام جس میں جُرم اور مُجرم کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہو۔

(ز) ایسا مواد جو دوست ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات پر منفی اثرات مُرتب کرے۔

) اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ بچوں کیلئے پیش کئے جانے والے پروگرام میں قابل اعتراض زبان استعمال نہیں کی گئی ہے یا ایسے پروگرام سے متاثر ہو کر بچے والدین اور بزرگوں کا احترام کرنا چھوڑ دیں۔

) ایسے پروگرام پیش نہ کئے جائیں جن کے ذریعے گھر، خاندان اور ازدواجی زندگی کا تقدس مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔

پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلیوں کی کارروائی کو ایمانداری کے ساتھ نشر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ایسی کارروائی نشر یا جاری نہیں کی جائے گی جسے چیئرمین یا سپیکر نے حذف کرنے کا حکم دیا ہو۔

ارات سے متعلق ضابطہ اخلاق:

کسی نشریاتی یا کیبل ٹیلیویژن اسٹیشن پر نشر ہونے والے اشتہارات ایسے طریقے سے ڈیزائن کئے جائیں گے جو ملکی قوانین سے ہم آہنگ ہوں اور اخلاق، شائستگی اور ملکی عوام کے مذہبی جذبات یا کسی فرقے کے خلاف نہ ہوں۔

(2) کسی بھی ایسے اشتہار کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

(i) جو ملک میں بغاوت، لاقانونیت یا تشدد کو فروغ دے رہا ہو۔

(ii) جو آئین پاکستان یا کسی مروجہ قانون کی کسی شق کے خلاف ہو۔

(iii) جو لوگوں کو جرم پر ابھارنے والا یا انتشار، تشدد یا قانون کی خلاف ورزی کا سبب بننے والا ہو یا کسی بھی حیثیت سے تشدد اور بے حیائی کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہو۔

(iv) جو حرام کاری، شہوت پرستانہ خیالات یا شراب نوشی یا غیر اسلامی اقدار کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہو۔

(v) جو تاریخی حقائق، ملکی روایات یا کسی قومی رہنما یا کسی ملکی شخصیت کی ذات یا شخصیت کو مسخ کرنے والا ہو۔

(vi) جو نسلی، ملکی، مقامی، علاقائی یا گروہی تعصب کو ہوا دینے والا ہو۔

(vii) جو معاشرتی عدم مساوات کو فروغ دینے والا ہو یا انسانی وقار اور محنت کی عظمت کے خلاف ہو۔

(viii) جو گھر، خاندان اور شادی کے تقدس کے خلاف ہو۔

(ix) جو کلی طور پر یا زیادہ تر مذہبی یا سیاسی نوعیت کا ہو۔

(x) جو لوگوں کو کسی موضوعات یا ان کے کسی اجزاء کے بارے میں یہ باور کرانے والا ہو کہ ان میں کوئی خاص خوبی یا خاصیت موجود ہے۔ جسے ثابت نہ کیا جا سکے۔

(3) مشتہر شدہ اشیاء یا خدمات انسانی صحت کے لئے ضرر رساں نقص کی حامل نہیں ہوں گی۔ اشیاء کے بارے میں گمراہ کن دعوے نہیں کئے جائیں۔

(4) زیادہ تر بچوں کے پسندیدہ اشتہار بچوں کو یا ان کے والدین کو کسی خاص برانڈ کی اشیا خریدنے پر نہیں ابھاریں گے۔

(5) سارے اشتہارات واضح طور پر قابل شناخت اور پروگراموں سے علیحدہ ہونے چاہیں اور کسی بھی حیثیت سے خبروں یا دستاویزی مواد کے مشابہ نہیں ہونے چاہیں۔

جرائم اور سزائیں

پیمرا آرڈیننس کی دفعہ نمبر ۳۳ کی رو سے پیمرا آرڈیننس کی کسی شق کی خلاف ورزی پر نشریات جاری کرنے والے یا کیبل ٹیلی ویژن آپریٹر کو یا اس کی خلاف ورزی پر ابھارنے والے کو 10 لاکھ روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔ ایسے جرم کے دوبارہ ارتکاب پر وہ تین سال تک قید یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا اور اگر ایسے جرم کا ارتکاب کسی غیر لائسنس یافتہ شخص نے کیا ہو تو وہ چار سال تک قید یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

مجاز عدالت

پیمرا آرڈیننس کی دفعہ نمبر۳۴ کی رُو سے اس آرڈیننس کے تحت کسی جرم کی سماعت پیمرا یا اس کے کسی مجاز افسر کی تحریری شکایات پر مجاز عدالت ہی کر سکتی ہے۔ دفعہ نمبر ۳۵ کی رُو سے کم از کم مجسٹریٹ درجہ اول ایسے کسی جرم کی سماعت کا مجاز ہے۔ اسی طرح ایسے کسی جرم پر وہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۲ کے تحت حاصل اختیارات سے زیادہ سزا دینے کا بھی مجاز ہے۔

کمپنیوں سے سرزد جرائم

پیمرا آرڈیننس کی دفعہ نمبر۳۶ کی رُو سے اگر اس آرڈیننس میں مذکور کسی جرم کا ارتکاب کسی ایسے شخص نے کیا ہو جو کسی کمپنی کے امور کا ذمہ دار ہو تو وہ اس کے لئے قصوروار گردانا جائے گا اور اگر اس آرڈیننس کے تحت کسی جرم کی قصوروار کمپنی، کارپوریشن یا فرم ہو تو اس کا ہر ڈائریکٹر، حصہ دار یا ملازم اس جرم کا قصوروار ہوگا جب تک کہ وہ یہ ثابت نہ کرے کہ جرم کا ارتکاب اس کے علم یا تائید کے بغیر کیا گیا ہے۔

مزید وضاحت اور معلومات کیلئے حسب ذیل پتے پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

سیکرٹری پیمرا

فون نمبر:9222305

فیکس نمبر:9219634

ای میل:info@pemra.gov.pk

ریسرچ آفیسر۔I

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر:051-9208752

فیکس نمبر:051-9214416

ای میل:ljcp@ljcp.gov.pk

چولہا پھٹنے کے واقعات عدالت عالیہ کے فیصلہ کے تناظر میں

کوئی فرد جو کسی ایسے فعل یا ترک فعل کا ارتکاب کرے جو کسی جرم کے زمرہ میں آتا ہو تو وہ تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کے تحت قابل مواخذہ ہوگا۔ چولہا پھٹنے کے واقعات کے پیچھے بھی بعض اوقات ایسے محرکات ہوتے ہیں مثلاً عورت کی معاشی کم مائیگی، جہیز کا کم لانا یا میاں بیوی کے گھریلو جھگڑے جن میں عورت کے کردار پر شک بھی شامل ہے جن کی بناء پر عورت کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور چولہا پھٹنے کے واقعات اس قسم کے تشدد کی بدترین مثال ہے۔ اگرچہ کسی ایسی روزمرہ استعمال کی چیز کا فنی خرابی کی وجہ سے ناکارہ ہو جانا اور اس میں استعمال کرنے والے کو نقصان پہنچ جانا بعید از قیاس نہیں تاہم جس تواتر سے یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں ان میں کسی مجرمانہ فعل کے نتیجہ پر اثر انداز ہونا، نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

ان حالات میں خواتین جو معاشرتی دباؤ کا شکار ہوتی ہیں تھانہ کا رخ نہیں کرتیں اور جو خواتین حوصلہ کر کے ایسا کرتی بھی ہیں تو انھیں دوبارہ اس قسم کے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ چولہا پھٹنے یا تیزاب سے جھلنے کے اکثر واقعات قتل یا اقدام قتل کے زمرہ میں آتے ہیں۔

قانون و انصاف کمیشن نے عوام کی آگہی کے لئے اس سلسلہ میں جو اقدام اٹھائے ہیں ان میں ایک قدم اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں پر مبنی ایسے مقدمات کو عوام کیلئے شائع کرنا بھی شامل ہے جو عوامی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ تاکہ عوام میں شعور اور اپنے حقوق سے آگاہی پیدا ہو۔ اسی قسم کا واقعہ جس کا لاہور ہائی کورٹ نے از خود نوٹس (Suo-moto) لیا ہے۔ وہ مقدمہ بعنوان ریاست بنام سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور مطبوعہ (PLD 1991-LHR-224) ہے۔ عدالت عالیہ نے وقوعہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے اہم نکات برائے راہ نمائی وضع کئے ہیں وہ بے حد اہمیت کے حامل ہیں۔ جنہیں عوام کی رہنمائی کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔

عدالت عالیہ کے مشاہدہ کے مطابق گذشتہ کئی سالوں سے ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں جن میں کسی خاتون کو زندہ جلائے جانے یا جلا دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایسے واقعات کو اکثر چولہا پھٹنے کا نام دیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں وقوع پذیر مضروبہ کو نہ ہی مناسب طبی سہولیات دی جاتی ہیں اور نہ قانونی مدد۔ اس قسم کے واقعات میں دو طرح کے سوالات سامنے آتے ہیں کہ آیا اس قسم کے واقعات واقعی چولہا میں کسی قسم کی فنی خرابی کی وجہ سے ہوتے ہیں یا اس قسم کے واقعات قتل کے زمرہ میں آتے ہیں جو کہ تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء کے تحت قابل مواخذہ جرم ہیں۔

حالات چاہے کچھ بھی ہوں اس قسم کے واقعات کا تناسب بلند ہو رہا ہے جس میں خواتین کی اموات واقع ہو جاتی ہیں اور متاثرہ خاندان مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں عدالت کے فیصلہ کے مطابق اس قسم کے واقعات میں دو طرح کی

ذمہ داریاں عائد ہوسکتی ہیں، اول مالی ذمہ داری (Civil Liabilty) اور دوم تعزیرات پاکستان کے تحت جرم (Criminal Liabilty)۔ عدالت کے فیصلہ کے مطابق ہدایت کی گئی ہے کہ جیسے ہی کسی ایسے مریض کو جو کہ آگ سے جھلس گیا ہو ہسپتال پہنچایا جائے تو متعلقہ ہسپتال کا میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈیوٹی پر موجود کسی ڈاکٹر کے ذریعہ اس کا بیان ریکارڈ کروائے کیونکہ اکثر یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ ایسے حادثات کا شکار ہونے والے افراد پولیس کو اطلاع ہونے اور ضابطہ کی کارروائی کے آغاز تک لقمہ اجل بن چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ انتظار کئے بغیر موقع پر موجود ڈاکٹر ایسے فرد کا بیان ریکارڈ کرنے کے بعد اس کے بیان کی ایک نقل متعلقہ پولیس اسٹیشن کے انچارج (S.H.O) کے حوالے کرے۔ اگر ایسے حادثات کا شکار ہونے والا مضروب اس حالت میں نہ ہو کہ وہ اپنا بیان قلمبند کروا سکے، تو موقع پر موجود ڈاکٹر فوری طور پر متعلقہ تھانہ کے انچارج (S.H.O) کو اس بارے میں اطلاع کرے گا تاکہ وہ موقع پر پہنچ جائے اور وہ اسی وقت ہسپتال میں مضروب کے قریبی رشتہ داروں کا بیان لے سکے۔ لیکن اگر وہ خاتون شادی شدہ ہو تو انچارج پولیس اسٹیشن (S.H.O) اس کے والدین میں سے کسی ایک کا بیان قلمبند کرے گا اور ساتھ ہی اس کے سسرالی رشتہ داروں میں سے بھی کسی ایک کا بیان قلمبند کرے گا۔

اگر اس وقوعہ میں اس بات کا ذرا بھی شبہ ہو کہ یہ قتل کا وقوعہ ہے تو انچارج پولیس اسٹیشن (S.H.O) زیر دفعہ ۱۵۴ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء ایف۔ آئی۔ آر (F.I.R) درج کرے گا۔ بصورت دیگر وہ روزنامچہ میں رپورٹ درج کرے گا اور زیر دفعہ ۱۷۴ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء (Criiminal Procedure Code) انکوائری کرے گا۔ دونوں صورتوں میں وہ اس چولہے، جس کی وجہ سے وقوعہ پیش آیا ہو، کو اپنے قبضہ میں لے گا۔ تاکہ اس کی کارکردگی اور معیار کی جانچ پڑتال کر سکیں۔ اگر چولہے میں نقص پایا گیا تو انچارج پولیس اسٹیشن (S.H.O) زیر دفعہ 336، 304-A، 304 تعزیرات پاکستان چولہا بنانے والے (Manufactures) اور فروخت کنندہ (Distributor) کے خلاف مقدمہ درج کرے گا اور اس قانون کے مطابق اس پر کارروائی کی جائے گی، اور ایف۔ آئی۔ آر (F.I.R.) کی ایک نقل علاقہ مجسٹریٹ کو فوری طور پر ارسال کرے گا۔

اس فیصلہ کے مطابق محکمہ صحت (Health Department)/انچارج ہسپتال ایسے افراد کو جو چولہا پھٹنے سے جھلس گئے ہوں، کو خاص توجہ اور مفت طبی سہولیات بہم پہنچائے گا جیسے کہ سڑک پر ہونے والے حادثات اور ریلوے حادثات کی صورت میں ہوتا ہے۔ صوبائی حکومت، کمشنر یا موجودہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر (D.C.O) اس قسم کے واقعات میں موت کا شکار ہونے والے افراد کی تدفین کا خرچہ فوری طور پر اس کے والدین / ساس سسر، کو دلائے گا۔ کیونکہ اکثر اس قسم کے واقعات کا شکار ہونے والے خاندان فوری طور پر رقم کا بندوبست نہیں کر سکتے۔

اس فیصلہ کے ذریعہ انسپکٹر جنرل پولیس کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایک سیل قائم کرے جو ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے اقدامات کرے جن کی وجہ سے آج تک سینکڑوں کی تعداد میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ خواتین اپنی جان کی بازی ہار چکی ہیں، جو کہ ایسے غیر معیاری چولہے کے استعمال سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ انچارج پولیس اسٹیشن اس بات کو بھی یقینی بنائے گا کہ کسی بھی ایسے حادثہ، جس میں چولہا پھٹنے کی وجہ سے کوئی جھلس جائے یا شدید زخمی ہو جائے، تو اس قسم کا ذمہ دار شخص بچ کر نہ جا سکے۔

تفتیشی افسر یا علاقہ مجسٹریٹ اس رپوٹ کی ایک نقل محکمہ صنعت (Department of Industry) انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائے گا تا کہ ایسا چولہا بنانے والے کے خلاف مناسب کاروائی عمل میں لائی جا سکے۔ متعلقہ افسر اس بات کو بھی یقینی بنائے گا کہ آیا ایسی مصنوعات بنانے والی فرم رجسٹرڈ ہے۔ اور بمطابق قانون اُس نے تمام احتیاطی تدابیر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس کی کوالٹی اور معیار میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ بصورت دیگر مصنوعات کی مارکیٹ میں فروخت بند کر دی جائے گی۔

جہاں تک مالی ذمہ داری کا تعلق ہے تو ایسی مصنوعات بنانے والوں کے خلاف ہرجانہ کے دعوی کی صورت میں ادائیگی کورٹ فیس آڑے آتی ہے۔ اس سلسلہ میں مشاہدہ یہ کہتا ہے کہ لوگ اس قسم کے واقعات میں مقدمہ برائے معاوضہ دائر کرنے سے ہچکچاتے ہیں کیونکہ کورٹ فیس کی رقم ان کی حوصلہ شکنی کرتی ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ جہاں کہیں ایسا مقدمہ برائے معاوضہ دائر کیا جائے جس میں واقعہ چولہا پھٹنے سے متعلق یا فنی خرابی سے ہو تو ان حالات میں دعوی دائر کرنے کے لئے کورٹ فیس کو دفعہ ۳۵ کورٹ فیس ایکٹ مجریہ ۱۸۷۰ء معاف ہونی چاہیے تا کہ اس قسم کے حادثات کا شکار ہونے والے افراد یا ان کی موت کی صورت میں ان کے ورثاء معاوضہ کی ادائیگی کے لئے مناسب کاروائی عمل میں لائی جا سکے۔

اس قسم کے حادثات میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ متوفی پوسٹ مارٹم کرانے کے لئے تیار نہیں ہوتے لیکن مرگ کی وجوہ جاننے کے لئے بعض اوقات پوسٹ مارٹم ضروری ہو جاتا ہے اس لئے اگر اس بات میں ذرا سا بھی شبہ ہو کہ یہ حادثہ قتل کے زمرہ میں شمار ہوتا ہے تو ایسی صورت میں پوسٹ مارٹم کرانا ضروری ہے۔

اس قسم کے حادثات/واقعات کی روک تھام کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ عدالت نے اس حکم کی نقل صوبائی حکومت، محکمہ پولیس، محکمہ صحت، ضلعی انتظامیہ اور دیگر حکومتی مشینری کو بھجوائی جائے تا کہ ان ہدایات پر مناسب عمل درآمد کروایا جائے۔

جہاں تک فوجداری ذمہ داری کا تعلق ہے ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے حال ہی میں حکومت نے ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء (Criminal Procedure Code 1898) میں ایک نئی دفعہ 174-A ایزاد کی ہے

جس کے تحت ایسے واقعات کی دادرسی کا طریقہ کار دیا گیا ہے۔ مذکورہ دفعہ کے تحت کوئی بھی ایسی خاتون یا فرد جو ایسے حادثات کا شکار ہونے کے نتیجہ میں جھلس جائے، اس کا چہرہ، ہاتھ پاؤں یا جسم کے کسی حصہ کو تیزاب سے بگاڑ دیا جائے یا مٹی کے تیل سے جلا دیا جائے تو ایسی صورت میں مضروب کو فوری طور پر کسی قریبی ہسپتال کے میڈیکل آفسر کے پاس لایا جائے گا جس کو کسی صوبائی حکومت نے نامزد کیا ہو اور ساتھ ہی متعلقہ تھانہ انچارج کو مطلع کیا جائے گا تا کہ وقوعہ اس کے علم میں آ جائے۔ میڈیکل آفسر اور تھانہ کا انچارج مضروب کا بیان ریکارڈ کریں گے تا کہ ان حالات کا تعین ہو سکے جن میں زخم وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ تاہم اگر مضروب کی حالت ایسی ہو کہ وہ دوبارہ بیان دے سکتا ہو تو مجسٹریٹ ایک اور بیان ریکارڈ کرے گا اور اس بات کی تسلی کرے گا کہ مضروب کسی بھی قسم کے خوف یا دباؤ کے تحت کوئی بیان تو نہیں دے رہا ہے۔ ایسے بیان کی نقل فی الفور متعلقہ سیشن جج، ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور متعلقہ انچارج تھانہ کو بھیجے گا۔ تا کہ مناسب کاروائی بمطابق ضابطہ فوجداری عمل میں لائی جا سکے۔ جیسے کہ ذکر کیا گیا ہے کہ اگر مضروب بیان دینے کے قابل نہ ہو یا اس کی حالت اس بات کی اجازت نہ دیتی ہو کہ وہ مزید بیان ریکارڈ کروا سکے تو موقع پر موجود میڈیکل آفسر کا ریکارڈ کردہ بیان مجسٹریٹ یا متعلقہ عدالت سماعت (Trial Court) کو بھیجا جائے گا۔ ایسی صورت میں اگر مضروب کی موت واقع ہو جائے تو اس بیان کو جو کہ ریکارڈ ہوا تھا بیان نزعی کے طور پر بطور شہادت پڑھا جائے گا۔

مزید وضاحت اور معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9209412 , 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

شادی کے موقع پر بے جا تصرف اور نمود و نمائش کی ممانعت کا ایکٹ ۲۰۰۳ء صوبہ پنجاب

شادی معاشرے کے سماجی ڈھانچے کا ایک انتہائی اہم جزو ہے اور یہ عمومی معاشرتی رویوں میں ترتیب اور اعتدال لے کر آتا ہے۔ لیکن معاشرہ بعض مختلف قسم کے رواجوں کے زیر تسلط ہوتا ہے جو معاشرہ میں بگاڑ پیدا کرنے اور بے شمار مسائل کا باعث بنتے ہیں۔ ان رواجوں میں سے ایک رواج شادی کی مختلف تقریبات میں بے جا تصرف اور نمود و نمائش کا ہے۔ حکومت نے شادی کے موقع پر بے جا تصرف اور نمود و نمائش کو روکنے کے لئے حکومتی سطح پر اقدامات کیے ہیں اس ضمن میں ایک قانون، پنجاب میں شادی کے موقع پر بے جا تصرف اور نمود و نمائش کی ممانعت کا ایکٹ ۲۰۰۳ء (Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wastful Expenses) Act, 2003) منظور کیا گیا ہے جس کا بنیادی مقصد شادی اور دیگر تقریبات میں غیر ضروری اور بے جا تصرف کو روکنا ہے

اس قانون کی دفعہ (c)۲ کی رو سے شادی سے مراد باضابطہ نکاح (formal wedding) سے قبل اور بعد تمام تقریبات، چاہے وہ مذہبی رسوم ہوں یا سماجی، شامل ہیں۔ مثلاً مایوں، مہندی، بارات، نکاح، رخصتی، ولیمہ اور دیگر متعلقہ رسومات۔

نمود و نمائش کی ممانعت

اس قانون کی دفعہ ۳ کی رو سے کوئی بھی شخص اپنی شادی یا کسی دوسرے شخص کی شادی کے موقع پر مندرجہ ذیل افعال سرانجام نہیں دے سکتا ہے۔

(۱) گھر یا عمارت جہاں شادی منعقد ہو رہی ہو، کے علاوہ کسی گلی، سڑک، عوامی پارک یا کسی دیگر جگہ پر روشنیوں اور قمقموں سے سجاوٹ نہیں کر سکتا۔

(۲) نہ صرف خود بلکہ شادی کی تقریب میں شریک کسی بھی شخص کو پٹاخے چلانے اور ہوائی فائر کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

(۳) آتش بازی نہ خود کر سکتا ہے اور نہ شادی کی تقریب میں شریک کسی دوسرے شخص کو اس کی اجازت دے سکتا ہے۔

(۴) شادی کے موقع پر دیے جانے والے جہیز کی نمائش نہ خود کرسکتا ہے اور نہ ہی کسی کو اس کی اجازت دے سکتا ہے۔

بے جا اخراجات پر پابندی

اس قانون کی دفعہ۴ کی رو سے کوئی بھی شخص اپنی یا کسی دوسرے شخص کی شادی کی تقریب میں ماسوائے ولیمہ کلب، ہوٹل، ریسٹورنٹ، شادی ہال، کمیونٹی سنٹر، کمیونٹی پارک، یا دیگر کسی جگہ پر ماسوائے سوپ یا گرم اور ٹھنڈے مشروبات کے کسی قسم کا کھانا یا دوسری اشیاء خوردنی پیش نہیں کرسکتا ہے۔

ولیمہ پر اگر مہمانوں بشمول میزبان کی تعداد زیادہ سے زیادہ تین سو ہو تو ایک ڈش کھانا کھلایا جا سکتا ہے۔ ایک ڈش کھانا سے مراد ایک قسم سالن و چاول اور روٹی یا نان کے ساتھ ایک میٹھی ڈش ہے۔ ولیمہ پر اگر مہمانوں بشمول میزبانوں کی تعداد تین سو سے زائد ہو تو ماسوائے سوپ یا گرم یا ٹھنڈا مشروب کے کسی قسم کا کھانا پیش نہیں کیا جا سکتا ہے۔

شادی میں شریک اہل خانہ یا مہمانوں کو گھر کی چار دیواری کے اندر کھانا کھلانے پر کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ اس قانون کی دفعہ ۵ کی رو سے کوئی بھی شخص جو ہوٹل، ریسٹورنٹ، شادی ہال، کمیونٹی سینٹر یا کلب کا مالک ہو یا ایسا شخص جو غذا یا دیگر اشیاء فراہم کرتا ہو نہ صرف خود بلکہ کسی دوسرے شخص کو شادی یا دیگر تقریبات میں کھانا یا دیگر اشیاء خوردنی پیش کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا ماسوائے ولیمہ کے مگر شرط یہ ہے کہ ولیمہ میں شریک مہمانوں بشمول میزبانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ تین سو ہو۔

اس قانون کی دفعہ ۶ کی رو سے حکومت بذریعہ نوٹیفکیشن جو سرکاری جریدے میں شائع ہو گا ہر یونین، تحصیل یا قصبہ کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دے گی جو اس ایکٹ کے نفاذ کے لئے مقرر افعال سرانجام دے گی۔

اس قانون کی دفعہ ۷ کے تحت ضلعی سطح پر ضلعی معاون افسر (district co-ordination officer) تحصیل یا قصبہ کی سطح پر تحصیل میونسپل افسر یا قصبہ میونسپل افسر، یونین کونسل کی سطح پر سیکریٹری یونین کونسل، صوبائی سطح پر مقامی حکومت اور دیہی ترقیاتی ادارہ اس ایکٹ کے نفاذ میں مذکورہ کمیٹی کے تعاون سے ہر ممکن اقدام کرے گا۔

قانون کی خلاف ورزی کی سزا

دفعہ ۸ کی رو سے جو شخص اس قانون کی دفعات ۳، ۴ اور ۵ کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا وہ کم از کم ایک لاکھ اور زیادہ سے زیادہ تین لاکھ روپے تک جرمانہ کا مستوجب ہوگا۔

مزید یہ کہ اس قانون کی دفعہ ۹ کے تحت کوئی عدالت، مقررہ اتھارٹی یا کمیٹی کی تحریری شکایت کی غیر موجودگی میں اختیار سماعت نہیں رکھتی ہے۔

مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

ڈپٹی سیکریٹری I

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9214506

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان اوراس کی ذمہ داریاں

سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان سے پہلے کارپوریٹ لاء اتھارٹی کارپوریٹ سیکٹر سے متعلق قوانین روبہ عمل لانے کیلئے ۱۹۸۱ء سے قائم تھی تاہم فنانس منسٹری سے ملحق ایک حکومتی ادارہ ہونے کی وجہ سے اسے وہ مالی اور انتظامی اختیارات حاصل نہیں تھے جو مالیاتی سیکٹر کی ترقی میں مدومعاون ایک انضباطی ڈھانچے کیلئے ضروری ہیں۔ خصوصاً ۱۹۹۰ء کے دوران سرعت کے ساتھ مارکیٹ میں وسعت آنے کی وجہ سے شدت سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ایک ایسے خودمختار انضباطی ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے جسے مکمل عملیاتی اور انتظامی اختیارات حاصل ہوں چنانچہ سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان ایکٹ ۱۹۹۷ (Securities and Exchange Commission of Pakistan Act, 1997) کے تحت کارپوریٹ لاء اتھارٹی کی جگہ سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا جس نے یکم جنوری ۱۹۹۹ء سے کام شروع کیا۔ اسکا صدر دفتر اسلام آباد میں ہے اور اسے حسب ضرورت ملک کے اندر کسی بھی دیگر مقام پر دفتر کھولنے یا اسے بند کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

کمیشن کی تشکیل

مذکورہ ایکٹ کی دفعہ ۵ کی رو سے کمیشن اس کے چیئرمین سمیت اتنے کمشنر صاحبان پر مشتمل ہوگا جو وفاقی حکومت مقرر کرے گی تاہم یہ تعداد پانچ (۵) سے کم اور سات (۷) سے زیادہ نہیں ہوگی جنکی اکثریت پرائیویٹ سیکٹر سے لی جائے گی۔ دفعہ ۶ (۲) کی رو سے کمشنر صاحبان کمیشن کے بنائے ہوئے ضوابط کے تابع کمیشن سے متعلق ذمہ داریاں ادا کرنے میں چیئرمین کی معاونت کریں گے۔

سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج پالیسی بورڈ

دفعہ ۱۲ کے تحت وفاقی حکومت ایک سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج پالیسی بورڈ مقرر کرے گی جو ۹ ممبران پر مشتمل ہوگا۔ ان میں سے پانچ ممبران بربنائے عہدہ سیکرٹری فنانس ڈویژن، سیکرٹری لاء ڈویژن، سیکرٹری کامرس ڈویژن، کمیشن کے چیئرمین اور گورنر سٹیٹ بینک کے نامزد کردہ ڈپٹی گورنر سٹیٹ بینک ہونگے اور چار ممبران کا تقرر وفاقی حکومت اچھی شہرت، مہارت اور تجربے کی بنیاد پر پرائیویٹ سیکٹر کے اداروں سے کرے گی۔

کمیشن کے ملازمین اور مشیروں کا تقرر

دفعہ ۸ کے تحت کمیشن بورڈ کی منظوری سے قواعد وضوابط وضع کرتی ہے جنکے تحت کمیشن کے ملازمین کا تقرر اور انکے خلاف انضباطی کاروائی عمل میں آتی ہے۔ اسی طرح دفعہ ۹ کی رو سے کمیشن بورڈ کے مشورے سے وضع کی گئی پالیسی کے مطابق کسی بھی کاروبار یا زیر اختیار کسی بھی کام یا ذمہ داری کی ادائیگی کیلئے یا اس ایکٹ کے مقاصد کی بہتر تنفیذ کیلئے مشیروں اور ایجنٹوں بشمول تکنیکی اور پیشہ وارانہ معاملات سے متعلق مشیروں، بنکاروں، سٹاک مارکیٹ کے دلالوں (stock brokers)، سروے کرنے والوں، اکاونٹینٹس اور وکلاء وغیرہ کا تقرر عمل میں لا سکتی ہے۔

اطلاع کی فراہمی

دفعہ ۱۱ کے مطابق کمیشن اس ایکٹ کے تحت کسی بھی ذمہ داری کی بجا آوری کیلئے اختیار کی گئی یا تجویز کی گئی پالیسی کی اطلاع وقتاً فوقتاً وفاقی حکومت یا بورڈ کے حسب مطالبہ انھیں فراہم کرے گا۔

کمشنر یا ممبر کا اپنے مفاد کو عیاں کرنا

دفعہ ۱۶ کی ذیلی دفعہ ۱ کی رو سے اس دفعہ اور متصل مابعد دفعہ کے مقاصد کیلئے کسی بھی فرد کے بارے میں تصور کیا جائے گا کہ کسی معاملے کے ساتھ اسکا مفاد وابستہ ہے جب اسکا اس معاملے کے ساتھ مالی یا دوسرا ایسا مفاد وابستہ ہو جس نے اس ایکٹ کے تحت اس پر عائد ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں اس کی ایمانداری کو مشکوک بنا دیا ہو حتیٰ کہ ایسے کسی معاملے پر اس کا غیر جانبدارانہ غور یا فیصلہ یا اسکی غیر متعصبانہ رائے ناقص تصور کی جاسکتی ہو۔

(۲) ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے اگر کسی کمشنر یا ممبر کا کسی ایسے معاملے سے کوئی مفاد وابستہ ہو جو کمیشن، بورڈ یا کسی کمیٹی میں زیر بحث یا زیر تصفیہ ہو تو وہ اسکے زیر بحث آنے سے پہلے کمیشن، بورڈ یا کمیٹی کو، جیسی بھی صورت ہو، تحریری طور پر اپنے وابستہ مفاد، اسکے حقائق اور نوعیت افشاء کرے گا۔

(۳) ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے ذیلی دفعہ ۲ کے تحت مفاد کے افشاء کئے جانے کی بات اس معاملے پر کسی بھی بحث یا فیصلے سے پہلے کمیشن، بورڈ یا کمیٹی جیسی بھی صورت ہو، کی روداد میں محفوظ کی جائے گی اور ایسی صورت میں ایسا کمشنر یا ممبر، کمیشن، بورڈ یا کمیٹی کے غور وخوض یا تصفیے میں نہ تو حصہ لے گا اور نہ موجود رہے گا اور نہ کمیشن، بورڈ یا کمیٹی جیسی بھی صورت ہو، کے کورم کی تکمیل کیلئے اسکا اعتبار کیا جائے گا۔

(۴) ذیلی دفعہ۴ کی رو سے کوئی بھی کمشنر یا ممبر جو اس دفعہ کے تقاضوں کے مطابق اپنے مفادات افشاء نہ کرے تو وہ جرم کا قصوروار ہوگا اور سزایاب ہونے پر ایک سال تک کیلئے سزائے قید اور دس لاکھ روپے تک جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

(۵) ذیلی دفعہ۶ کی رو سے ہر کمشنر وفاقی حکومت کو سارے ایسے بلاواسطہ یا بالواسطہ مالی مفادات کے بارے میں تحریری اطلاع دیگا جو اسے پاکستان میں کاروبار کرنے والے کسی کارپوریٹ باڈی میں حاصل ہوں یا حاصل کر رہا ہو۔ ایسے مفادات کی نوعیت اور متعلقہ دیگر تفصیلات کمیشن کی سالانہ رپورٹ میں ظاہر کی جائیں گی۔

(۶) ذیلی دفعہ۷ کی رو سے اگر کمیشن کے چیئرمین کے علم میں یہ بات آئے کہ کسی کمشنر کا کسی معاملے کے ساتھ کوئی مفاد وابستہ ہے اور اس کے نزدیک اس معاملے کو نمٹانے میں اس کمشنر کا حصہ لینا یا اپنی شرکت کو جاری رکھنا مناسب نہ ہو تو وہ اسے اس سلسلے میں ضروری ہدایات جاری کرے گا جنکی وہ تعمیل کرے گا اور کسی بھی دوسری صورت میں چیئرمین کمشنر کے مفاد کو معاملے سے وابستہ افراد پر افشاء کرے گا، بشمول کسی بھی ایسے فرد کے جس کی درخواست کمیشن کے تصفیے کیلئے معرض التواء میں ہو۔

(۷) ذیلی دفعہ۹ کی رو سے اگر ایسا کمشنر بحیثیت چیئرمین فرائض انجام دے رہا ہو تو وہ اپنا مفاد معاملے سے وابستہ افراد پر عیاں کرے گا، بشمول کسی بھی ایسے فرد، کے جسکی درخواست کمیشن کے تصفیے کیلئے معرض التوا میں ہو۔

(۸) ذیلی دفعہ۱۰ کی رو سے ذیلی دفعہ ۷ کے باوجود چیئرمین یا کمشنر، جسکا کسی معاملے کے ساتھ کوئی مفاد وابستہ ہو، اس معاملے کا تصفیہ کرنے میں حصہ نہیں لے گا اور نہ اس میں اپنی شرکت جاری رکھے گا تاوقتیکہ اس معاملے سے وابستہ ہر فرد چیئرمین یا کمشنر کو، جیسی بھی صورت ہو، اسکی اجازت نہ دے دے۔

کمیشن کا ممبر یا کمشنر بننے کیلئے عدم اھلیت

دفعہ۱۸ کی رو سے کوئی بھی ایسا فرد بطور ممبر یا کمشنر تعینات نہیں کیا جائے گا، نہ کوئی ایسا ممبر یا کمشنر اپنے عہدے پر قائم رہے گا۔

(الف) جو کسی اخلاقی جرم میں سزایاب ہوا ہو۔

(ب) جو دیوالیہ ہوا ہو یا دیوالیہ قرار پا گیا ہو۔

(ج) جو جسمانی، عضویاتی یا ذہنی طور پر موزوں نہ ہونے کی وجہ سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کا اھل نہ ہو جبکہ وفاقی حکومت کے مقرر کردہ رجسٹرشدہ ڈاکٹر نے اسے ایسا قرار دیا ہو۔

(د) جو ممبر ہوتے ہوئے بورڈ سے رخصت لئے بغیر مسلسل اسکی تین اجلاسوں سے غیر حاضر رہا ہو اور ممبر بر بنائے عہدہ ہونے کی صورت میں دفعہ ۱۲(۵) کے مطابق کسی دوسرے شخص کو بطور ممبر تعینات کرنے میں ناکام رہا ہو۔

(ڈ) جو اس ایکٹ کے مطابق مقررہ وقت میں مفادات کے تصادم کو عیاں کرنے میں ناکام رہا ہو یا ناجائز طور پر کسی معلومات کو افشاء کرنے سے متعلق اس ایکٹ کی دفعات کی خلاف ورزی کی ہو۔

کمیشن کے اختیارات اور ذمہ داریاں

سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان ایکٹ کی دفعہ ۳(۲) کی رو سے کمیشن کو کسی بھی قسم کا معاہدہ کرنے اور کسی بھی قبیل کی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کی ملکیت حاصل کرنے یا اس سے دستبردار ہونے یا اسے منتقل کرنے، حوالے کرنے یا گروی رکھنے وغیرہ کا کوئی معاملہ کرنے کا اختیار حاصل ہے اسی طرح دفعہ ۲۰ کی ذیلی دفعہ ۱ کی رو سے کمیشن کو وہ سارے اختیارات حاصل ہونگے جو اس ایکٹ کے تحت اس پر عائد ذمہ داریوں کی انجام دہی کیلئے ضروری ہیں۔

(۲) ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے کمیشن اپنی ذمہ داریوں کے پیش نظر اور اپنے اختیارات کے بہتر استعمال کیلئے جیسے مناسب سمجھے ادارے کو شعبوں، ذیلی شعبوں، اور شاخوں میں تقسیم کر سکتی ہے۔

(۳) ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے کمیشن وقتاً فوقتاً ان معاملات کی نشاندھی کرے گی جو پالیسی سے متعلق فیصلوں کیلئے بورڈ کو مطلوب ہوتے ہیں اور پالیسی سے متعلق اپنی سفارشات بورڈ کے غور کیلئے پیش کرے گی۔

(۴) ذیلی دفعہ ۴ کی رو سے کمیشن حسب ذیل امور کی انجام دہی کی ذمہ دار ہوگی۔

(الف) سیکورٹیز سے متعلق معاملات کو منضبط (regulate) کرنا۔

(ب) سٹاک ایکسچینج، کموڈٹی ایکسچینج کے کاروبار اور کسی بھی دیگر سیکورٹی مارکیٹوں کو منضبط کرنا۔

(ج) کسی مرکزی گودام اور سٹاک ایکسچینج کی مال چھڑانے کی ایجنسی (clearing house) کے معاملات کی نگرانی کرنا۔

(د) سٹاک بروکرز، انتقال حصص کے ایجنٹوں، کسی معاملے کے بنکاروں (bankers to an issue)، وثائق اعتبار کے متولیوں، تمسکات کے اجراء کے رجسٹراروں (registrars to an issue) بیمہ کاروں، پورٹ فولیو منیجروں، (portfolio managers) سرمایہ کاری کے مشیروں (investment advisers) اور اسطرح کے دوسرے ایجنٹوں (intermediaries) کو رجسٹر کرنا اور انکے کام کو منضبط کرنا۔

(ڈ) مشترک سرمایہ کاری سکیموں کو رجسٹر کرنے کیلئے ضوابط تجویز کرنا اور انکے کام کو منضبط کرنا بشمول یونٹ ٹرسٹ سکیموں کے۔

(ذ) خود انضباطی تنظیموں (self regulatory organizations) بشمول سیکورٹیز کی صنعت اور دیگر متعلقہ تنظیموں (organizations) جیسے سٹاک ایکسچینج، میوچل فنڈ اور لیزنگ کمپنیوں وغیرہ کی ایسوی ایشنز کو ترقی دینا اور انھیں منضبط (regulate) کرنا۔

(ر) سیکورٹی مارکیٹوں میں جعل سازی پر مبنی اور غلط کاروبار کے طریقوں کو ممنوع قرار دینا۔

(ڑ) سرمایہ کاروں کو ترقی دینا اور سیکورٹی مارکیٹوں کے ایجنٹوں کی تعلیم و تربیت کرنا۔

(ز) اس ایکٹ اور کمپنیز آرڈیننس سے متعلق معاملات کی تفتیش کا اھتمام کرنا بالخصوص کمپنی کی سیکورٹیز کا کاروبار کرنے والے کمپنی کے اندر کے فرد (insider) کی تفتیش کرنے اور مجرموں پر مقدمہ چلانے کے مقاصد کیلئے۔

(س) حصص کے واقعی حصول، کمپنیوں کے ادغام اور انکی ذمہ داری اُٹھانے کے معاملات کو منضبط کرنا۔

(ش) کمپنیوں، (body corporate)، کارپوریٹ اداروں اور سیکورٹی مارکیٹوں سے متعلق قوانین پر غور و خوض کرنا اور ان میں اصلاحات تجویز کرنا اور اسطرح کمپنیوں، کارپوریٹ اداروں، سٹاک ایکسچینجز یا کلیرنگ ھاؤسز (clearing houses) کے انتظام اور قواعد و ضوابط میں مناسب تبدیلی کرنا۔

(ص) پاکستان میں سرمایہ مارکیٹ اور کارپوریٹ سیکٹر کو منظم طریقے سے ترقی دینے کی حوصلہ افزائی کرنا۔

(ض) اس ذیلی دفعہ میں مذکور معاملات پر تحقیق کا اھتمام کرنا۔

(ط) کارپوریٹ لاء اتھارٹی کی ایسی ذمہ داریاں ادا کرنا اور اسکے ایسے اختیارات استعمال کرنا بشمول ان اختیارات کے جو اسے کمپنی آرڈیننس، سیکورٹی ایکسچینج، مضاربہ آرڈیننس یا کسی دیگر رائج الوقت قانون کے تحت وفاقی حکومت کی طرف سے تفویض ہوئے ہوں۔ (علاوہ رولز ریگولیشنز بنانے کے اختیار کے) اور جن کے تحت کوئی ذمہ داری یا اختیار اتھارٹی کو تفویض کیا گیا ہو بشمول ان ذمہ داریوں اور اختیارات کے جو اس ایکٹ کے شیڈول میں ذکر ہیں۔

(ظ) اس آرڈیننس یا کسی دیگر رائج الوقت قانون کے تحت ایسی ذمہ داریاں ادا کرنا اور ایسے اختیارات استعمال کرنا جو اس ایکٹ کے آغاز کے بعد وفاقی حکومت کی طرف سے اسے تفویض کئے گئے ہوں اور کوئی بھی ایسا اختیار استعمال کرنا اور ایسی ذمہ داری ادا کرنا جو کسی دیگر رائج الوقت قانون کے تحت اسے تفویض ہوئی ہو (علاوہ رولز ریگولیشنز بنانے کے اختیار کے)۔

(ع) مذکورہ بالا تمام یا ان میں سے کسی بھی معاملے کے بارے میں ضوابط بورڈ کے غور اور منظوری کیلئے تجویز کرنا۔

(غ) وہ تمام اختیارات استعمال کرنا اور ان تمام ذمہ داریوں کو پورا کرنا جو قانون بیمہ کے تحت کمیشن کو تفویض کئے گئے ہوں۔

(ف) بیمہ کرنے والوں، بیمہ سرویئرز اور بیمہ ایجنٹوں کی طرف سے بیمہ سے متعلق رائج الوقت قوانین اور قواعد وضوابط پر عمل کو یقینی بنانا اور ان پر نظر رکھنا۔

(ق) بیمہ کے کاروبار سے منسلک پیشہ وارانہ تنظیموں کو منضبط کرنا۔ اور

(ک) پاکستان میں بیمہ مارکیٹ کی منظم ترقی کی حوصلہ افزائی کرنا۔ اور

(ل) پرائیویٹ پنشن اسکیموں اور فنڈز کی ترقی اور نگرانی۔

(۵) ذیلی دفعہ ۵ کی رو سے ذیلی دفعہ ۴ کے احکام کی مخالفت کئے بغیر کمیشن کی منظوری حسب ذیل کیلئے ضروری ہوگی۔

(الف) پاکستان میں بنائی گئی تمام ایسی کمپنیوں کیلئے جو پاکستان سے باہر مارکیٹوں کو تمسکات جاری کرتی ہیں یا بیچنے کیلئے پیش کرتی ہیں یا ان تمسکات کو پاکستان سے باہر سٹاک ایکسچینج کی فہرست پر رکھتی ہیں خواہ ایسی صورت میں یہ کام بلا واسطہ کیا گیا ہو یا کسی ایجنٹ کے ذریعے۔

(ب) پاکستان سے باہر بنائے گئے ایسے کارپوریٹ اداروں (body corporate) یا افراد کیلئے جو پاکستانی عوام کو تمسکات جاری کرتے ہیں یا بیچنے کیلئے پیش کرتے ہیں یا ان تمسکات کو سٹاک ایکسچینج کی فہرست پر رکھتے ہیں۔

(ج) پاکستان سے باہر بنائے گئے ایسے کارپوریٹ اداروں کیلئے جو پہلے ہی اضافی تمسکات کے اندراج یا کوٹیشن کیلئے سٹاک ایکسچینج کی فہرست پر ہیں۔

(۶) اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور اختیارات کے استعمال کیلئے کمیشن کوشش کرے گا کہ

(الف) تجارت کے مفاد میں سہولتوں کو قائم رکھے اور کمپنیوں اور سکیورٹی مارکیٹوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کیلئے کاروباری لاگت (business cost) کو کم کرے اور معیشت کے نظم ونسق میں بہتری لائے۔

(ب) سکیورٹی مارکیٹوں میں سرمایہ کاری کرنے والوں کیلئے مناسب تحفظ کو یقینی بنا کر ان کا اعتماد بحال رکھے۔

(ج) اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور اختیارات کے استعمال میں توازن قائم رکھے۔

(د) ضوابط کار کے کم سے کم استعمال کے ساتھ قوانین کا موثر نفاذ کرے۔

(ڈ) اس ایکٹ، آرڈیننس یا کسی بھی دیگر قانون کے تحت کمیشن کو پیش کئے گئے دستاویزات یا معلومات کو حاصل کرنے اور ان پر کاروائی عمل میں لانے میں اہلیت اور عجلت کا مظاہرہ کرے۔

(ذ) اس بات کو یقینی بنائے کہ شق (ڈ) میں محولہ دستاویزات اور معلومات بقدر امکان عجلت کے ساتھ عوام کی رسائی کیلئے دستیاب ہیں۔

(ر) سارے معاملات بشمول بیمہ پالیسوں کے اجراء، پالیسی داروں کی نامزدگیوں، قابل بیمہ مفاد، زندگی بیمہ پالیسی میں حوالگی رقم (surrender value) اور معاہدات بیمہ کے دیگر شرائط وضوابط میں بیمہ پالیسی داروں اور مستفیدین کے مفادات کے تحفظ کے ذریعے پالیسی داروں کے اعتماد کو برقرار رکھے۔

(ز) مروجہ طریقوں کو ترقی دے اور بیمہ کرنے والوں اور پالیسی داروں اور اسطرح بیمہ کرنے والوں اور ایجنٹوں کے مابین دعویٰ جات اور تنازعات کے جلد تصفیہ کے لئے نئے طریقے وضع کرے۔

(س) بیمہ کا کاروبار چلانے میں اہلیت کو فروغ دے۔

(ش) ملک میں بیمہ خدمات کی نوعیت کو ترقی دینے کیلئے بیمہ کے کاروبار سے منسلک پیشہ وارانہ اور تعلیمی اداروں کی تعمیر وترقی کو فروغ دے۔

(ص) بیمہ کے مفاد میں اور اسی طرح راھن اور مرتہن کے مفادات کے تحفظ کی تدابیر کی فراہمی کی غرض سے صارفین میں اگاہی کو فروغ دے۔ اور

(ض) ہر وہ قدم اُٹھائے جو اس کے اختیار میں ہے اور جو اس ایکٹ، آرڈیننس، بیمہ کے قانون یا کسی بھی دیگر قانون کے نفاذ وتعمیل کیلئے ضروری ہے۔

سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان ایکٹ ۱۹۹۷ء کے تحت عائد شدہ مذکورہ ذمہ داریوں کے علاوہ کمیشن درج ذیل قوانین کے تحت ذمہ داریاں انجام دیتی ہے۔

(۱) سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج آرڈیننس ۱۹۶۹ء (The Securities and Exchange Ordinance, 1969)

(۲) کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ء (The Companies Ordinance, 1984)

(۳) مضاربہ کمپنیاں اور مضاربہ کا (آغاز وکنٹرول) آرڈیننس ۱۹۸۰ء (The Modaraba Companies and Modaraba (Floatation and Control) Ordinance, 1980

(۴) بیمہ آرڈیننس ۲۰۰۰ء (The Insurance Ordinance, 2000)

(۵) کمپنیوں کے قانونی مشیرا ایکٹ ۱۹۷۴ء (The Companies Legal Advisers Act, 1974)

(۶) فہرست میں مندرج کمپنیاں (حق رائے دہی میں معقول حصے کے حصول اور نظم ونسق سنبھالنے) کا آرڈیننس ۲۰۰۲ء
(The Listed Companies (Substantial Acquisition of Voting Shares and Take-overs) Ordinance, 2002).

بورڈ کی ذمہ داریاں اور اختیارات

دفعہ ۲۱ کی رو سے اس ایکٹ کے مندرجات کے تابع بورڈ حسب ذیل ذمہ داریاں ادا کرے گا۔

(الف) حسب مطالبہ کمیشن کے مشورے سے وفاقی حکومت کو حسب ذیل سے متعلق تمام معاملات پر مشورہ کریگا۔

(i) تمسکات کی صنعت (Securities Industry) اور بیمہ کی صنعت۔

(ii) کمپنیوں اور کارپوریٹ شعبے کا انتظام اور سرمایہ کاروں کے مفادات کا تحفظ۔

(iii) بیمہ کے شعبے کا انتظام اور پالیسی داروں کے مفادات کا تحفظ۔

(iv) سٹاک ایکسچینج، بیمہ کرنے والوں، ایجنٹوں، بیمہ سروئیرز اور این۔بی۔ایف۔آئی (NBFIs) میں خود انتظامی کے معیارات کی وضاحت کے ذریعے ان میں خود انتظامی کی حوصلہ افزائی کیلئے اقدامات۔

(v) سیکورٹی مارکیٹوں اور بیمہ مارکیٹوں کو ترقی دینے اور انکے انضباط کیلئے اقدامات۔

(vi) دیگر متعلقہ اقدامات۔

(ب) کمیشن کی طرف سے اس ایکٹ کے تحت مجوزہ ان پالیسی فیصلوں کی تنفیذ سے متعلق ضوابط پر غور کر کے انھیں کسی ترمیم واضافے کے ساتھ یا اسکے بغیر منظور کرے گا۔

(ج) دفعہ ۲۴ کی ذیلی دفعہ ۲ کے تحت کمیشن کے ہر مالی سال کے بجٹ پر غور کر کے اسے کسی ترمیم واضافے کے ساتھ یا اس کے بغیر منظور کریگا۔

(د) وفاقی حکومت یا کمیشن کی طرف سے پالیسی سے متعلق کسی معاملے کے بارے رجوع کرنے پر اپنی رائے تحریری طور پر ظاہر کریگا۔

(ڈ) کمیشن کی کارکردگی کی اس حد تک نگرانی کریگا کہ اس ایکٹ کے مقاصد حاصل ہو رہے ہیں۔

(ذ) اس ایکٹ کے تحت تفویض کئے گئے تمام اختیارات کو استعمال اور ذمہ داریوں کو ادا کریگا۔

(ر) فیس، تاوان اور اس ایکٹ کے مقاصد کے حصول کیلئے کمیشن کی طرف سے لاگو ہونے والے دیگر اخراجات کا تعین کریگا۔

(۲) ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے کمیشن کے دائرہ اختیار کے اندر سارے یا کسی بھی معاملے سے متعلق پالیسی کے بارے میں فیصلے بشمول سابقہ نافذ العمل پالیسی میں کوئی تبدیلی بورڈ کرے گا۔ ایسے پالیسی فیصلے بورڈ از خود (suo moto) بھی کر سکتا ہے یا بورڈ جیسا مناسب سمجھے پالیسی سے متعلق کمیشن کی سفارش اپنی صوابدید کے مطابق ترمیم و اضافے کے ساتھ یا بغیر ترمیم واضافے کے اختیار کر سکتا ہے۔

کمیشن پر فیصلوں اور اختیارات کے استعمال سے متعلق پابندیاں

دفعہ ۲۲ کی ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے اس ایکٹ کے تحت اپنے اختیارات کو استعمال اور ذمہ داریوں کو ادا کرتے وقت کسی معاملے سے متعلق کسی شخص کی طرف سے دی ہوئی درخواست پر غور کرتے ہوئے اسکے حقوق کے بارے میں کوئی فیصلہ کرتے وقت کمیشن اس شخص کو درخواستیں اور گزارشات پیش کرنے کے علاوہ ذاتی طور پر سماعت کا موقع دینے کے بعد فیصلہ کرے گا اور اپنے فیصلے کی وجوہات قلمبند کرے گا۔ اسی طرح ذیلی دفعہ ۴ کی رو سے اس ایکٹ کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرتے وقت کمیشن کسی بھی مخصوص کیس کے حالات کی مناسبت سے حسب ذیل امور کا خیال رکھے گا۔

(الف) کمپنی یا کارپوریٹ ادارے (body corporate) کے کاروبار جاری رکھنے کی قابلیت۔

(ب) کمپنی یا کارپوریٹ ادارے کے انتظام کی خوبی اور استعداد۔

(ج) جہاں قابل اطلاق ہو، کمپنی یا کارپوریٹ ادارے کی سٹاک ایکسچینج کی فہرست میں درج ہونے کے لئے موزونیت۔

(د) کمپنی یا کارپوریٹ ادارے میں موجودہ یا امکانی سرمایہ کار افراد کی دلچسپی۔

(ڈ) بیمہ صنعت میں خدمات کی فراہمی میں مشغول افراد کی پیشہ وارانہ اہلیت اور استعداد۔

(ذ) موجودہ یا امکانی بیمہ پالیسی رکھنے والوں کا مفاد، جہاں کہ قابل اطلاق ہو۔

(ر) کسی پالیسی سے متعلق بورڈ کا فیصلہ یا حکم نامہ۔

(ز) عام لوگوں کا مفاد۔

کمیشن کی طرف سے کسی جرم کی تفتیش

دفعہ ۲۹ کی رو سے کمیشن از خود کسی ایسے معاملے کے بارے میں تفتیش کا بندوبست کر سکتی ہے جو اس ایکٹ کے تحت جرم کے زمرے میں آتا ہو۔ اس سلسلے میں کمیشن اتنی تعداد میں تفتیشی افسران کا تقرر کر سکتی ہے جنکی وہ اس ایکٹ، آرڈیننس یا کسی دیگر ایسے قانون کے تحت کسی ایسے جرم کی تفتیش یا معائنے کیلئے ضرورت محسوس کرے جس کے بارے میں اسے اتھارٹی کے اختیارات استعمال کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ ایسے تفتیشی افسران کو وہ تمام اختیارات حاصل ہونگے جو کسی بھی فرد کو اس ایکٹ، آرڈیننس یا کسی دیگر قانون کے تحت کسی جرم کی تفتیش کے لئے دیے جاتے ہیں۔

تفتیشی افسران کے اختیارات

دفعہ ۳۰ کی رو سے تفتیش یا معائنہ کرنے والا تفتیشی افسر صرف کمیشن کے تحریری حکم کے بعد جو دو کمشنر صاحبان کا دستخط شدہ ہو، کسی مقام یا عمارت میں حسب ذیل مقاصد کیلئے داخل ہوسکتا ہے۔

(الف) کسی کتاب، روداد، رجسٹر یا دستاویز کا معائنہ کرنے اور انکی نقول حاصل کرنے کیلئے یا ان سے کوئی مواد (extracts) حاصل کرنے کیلئے۔ اور

(ب) جہاں اسے یہ باور کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ اس ایکٹ، آرڈیننس یا کسی دیگر ایسے قانون کے تحت، کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے جس کے بارے میں کمیشن کو تفتیش یا معائنے کا اختیار حاصل ہے تو وہ ایسی کسی چیز، مواد، کتاب یا دیگر دستاویز، بشمول کسی سفری یا ذاتی دستاویز کی تلاشی لے سکتا ہے اسے قرق کر سکتا ہے یا قبضے یا تحویل میں لے سکتا ہے۔

(۲) ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے ذیل دفعہ ا کے بموجب حکم جاری ہونے کے بعد کمیشن کا تفتیشی آفسر تحریری نوٹس کے ذریعے کسی شخص سے مطالبہ کرسکتا ہے کہ وہ اپنی تحویل یا اختیار میں موجود ایسی کتابیں، رجسٹر یا دستاویزات اس کے سامنے پیش کردے۔

(۳) ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے اگر کوئی شخص دانستہ ایسی کوئی کتاب، رجسٹر یا دستاویز فراہم کرنے میں ناکام رہے جو کمیشن یا تفتیشی افسر کو مطلوب ہو یا کسی تفتیشی افسر کو اس دفعہ کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرنے سے روکے یا اسکی مزاحمت کرے تو وہ جرم کا مرتکب ہوگا اور سزایاب ہونے کی صورت میں دس لاکھ روپے تک جرمانے یا ایک ماہ تک قید یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

(۴) ذیلی دفعہ ۴ کی رو سے ذیلی دفعہ ا کے تحت تفتیشی افسر کی طرف سے قبضے یا تحویل میں لئے گئے حسابات، کتاب یا دیگر دستاویز کا معائنہ وہ شخص کرسکتا ہے جو اس ایکٹ کے تحت اسکا مجاز ہو یا کمیشن کی طرف تحریری طور پر اسے اسکی اجازت دی گئی ہو۔

(۵) ذیلی دفعہ ۵ کی رو سے ذیلی دفعہ ا کی ایسی تعبیر نہیں کی جائے گی جس سے کسی شخص کے ایسے اختیارات محدود یا متاثر ہونے کا خطرہ ہو جو کسی دیگر قانون کے تحت اسے حاصل ہوں۔

(۶) ذیلی دفعہ ۶ کی رو سے تفتیشی آفسر کے رویے سے آزردہ شخص اس کے خلاف کمیشن میں شکایت کرسکتا ہے۔

(۷) ذیلی دفعہ ۷ کی رو سے کمیشن ذیلی دفعہ ۶ کے تحت شکایت موصول ہونے کے بعد ۱۵ دن کے اندر اس شکایت کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے حکومت کے مقررہ ضابطے کے مطابق کیس کی سماعت کا آغاز کرے گی۔

تفتیشی آفسر کا کسی جگہ جبری داخلہ

دفعہ ۳۱ کی ذیلی دفعہ۔۱ کی رو سے دفعہ ۳۰ کی ذیلی دفعات ۱، ۲ کے تحت اپنے اختیارات کے استعمال کیلئے کمیشن کا تفتیشی آفسر اگر ضروری سمجھے تو کسی جگہ یا عمارت میں جبری داخل ہو سکتا ہے۔ تاہم ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے وہ کمیشن کے تحریری حکم کے بغیر، جس پر دو کمشنر صاحبان کے دستخط ثبت ہوں، کسی ایسی حدود میں جبری طور پر داخل نہیں ہو سکتا۔

(۳) ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے قواعد کے مطابق تحقیقات کرنے پر اگر ثابت ہو جائے کہ تفتیشی آفسر نے ذیلی دفعہ ۲ کے تحت اپنے اختیارات کے استعمال میں ایذا رسانی اور تجاوز یا بدنیتی کا ارتکاب کیا ہے تو ایسے آفسر کو ملازمت سے برخواست کیا جائے گا اور اسے ایسے جرم کا قصوروار گردانا جائے گا جسکی سزا پانچ لاکھ روپے تک جرمانہ اور ایک سال تک سزائے قید ہے۔

(۴) ذیلی دفعہ ۴ کی رو سے ذیلی دفعہ ۳ کے تحت جرمانہ عائد کرنے کی صورت میں فوجداری عدالت فیصلہ سناتے وقت یہ حکم بھی جاری کرے گی کہ وصول کئے جانے والے جرمانے یا اسکے کچھ حصے کے برابر رقم اس شخص کو ادا کی جائے جسکی شکایت پر تفتیشی آفسر کو سزا ہوئی ہے اور جرمانہ وصول نہ ہونے کی صورت میں یہ رقم فنڈ سے ادا کی جائے۔

(۵) ذیلی دفعہ ۵ کی رو سے ذیلی دفعہ ۴ کے تحت ادا شدہ رقم سے ضرر رسیدہ شخص کو قانون کے تحت حاصل کسی اور حق چارہ جوئی کا حق متاثر نہیں ہوگا تاہم اسی معاملے میں کسی بعد کی کاروائی میں کوئی معاوضہ دلاتے وقت عدالت سزایاب شخص سے وصول کی جانے والی اور ضرر رسیدہ شخص کو ادا کی جانے والی رقم کو مد نظر رکھے گی۔

اپیل

دفعہ ۳۳ میں مذکور کمیشن کے فیصلوں کے خلاف اپیل کمیشن کے اپیلٹ بنچ میں کی جائے گی جبکہ دفعہ ۳۴ میں مذکور فیصلوں کے خلاف اپیل عدالت میں کی جائے گی۔

دفعہ ۳۳ کی ذیلی دفعہ۔۱ کی رو سے کمیشن کے ایسے حکم کے خلاف اپیل جو ایک کمشنر نے صادر کیا ہو کمیشن کے اپیلٹ بنچ میں کی جائے گی۔ متاثرہ شخص کی طرف سے اپیل ایسے حکم کے صادر ہونے کے ۳۰ دن کے اندر دائر کی جائے گی۔

(۲) ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے ذیلی دفعہ۔۱ کے تحت اپیلوں کی سماعت کیلئے کمیشن جو بنچ تشکیل دے گا وہ کم از کم دو کمشنر صاحبان پر مشتمل ہوگا۔

(۳) ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے اگر بنچ میں شامل کوئی کمشنر اس فیصلے میں شامل یا متعلق پایا جائے جسکے خلاف اپیل ہوئی ہو تو چیرمین کسی اور کمشنر کو اس اپیل کی سماعت کی غرض سے بنچ میں بیٹھنے کیلئے نامزد کرے گا۔

دفعہ ۳۴ کی ذیلی دفعہ۔ ا کی رو سے کمیشن کے کسی ایسے حکم کے خلاف اپیل، جو دو یا زیادہ کمشنروں یا اپیلٹ بنچ نے صادر کیا ہو کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے حصہ دوم میں مذکور عدالت میں کی جائے گی۔ ایسی اپیل فیصلہ صادر ہونے کے ۶۰ دن کے اندر کی جائے گی۔

کمپنیز آرڈیننس کے حصہ دوم میں موجود دفعہ ے کے مطابق اس آرڈیننس کے تحت بااختیار عدالت وہ عدالت عالیہ (High Court) ہوگی جسکے دائرہ اختیار میں کمپنی کا رجسٹر شدہ دفتر واقع ہو۔ تاہم وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے ان پابندیوں اور شرائط سے مشروط، جنہیں وہ مناسب خیال کرے، کسی بھی دیوانی عدالت کو اس آرڈیننس میں دیئے ہوئے سارے یا بعض اختیارات استعمال کرنے کا اختیار دے سکتی ہے۔ اسی طرح کمپنیز آرڈیننس کی دفعہ ۱۰ کے مطابق کسی بھی قانون میں مذکور کسی حکم کے باوجود اس آرڈیننس کے تحت عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے خلاف اپیل عدالت عظمیٰ (Supreme Court) میں دائر کی جائے گی۔

اختیارِ سماعتِ جرائم و کاروائی

دفعہ ۳۷ کی رو سے ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ میں موجود کسی حکم کے باوجود عدالتِ سیشن کے علاوہ کسی اور عدالت کو اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کی سماعت کا اختیار نہیں ہوگا۔

استغاثے کی پیروی

دفعہ ۳۸ کی ذیلی دفعہ۔ ا کی رو سے کسی شخص کے خلاف اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کے خلاف استغاثہ اس وقت تک دائر نہیں کیا جائے گا جب تک کمیشن نے دو کمشنروں کے دستخطوں کے ساتھ تحریری طور پر اسکی اجازت نہ دی ہو۔

(۲) ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے اس ایکٹ کے تحت کسی جرم پر کاروائی کمیشن کی طرف سے تحریری طور پر مجاز کمیشن کے کسی آفسر کی طرف سے عمل میں لائی جائے گی۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9208752
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

قومی احتساب بیورو

قومی احتساب بیورو مجریہ ۱۹۹۹ء کے مقاصد میں ان جرائم کی نشاندہی، تفتیش اور ملزمان کے خلاف فوری اور موثر کاروائی ہے جنہوں نے ناجائز ذرائع یا اختیارات کے ناجائز استعمال یا خرد برد یا حکومتی خریداری میں کمیشن میں حاصل کردہ اثاثہ جات اور سرکاری رقوم کو حاصل کئے جائیں بلکہ بینک و دیگر مالیاتی اداروں کے بقایا جات بھی واپس لئے جا سکیں۔ قومی احتساب بیورو آرڈیننس مجریہ ۱۹۹۹ء پورے پاکستان بشمول قبائلی علاقہ جات میں نافذ العمل ہے۔ اس ادارہ میں چیئرمین، ڈپٹی چیئرمین اور پراسیکیوٹر جنرل کے عہدے قابل ذکر ہیں اس قانون کا اطلاق پاکستان میں رہنے والے ہر شخص پر، پاکستان کے ہر شہری پر اور جو شخص پاکستان کی سروس میں رہ چکا ہو یا سروس میں ہو، پر ہے۔ البتہ اس قانون کا اطلاق افواج پاکستان کے کسی حاضر سروس فرد پر نہ ہوگا۔ تاہم افواج پاکستان کے وہ افسران جو سول اداروں میں ڈیپوٹیشن پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں احتساب آرڈیننس کا اطلاق ان پر بھی ہوگا۔

جرائم کی نوعیت

اس قانون کے تحت ملزم سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کے بارے میں معقول وجوہ موجود ہوں کہ اس نے اس قانون کے تحت کسی قابل سماعت جرم کا ارتکاب کیا ہے یا قومی احتساب بیورو کی کسی ایجنسی کی تفتیش کے مطابق ایسے جرم کا مرتکب گردانا جا سکتا ہے یا کوئی سرکاری عہدے دار یا کسی دوسرے شخص پر جو رشوت اور ناجائز ذرائع سے اثاثہ جات بنانے کے جرم کا مرتکب ہوا ہو یا جس نے کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہو جو تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۱۶۱ کے تحت رشوت شمار ہو مثلاً اگر کسی شخص نے کوئی ناجائز سرکاری فعل انجام دے کر سرکاری خزانہ کو نقصان پہنچایا ہو، کسی سے کوئی قیمتی چیز بطور معاوضہ لے کر جسے وہ جانتا ہو کہ اس فعل کا تعلق کسی ناجائز کاروائی سے ہے یا اگر وہ کسی جائداد کو جو اس کے زیر کنٹرول ہو، بددیانتی، دھوکہ دہی سے تصرف بے جا میں رکھے یا مالیاتی فائدہ اپنے استعمال میں لائے یا کسی اور کو ایسا کرنے کی اجازت دے یا رشوت، بددیانتی یا ناجائز ذرائع سے کوئی جائداد، قیمتی شے یا مالیاتی فائدہ اپنے لئے یا اپنی بیوی / خاوند کیلئے یا ماتحتوں کیلئے یا کسی اور کیلئے حاصل کرتا ہے، کسی بے نامی دار کے نام سے منقولہ یا غیر منقولہ جائداد یا مالیاتی وسائل حاصل کرتا ہے جو اس کی بظاہر آمدن سے مطابقت نہ رکھتے ہوں یا اپنے کسی حکم، پالیسی یا قانونی اختیار سے ٹیکس کے معاملات میں بے جا رعایت دے یا اپنے لئے رعایت منظور کروائے یا جان بوجھ کر کسی نادانستہ نادہندگی (wilful default) کے جرم کا مرتکب ہوا ہو۔

اس قانون کا اطلاق اس شخص پر بھی ہے جو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۴۱۵ کے تحت دھوکہ دہی کے جرم میں ملوث ہو جس نے کسی کو جائداد بشمول رقم یا قیمتی کفالت کی حوالگی میں بددیانتی کی ترغیب دیتا ہو یا عوام کی رقم میں خیانت مجرمانہ کا ارتکاب کرتا ہو یا زیر دفعہ ۴۰۵ تعزیرات پاکستان عوام الناس سے جرم کا ارتکاب کیا ہو۔ **ملزم کے ساتھی** سے مراد ایسا فرد ہے جو اس کے معاملات کا انتظام یا حسابات کا حساب رکھتا ہے یا رکھ رہا ہو، اس کے اثاثوں کے فائدے حاصل کر رہا ہو یا کر چکا ہو اس کے علاوہ اشخاص کی کوئی جماعت، فرم، پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنیوں کا ایسا رکن، ڈائریکٹر، حصہ دار جس کو ان اشخاص کو یا ایسے اشخاص کے گروپ نے ترقی دی ہو یا چلایا ہو قائم کیا ہو، کسی پرائیویٹ ٹرسٹ کا ٹرسٹی، کسی شخص جو ظاہراً کسی ملزم کی ایماء پر کوئی جائیداد قبضہ میں یا حراست میں رکھتا ہو۔ اس قانون کے تحت دیئے گئے جدول کے جرائم اور ان کی سزائیں حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ کسی بینک، مالیاتی ادارہ یا حکومت کے زیر انتظام قائم کی گئی کسی اتھارٹی کے واجبات میں جان بوجھ کر ڈیفالٹ ہونے، کور شورت اور ناجائز امور کے جرم میں شمار ہو گا یا اس کی ترغیب دیتا ہے یا مددگار رہوتا ہے یا اس ناجائز معاوضہ کیلئے اتھارٹی کے اختیارات، رشتہ داروں کی طرف داریاں، یا حمایت کرتا ہے یا غیر قانونی طریقہ سے غیر مناسب، دوبارہ فنانسنگ کرتا ہے۔ جرم زیر دفعہ ۹۔ الف آرڈیننس ہذا کے تحت سزا کا موجب ہو گا اس کو ۱۴ سال قید سخت اور جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے۔

۲۔ قومی احتساب بیورو کے کسی رکن یا کسی تفتیشی ایجنسی جرم کے بارے میں جان بوجھ کر اطلاع نہ کرنا یا اس بارے میں سوالات کا جواب نہ دینا۔ ۵ سال تک کی قید سخت کی سزا

۳۔ قومی احتساب بیورو یا کسی ایجنسی کی جانب سے کسی جرم کی انکوائری یا تفتیش کے دوران جھوٹی شہادت دینا۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۹۳/۱۹۵، ۲۰۱ تا ۲۰۴ اور ۲۱۱

(i) جب کسی مدعی / گواہ / ملزم کی طرف سے دی جائے۔ ۵ سال تک قید سخت کی سزا

(ii) جب قومی احتساب بیورو یا متعلقہ ایجنسی کے کسی تفتیشی افسر کی جانب سے دی جائے ۱۰ سال تک قید سخت کی سزا

۴۔ کسی شخص کا سرکاری عہدے دار ہوتے ہوئے کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرنا جس میں اتھارٹی / اختیارات کا غلط استعمال آتا ہو۔ زیر دفعہ ۱۶۱ تا ۱۶۵ تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۰۶۔ ۱۴ سال تک قید سخت کی سزا

۵۔ فراڈ، بدنیتی یا دھوکہ دہی سے کسی بینک، مالیاتی ادارہ، حکومتی شعبہ، قانونی جماعت یا وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کی جانب سے قائم کی گئی یا زیر کنٹرول اتھارٹی کو نقصان پہنچانا۔

تفتیش کا طریقہ کار

حکومت کے مجاز افسر سے ریفرنس موصول ہونے پر یا کوئی بھی شہری کسی ایسے شخص سے متعلق شکایت جو کہ جرم کے زمرے میں شمار ہوتا ہو قومی احتساب بیورو کے علم میں لا سکتا ہے یا چیئر مین از خود نوٹس لیتے ہوئے اس کے خلاف قانون کے مطابق کاروائی عمل میں لا سکتا ہے۔ اگر چیئر مین نیب یا اس کی طرف سے مقرر کردہ مجاز افسر کا خیال ہو کہ کسی شخص کے خلاف کاروائی شروع کرنا مناسب اور ضروری ہے تو وہ ایسے معاملہ کو مزید تفتیش کیلئے بھیجے گا اور اگر ادارہ مناسب خیال کرے اور ضروری سمجھے تو کسی دیگر ایجنسی یا اتھارٹی کی خدمات بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اس دوران ادارے کا چیئر مین یا مجاز افسر کسی بھی شخص سے معلومات حاصل کرنے کیلئے ان اداروں میں کئے گئے اندراجات کی نقول یا کیش بکس اور تمام دیگر کتابیں بشمول معلومات اور لین دین کا ریکارڈ دیکھ سکتا ہے اور اس ریکارڈ کی تصدیق کروا سکتا ہے۔ اگر ادارہ کو معقول شک ہو کہ کوئی شخص آرڈیننس ہذا کے تحت کسی جرم میں ملوث ہے یا اس جرم کا راز داں ہے تو چیئر مین نیب متعلقہ ہائی کورٹ کی تحریری اجازت سے نگرانی کے ایسے فریقین کو جسے وہ حالات و واقعات کے لحاظ سے ضروری سمجھتا ہو احکامات جاری کر سکتا ہے۔

جائیداد منجمد کرنے سے متعلق اختیارات اور اس کے خلاف دعویٰ یا اعتراض

کسی مرحلہ پر چیئر مین نیب یا عدالت کو دوران سماعت یقین ہو کہ کوئی ملزم بادی النظر میں جرم کا مرتکب ہوا ہے تو ایسی صورت میں اس کی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد یا اس کے کسی حصہ کو خواہ اس کے قبضہ میں ہو یا اس کے کسی رشتہ دار ساتھی کے قبضہ میں ہو، کو منجمد کرنے کا حکم دے سکتے ہیں اس کے علاوہ حصول جائیداد بذریعہ گرفتاری، ریسیور کی تقرری، ممانعت ادائیگی کرایہ یا کسی دیگر طریقہ سے جو بھی مناسب صورت ہو، عمل میں لایا جا سکتا ہے اگر جائیداد غیر منقولہ ہے تو ضلع کے کلکٹر جہاں زمین واقع ہے کے ذریعے قبضہ حاصل کیا جا سکتا ہے یا ریسیور کی تقرری کے ذریعہ اگر مال مویشیاں یا ایسی جائیداد جو خراب ہونے والی ہو تو ایسی صورت میں چیئر مین یا عدالت اگر مناسب خیال کرے تو اس کو فوراً فروخت کر کے آمدن نیب کے پاس جمع کروائے گی۔ واضح رہے کہ گرفتاری، قرقی اور منجمد یا ممانعت سے متعلق جاری کردہ کوئی بھی حکم پندرہ دن سے زیادہ مدت کیلئے نافذ العمل نہیں رہے گا جب تک کہ اس میں توسیع کیلئے احتساب عدالت کی توثیق نہ ہو جائے۔

اس قانون کے تحت قائم عدالت کے ایسے تمام احکامات جو جائیداد کے منجمد کرنے سے متعلق ہوں ان پر اعتراض اس حکم کے ۱۴ دن کے اندر اندر احتساب عدالت میں دائر ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ چیئر مین نیب تفتیش کے دوران کسی بھی ایسے ملزم کو گرفتار کروا سکتا ہے جس کو پہلے سے گرفتار نہ کیا گیا ہو۔ تفتیشی افسر ایسے شخص کو ۲۴ گھنٹوں کے

اندر اندر احتساب عدالت کے روبرو پیش کرے گا۔ احتساب عدالت ملزم کو تفتیش کیلئے حراست میں رکھنے کیلئے ایک ہی وقت میں ۱۴ دن سے زیادہ ریمانڈ نہیں دے گی۔ سماعت کے دوران کوئی مجرم اگر اپنے ناجائز اثاثے یا لی ہوئی رشوت واپس کرتا ہے تو چیئر مین نیب یا اپیلٹ کورٹ کی منظوری جیسی بھی صورت ہو، ملزم کو رہا کر سکتی ہے۔

ملزم کا رشوت لینے کے خلاف قیاس

استغاثہ کی جانب سے مقدمہ دائر ہونے کے بعد مندرجہ ذیل صورتوں میں مجرم کو ملزم گردانا جائے گا الا یہ کہ وہ اس کے خلاف اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کر دے۔

(الف) جہاں قابل سزا کسی شیڈ ولڈ جرم کی سماعت ہو کہ کوئی ملزم شخص رشوت اپنے لئے، کسی کیلئے قبول کرتا ہے یا حاصل کرتا ہے یا رضا مند ہوتا ہے، کسی ایجنٹ سے مالی فائدے، کسی ایسی طرف داری کیلئے جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہو، قبول کرتا ہے یا اس پر رضا مند ہوتا ہے، یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے وہ رشوت یا وہ قیمتی شے یا مالی فائدے قبول کرنے سے اتفاق کر لیا ہے یا کسی بھی وجہ تحریک یا انعام کی صورت میں جیسے کہ تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۱۶۱ تا ۱۶۳ میں ذکر کیا گیا ہے۔

(ب) تعزیرات پاکستان کی دفعہ A-۱۶۵ کے تحت قابل سزا جرم کی سماعت کہ ملزم کی طرف سے کوئی رشوت، قیمتی شے دی گئی ہو یا کوشش کی ہو، تو جب تک اس کے برخلاف ثابت نہ ہو جائے یہی سمجھا جائے گا کہ ملزم نے رشوت یا قیمتی شے جیسی کہ صورتحال ہو بطور وجہ کسی انعام کے دینے کی پیشکش کی تھی یا کوشش کی تھی یا بغیر معاوضہ یا بہت ناکافی معاوضہ کے تحت دینے کی کوشش کی تھی۔

(ج) مذکورہ آرڈیننس کے تحت ایسے جرم کی سماعت کے دوران جس میں ملزم یا اس کے ساتھی کے قبضہ میں ایسی جائیداد یا مالیاتی وسائل ہیں جو اس کی آمدنی سے مطابقت نہیں رکھتے اور جس کیلئے ملزم کے پاس کوئی تسلی بخش جواب نہیں ہے تو جب تک اس کے برعکس ثابت نہ ہو جائے ملزم کے خلاف جرم کی صورت میں استغاثہ کی طرف سے مقدمہ دائر ہونے کے بعد مندرجہ ذیل صورتوں میں مجرم کے بارے میں یہ قیاس (presume) کیا جائے کہ وہ ملزم ہے الا یہ کہ وہ اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت نہ کرے۔

(د) احتساب عدالت یہ قیاس کرے گی کہ ملزم شخص ناجائز امور کے جرم کا مجرم ہے اور اس کی سزا محض اسی وجہ سے غیر قانونی ہوگی کہ اس کی بنیاد ایک ہی قیاس پر مبنی ہے۔

(س) جہاں کسی ملزم شخص نے اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کوئی احکامات جاری کئے یا کسی پالیسی یا

قانونی قاعدہ یا آرڈر (S.R.O) کو جاری کرنے کا اختیار دیا یا عوام کی دلچسپی میں جسے وہ ٹھیک سمجھتا ہو کوئی رعایت منظور کی ہو یا اجازت دی ہو اور قانون کی منشاء کی ترقی کیلئے جس اتھارٹی کے احکامات استعمال کئے تھے، قواعد یا پالیسی یا آرڈر جاری کئے تھے گرانٹ یا رعایت کی اجازت دی تھی، ان تمام صورتحال میں ملزم کے محض ایک قیاس کی بناء پر اس کا اس طرح کرنا غیر قانونی سمجھا جائے گا، جب تک کہ وہ اسے اس کے برعکس ثابت نہ کردے۔ البتہ جرم زیر دفعہ ۹ الف۔ شق نمبر (vi) اور (vii) کے جرم میں استغاثہ کو بادی النظر میں ثبوت پیش کرنا ہوگا۔

مالیاتی اداروں سے متعلق قرضوں کی ادائیگی

مالیاتی اداروں یا کواپریٹو سوسائٹی کے واجبات کی عدم ادائیگی یا جان بوجھ کر نادہندگی (wilful default) کرنے کے جرم میں ملوث ملزم چاہے زیرِ تفتیش ہو یا اس کی گرفتاری کا خدشہ ہو، کسی بھی مرحلہ پر گرفتاری سے پہلے یا بعد گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان کو درخواست دے سکتا ہے اگر وہ ضروری سمجھے تو مصالحت کمیٹی کو اس معاملہ کی ازسرِ نو تحقیقات کیلئے بھیج سکتا ہے جو ۳۰ دن کے اندر ریفرنس کو نمٹانے کی پابند ہے۔ اس غرض کیلئے مصالحتی کمیٹی گورنر سٹیٹ بینک کے نمائندہ پر مشتمل ہوگی جس میں اسٹیٹ بینک کا سینئر افسر، بطور چیئرمین کمیٹی ہوگا اور قومی احتساب بیورو کے نامزد دو نمائندے ہوں گے، دو چارٹرا کاونٹنٹ اسٹیٹ بینک کی جانب سے ہوں گے، ایک چارٹرا کاونٹنٹ انسٹی ٹیوٹ آف چارٹر اکاونٹنٹ کراچی کی جانب سے ہوگا، جس کو گورنر اسٹیٹ بینک مقرر کرے گا۔ ایک چارٹرا کاونٹنٹ قرض لینے والے کی جانب سے اور دوسرا چارٹرا کاونٹنٹ قرض دینے والے یا مالیاتی ادارے کی جانب سے نامزد ہوگا۔ مصالحتی کمیٹی اپنے اجلاس میں قرض دینے والے بینک، مالیاتی ادارے یا قرض لینے والے کے ریکارڈ کا معائنہ کرنے اور فریقین کو سننے کے بعد اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے قانون، قواعد کے مطابق واجب الادا رقم کا تعین کرے گی اور واپس ادائیگی کے شیڈول اور طریقہ کار کا تعین کرے گی۔ اگر ملزم متعین کی گئی رقم واپس کرنے کا اقرار کرے تو چیئرمین نیب عدالت کی منظوری سے ملزم کو رہا کر سکتا ہے اگر مصالحتی کمیٹی کا ریفرنس ۳۰ دن کے اندر کسی نتیجے تک نہیں پہنچا تو اس کی مدت میں توسیع نہ بھی ہوئی ہو تو احتساب عدالت اس پر کاروائی کرے گی۔ قومی احتساب بیورو کسی شخص یا کمپنی یا مالیاتی ادارہ کے خلاف کوئی انکوائری یا تفتیش، ناجائز قرضہ جات، قرضہ کی دانستہ نادہندگی یا اس کی تجدید کے بابت اس وقت تک نہ کر سکے گا جب تک کسی بابت ریفرنس گورنر بینک دولت پاکستان سے نہ موصول ہو۔

احتساب عدالت کا قیام و کاروائی کا طریقۂ کار

مذکورہ قانون کی دفعہ ۵ (g) کی رو سے عدالت سے مراد احتساب عدالت جس کا سربراہ ایسا جج ہوگا جس کا تقرر صدر پاکستان متعلقہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس پاکستان کے مشورے سے ان شرائط کے مطابق کرے گا جو صدر پاکستان نے متعین کئے ہوں۔ اسی طرح دفعہ ۵ (h) کی رو سے جج سے مراد حاضر سروس ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جو ہائی کورٹ کا جج بننے کا اہل ہو۔ اس وقت ملک میں قومی احتساب آرڈیننس ۱۹۹۹ء کے تحت احتساب عدالتیں قائم ہیں۔ احتساب عدالت آرڈیننس ہذا کے تحت کسی جرم کی سماعت صرف چیئرمین نیب یا اس کی طرف سے کسی مجاز افسر کی طرف سے موصول شدہ شکایت پر کرے گی۔ اگر چیئرمین نیب یا اس کی طرف سے مقرر کردہ نمائندہ انکوائری یا تفتیش مکمل کرنے، اور مواد کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مزید کاروائی مناسب اور ضروری ہے تو ریفرنس دائر کر کے احتساب عدالت کو بھیجے گا۔ ایسے مقدمہ کی سماعت روزانہ ہوگی اور ۳۰ دن کے اندر اندر کاروائی مکمل کی جائے گی۔ جہاں عدالتیں ایک سے زیادہ ہوں وہاں ریفرنس صوبے کے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے مقرر کردہ انتظامی جج کے روبرو دائر کیا جائے گا جو یا تو مقدمہ کی سماعت از خود کرے گا یا فرد جرم عائد ہونے سے پہلے اسی علاقہ میں قائم کسی دوسری عدالت کو بھیج دے گا۔

پراسیکیوٹر جنرل اگر مناسب سمجھے تو انصاف کے تقاضوں اور گواہوں کی حفاظت اور تحفظ کی خاطر زیر سماعت مقدمہ کو ایک ہی صوبے میں دوسری عدالت کو منتقل کرنے یا ایک صوبے سے دوسرے صوبے کو منتقل کرنے کی درخواست دے سکتا ہے، اول الذکر صورت میں متعلقہ صوبے کی ہائی کورٹ کو درخواست دینی پڑے گی جبکہ آخر الذکر صورت میں سپریم کورٹ کو درخواست دینی پڑے گی۔ مقدمہ کی منتقلی کی صورت میں جن گواہوں کی شہادت قلمبند ہو چکی ہے اسے دوبارہ نہیں سنا جائے گا۔ اسی طرح ملزم کو بھی ان حالات میں مذکورہ درخواست منتقلی دائر کرنے کا حق ہے۔

دورانِ کاروائی احتساب عدالت کوئی بھی ایسا ضابطہ اپنا سکتی ہے جس کو وہ مقدمہ کے حالات کے مطابق مناسب سمجھے۔ دورانِ تفتیش یا کاروائی اگر کوئی موصول شدہ شکایت بادی النظر میں بدنیتی یا کسی شخص کی عزت پر حرف لانے کیلئے ہو تو چیئرمین، ڈپٹی چیئرمین یا چیئرمین کا نامزد کردہ افسر معاملہ عدالت میں بھیج سکتا ہے اگر شکایت کنندہ مجرم پایا جائے تو اس کو اتنی مدت کیلئے قید کی سزا دی جائے گی جو ایک سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

دورانِ کاروائی کوئی ملزم، اس کا کوئی ساتھی یا رشتہ دار منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ملزم کی ایماء پر منتقل نہیں کرے گا اور کسی ایسی جائیداد پر حق، دعویٰ یا مفاد کی منتقلی کی صورت میں خلاف ورزی کرے تو تین سال تک کی مدت کی قید ہو سکتی ہے اور جرمانہ جو کہ ملوث جائیداد کی قیمت کے برابر ہوگی، اور ایسی منتقلی کالعدم ہوگی۔

اپیل

کوئی بھی متاثرہ فریق اس قانون کے تحت قائم کردہ عدالت کے قطعی فیصلہ اور حکم کے دس دن کے اندر اندر اپنے متعلقہ صوبے کی ہائی کورٹ میں اپیل دائر کرسکتا ہے۔ البتہ عدالت کے کسی درمیانی حکم کے خلاف اپیل دائر نہیں ہوسکتی ہائی کورٹ میں دائر اپیل کی سماعت دو ججوں پر مشتمل بینچ کرے گا جو کہ ۳۰ دن کے اندر اپیل کا قطعی فیصلہ کرے گا۔ اس طرح عدالت کے کسی عبوری حکم کے خلاف نگرانی بھی دائر نہ ہوسکتی ہے۔

الیکشن لڑنے کے لیے نااہلیت

جب کسی ایسے ملزم کو جو سرکاری عہدہ رکھتا ہو اور اسے اس آرڈیننس کے مطابق سزا ہوئی ہو تو وہ فوراً سرکاری عہدہ سے برطرف ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ملزم کسی سرکاری نوعیت کے ادارے، پاکستان کی کسی سروس کسی قانونی یا مقامی اتھارٹی یا صوبے کی بطور رکن یا نمائندہ منتخب ہونے کیلئے دس سال تک کیلئے نااہل ہو جائے گا نیز ایسا شخص کسی بینک یا مالیاتی ادارے سے کوئی مالی امداد یا قرضہ وغیرہ دس سال تک نہیں لے سکے گا۔ اس کے علاوہ اگر کسی شخص کے خلاف زیر دفعہ ۲۵ کاروائی عمل میں آئی ہو تو وہ بھی دس سال کیلئے کسی بھی سرکاری عہدے، عوامی نمائندگی کے حق سے محروم ہو جائے گا اور فوری طور پر سرکاری عہدے سے برطرف ہو جائے گا۔

رضاکارانہ واپسی

اگر کوئی ملزم مقدمے کی تفتیش یا سماعت کے دوران رضاکارانہ طور پر حاصل کیے گئے اثاثے یا فائدے واپس کرتا ہے تو احتساب عدالت یا چیئرمین نیب یا عدالت اپیل کی منظوری سے، جیسی بھی صورتحال ہو ملزم کو رہا کیا جاسکتا ہے۔ نیب کے پاس ملزم کی طرف سے جمع کروائی گئی رقم، وفاقی حکومت یا صوبائی یا متعلقہ بینک یا مالیاتی ادارہ یا کواپریٹو سوسائٹی، قانونی ادارہ وغیرہ کو ایک ماہ کے اندر اندر منتقل کی جائے گی نیز اگر تفتیش کا حکم ہونے سے قبل کوئی شخص ایسے اثاثے رضاکارانہ طور پر واپس کردے تو چیئرمین قومی احتساب بیورو، ایسے شخص کو ایسی متنازعہ کاروائی کی ذمہ داری سے ڈسچارج کردے گا۔

توہینِ عدالت کی سزا

اگر کوئی شخص عدالت کی کاروائی میں نامناسب الفاظ استعمال کرے، مداخلت یا رکاوٹ ڈالے یا عدالت کے کسی حکم یا ہدایت کی حکم عدولی کرے، عدالت کا مذاق اڑائے یا کوئی ایسا فعل سرانجام دے جو عدالت سے نفرت کا اظہار

کرے یا عدالت کی توہین کرے تو اس کا ایسا فعل توہین عدالت میں شمار ہوگا تو ان صورتوں میں عدالت کو سزا کا اختیار حاصل ہے جو ۶ ماہ تک قید اور دس لاکھ روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

نیب کے تحت مقرر کردہ عدالت کی کاروائی میں رخنہ ڈالنا

اگر کوئی شخص تفتیش میں رخنہ ڈالنے یا رکاوٹ پیدا کرنے یا کسی طرح بھی اثر انداز ہونے کی کوشش کرے گا تو اس کا یہ عمل آرڈیننس ہذا کے تحت جرائم میں شمار ہوگا اور آرڈیننس کے تحت ۱۰ سال تک کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

مزید وضاحت اور معلومات کے لیے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II
قانون و انصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412 , 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

قانون شہادت مجریہ ۱۹۸۴ء کے تحت شہادت کا طریقہ کار

کسی واقعے کے بارے میں عدالت میں اپنے مشاہدے کے مطابق سچی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں۔ انصاف کے حصول اور عدل کے قیام میں شہادت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق شہادت در اصل اللہ کی طرف سے بندے کے پاس ایک امانت ہے اور اگر کوئی شخص کسی واقعے کے بارے میں جانتا ہو تو اس کا فرض ہے کہ اپنے علم اور مشاہدے کے مطابق صحیح بات عدالت میں بیان کردے۔ ارشاد خداوندی ہے "اور جب گواہوں کو گواہی کیلئے طلب کیا جائے تو وہ انکار نہ کریں" (البقرہ۔۲۸۲)

ایک اور ارشاد خداوندی ہے" اور شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو شخص شہادت کو چھپاتا ہے اس کا دل گنہگار ہے" (البقرہ۔ ۲۸۳) اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ گواہ ادائے شہادت کے وقت پوری دیانتداری سے کام لے۔ ارشاد خداوندی ہے "اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو اور اللہ سے ڈرتے ہوئے گواہی دو اگرچہ وہ گواہی خود تمہارے یا تمہارے والدین یا عزیز واقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو" (النساء۔۱۳۵)۔

اس وقت پاکستان میں قانون شہادت مجریہ ۱۹۸۴ء نافذ ہے۔ اس قانون کے تحت عدالت میں کسی واقعہ کے متعلق شہادت پیش کئے جانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے عموماً شہادت دو قسم کی ہوتی ہے (۱) زبانی شہادت اور (۲) دستاویزی شہادت:۔

(۱) زبانی شہادت

دیوانی اور فوجداری مقدمات میں عدالت کیلئے کسی نتیجے پر پہنچنے کیلئے زبانی شہادتوں پر تکیہ کئے بغیر چارہ نہیں۔ قانون شہادت مجریہ ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۷۰ کی رو سے مشمولات دستاویزات کے علاوہ تمام واقعات زبانی شہادت کے ذریعے ثابت کئے جاسکتے ہیں۔ آرٹیکل ۷۱ کی رو سے ایسی شہادت کا بلاواسطہ ہونا ضروری ہے۔ یعنی اگر وہ کسی ایسے واقعہ کی بابت ہو جس کا دیکھنا ممکن ہے تو ایسے گواہ کی شہادت ہونی چاہئے جس نے وہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو اور اگر وہ کسی ایسے واقعہ کی بابت ہو جس کا سننا ممکن ہے تو ایسے گواہ کی شہادت ہونی چاہئے جو یہ کہے کہ اس نے اسے اپنے کانوں سے سنا ہے اور اگر کسی ایسے واقعہ کی بابت ہو جسے کسی اور قوت حسی سے یا کسی دیگر طریقے سے محسوس کیا جاسکتا ہو تو ایسے گواہ کی شہادت ہونی چاہئے جو یہ کہے کہ اس نے اسے اس قوت حسی کے ذریعے سے یا اس طریقے سے محسوس کیا ہے۔

شہادت علیٰ الشہادت

آرٹیکل ۱ے کے جملہ شرطیہ کے مطابق اگر گواہ وفات پا چکا ہو یا دستیاب نہ ہو سکتا ہو یا وہ شہادت دینے کے قابل نہ رہا ہو یا اس قدر تاخیر یا خرچ کے بغیر، جو حالات کے تحت عدالت کے خیال میں نامناسب ہو، پیش نہ کیا جا سکتا ہو تو متعلقہ فریق کو حق ہوگا کہ حدود کے مقدمات کے ماسوا شہادت علی الشہادت پیش کرے، جسکے لیے وہ گواہ اپنی طرف سے شہادت دینے کیلئے دو گواہوں کو مقرر کر سکتا ہے۔

(۲) دستاویزی شہادت

اثبات حقوق کا اہم اور زیادہ قابل اعتبار ذریعہ دستاویزی شہادت ہے جیسا کہ متعدد قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ اسکی اہمیت پر دلالت کناں ہیں۔ آرٹیکل ۲ے کی رو سے کسی دستاویز کی مشمولات کو شہادت ابتدائی یا بنیادی یعنی اصل دستاویز کے ذریعے یا ثانوی شہادت یعنی اس دستاویز کی نقل کے ذریعے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

شہادت ابتدائی

آرٹیکل ۳ے کی رو سے شہادت ابتدائی سے اصل دستاویز مراد ہے جو عدالت کے ملاحظہ کیلئے پیش کی جائے۔

ثانوی شہادت

آرٹیکل ۴ے کی رو سے اصل دستاویز کی مصدقہ نقول یا وہ نقول جو اصل سے ایسے میکانکی طریقوں سے تیار کی جائیں جو از خود نقل کی صحت کی ضمانت ہوں یا وہ نقول جو مذکورہ نقول کے ساتھ مقابلہ کی جائیں یا ایسے شخص کی طرف سے کسی دستاویز کی مشمولات کے بارے میں زبانی بیان جس نے بذات خود اسے دیکھا ہو، ثانوی شہادت کہلاتے ہیں۔

آرٹیکل ۵ے کی رو سے دستاویزات کو شہادت ابتدائی یعنی اصلی دستاویز کے ذریعے ثابت کرنا چاہیے تاہم آرٹیکل ۶ے کی رو سے بعض صورتوں میں کسی دستاویز کے وجود، احوال یا مشمولات کی نسبت ثانوی شہادت یعنی اصل دستاویز کی نقل پیش کی جا سکتی ہے۔ مثلاً جب اصل دستاویز ایسے شخص کے قبضہ یا اختیار میں ہو، جسکے خلاف اسکا ثابت کرنا مطلوب ہو، یا ایسے شخص کے قبضہ میں ہو جو اس عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر ہو یا اسکے تابع نہ ہو، یا ایسے شخص کے قبضہ میں ہو جو از روئے قانون اسے پیش کرنے کا پابند ہو اور جو عدالتی نوٹس کے باوجود اسے پیش نہ کرے وغیرہ۔

شہادت کون دے سکتا ہے؟

حصول انصاف میں شہادت کی اہمیت کے پیش نظر ادائے شہادت کو بعض شرائط سے مشروط کیا گیا ہے تاکہ ایسی شہادت کا راستہ روکا جاسکے جو سچی اور کھری نہ ہو یا جو دروغ گوئی پر مبنی ہو یا جس میں جانبداری برتنے کا خطرہ ہو۔ قانون شہادت آرڈر ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل نمبر ۳ کی رو سے وہ افراد شہادت دینے کے اہل نہیں ہونگے جو صغرسنی، ضعیف العمری یا ذہنی یا جسمانی بیماری یا اس قسم کے کسی اور سبب سے عدالت میں پوچھے گئے سوالات کو سمجھنے یا ان کا معقول جواب دینے سے معذور ہوں۔ اسی طرح وہ شخص بھی شہادت دینے کا مجاز نہیں ہوگا جسے کسی عدالت نے دروغ گوئی یا جھوٹی شہادت دینے پر سزا دی ہوالا یہ کہ اس نے بعد میں عدالت کے اطمینان کے مطابق اپنے طور واطوار کی اصلاح کر لی ہو۔ نیز عدالت کسی گواہ کی اہلیت کا تعین قرآن وسنت میں دیئے ہوئے اسلامی تعلیمات کے مقرر کردہ شرائط کے مطابق کرے گی تاہم ان شرائط پر پورا اترنے والا گواہ دستیاب نہ ہونے کی صورت میں عدالت کسی بھی دستیاب گواہ کی شہادت لے سکتی ہے۔

گواہوں کی اہلیت اور تعداد

آرٹیکل ۱۷(۱) کی رو سے بھی شہادت دینے کیلئے کسی شخص کی اہلیت اور کسی مقدمے میں مطلوبہ گواہوں کی تعداد قرآن وسنت میں مذکور اسلامی احکام کے مطابق متعین کی جائے گی۔ ذیلی شق (۲) کی رو سے تاوقتیکہ نفاذ حدود سے متعلق کسی قانون یا کسی دیگر خصوصی قانون میں بصورت دیگر قرار نہ دیا گیا ہو۔

(الف) مالیاتی یا آئندہ وجوب سے متعلق معاملات میں، اگر انکو ضبط تحریر میں لایا جائے تو دستاویز پر دو مردوں کو یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنایا جانا ضروری ہے تاکہ ایک عورت بھول جائے تو دوسری اسکو یاد دہانی کرا سکے۔

(ب) تمام دیگر معاملات میں، عدالت، ایک مرد یا ایک عورت یا ایسی دیگر شہادت قبول کرے گی یا اس پر عمل کرے گی جس طرح کہ مقدمہ کے حالات تقاضا کریں۔

شہادت کے سلسلے میں بعض استثناءات

حسب ذیل کو شہادت دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا:۔

(۱) آرٹیکل ۴ کے تحت کسی ایسی عدالت کے خاص حکم کے بغیر، جسکا وہ ماتحت ہو، کسی جج یا مجسٹریٹ کو کسی ایسے

امر کی نسبت کسی سوال کا جواب دینے کیلئے مجبور نہیں کیا جائے گا جو بحیثیت جج یا مجسٹریٹ اسے معلوم ہو۔ لیکن ایسے دیگر امور کی نسبت اس سے سوالات کئے جاسکتے ہیں جو اسکی موجودگی میں اس وقت وقوع پزیر ہوئے ہوں۔

(۲) آرٹیکل ۵ کی رو سے کسی شادی شدہ فرد کو، یا جو شادی شدہ رہ چکا ہو، کوئی ایسی بات ظاہر کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جس سے اسے زمانہ ازدواج میں شوہر یا بیوی نے، جیسی بھی صورت ہو، مطلع کیا ہو اور نہ ہی اسکی رضامندی کے بغیر اسے ایسی بات ظاہر کرنے کی اجازت دی جائے گی سوائے ان مقدمات کے جو فریقین کے درمیان ہوں۔

(۳) آرٹیکل ۶ کی رو سے با اختیار مجاز آفسر کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص کو کوئی ایسی شہادت دینے کی اجازت نہیں ہوگی جو امور مملکت سے متعلق غیر شائع شدہ سرکاری ریکارڈ سے حاصل ہوئی ہو۔

(۴) آرٹیکل ۷ کی رو سے کسی سرکاری آفسر کو ایسی اطلاعات کے اظہار پر مجبور نہیں کیا جائے گا جو اسے باعتبار عہدہ دی گئی ہوں جبکہ اسکے خیال میں ان کے اظہار سے سرکاری مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

(۵) آرٹیکل ۸ کی رو سے کسی مجسٹریٹ یا پولیس آفسر کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ اسے کسی جرم کے ارتکاب کی اطلاع کہاں سے ملی اور نہ ہی کسی آفسر مال کو اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ سرکاری محاصل کی نسبت کسی جرم کے ارتکاب کی اطلاع اسے کہاں سے ملی۔

(۶) آرٹیکل ۹ کی رو سے کسی وکیل کو اپنے موکل کی صریح رضامندی کے بغیر کسی وقت بھی کسی ایسی اطلاع کے اظہار کی اجازت نہ ہوگی جو اسے بحیثیت وکیل اپنے موکل یا اسکے کسی نمائندے سے معلوم ہوئی ہو۔ اسی طرح اسے کسی ایسی دستاویز کے مشمولات یا کیفیت کے بیان کی بھی اجازت نہ ہوگی جس سے وہ اپنی پیشہ وارانہ تقرری کے دوران مطلع ہوا ہو اور نہ ایسے مشورہ کے اظہار کی اجازت ہوگی جو اس نے مذکورہ تقرری کے دوران اپنے موکل کو دیا ہو۔ تاہم حسب ذیل امور افشا سے محفوظ نہ ہونگے۔

(i) ایسی اطلاع جو کسی ناجائز غرض کو آگے بڑھانے کیلئے دی گئی ہو۔

(ii) جرم یا فریب وغیرہ کے ارتکاب کا کوئی ایسا واقعہ جو بحیثیت وکیل تقرری کے دوران کسی کے علم میں آیا ہو، چاہے اس وکیل کی توجہ اس واقعہ کی طرف اپنے موکل کے ذریعے یا اسکے بغیر منتقل ہوئی ہو۔

(۷) آرٹیکل ۱۲ کی رو سے کسی شخص کو عدالت، ٹریبونل یا دیگر ہیئت مجاز میں، جو عدالتی یا نیم عدالتی اختیارات یا اختیار سماعت استعمال کر رہی ہو، کسی ایسی بات کے اظہار پر مجبور نہیں کیا جائے گا جو اس کے اور اسکے پیشہ ور قانونی مشیر کے مابین در پردہ ہوئی ہو تاوقتیکہ وہ اپنے آپ کو بطور گواہ پیش کرے۔

اقرارواقبال(admission and confession)

شہادت کے علاوہ کسی امر واقعہ کو ثابت کرنے کا ایک طریقہ اقرار ہے۔ دیوانی مقدمات میں کیئے گئے اقرار کو اقرار یا تسلیم (admission) اور فوجداری مقدمات میں جرم کے ارتکاب کے اقرار کو اقبال (confession) کہتے ہیں۔

اقراری بیان(admission)

قانون شہادت آرڈر کے آرٹیکل ۳۰ کی رو سے اقرار (admission) ایسے زبانی یا تحریری بیان کو کہتے ہیں جو کسی واقعہ تنقیح طلب یا واقعہ متعلقہ کے بارے میں کسی منطقی نتیجے کی طرف رھنمائی کرنے والا ہو۔ آرٹیکل ۳۱ کی رو سے اقراری بیانات کوئی فریق مقدمہ یا اسکا کوئی ایسا مختار دے سکتا ہے جس کو عدالت حالات مقدمہ کے تحت فریق مذکور کی طرف سے ایسا اقراری بیان دینے کیلئے صراحتاً یا کنایتاً مجاز سمجھتی ہو۔ آرٹیکل ۳۱ کی ذیلی شق نمبر ۳ کے مطابق ان افراد کے بیانات اقراری بیانات تصور ہونگے جو متنازعہ چیز میں کوئی مالکانہ حقوق یا مالی مفاد رکھتے ہوں یا جن سے فریقین مقدمہ نے متنازعہ چیز میں اپنا مفاد حاصل کیا ہو بشرطیکہ ایسے اقراری بیانات مفاد موجود ہونے کے دوران دیئے گئے ہوں۔ تاہم آرٹیکل ۳۲ و ۳۳ کے تحت بعض صورتوں میں بعض بظاہر غیر متعلق افراد کے ایسے بیان کو اقراری بیان تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً آرٹیکل ۳۲ کی رو سے ایسے اشخاص کے بیانات جن کی حیثیت یا ذمہ داری کسی فریق مقدمہ کے مقابلے میں ثابت کرنا ضروری ہو اقرار ہیں جیسے دیوالیہ شخص کے ٹرسٹیوں کے خلاف کاروائی کیئے جانے کی صورت میں دیوالیہ پن سے قبل اس کا بیان درخواست دھندہ قرض خواہ کے قرض کے ثبوت میں قابل ادخال ہے۔ اسی طرح آرٹیکل ۳۳ کی رو سے ایسے اشخاص کے بیانات جن کا کسی فریق مقدمہ نے کسی امر متنازعہ فیہ کے دریافت حال کیلئے بالصراحت حوالہ دیا ہو، اقرار ہیں مثلاً کسی فروخت کی گئی چیز کے بارے میں بائع کے کہنے پر کسی تیسرے شخص کا بیان جو اس چیز کے بارے میں معلومات رکھتا ہے، اقرار ہے۔

اقبالی بیان (confession)

یہ اقبال دو صورتوں میں ہوتا ہے ایک یہ کہ ملزم کسی مجسٹریٹ کے روبرو یہ بیان دے کہ اس نے جرم کا ارتکاب کیا ہے اس اقبال کو تحریر میں لانے کے سلسلہ میں کچھ شرائط عائد کی گئی ہیں۔ اس کو عدالتی اقبال judicial

(confession) کہا جاتا ہے لیکن اگر ملزم یہ اقبال عدالت کے علاوہ کسی اور شخص کے رو برو کرے تو اس کو ماورائے عدالت اقبال (extra-judicial confession) کہتے ہیں۔

آرٹیکل ۳۸ کی رو سے پولیس آفسر کے روبرو کئے جانے والے اقرار یا اقبالی بیان کو اس شخص کے خلاف جس پر کسی جرم کا الزام ہو، بطور ثبوت تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح آرٹیکل ۳۹ کی رو سے آرٹیکل ۴۰ کے تابع کوئی اقرار جو کسی شخص نے پولیس کی حراست کے دوران کیا ہو، مذکورہ شخص کے خلاف بطور ثبوت تسلیم نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ کسی مجسٹریٹ کے عین رو برو نہ کیا گیا ہو۔ آرٹیکل ۴۰ کی رو سے پولیس کی حراست میں موجود کسی ملزم کی ایسی اطلاع کا اتنا حصہ جسکی روشنی میں کوئی نئی چیز یا حقائق دریافت ہوئے ہوں خواہ ایسی اطلاع اقبالی بیان کے زمرے میں آتی ہو یا نہ آتی ہو، قابل ادخال شہادت ہے۔ الغرض ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۶۴ کے تحت مجسٹریٹ کے روبرو کئے جانے والے اقبال جرم کو درست سمجھا جاتا ہے کیونکہ مجسٹریٹ قانونی طور پر اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ ایسا بیان تحریر کرنے سے قبل اس بات کی تسلی کرے کہ بیان دینے والا شخص رضا کارانہ طور پر اپنی آزاد مرضی سے بیان دے رہا ہے۔ تاہم آرٹیکل ۳۷ کی رو سے فوجداری مقدمات میں کسی ملزم شخص کا اقرار غیر مئوثر ہوگا اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچے کی مذکورہ اقرار کسی بااختیار شخص کی طرف سے کسی ترغیب، دھمکی یا وعدہ کے ذریعے کیا گیا ہے اس احساس کے ساتھ کہ اس سے اسے نفع پہنچے گا یا وہ کسی دنیاوی نقصان سے محفوظ رہے گا۔

آرٹیکل ۴۵ کی رو سے اقبالات ایسے امور میں ثبوت قطعی نہیں ہیں جنکو تسلیم کرلیا گیا ہو مگر وہ بعد ازیں مشمولہ احکام کے تحت امر مانع تقریر مخالف ہو سکتے ہیں۔

امر مانع تقریر مخالف (Estoppel)

آرٹیکل ۱۱۴ کی رو سے جب کوئی شخص اپنے بیان یا کسی فعل یا ترک فعل سے عمداً کسی دوسرے شخص کو یہ باور کرائے یا باور کرنے دے کہ کوئی چیز صحیح ہے اور اس یقین پر عمل بھی کرنے دے تو اسے یا اسکے کسی قائم مقام شخص کو اس کی اجازت نہ ہوگی کہ کسی ایسے مقدمے یا کارروائی میں، جو اسکے اور اس دوسرے شخص یا اسکے قائم مقام شخص کے مابین ہو، اس بات کی صداقت سے انکار کردے۔ اس اصول کو امر مانع تقریر مخالف کہتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ سچ ہونے کا یقین دلا کر دوسرے سے عمل کرانے والے کو اپنے سابقہ بیان سے منحرف ہونے سے روکا جائے اور غیر ضروری مقدمہ بازی نہ ہونے دی جائے۔

بیان نزع

اس قانون کے تحت بعض ایسے اشخاص کے بیانات قابل ادخال شہادت ہیں جو کہ گواہی کے لئے عدالت میں طلب نہ کیے جا سکتے ہوں۔

آرٹیکل ۴۶ کے تحت بعض ایسے بیانات مثلاً موت کی وجوہات، سلسلہ کاروبار یا دیگر مالی مفادات یا مالکانہ حقوق تعلق رشتہ، خاندانی امور یا وصیت سے متعلق کسی ایسے شخص کے بیانات جو فوت ہو چکا ہو یا مل نہ سکتا ہو قابل ادخال شہادت ہیں۔

ترتیب ادخال شہادت

ضابطہ دیوانی اور ضابطہ فوجداری میں بھی ادخال شہادت گواہان کے بارے میں کچھ احکام موجود ہیں۔ مروجہ طریقہ کار کے مطابق عموماً پہلے مدعی تائید مقدمہ میں شہادت پیش کرتا ہے پھر مدعا علیہ تردید مقدمہ میں شہادت پیش کرتا ہے۔ لیکن آرٹیکل ۱۳۱ کے مطابق عدالت بار ثبوت یا تنقیحات فریقین کے پیش نظر کسی فریق کو کسی بھی ترتیب سے شہادت داخل کرنے کا حکم دے سکتی ہے۔

سوال ابتدائی وسوال جرح وغیرہ (examination-cross examination)

آرٹیکل ۱۳۲ کی رو سے جو سوال کوئی فریق اپنے گواہ سے کرتا ہے وہ ابتدائی سوال کہلاتا ہے جبکہ فریق مخالف کی طرف سے کسی گواہ سے کئے جانے والے سوال کو سوال جرح کہتے ہیں اور جو سوال کوئی فریق اپنے گواہ سے جرح کے بعد کرے وہ سوال مکرر کہلاتا ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے مدعی کے گواہان پر جرح کے دوران اگر کوئی ابہام کی صورت پیدا ہو جائے تو مدعی سوال مکرر کے ذریعے اس ابہام کو دور کرتا ہے۔ یہی سہولت مدعا علیہ کو بھی اپنے گواہان کے بارے میں دی گئی ہے۔

ترتیب سوالات

آرٹیکل ۱۳۳ کی رو سے سب سے پہلے کسی فریق کی طرف سے اپنے گواہوں سے سوالات ابتدائی کئے جائیں گے۔ اس کے بعد فریق مخالف اس پر جرح کرتا ہے۔ اگر جرح میں کسی نئے امر کی نسبت سوالات کئے گئے ہوں تو پیش کنندہ

فریق تشریح کی غرض سے اس سے اس امر کی نسبت سوال مکرر کرے گا۔ سوالات ابتدائی اور سوالات جرح واقعات متعلقہ کی بابت ہونے چائیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ سوالات جرح صرف سوالات ابتدائی یا سوالات مکرر سے متعلق ہوں۔

ہدایتی سوالات (leading questions)

آرٹیکل ۱۳۶ کی رو سے کوئی سوال جس سے یہ واضح ہو کہ اس کا پوچھنے والا کس طرح کا جواب چاہتا ہے یا اسکی امید رکھتا ہے، ہدایتی سوال کہلاتا ہے۔ آرٹیکل ۱۳۷ کی رو سے اگر فریق مخالف اعتراض کرے تو سوالات ابتدائی یا سوالات مکرر میں، ماسوائے عدالت کی اجازت کے، ہدایتی سوالات نہیں پوچھے جائیں گے۔ عدالت ان امور کی نسبت ہدایتی سوالات کی اجازت دے گی جو تمہیدی یا غیر متازع ہوں یا جو اسکی رائے میں پہلے سے بخوبی ثابت ہو چکے ہوں۔ البتہ آرٹیکل ۱۳۸ کی رو سے ہدایتی سوالات جرح میں پوچھے جاسکتے ہیں۔

سوالات جو جرح میں پوچھے جاسکتے ہیں

آرٹیکل ۱۴۱ کی رو سے جرح میں دیگر کے علاوہ کوئی بھی ایسا سوال پوچھا جاسکتا ہے جس سے

(۱) گواہ کی صداقت کا امتحان ہو۔

(۲) یہ معلوم ہو کہ وہ کون ہے اور اسکی حیثیت کیا ہے، یا

(۳) اسکے کردار کو متنازعہ بنا کر اسکے اعتبار کو مجروح کرنا مقصود ہو۔

ناشائستہ اور رسواکن سوالات

آرٹیکل ۱۴۶ کی رو سے عدالت ایسے سوالات یا استفسارات کی ممانعت کرسکتی ہے جنہیں وہ ناشائستہ یا رسواکن سمجھتی ہو اگر چہ وہ متازعہ امور سے کچھ تعلق رکھتے ہوں تاوقتیکہ ان کا تعلق ایسے امور تنقیح طلب یا معاملات سے نہ ہو جنکا جاننا فیصلہ کرنے کیلئے ضروری ہو۔ اسی طرح آرٹیکل ۱۴۸ کی رو سے عدالت کو لازم ہوگا کہ وہ کسی ایسے سوال کی ممانعت کرے جو اسکی دانست میں توھین کرنے یا رنج پہنچانے کی نیت سے پوچھا جائے یا جو عدالت کو بلاضرورت اور باعث رنج معلوم ہو۔

جھوٹی گواہی اور اسکی سزا

گواہوں کے بیانات کو پرکھنے اور جھوٹی گواہی سے روکنے کیلئے تعزیرات پاکستان میں ضروری تعزیری احکام موجود ہیں۔ دفعہ ۱۹۳ کی رو سے جو کوئی شخص بالارادہ کسی عدالتی کاروائی کے کسی مرحلے پر جھوٹی گواہی دے یا عدالتی کاروائی کے کسی مرحلے پر استعمال کیے جانے کی غرض سے جھوٹی گواہی کی جعلسازی کرے تو اُسے سات سال تک کیلئے کسی قسم کی سزائے قید دی جاسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ اسی طرح نہ صرف دوران سماعت بیان ریکارڈ کروانے سے قبل حلف کے ذریعے جھوٹی گواہی کا راستہ روکنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بلکہ قانون شہادت میں شہادت ریکارڈ کرنے کے طریقہ کار میں دیگر کے علاوہ اس مقصد کیلئے جرح کے نام سے بھی ایک کسوٹی رکھی گئی ہے۔

مزید معلومات کیلئے حب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر:051-9208752

فیکس نمبر: 051-9214416

ای میل: ljcp@ljcp.gov.pk

غیرت یا سیاہ کاری کے نام پر قتل، اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کے تناظر میں

آئین پاکستان کے آرٹیکل ۹ کے تحت انسانی زندگی اوراس کی آزادی کی ضمانت ان الفاظ میں دی گئی ہے کہ کسی بھی شخص کو بلا قانونی کاروائی کے اس کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۰۰ کے تحت جو شخص کسی کو ہلاک کرنے کی نیت سے یا جسمانی ضرر پہنچانے کی نیت سے کوئی ایسا فعل سرانجام دے جس سے اس کی موت واقع ہو جائے تو ایسا شخص قتل عمد کا مرتکب کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بلا سبب قتل انسانی سب سے بڑا جرم اور ناپسندیدہ فعل ہے۔ انسانی زندگی کو نہ صرف قانون بلکہ قرآنی احکامات کے تحت بھی محترم قرار دیا گیا ہے اور بلا سبب قتل انسان کو قتل انسانیت کہا گیا ہے۔ غیرت کے نام پر قتل بھی انہی جرائم میں شامل ہے جن پر ہماری اعلیٰ عدالتوں نے نہ صرف ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے بلکہ رائج الوقت قانون کے تحت قابل مواخذہ جرم قرار دیا ہے۔

اس ضمن میں چند اہمیت کے حامل فیصلہ جات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے، عدالت عظمیٰ (Supreme Court) کا ایک حالیہ فیصلہ بعنوان محمد اکرم خان بنام ریاست مطبوعہ (PLD 2001 SC 96) قابل ذکر ہے اس مقدمہ میں استغاثہ کے مطابق ملزم نے رائفل سے فائر کر کے مقتول کو قتل کر دیا ملزم نے اپنے بیان زیر دفعہ ۳۴۲ ضابطہ فوجداری یہ موقف اختیار کیا کہ مقتول کے ماموں زاد کے اس کی بہن کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے جو کہ وقوعہ کے روز اس نے اپنی بہن کو کھیتوں کے پاس مقتول سے باتیں کرتے دیکھا اس کا خیال تھا کہ مقتول اپنے ماموں زاد کا پیغام اس کی بہن کے لئے لایا ہے یا وہ اغوا کرنے آیا ہے اس پر غیرت کے زیر اثر اس نے مقتول پر فائر کر دیا اور گھر جا کر واقعہ اپنے والد کو بتایا جس نے اسے پولیس کے سامنے پیش کر دیا۔ سیشن جج نے ۸۸۔۵۔۲۸ کو ملزم کو سزائے موت سنائی جس کے خلاف ملزم نے عدالت عالیہ (High Court) میں اپیل دائر کی جو خارج کر دی گئی۔ عدالت عظمیٰ میں یہی مقدمہ بطور اپیل دائر کیا گیا جس پر عدالت عظمیٰ نے عدالت عالیہ کا فیصلہ بحال رکھتے ہوئے ملزم کی بیان کردہ کہانی بابت قتل بوجہ غیرت تسلیم نہ کیا اور قرار دیا کہ کسی کو بھی قانونی اور اخلاقی لحاظ سے یہ حق نہیں کہ وہ غیرت کے نام پر قانون اپنے ہاتھ میں لے لے۔ مزید برآں کہ قانون یا مذہب غیرت کے نام پر کسی کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا ایسا عمل قابل نفرت جرم اور آئین کے بنیادی تقاضے کے خلاف ہے جس کے مطابق کسی انسان کی جان، جائیداد یا آزادی کو ماسوائے قانونی عمل کے سلب نہیں کیا جاسکتا۔ آخر میں عدالت عظمیٰ نے قرار دیا کہ اس مقدمہ میں غیرت کا دفاع سزا میں کمی کا سبب بھی قرار نہیں دیا جاسکتا اور مقدمہ کی سزا موت بحال رکھی گئی۔

اسی قسم کے واقعات سے متعلق ایک اور مقدمہ بعنوان عبدالزہیر بنام ریاست مطبوعہ 2000 SCMR 406 میں اگرچہ معاملہ براہ راست سیاہ کاری سے متعلق نہیں تھا تاہم عدالت عظمیٰ (Supreme Court) کے ۷ فاضل جج صاحبان نے سیاہ کاری کے ضمن میں لئے گئے طیش کے عذر کو بطور دفاع رد کر دیا خاص طور پر ایسے مقدمات میں جس میں بیوی، بہن یا دیگر کسی خاتون رشتہ دار کا قتل اس کے مرد رشتہ دار کے ہاتھ سے ہوا ہو اور جس کو سیاہ کاری کے الزام میں قتل کیا ہو عدالت عظمیٰ نے اس مقدمہ میں ملزمان کی ماتحت عدالت سے دی گئی ۱۴ سال کی سزا کو بڑھا کر عمر قید سخت میں تبدیل کر دیا۔

عدالت نے اپنے فیصلے میں تحریر کیا کہ اسلامی قوانین کے تحت فوری اشتعال کا دفاع یا غیرت کا دفاع قاتلوں کو میسر نہیں ہے ماقبل اسلام خواتین کو ملکیت کے طور پر سمجھا جاتا تھا، اسلام نے خواتین کو مردوں کے برابر مساوی حیثیت دی۔ آیت نمبر ۳۶ سورۃ الاحزاب اور آیت نمبر ۲۲۸ سورۃ البقرۃ میں اس بات کو بالکل واضح کیا گیا ہے کہ خواتین اپنے حقوق میں مردوں کے مساوی ہیں۔ اسلام نے میاں بیوی میں علیحدگی کی اجازت انتہائی استثناء کی حالت میں دی ہے۔ مرد اپنی بیوی کو محض شک کے بناء پر کہ وہ بدکار قرار نہیں دے سکتا۔ شوہر کو اس کا بدکار ہونا ثابت کرنا پڑے گا اور چار گواہان جو کہ تزکیہ الشہود پر پورا اترتے ہوں، کے ذریعے الزام ثابت کرنا پڑے گا۔ ایک صحابیؓ نے اپنا مقدمہ حضورؐ کے پاس پیش کیا آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ الزام کو ثابت کرنے کے لئے ۴ گواہ پیش کریں بصورت دیگر صحابیؓ پر از خود حد لاگو ہو سکتی ہے۔ جس پر صحابیؓ نے عرض کیا کہ اس کے پاس الزام ثابت کرنے کے لئے ۴ گواہ تو نہیں لیکن وہ اللہ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ اس نے سچ کہا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:۔

جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کا کوئی گواہ بجز ان کی ذات کے نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچوں میں ہیں۔ (۶)

اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔ (۷)

اور اس عورت سے سزا اس طرح دور ہو سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ یقیناً اس کا مرد جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ (۸)

اور پانچویں دفعہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر اس کا خاوند سچوں میں سے ہو۔ (۹)

عدالت عالیہ بلوچستان کا ایک حالیہ فیصلہ مقدمہ بعنوان محمد خان بنام ریاست و دیگر مطبوعہ (2001 PCrL 1766) اپنی نوعیت کے اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے استغاثہ کے مطابق ملزم نے غیرت کے نام پر دو قتل کئے تھے جس میں ملزم نے اپنی بیوی اور دوسرے شخص کو قتل کیا تھا۔ بیوی کی لاش گھر کے اندر پائی گئی تھی جبکہ دوسرے شخص کی لاش گھر سے

باہر کالج کے احاطے کے اندر پائی گئی تھی جہاں مقتول چوکیدار تھا۔ فاضل جج صاحبان نے اپنے فیصلے میں مولانا تقی عثمانی کے اس فیصلے پر انحصار کیا جو کہ مقدمہ بعنوان وفاق بنام گل حسن مطبوعہ (1998 PLD SC 633) میں درج ہے۔ عدالت عالیہ نے مولانا تقی عثمانی کے جس اقتباس پر انحصار کیا اس کے مطابق کسی خاتون کو مارنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے ہم اسلام کے لئے اپنی محبت کو اظہار کرتے ہیں اور اس کے اطلاق کی بات بھی کرتے ہیں لیکن ہم خواتین کے معاملے میں قرآن وسنت کے واضح احکامات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ درجنوں معصوم خواتین کا غیرت کے نام قتل کیا جا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو دور جاہلیت میں ختم کر ڈالا اور اسی لئے اسلام کے ابتدائی ادوار میں اس قسم کے واقعات کا اندراج نہیں ہوا۔ آخر میں فاضل جج صاحبان اس نتیجے پر پہنچے کہ ملزم نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ایک قتل کرنے کے بعد اپنی بیوی کا قتل بھی کر ڈالا تا کہ اس کو غیرت کا نام دے سکے۔ عدالت کے فیصلے کے مطابق بالفرض ایسا ہوا بھی ہو تب بھی غیرت کے نام پر قتل کرنے کی گنجائش ملکی قوانین میں اور نہ ہی اسلامی قوانین میں ہے اور نہ اس قسم کے نام نہاد رسم و رواج کی معاشرے میں اجازت ہونی چاہیے۔ عدالت نے سیشن کورٹ کی عمر قید کی سزا کو سزائے موت میں تبدیل کر دیا۔

اسی طرح عدالت عالیہ لاہور نے اپنے ایک حالیہ فیصلے میں کرمنل اپیل نمبر ۱۹۷/۱۹۹۹ء بعنوان ریاست بنام عبدالحمید میں ملزم کو دی جانے والی عمر قید کی سزا بڑھا کر سزائے موت میں تبدیل کر دیا۔ عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ اس لحاظ سے بھی قابل تحسین ہے کہ اس کی نظر میں کسی انسان کو غیرت کے نام پر قتل کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ واقعات مقدمہ کے مطابق مقتول نے اپنی ۱۴ سالہ بھانجی اور اسی گاؤں کے رہنے والے ۱۸ سالہ نوجوان کو ناجائز تعلقات کے شک کی بناء پر قتل کر دیا تھا اور بیان کیا کہ وہ دونوں کو کپاس کے کھیت میں قابل اعتراض حالت میں دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکا اور اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ جبکہ عدالت اس امر کے پیش نظر کہ مقتولین کی لاشیں نہ صرف یہ کہ چار پانچ گز کے فاصلے پر پڑی تھی بلکہ ان کے پوشیدنی پارچہ جات بھی جسم پر موجود تھے مقتول کے بیان کردہ طیش بر بنائے غیرت کو مسترد کر دیا۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9209412, 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

قران پاک (طباعت اور ریکاڈنگ کی غلطیوں کی روک تھام) کا قانون مجریہ ۱۹۷۳ء

قرآن پاک مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے اوراس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ہے ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (سورۃ الحجر ۱۵،آیت ۹) تاہم مسلمان اپنے طور قرآن کی طباعت اور ریکاڈنگ میں کسی قسم کی کوتاہی اور غلطی کے امکان کو روکنے کے لئے ہر ممکن اقدامات کرتے ہیں۔ حکومتی سطح پر اس سلسلے میں نے ایک قانون قرآن پاک (طباعت کی غلطیوں کی روک تھام) قانون مجریہ ۱۹۷۳ء جاری کیا گیا ہے یہ قانون پورے پاکستان میں نافذ پذیر ہے۔

اس قانون کی دفعہ (b)۲ کی رو سے قرآن پاک سے مراد قرآن پاک عربی متن میں مکمل یا پارہ (parts) یا سورۃ (chapter) کی صورت میں ہے لیکن اس میں اقتباسات جو نصاب کی کتابوں یا عبادت کی کتابوں (prayers book) یا مذہبی میثاق (religious books) میں شائع ہوتے ہیں، شامل نہیں ہیں۔

اس قانون کی دفعہ (d)۲ کی رو سے ناشر سے مراد ہر وہ فرد یا افراد کی تنظیم ہے جو قرآن پاک کی طباعت کرنا چاہتی ہے اور ریکاڈنگ کمپنی سے مراد ہر وہ فرد یا افراد کی تنظیم ہے جو قرآن کی ریکاڈنگ کرنا چاہتی ہے اور جس نے خود کو اس قانون کی دفعہ۳ کے تحت صوبائی حکومت جس کے ماتحت وہ اپنا کاروبار چلا رہے ہوں، کے شعبہ اوقاف میں مقررہ فیس ادا کرنے کے بعد مقررہ قواعد وضوابط کے تحت رجسٹرڈ کروایا ہے۔

قرآن پاک کی ریکاڈنگ سے مراد معیاری قرآن پاک کی کاپی سے تطابق انسانی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت اور کسی بھی جدید طریقہ سے اس کی ریکاڈنگ کرنا ہے۔

علماء کی کمیٹی

اس قانون کی دفعہ۴ کی رو سے وفاقی حکومت مسلمانوں کے تمام مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والے معروف علماء، حفاظ اور قاریوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دیتی ہے۔

مزید یہ کہ وفاقی حکومت قرآن پاک کی ایک نقل تیار کر کے توثیق کے لیے کمیٹی کو بھیجتی ہے۔کمیٹی کی توثیق کے بعد اس نقل کو محافظ خانہ میں بطور معیاری کاپی (standard copy) کے جمع کروایا جاتا ہے۔

قرآن پاک کی اشاعت

اس قانون کی دفعہ ۵ کی رو سے ناشر قرآن پاک کی طباعت کے لیے عکسی نقل (photostat)، فوٹو بلاک (photo block)، عکسی طباعت (offset) یا کسی بھی جدید طریقہ کا استعمال کر سکتا ہے تاہم ناشر طباعت کے لئے جو لیتھو پروسس (litho process) کا استعمال نہیں کر سکتا ہے

قرآن پاک کی طباعت کے لئے ناشر کے لئے لازم ہے کہ وہ وفاقی حکومت کی صرف سے منظور شدہ کاغذ کا استعمال کرے۔

ہر ناشر نیا طباعت کردہ قرآن اور ہر ریکارڈنگ کمپنی نیا ریکارڈ شدہ قرآن کا تقابل ایسے شخص کی معیاری (standrad) قرآن کی کاپی سے کرتا ہے جس کے پاس مذہبی ادارے کی طرف سے جاری کردہ ڈپلومہ ہو یا جس کے پاس مولوی، فاضل یا تربیت یافتہ قاری جو حافظ قرآن بھی ہو، کا جاری کردہ سرٹیفکیٹ ہو یا جس کے پاس عربی میں پروف خواں کا سرٹیفکیٹ ہو۔

اور جو اس امر کا صداقت نامہ جاری کر سکے کہ متن وحوالہ میں کسی قسم کی غلطی نہیں ہے

ناشر کے لئے ضروری ہے کہ وہ درج ذیل امور کا خیال رکھے

(ا) ہر صفحہ پر سورۃ کا سلسلہ نمبر اور ہر آیت کے اختتام پر خاتمہ کے نشان کے اندر (sign of (o) conclusion) آیت کا سلسلہ نمبر درج ہو۔

(ب) قرآن پاک کے ہر ایڈیشن کی جلد (cover page) پر ناشر کا نام، پرنٹنگ پریس کا نام، اور سال طباعت کا درج ہونا ضروری ہے۔

(ج) قرآن پاک کے ہر صفحہ پر مندرجہ ذیل جدول کے مطابق تشریحات (indication) کا ہونا ضروری ہے۔

صفحہ کا اوپری حصہ

پارہ کا سلسلہ نمبر مع	صفحہ نمبر	سورۃ کا سلسلہ نمبر
ابتدائی الفاظ مثلاً تلک الرسل	۴	بمعہ نام مثلاً البقرہ۔۲

صفحہ کا زیریں حصہ

سورہ کا سلسلہ نمبر مع صفحہ	منزل	سورہ کا سلسلہ نمبر بمعہ صفحہ
پر ابتدائی آیت کا نمبر مثلاً		پر آخری آیت کا نمبر مثلاً
سورہ۔۵۔آیت۔۵		سورہ۔۵۔آیت۔۵

(د) طباعت شدہ قرآن پاک کے کسی صفحہ پر کسی قسم کی غلطی یا ترک (omission) کے انکشاف پر ایسے صفحہ کی تبدیلی غلطی یا ترک سے پاک نئے صفحہ ہو۔

مزید یہ کہ قرآن پاک کا ترجمہ عربی متن (text) کے بغیر شائع یا ریکارڈ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

قرآن کی کوئی ایسی ریکاڈنگ تیار نہیں کی جائے گی جو اس کے تقدس کو کسی بھی صورت میں مجروح کرتی ہو۔

آیت کی عبارت میں حروف کی غلطی (literal distortion of the text of Ayah)

اس قانون کی دفعہ A-۵ کے تحت قرآن پاک کی نقل یا ریکارڈ یا نصابی کتب، عبادتوں کی کتابوں، مذہبی معاہدوں یا کسی دیگر مقام پر شائع اقتباس میں اگر کوئی آیت، الفاظ کی تبدیلی یا ترتیب یا اعراب کی غلطی کی وجہ سے اس حد تک تبدیل ہو جائے کہ آیت کا معنی و مفہوم بدل جائے تو ایسی صورت میں پرنٹر یا ناشر یا ریکاڈنگ کمپنی چاہے وہ اس قانون کے تحت رجسٹرڈ ہو یا نہ ہو، جب تک یہ ثابت نہ کردے کہ بگاڑ طباعت کی غلطی یا مشینی خرابی کی وجہ سے ہوا ہے، اسے اس قانون کی دفعہ ۶ کے تحت سزا دی جاتی ہے

مسلمانوں کے اعتقاد کے برعکس قرآن کا ترجمہ یا تشریح

اس قانون کی دفعہ B-۵ کے تحت قرآن پاک کی نقل یا ریکارڈ یا نصابی کتب، عبادتوں کی کتابوں، مذہبی معاہدوں یا کسی دیگر مقام پر شائع اقتباس میں اگر کوئی غیر مسلم کسی آیت کا ترجمہ تفسیر یا کوئی تبصرہ مسلمانوں کے اعتقاد کے برعکس کرے تو مصنف، پرنٹر یا ناشر یا وہ شخص جس نے ریکارڈ تیار کیا ہو، چاہے وہ اس قانون کے تحت رجسٹرڈ ہو یا نہ ہو، جب تک یہ ثابت نہ کردے کہ ایسا ترجمہ تفسیر یا تبصرہ طباعت کی غلطی یا مشینی خرابی کی وجہ سے ہوا ہے، اسے اس قانون کی دفعہ ۶ کے تحت سزا دی جاتی ہے۔

قانون کی خلاف ورزی کی سزا

اس قانون کی دفعہ ۶ کے تحت ہر وہ ناشر یا پرنٹر یا ریکاڈنگ کمپنی جو اس قانون یا اس کے تحت وضع شدہ قواعد کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرے یا ایسا شخص جو اس قانون یا اس کے تحت وضع شدہ قواعد کے برعکس اپنی آواز میں قرآن پاک کا ریکارڈ تیار کرے یا ایسا شخص جو دفعہ ۵ کے تحت قرآن پاک کی نقل یا ریکارڈ میں کوئی غلطی نہ ہونے کا لحاظ

سرٹیفکیٹ جاری کرے تو اسے تین سال تک کیلئے قید یا کم از کم پانچ ہزار روپے تک جرمانے یا دونوں سزاؤں کا حکم دیا جا سکتا ہے

مجاز عدالت اس قانون کے تحت کسی جرم کی سماعت صرف وفاقی حکومت یا صوبائی ادارہ اوکاف یا کسی مجاز افسر کی طرف سے موصول شکایت پر کر سکتی ہے۔

اس قانون کی دفعہ کے تحت اگر کوئی کمپنی یا (corporate body) مجرم ہے تو ایسی صورت میں اس کا ڈائریکٹر، مینجر، سیکرٹری یا دوسرے افسر اس وقت تک مجرم تصور کیے جاتے ہیں جب تک وہ یہ ثابت نہ کر دیں کہ جرم ان کی لاعلمی میں سرزد ہوا ہے یا جرم کے ارتکاب کو روکنے کے لئے انھوں نے حتی الامکان کوشش کی ہے۔

مزید وضاحت اور معلومات کے لیے رابطہ کریں۔

ڈپٹی سیکرٹری I

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 9220483 , 051-9214797

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

تاریخ پیدائش کا اندراج اور اسکی اہمیت

ہر شخص کو بعض معاملات میں اکثر اپنی تاریخ پیدائش کے تعین کی ضرورت ہوتی ہے۔ ملازمت کے حصول کا مسئلہ ہو یا ریٹائرمنٹ کا یا کسی تعلیمی ادارے میں داخلے کا حتیٰ کہ بعض صورتوں میں ورثاء کے تعین کیلئے ان کی تاریخ پیدائش کی طرف رجوع کئے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ تاریخ پیدائش کے تعین کے لئے جن دستاویزات پر اعتماد کیا جاتا ہے ان میں سکول کے رجسٹر میں طالب علم کی پیدائش کے بارے میں کیا گیا اندارج، مجاز ڈاکٹر کی طرف سے جاری کردہ پیدائش کا سرٹیفکیٹ، میٹرک سرٹیفکیٹ قومی شناختی کارڈ اور میونسپل کمیٹی، کارپوریشن اور یونین کونسل یا کمیٹی کی طرف سے جاری کردہ تاریخ پیدائش کا سرٹیفکیٹ شامل ہیں۔ مذکورہ طریقوں میں سے بچے کی تاریخ پیدائش کے بارے میں جاری کئے گئے مجاز ڈاکٹر کی طرف سے جاری کردہ پیدائش سرٹیفکیٹ کے علاوہ دیگر تمام طریقوں میں تاریخ پیدائش کے بارے میں معلومات کا قابل اعتماد ذریعہ بچے کے والدین کی فراہم کردہ اطلاع ہوتی ہے جس کی بنیاد پر یونین کونسل یا کمیٹی، میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کے دفاتر میں مخصوص رجسٹروں میں انکی تاریخ پیدائش کا اندراج کیا جاتا ہے اور تاریخ پیدائش کا سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے۔

چونکہ تاریخ پیدائش کا عدم اندراج زندگی میں کئی مشکلات حتیٰ کہ مقدمہ بازیوں کا سبب بن سکتا ہے اس لئے سرکاری سطح پر بچوں کی تاریخ پیدائش کے اندراج کا باقاعدہ بندوبست کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں قانون برائے رجسٹریشن پیدائش، اموات وشادیاں مجریہ ۱۸۸۶ء، لوکل گورنمنٹ ایکٹ ۲۰۰۱ء، نادرا آرڈیننس ۲۰۰۰ء اور بعض دیگر قوانین کے تحت بچوں کی پیدائش کی رجسٹریشن کا باقاعدہ انتظام موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی بھی بچے کی پیدائش کی اطلاع متعلقہ دفاتر میں دے کر اور متعلقہ رجسٹر میں اسکا اندارج کروا کر اس کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا جائے۔

پیدائش، اموات اور شادیوں کی رجسٹریشن کا قانون مجریہ ۱۸۸۶ء

رجسٹرار جنرل کا تقرر اس ایکٹ کی دفعہ ۶ کی رو سے ہر صوبائی حکومت اس ایکٹ کے تحت رجسٹر کئے گئے پیدائش واموات پر مشتمل رجسٹر کی مصدقہ نقول کا ریکارڈ رکھنے کیلئے اپنے زیر انتظام علاقوں میں ایک جنرل رجسٹری آفس برائے پیدائش واموات قائم کرے گی اور ایک آفسر کا بطور رجسٹرار جنرل تقرر عمل میں لائے گی جو دفعہ ۷ کی رو سے اپنے دفتر میں موصول ہونے والے تمام رجسٹروں کی مصدقہ نقول کی فہرست (index) تیار کروا کر مقررہ طریقہ کار کے مطابق انکا

ریکارڈ رکھے گا۔ دفعہ ۸ کی رو سے کوئی بھی شخص تیار کی گئی ایسی تمام فہرستوں کا مقررہ فیس کی ادائیگی پر معائنہ کرسکتا ہے اوران میں کی گئی اندراجات کی نقول حاصل کرسکتا ہے۔ دفعہ ۹ کی رو سے مذکورہ فراہم کی گئی نقول رجسٹرار جنرل یا صوبائی حکومت کی طرف سے مجاز کسی آفسر کی مصدقہ ہونگی اور تاریخ پیدائش یا وفات کے ثبوت کیلئے بطور شہادت مقبول ہونگی۔

رجسٹرار کا تقرر اس ایکٹ کی دفعہ ۱۲ کی رو سے صوبائی حکومت اپنے زیر انتظام علاقوں میں کسی مقررہ علاقے کیلئے اور اگر مناسب سمجھے تو لوگوں کے ایک طبقے کیلئے بربنائے نام یا عہدہ بہ حیثیت رجسٹرار پیدائش و اموات اتنے افراد کا تقرر عمل میں لاسکتی ہے جسے ضروری سمجھا جائے۔ اسی طرح دفعہ ۱۳ کی رو سے وفاقی حکومت بھی سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے بربنائے نام یا عہدہ کسی علاقے یا ملحقہ ریاستوں کیلئے اور اگر مناسب سمجھا جائے تو لوگوں کے ایک طبقے کیلئے اتنے رجسٹراروں کا تقرر عمل میں لاسکتی ہے جو اسکے نزدیک ضروری ہو۔ دفعہ ۱۶ کی رو سے رجسٹرار اپنے دفتر میں پیدائش اور اموات کو رجسٹر کرنے کیلئے رجسٹرار جنرل کی طرف سے مقرر کردہ ایام و اوقات میں موجود رہے گا۔

رجسٹرار کی ذمہ داری

دفعہ ۱۷ کی رو سے رجسٹرار کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے متعلقہ علاقے یا طبقے کے عوام کی طرف سے کسی بچے کی پیدائش یا کسی کی وفات کی اطلاع موصول ہونے پر متعلقہ رجسٹر میں اسکا اندراج کرے اگر ایسی اطلاع اس ایکٹ کے تحت کسی مجاز آدمی کی طرف سے مقررہ وقت اور طریقہ کار کے مطابق دی گئی ہو۔ تاہم اگر اسکے پاس یہ باور کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ موصولہ اطلاع کسی بھی حیثیت سے غلط ہے تو وہ اسے رجسٹر کرنے سے انکار کرسکتا ہے۔

بچے کی پیدائش کی اطلاع کون دے سکتا ہے؟

دفعہ ۲۰ کی رو سے حسب ذیل میں سے کوئی بھی فرد بچے کی پیدائش کی اطلاع دے سکتا ہے۔

(الف) بچے کی ماں یا باپ

(ب) بچے کی پیدائش کے وقت موجود کوئی فرد

(ج) کوئی فرد جو بچے کی پیدائش کے وقت اس گھر کے کسی حصے میں رہتا ہو اور جسے اس گھر میں اس بچے کے موجود ہونے کا علم ہو

(د) نگران ڈاکٹر جسے بچے کی پیدائش کے بارے میں ذاتی طور پر معلومات حاصل ہوں

(ڈ) بچے کا کفیل کوئی فرد

اموات کی اطلاع

دفعہ ۲۱ کی رو سے حسب ذیل میں سے کوئی بھی فرد کسی کی وفات کی اطلاع دے سکتا ہے:

(الف) فوت شدہ فرد کا کوئی ایسا رشتہ دار جو اس وفات کو رجسٹر کرنے سے متعلق ضروری کوائف کا علم رکھتا ہو۔

(ب) وفات کے وقت موجود کوئی شخص۔

(ج) کوئی ایسا شخص جو اس گھر کے کسی حصے میں رہتا ہو جہاں موت واقع ہوئی ہو اور اسے علم ہو کہ فوت شدہ شخص نے اس گھر میں وفات پائی ہے۔

(د) کوئی فرد جو فوت شدہ شخص کی مرض الموت کے وقت موجود رہا ہو۔

(ر) کوئی شخص جس نے وفات کے بعد میّت کو دیکھا ہو۔

پیدائش یا وفات کے اندراج پر دستخط

دفعہ ۲۲ کی رو سے رجسٹرار کی طرف سے دفعہ ۱۹ کے تحت متعلقہ رجسٹر میں پیدائش یا وفات کے کئے گئے اندراجات پر اطلاع دینے والا شخص رجسٹرار کی موجودگی میں اپنے دستخط ثبت کرے گا تاہم اگر ایسی اطلاع تحریری طور پر دی گئی ہو جس میں اطلاع دینے والے نے رجسٹرار کے اطمینان کے مطابق اپنی شناخت کے بارے میں متعلقہ قواعد کے تحت مطلوبہ شہادت بھی پیش کی ہو تو ایسی صورت میں ایسے شخص کے لئے رجسٹر میں ان اندراجات پر دستخط کرنا ضروری نہیں ہو گا۔ اندراجات پر مذکورہ صورت میں دستخط نہ ہونے یا تحریری اطلاع کی صورت میں مطلوبہ شرائط پورے نہ ہونے کی صورت میں ان اندراجات کو اس ایکٹ کے تحت رجسٹر شدہ تصور نہیں کیا جائے گا۔

سرٹیفکیٹ کا اجراء

دفعہ ۲۳ کی رو سے پیدائش یا وفات کی اطلاع دینے والے شخص کی درخواست پر رجسٹرار مقررہ فیس کی ادائیگی پر مقررہ طریق کار کے مطابق اپنے دستخطوں سے اس پیدائش یا وفات کے رجسٹر کئے جانے کا سرٹیفکیٹ جاری کرے گا۔ دفعہ ۲۴ کی رو سے ہر رجسٹرار مقررہ وقفوں کے بعد اپنے دفتر میں محفوظ رجسٹر میں کئے گئے پیدائش اور وفات کے سارے اندراجات کی مصدقہ نقول متعلقہ رجسٹرار جنرل کو ارسال کرے گا۔ اسی طرح دفعہ ۲۵ کی رو سے ہر رجسٹرار مقررہ فیس کی ادائیگی پر ایسے شخص کو کسی بھی معقول وقت پر دفتر میں موجود رجسٹر میں کئے گئے انداجات کے بارے میں تلاش وتفتیش کی

اجازت دے گا اور اسے کسی بھی اندراج کی مصدقہ نقل فراہم کرے گا جو اس پیدائش یا وفات کے ثبوت کیلئے بطور شہادت مقبول ہوگا۔

غلطیوں کی تصحیح

دفعہ ۲۸ کی رو سے رجسٹرار کے اطمینان کے مطابق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اسکے پاس موجود ایسے کسی رجسٹر میں پیدائش یا وفات کا کوئی اندراج کسی بھی لحاظ سے غلط ہے تو وہ اسکی تصحیح کے بارے میں متعلقہ قواعد میں دی گئی شرائط و حالات کے تابع اصلی اندراج میں کوئی تبدیلی کئے بغیر حاشیے میں اس اندراج کی تصحیح کرے گا اور اس پر اپنے دستخط اور تاریخ ثبت کرے گا۔ اگر ایسے غلط اندراج کی مصدقہ نقل پہلے ہی رجسٹرار جنرل کو بھیج دی گئی ہو تو وہ تصحیح کے بعد اس اندراج کی علیحدہ مصدقہ نقل بھی اسے ارسال کرے گا۔ دفعہ ۳۳ کی رو سے ہر صوبائی حکومت اور اسطرح وفاقی حکومت رجسٹرار جنرل کے پاس بھیجے گئے ریکارڈ کا معائنہ کرنے کیلئے اتنی مدت کیلئے اتنے کمشنر صاحبان کا تقرر عمل میں لائے گی جنہیں وہ ضروری سمجھے۔ دفعہ ۳۴ کی رو سے مذکورہ کمشنر صاحبان رجسٹرار جنرل کے پاس بھیجے گئے ہر ایسے رجسٹر یا ریکارڈ کی حالت، تحویل اور صحت کے بارے میں تحقیق کریں گے اور رجسٹرار جنرل کو سارے ایسے رجسٹروں یا ریکارڈ یا انکے ان حصوں سے متعلق توضیحی فہرستیں فراہم کریں گے جو صحیح اور قابل اعتبار پائے جائیں۔ اسی طرح دفعہ ۳۵ کی رو سے کسی بھی شخص کو کمشنر صاحبان کی طرف سے رجسٹرار جنرل کو فراہم کی جانے والی توضیحی فہرستوں کی مقررہ فیس کی ادائیگی پر مناسب اوقات میں معائنے کی اجازت ہوگی جو اس کے لیے درخواست دے اور ان اندراجات کی نقول بھی درخواست دھندگان کو فراہم کی جائیں گی۔

نادرا آرڈیننس اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت پیدائش و وفات کا اندراج

نادرا آرڈیننس ۲۰۰۰ء کی رو سے دیگر فرائض کے علاوہ بچوں کی تاریخ پیدائش یا کسی کی وفات کا اندراج نادرا کی ذمہ داریوں میں بھی شامل ہے مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۲۱ کی رو سے بچے کی پیدائش یا کسی وفات کی اطلاع مقررہ طریقہ کار کے مطابق ڈسٹرکٹ رجسٹرار کو کی جائے گی۔

رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء کے تحت شناختی کارڈ بنوانے کیلئے جو فارم پُر کیا جاتا ہے اس میں بچوں کی تاریخ پیدائش کا اندراج بھی کیا جاتا ہے۔ شناختی کارڈ میں درج تاریخ پیدائش بھی اسی فارم سے لی جاتی ہے۔ اسی طرح تمام صوبوں میں نافذ العمل لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۲۰۰۱ء کی دفعہ ۶۷ کی رو سے یونین ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داریوں میں یہ بھی شامل ہے

کہ وہ پیدائش، اموات اور شادیوں کو رجسٹر کرے اور انکا سرٹیفکیٹ جاری کرے۔ اسلام آباد میں سی۔ ڈی۔ اے کے میونسپل ایڈمنسٹریشن کے دفتر میں بچوں کی پیدائش اور اموات کا اندارج کیا جاتا ہے اور مقررہ فیس کی ادائیگی پر ان کا سر ٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے۔

مزید معلومات کے لیے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9208752
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

غیر شائستہ اشتہارات کی ممانعت کا قانون

ہر مہذب معاشرہ کے کچھ اخلاقی معیار ہوتے ہیں جن کے پیچھے صدیوں کا تجربہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان اخلاقی ضابطوں کو کوئی معاشرہ بھی پامال ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ موجودہ دور میں ملٹی نیشنل کمپنیز کے آنے کی وجہ سے اشتہارات نے ایک صنعت کا درجہ اختیار کرلیا ہے چونکہ اس قسم کی کمپنیاں ترقی یافتہ ممالک میں ہیں ان کے ترقی پذیر ممالک میں آنے کی وجہ سے ان کے اخلاقی ضابطوں کو مناسب طریقے سے نہیں سمجھ سکتے جن کی بناء پر بعض مقامی صنعتی ادارے بھی ان کی تقلید کرنے میں ایسے اشتہارات جاری کرنا شروع کردیتے ہیں۔ جو ایک ضابطہ اخلاق کے تحت ہوں تو بہتر ہے کیونکہ ایسے اشتہارات جو کسی ضابطہ اخلاق کے تابع نہیں ہوتے وہ ذہنوں پر منفی اثرات مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ کاروبار کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ لہذا اشتہارات کی صنعت کو قومی سوچ کے دھارے میں رکھنے کے لئے ایک قانون "غیر شائستہ اشتہارات کی ممانعت مجریہ ۱۹۶۳ء" نافذ کیا گیا ہے یہ قانون ایسے اشتہارات جو کہ غیر مہذب یا غیر شائستہ ہوتے ہوں، کی روک تھام اور ان کی اشاعت کی ممانعت سے متعلق ہے۔

اس قانون کی دفعہ 2 (الف، ب) کے مطابق غیر شائستہ اشتہارات سے مراد ایسا نوٹس، سرکلر یا دستاویز ہے جو بطور اشتہار کسی اخبار میں شائع ہو یا اسی قسم کی کسی اور طباعت میں شامل ہو جسے یا تو کسی گھر یا دیوار پر آویزاں کیا گیا ہو، اس کے علاوہ کسی بھی ذریعہ تشہیر مثلاً تحریر، اعلان یا کوئی بھی ایسی صورت ہو جسے عام پبلک کے لئے سننا یا پڑھنا ممکن ہو، جس سے اس کے جذبات میں اشتعال، سوچ میں ہیجان پیدا ہو جو ناپختہ ذہنوں کو آوارہ کرنے یا انہیں غیر اخلاقی اقدام کی طرف مائل کرنے کا سبب بنے۔

ایسے اشتہارات کی تشہیر میں حصہ لینے سے مراد ایسا عمل ہے جس میں اس کی تحریر، ٹائپنگ، ڈرائنگ، اعلان، شائع کرنا یا اس کے اشتہار جاری کرنا ہے اس کے علاوہ ہر ایسا فرد جو اس قسم کے اشتہارات کو تحریر کرے یا اس کی ٹائپنگ کرے، یا اس کی تصویر بنائے، اس کا اعلان کرے، شائع کرے یا اس کے اشتہار جاری کرتا ہو، اس کو بھی اس میں ملوث سمجھا جائے گا۔ مذکورہ قانون کی دفعہ ۳ کے مطابق کوئی فرد غیر شائستہ اشتہار کی تیاری یا تشہیر میں حصہ نہ لے گا اور نہ ہی کسی جائیداد کا کوئی مالک یا اس کا قابض اپنی جائیداد یا پبلک پراپرٹی پر ایسے اشتہارات کو لگانے کی اجازت دے گا اسی طرح کوئی جائیداد چاہے ذاتی ہو یا پبلک کی اس بات کی ممانعت ہے کہ وہ اپنی جائیداد سے کسی غیر شائستہ اعلان کی اجازت دے گا۔

مذکورہ قانون کے مطابق نہ صرف افراد بلکہ کمپنیاں یا قانون کے تحت قائم شدہ اسی قسم کے ادارے بھی اس جرم کے مرتکب ہو سکتے ہیں ایسی صورت میں ان کمپنیوں اور ادارہ جات کے منیجر یا وہ افراد جو ان ادارہ جات کو کنٹرول کرتے ہیں

ان کے خلاف بھی تادیبی کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی ایسے غیر مہذب، غیر شائستہ اشتہار کی اشاعت یا تشہیر کی صورت میں وفاقی حکومت کا مقرر کردہ افسر ایسی ہر دستاویز اور مواد کو جس سے قانون کی خلاف ورزی مترشح ہو قبضہ میں لے سکتا ہے۔

شکایت کا طریقہ کار

قانون کی دفعہ ۷ کے تحت کوئی بھی شخص جسے اس قانون کے تحت شکایت کرنے کا حق حاصل ہو شکایت کرسکتا ہے اس کے علاوہ قانون شکنی کی صورت میں کوئی بھی پولیس آفسر جس کا عہدہ سب انسپکٹر سے کم نہ ہوگا وہ اطلاع ملنے پر یا اپنے علم کے مطابق اگر اس نتیجہ پر پہنچے کہ مذکورہ قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو بذریعہ تحریری درخواست مجسٹریٹ درجہ اول کے علم میں لائے گا۔ جس پر مجسٹریٹ ضروری کاروائی عمل میں لائے گا۔

سزائیں

مذکورہ قانون کی دفعہ ۴ کے تحت جو شخص اس قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا اسے چھ ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں اگر مذکورہ شخص نے دوبارہ اس قانون کی خلاف ورزی کی ہو تو اسے بعدازاں ایسی ہر قانون شکنی پر ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

مستثنیات

وفاقی حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مفاد عامہ کے پیش نظر مذکورہ قانون کی دفعہ ۴ کے تحت اس قانون کے اطلاق کو کلی، جزوی یا مشروط طور پر کسی مخصوص ادویات کے اشتہارات کو مستثنیٰ قرار دے دے اس کا اعلان بذریعہ نوٹیفکیشن سرکاری جریدے میں کرے گی۔

مزید وضاحت اور معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412 , 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

توہین عدالت کا قانون

عدالتوں کے وقار کے تحفظ اور انکے فیصلوں اور احکامات کے موثر نفاذ کیلئے ضروری ہے کہ توہین عدالت کے مرتکب افراد کو مناسب سزا دی جائے۔ ہر وہ عمل یا تحریر جو کسی عدالت یا جج کی بحیثیت جج توہین کا باعث ہو یا اسکی عزت اور وقار کو مجروع کرنے والا یا عدالتی کاروائی میں مداخلت یا مزاحمت کا باعث ہو، توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔ توہین عدالت کے مرتکب افراد کو سزا دینے کیلئے توہین عدالت ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء نافذ العمل تھا جسے منسوخ کر کے توہین عدالت آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۳ء نافذ کیا گیا ہے اس آرڈیننس میں دیوانی، فوجداری اور عدالتی توہین کی توضیح کی گئی ہے اور توہین عدالت کے مرتکب افراد کیلئے مناسب سزا تجویز کرنے کے ساتھ ساتھ مقدمے کی سماعت کا طریقہ کار بھی متعین کیا گیا ہے تاہم عدالتی فیصلوں پر مناسب اور صحتمندانہ تبصرے اور عدالتی کاروائی کی درست رپورٹنگ کو توہین عدالت کے زمرے میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

توہین عدالت

اس آرڈیننس کی دفعہ ۳ کی رو سے جو شخص کسی ایسے عدالتی حکم، ہدایت یا عدالتی کاروائی کو ماننے سے انکار کرتا ہے یا اسے نظر انداز کرتا ہے جسکے ماننے کا وہ پابند ہے یا کسی عدالت کو دی ہوئی یقین دہانی (undertaking) کی دانستہ خلاف ورزی کرتا ہے یا کوئی ایسا قدم اُٹھاتا ہے جسکا مقصد عدالت کے اختیارات یا نظام معدلت کی بے توقیری کرنا یا اسے بدنام کرنا ہو یا جس کا مقصد کسی قانونی یا عدالتی کاروائی کے مقررہ طریقہ کار میں مداخلت کرنا یا اس میں روڑے اٹکانا ہو یا اسکی بے جا مخالفت کرنا ہو یا جسکا مقصد عدالتی ہیئت کی تحقیر کرنا یا کسی جج کے منصب کو بدنام کرنا یا کسی عدالت کے انتظام یا نظم ونسق کو درھم برھم کرنا ہو، تو اسے توہین عدالت کا مرتکب سمجھا جائے گا۔

توہین عدالت کی اقسام

اس آرڈیننس کے تحت توہین عدالت کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں (۱) دیوانی توہین (۲) فوجداری توہین (۳) عدالتی توہین جنکی تعریف اس آرڈیننس کی دفعہ ۲ کی رو سے حسب ذیل ہے:۔

(۱) دیوانی توہین (civil contempt)

اس سے مراد کسی عدالتی حکم، خواہ وہ عبوری ہو یا حتمی، فیصلے یا ڈگری یا آئینی اختیارات کے تحت کسی عدالتی رٹ یا حکم یا

عدالت کو دی گئی یقین دہانی(undertaking) یا کسی عدالتی کاروائی کی دانستہ بے توقیری کرنا یا اسے خاطر میں نہ لانا ہے۔

دفعہ۱۲ کی رو سے دیوانی توہین کے مرتکب شخص کے خلاف کاروائی عدالت ازخود یا ضرر رسیدہ شخص کے مطالبے پر شروع کرسکتی ہے۔

(۲) فوجداری توہین(criminal contempt)

اس سے مراد ہر وہ فعل ہے جسکا مقصد انصاف رسانی میں رکاوٹ ڈالنا یا اس کا باعث بننا ہو۔ دفعہ۶ کی رو سے فوجداری توہین کے بارے میں اس وقت یہ باور کیا جائے گا کہ اسکا ارتکاب کیا گیا ہے جب:

(الف) کوئی شخص کسی گواہ یا مجوزہ گواہ پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرے اور اسے دھمکا کر یا غلط ترغیب دے کر گواہی دینے سے یا سچ بولنے سے منع کرے۔

(ب) کسی قانونی کاروائی میں موافق فیصلہ حاصل کرنے کیلئے کسی جج کو غلط ترغیب دے یا اسے ڈرانے دھمکانے کی کوشش کرے۔

(ج) انصاف کا راستہ تبدیل کرنے کے لئے کوئی بھی قدم اُٹھائے۔

(د) ذیلی دفعہ۲ کی رو سے ذیلی دفعہ ا میں مذکور کوئی امر کسی بھی دیگر فوجداری کاروائی میں مانع نہیں ہوگا جو مذکورہ شخص کے خلاف شروع کی جائے گی۔

فوجداری توہین کی سماعت

دفعہ ۷ کی رو سے فوجداری توہین کی صورت میں اعلیٰ عدالت ازخود توہین کرنے والے شخص کے خلاف کاروائی کرسکتی ہے یا کسی ایسے شخص کی تحریک پر جو اس کاروائی سے متعلق ہو جس میں توہین عدالت کا ارتکاب کیا گیا ہو یا صوبائی یا وفاقی حکومت کے لاءآفسر کی درخواست پر ایسے شخص کے خلاف کاروائی عمل میں لاسکتی ہے۔

(۳) عدالتی توہین (judicial contempt)

عدالتی توہین سے مراد کسی عدالت کو بدنام کرنا ہے جس میں کسی جج کے ذاتی کردار کو ہدف تنقید بنانا شامل ہے جبکہ وہ اس منصب پر فائز ہو۔ اسی طرح دفعہ۸ کی رو سے اس آرڈیننس کے احکام کے باوجود کسی خاص ایک یا زیادہ جج

صاحبان پر ذاتی (personalized) تنقید عدالتی توہین قرار دیا جائے گا تاہم نیک نیتی کے ساتھ مناسب انداز میں صداقت پر مبنی ایسا کوئی بیان توہین عدالت کے زمرے میں نہیں آئے گا جو حسب ذیل کو پیش کی گئی کسی نالش میں دیا گیا ہو۔

(الف) ماتحت عدالت کے جج کے انتظامی سربراہ کو

(ب) صوبائی حکومت کو

(ج) ھائی کورٹ کے چیف جسٹس کو

(د) سپریم کورٹ کو

(ڈ) سپریم جوڈیشل کونسل کو

(ذ) وفاقی حکومت کے معائنے کیلئے اور سپریم جوڈیشل کونسل کو بھجوانے کے لئے ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے ذیلی دفعہ ا میں موجود کسی بھی امر کے باوجود کوئی جج ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کرنے کے حق سے محروم نہیں ہوگا۔

دفعہ ۱۱ کی رو سے عدالتی توہین کے معاملے میں اعلیٰ عدالت اپنی تحریک پر یا کسی بھی شخص کی طرف سے موصولہ اطلاع پر کاروائی عمل میں لاسکتی ہے۔ دفعہ ۱۱ کی ذیلی دفعہ۲ کی رو سے توہین عدالت کے ارتکاب کی غلط اطلاع دینے والے شخص کے خلاف بھی توہین عدالت کے جرم میں کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔ ذیلی دفعہ۳ کی رو سے کسی جج کی طرف سے شروع کی گئی توہین عدالت کی کاروائی یا کسی جج سے متعلق ایسی کاروائی کی سماعت وہی جج خود نہیں کرے گا بلکہ اسے چیف جسٹس کو بھجوائے گا جو اسکی سماعت خود کرے گا یا اسے کسی دوسرے جج کے سپرد کرے گا۔ اور اگر ایسا جج خود چیف جسٹس ہی ہو تو وہ اس معاملے کو نمٹانے کیلئے سینئر ترین جج کے سپرد کرے گا۔ ذیلی دفعہ۴ کی رو سے توہین عدالت کے جرم کے خلاف کاروائی ایک سال کی مدت گزرنے کے بعد شروع نہیں کی جائے گی۔

عدالت کے روبرو توہین عدالت کے ارتکاب کی صورت میں طریقہ کار

دفعہ۱۳ کی رو سے ایسی توہین کی صورت میں جسکا ارتکاب عدالت کے سامنے کیا گیا ہو، عدالت توہین کرنے والے مجرم کو گرفتار کر کے اسکے خلاف ذیلی دفعہ۲ میں دیئے ہوئے طریقہ کار کے مطابق کاروائی شروع کرے گی۔ تاہم شرط یہ ہے کہ اگر اس کے خلاف مقدمہ ایک دن میں نمٹانا ممکن نہ ہو تو وہ اسے ضمانت پر یا ذاتی مچلکے پر رہا کرے گی۔ ذیلی دفعہ۲ کی رو سے عدالت کے روبرو سرزد ہونے والے توہین عدالت کے تمام مقدموں میں جج ملزم کے ایسے قول یا فعل کو علیحدہ ریکارڈ کرتے ہوئے کھلی عدالت میں اسکے خلاف حکم صادر کرے گا اور فوری طور پر مجرم (offender) کے خلاف کاروائی شروع کرے گا یا اسے سماعت کیلئے چیف جسٹس کے سپرد کرے گا تاکہ وہ خود اس کی سماعت کر کے اس پر فیصلہ دے یا اسے کسی اور جج کے سپرد کرے۔

وہ تحریر و تقریر جو توہین عدالت کے زمرے میں نہیں آتی

دفعہ ۱۰ کی رو سے عوامی اہمیت کے حامل کسی ایسے فیصلے پر دیانتداری کے ساتھ مثبت تبصرہ توہین عدالت کے زمرے میں نہیں آئے گا جسکا حتمی فیصلہ ہو چکا ہو اور زیرالتواء نہ رہا ہو بشرطیکہ مناسب لہجے کا استعمال کیا گیا ہو اور کسی جج کی ایمانداری اور اسکی غیر جانبداری پر اعتراض نہ کیا گیا ہو۔ اسی طرح دفعہ ۱۵ کی رو سے کوئی بھی ایسا شخص توہین عدالت کا مرتکب قرار نہیں دیا جائے گا جو کوئی ایسا بیان دے یا کسی ایسے معاملے سے متعلق کوئی مواد شائع کرے جو زیرالتواء کاروائی مقدمہ سے متعلق ہو جبکہ اسے اسکے زیرالتواء ہونے کے بارے میں معلوم نہ ہو۔ اسی طرح دفعہ ۱۶ کی رو سے حسب ذیل صورتوں پر توہین عدالت کا اطلاق نہیں ہوگا۔

(۱) کسی عدالتی حکم یا فیصلے میں عدالت بالا یا عدالت اپیل کی دی ہوئی آراء۔

(۲) دفتری معاملات میں کسی مجاز اتھارٹی کی طرف سے انتظامی حیثیت میں دیئے ہوئے ریمارکس بشمول ان ریمارکس کے جو تادیبی تحقیقات (disciplanary inquiry) معائنہ نوٹ (inspection note) یا کیریکٹر رول یا خفیہ رپورٹ میں دیئے گئے ہوں اور

(۳) کسی جج کے کسی ایسے معاملے کے بارے میں مبنی بر صداقت بیان جسکا تعلق اسکے عدالتی فرائض منصبی کے ساتھ ہو۔

دفعہ ۱۸ کی رو سے کوئی بھی شخص توہین عدالت کا قصوروار نہیں سمجھا جائے گا اور نہ اسے سزا دی جائے گی جب تک عدالت اس بات پر مطمئن نہ ہو کہ توہین نظام معدلت کیلئے واقعی نقصان دہ ہے یا وہ عدالت کو بدنام کرنے والی ہے یا کسی بھی صورت میں عدالت یا جج کو نفرت یا تضحیک سے دوچار کرنے والی ہے۔ ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے جو شخص ذیلی دفعہ ۱ کے مطابق توہین عدالت کا قصوروار نہ پایا جائے تو عدالت ایک حکم جاری کرتے ہوئے اس شخص کے رویئے یا اقدامات پر ناپسندیدگی کا اظہار کریگی جس پر توہین عدالت کے ارتکاب کا الزام ہے۔

کاروائی کا طریقہ کار

دفعہ ۱۷ کی رو سے توہین کے معاملات میں کاروائی کی ابتداء عدالت کی صوابدید پر ایک نوٹس یا اظہار وجوہ کے نوٹس کے اجراء سے ہوگا۔ ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے نوٹس کے اجراء کی صورت میں مبینہ توہین عدالت کرنے والا ذاتی طور پر یا کسی وکیل کے ذریعے عدالت میں حاضری دے سکتا ہے جبکہ اظہار وجوہ کے نوٹس کی صورت میں وہ ذاتی طور پر حاضر ہونے کا پابند ہوگا تاہم عدالت کسی بھی وقت مبینہ توہین کرنے والے کو ذاتی حاضری سے مستثنٰی قرار دے سکتی ہے۔ اسی طرح ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے مبینہ توہین کرنے والے کو ابتدائی سماعت کا موقع دینے کے بعد اگر عدالت مطمئن ہو کہ یہی

انصاف کا تقاضا ہے تو وہ کھلی عدالت میں اس پر فردِ جرم عائد کرنے کیلئے تاریخ مقرر کرے گی اور بیان حلفی کی بنیاد پر یا شہادت ریکارڈ کرنے کے بعد اس معاملے پر فیصلہ کرنے کیلئے کاروائی شروع کرے گی۔ تاہم شرط یہ ہے کہ اگر مبینہ توہین کرنے والا ایسی درخواست کرے تو اسے اپنے خلاف بطور شہادت پیش کئے جانے والے کسی ایسے بیان حلفی پر، جو کسی جج کا دیا ہوا نہ ہو، جرح کرنے کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

اپیل

(۱) کسی دیگر نافذ العمل قانون میں موجود احکام کے باوجود توہین کے مقدمات میں کسی اعلیٰ عدالت کے جاری کردہ احکام کے خلاف اپیل حسب ذیل صورت میں کی جائے گی۔

(۱) ہائی کورٹ کے ایک جج کے جاری کردہ حکم کی صورت میں اپیل اسی عدالت کے دو یا زیادہ ججوں کے بنچ کو کی جائے گی۔

(۲) اگر ابتدائی حکم ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ (دو ججوں پر مشتمل بنچ) نے یا بڑے بنچ (larger bench) نے جاری کیا ہو تو اپیل سپریم کورٹ میں دائر کی جائے گی۔ اور

(۳) اگر ابتدائی حکم سپریم کورٹ کے ایک جج یا دو ججوں کے بنچ نے جاری کیا ہو تو اپیل اسی عدالت کے تین ججوں کے بنچ کے سامنے دائر کی جائے گی اور اگر ابتدائی حکم تین یا اس سے زیادہ ججوں پر مشتمل بنچ نے جاری کیا ہو تو اپیل پانچ یا اس سے زیادہ ججوں پر مشتمل بنچ کے سامنے دائر کی جائے گی۔

(۲) عدالت اپیل اس اپیل کو نمٹانے سے پہلے زیر التوا متنازعہ فیہ حکم کو معطل کر سکتی ہے۔

(۳) اپیل ۳۰ دن کے اندر اندر دائر کی جائے گی۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9208752

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

سرکاری ملازمین پر غیر ملکی شہریوں کے ساتھ شادی کی ممانعت کے قواعد

حکومت نے قومی سلامتی کے پیش نظر اور بعض دیگر ایسے مقاصد کے حصول کیلئے غیر ملکی شہریوں کے ساتھ سرکاری ملازمین کی بلا اجازت سرکار شادی پر پابندی عائد کی ہے اور اس مقصد کیلئے سرکاری ملازمین (غیر ملکی شہریوں کے ساتھ شادی) کے قواعد مجریہ 1962 وضع کئے گئے ہیں، جس کے قاعدہ نمبر ا کی ذیلی قاعدہ (۲) کی رو سے یہ قواعد ہر اس شخص پر لاگو ہونگے جو سرکاری ملازمین کے ایک رکن کی حیثیت سے کل پاکستان ملازمت پر فائز ہو یا جو سول ملازم کی حیثیت سے وفاقی حکومت کے معاملات کے سلسلے میں خدمات انجام دے رہا ہو۔ تاہم ان کا اطلاق کسی ایسے شخص پر نہیں ہوگا جو عارضی (contract) طور پر ملازم رکھا گیا ہو

غیر ملکی شہری کے ساتھ شادی کی ممانعت

قاعدہ نمبر ۳ کی رو سے ذیلی قاعدہ (۲) کے تابع کوئی بھی سرکاری ملازم جو کسی غیر ملکی شہری کے ساتھ شادی کرتا ہے یا اس کا وعدہ کرتا ہے بداطواری (misconduct) کا مرتکب اور ملازمت سے برخاست کئے جانے کا حق دار ہوگا۔ ذیلی قاعدہ (۲) کی رو سے کوئی بھی سرکاری ملازم مرکزی حکومت کی اجازت سے ہندوستان کی شہریت رکھنے والے کسی فرد سے شادی یا اسکا وعدہ کرسکتا ہے۔ تاہم ذیلی قاعدہ (۳) کی رو سے ایسی اجازت مرکزی حکومت کی صوابدید پر منحصر ہوگی جو ایسی شرائط سے مشروط کی جاسکتی ہیں جو حکومت مقرر کرے۔

قواعد کے احکام سے اگاہی کی ضرورت

ایک حکومتی مراسلے (O.M No. 3/13/68-D-ii/dated 14th June 1968) کے ذریعے وزارتوں اور ڈویژنوں کے افسران کی توجہ ان قواعد کی مشمولات کی طرف دلائی گئی تھی جن کی رو سے کسی غیر ملکی شہری کے ساتھ شادی یا اسکا وعدہ بداطواری (misconduct) کے زمرے میں آنے کی وجہ سے متعلقہ اہلکار کیلئے ملازمت سے برخاستگی کا موجب بن سکتا ہے اور ہدایت کی گئی تھی کہ ان قواعد کے احکام پر سختی سے عمل کیا جائے۔ ذمہ دار حلقوں کے نوٹس میں یہ بات آئی تھی کہ بعض صورتوں میں متعلقہ سرکاری ملازمین ان قواعد سے پوری طرح آگاہ نہیں ہوتے ، اس لئے

ضرورت اس امر کی ہے کہ متعلقہ افسران خصوصاً بیرون ملک جانے والے نوجوان افسران کو اس سلسلے میں پیشگی متنبہ کیا جائے اور یہ کہ متعلقہ شعبوں کے سربراہان ایسے موقعوں پر انھیں ان قواعد کی خلاف ورزی کے خطرات سے آگاہ کریں۔

مذکورہ قواعد سے لاعلمی کی وجہ سے ان قواعد کے احکام کے خلاف منعقد کی جانے والی شادیوں کو قانونی جواز دینے کیلئے موصولہ درخواستوں میں روز افزوں اضافے کے پیش نظر مجاز اتھارٹی نے اسکا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے تمام وزارتوں اور ڈویژنوں کو اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کی طرف سے جاری شدہ ایک اور مراسلے O.M.No. 27/81-Div. D-3. dated 26-9.1988) کے ذریعے ہدایات جاری کی تھیں کہ وہ ان قواعد پر سختی سے عمل کو یقینی بنانے کیلئے سرکاری ملازمین کو ان سے آگاہ کریں۔ مزید برآں یہ بھی ہدایت کی گئی تھی کہ آئندہ کیلئے اس سلسلے میں مزید کوئی اجازت نامہ جاری نہیں کیا جائے گا۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر:051-9208752
فیکس نمبر: 051-9214416
ای میل: ljcp@ljcp.gov.pk

قانون دادرسی مختص کے زمرے میں آنے والے دعوے

قانون دادرسی مختص ۱۸۷۷ء (The Specific Relief Act, 1877) میں بعض ایسے معاہدات اور معاملات میں دیوانی نالشات کے ذریعے قابل حصول دادرسیوں کے اصولی احکام وضع کئے گئے ہیں جن میں مالی معاوضے کا منصفانہ تعین ممکن نہیں ہوتا یا مالی معاوضے کے ذریعے دادرسی سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ دفعہ ۵ میں ایسے تمام ممکنہ خاص دادرسیوں کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے جو اس دفعہ کی رو سے حسب ذیل طریقوں سے دی جاتی ہے۔

۱۔ کسی جائیداد کا قبضہ صحیح دعوے دار کو دلانے سے۔

۲۔ کسی فریق کو وہی فعل انجام دینے کا حکم دینے سے جس کی انجام دہی کا وہ پابند ہے۔

۳۔ کسی فریق کو اس کام کی انجام دہی سے باز رکھنے کا حکم دینے سے جس کے نہ کرنے کا وہ پابند ہو۔

۴۔ فریقین کے حقوق کا تصفیہ کرنے اور استقراریہ ڈگری عطا کرنے سے۔

۵۔ ریسیور مقرر کرنے سے۔

جائیداد کے قبضے کی بحالی

اس قانون کی دفعہ ۸ و ۱۰ کی رو سے کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کے قبضے کا حقدار شخص اس کا قبضہ ضابطہ دیوانی میں دیے ہوئے طریقہ کار کے مطابق حاصل کر سکتا ہے۔ دفعہ ۹ کی رو سے اگر کسی شخص کو اس کی رضامندی کے بغیر غیر منقولہ جائیداد سے مقررہ قانونی طریقہ کار کے بغیر محروم کیا جائے تو وہ خود یا اپنے کسی نمائندے کی وساطت سے عدالتی چارہ جوئی کے ذریعے اس کا قبضہ بحال کرا سکتا ہے باوجود کسی دوسرے ایسے استحقاق کے جو اس مقدمے میں قائم کیا گیا ہو۔ تاہم یہ دفعہ کسی شخص کو اس جائیداد پر اپنا استحقاق ثابت کرنے کیلئے مقدمہ دائر کرنے اور اس طرح اس کا قبضہ حاصل کرنے سے محروم نہیں کرے گی۔ اسی طرح اس دفعہ کے تحت دائر کئے گئے کسی مقدمے میں جاری کئے گئے کسی حکم یا ڈگری کے خلاف نہ تو کوئی اپیل دائر کی جائے گی اور نہ ایسے حکم یا ڈگری پر نظر ثانی کی اجازت دی جائے گی۔ اس دفعہ کے تحت وفاقی یا صوبائی حکومت کے خلاف مقدمہ دائر نہیں کیا جائے گا۔

اس دفعہ میں ایسے فرد کو بے دخل کرنے کا سرسری طریقہ دیا ہوا ہے جو کسی دوسرے فرد کو کسی قانونی طریقہ کار کے بغیر اپنے زیر قبضہ جائیداد سے بے دخل کرتا ہے۔ اس دفعہ کا مقصد ان لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنا ہے جو قانون اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں خواہ وہ اس جائیداد کے جائز حقدار ہی کیوں نہ ہوں۔

دفعہ ۱۱ کی رو سے کسی منقولہ جائیداد یا ایسی کسی چیز کو قبضے یا کنٹرول میں رکھنے والے شخص کو، جو اس کا مالک نہ ہو، مجبور کیا جائے گا کہ وہ حسب ذیل صورتوں میں اس کا قبضہ اس کے حقدار شخص کو منتقل کر دے۔

(الف) جب زیر دعویٰ چیز مدعا علیہ کے پاس ایجنٹ یا امین کی حیثیت سے ہو۔

(ب) جب مالی معاوضہ ایسی چیز کے ضیاع کی صورت میں دعویدار کیلئے موزوں دادرسی خیال نہ کیا جائے۔

(ج) جب ایسی چیز کے ضیاع کی صورت میں ہونے والے حقیقی نقصان کا تعین ممکن نہ ہو۔

(د) جب زیر دعویٰ چیز کا قبضہ دعویدار سے ناجائز طریقے سے منتقل کیا گیا ہو۔

معاہدات کی تعمیل مختص

دفعہ ۱۲ کی رو سے حسب ذیل صورتوں میں عدالت معاہدہ کی تعمیل مختص کا حکم جاری کر سکتی ہے۔

(الف) جبکہ وہ فعل جس کی نسبت معاہدہ کیا گیا ہو کلی یا جزوی طور پر امانت ہو۔

(ب) جبکہ عدم تعمیل معاہدہ کی صورت میں حقیقی نقصان کا اندازہ لگانے کیلئے کوئی معیار مقرر نہ ہو۔

(ج) جبکہ فعل کی نوعیت اس قسم کی ہو کہ عدم تعمیل کی صورت میں مالی معاوضہ موزوں دادرسی خیال نہ کیا جائے۔

(د) جب غالب گمان یہ ہو کہ مالی معاوضہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

معاہدے کی پوری تعمیل ممکن نہ ہونا

دفعہ ۱۴ کی رو سے اگر معاہدے کے کسی فریق کیلئے اپنے حصے کی پوری تعمیل ممکن نہ ہو جبکہ عدم تعمیل شدہ حصے کی مالیت نسبتاً بہت کم ہو اور وہ اس کے معاوضے کی ادائیگی سے بھی انکاری نہ ہو تو کسی بھی فریق کے دعوے کی صورت میں عدالت قابل تعمیل حصے کی تعمیل مختص کا حکم جاری کرے گی اور باقی ماندہ حصے کا معاوضہ دلائے گی۔ تاہم دفعہ ۱۵ کی رو سے اگر ایسی صورت میں عدم تعمیل شدہ حصہ نسبتاً معقول ہو اور متعلقہ فریق اس کے مالی معاوضے سے بھی انکاری ہو تو وہ اس معاہدے کی تعمیل مختص کا حقدار نہیں ہوگا البتہ عدالت دوسرے فریق کے دعوے کی صورت میں قصوروار فریق کو معاہدہ کے اتنے حصے کی تعمیل مختص کی ہدایت کرے گی جو اس کیلئے ممکن ہے بشرطیکہ مدعی مزید حصے کی تعمیل کے دعوے اور مدعا علیہ کی عدم تعمیل کی وجہ سے وقوع پذیر ہونے والے نقصان کے معاوضے یا تاوان سے دستبردار ہونے کیلئے تیار ہو۔

معاہدات جن کی تعمیل مختص ممکن نہیں

دفعہ ۲۱ کی رو سے حسب ذیل معاہدات کی تعمیل مختص نہیں ہو سکے گی۔

(الف) معاہدات جن کی تعمیل نہ ہونے کی صورت میں مالی معاوضہ مناسب دادرسی ہو۔

(ب) معاہدہ ایسی نوعیت کا ہو کہ عدالت کیلئے اس کی مشمولات کی تعمیل مختص ممکن نہ ہو۔

(ج) ایسا معاہدہ جس کی شرائط یقین کی حد تک معلوم کرنا عدالت کیلئے ممکن نہ ہو۔

(د) معاہدہ جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے قابل منسوخی ہو۔

(ذ) معاہدہ جس کا انعقاد امین (Trustees) نے اپنے اختیارات سے ماوریٰ یا امانت (Trust) کے برخلاف کیا ہو۔

(ر) کسی کارپوریشن یا پبلک کمپنی کی طرف سے خاص مقاصد کیلئے کیا گیا معاہدہ اختیارات سے ماوری کیا گیا ہو۔

(ز) معاہدہ جس کی تعمیل کیلئے تین سال سے زیادہ مدت کیلئے مسلسل ڈیوٹی کی ادائیگی مطلوب ہو۔

(س) زیر معاہدہ چیز کا معقول حصہ معاہدہ طے پانے سے پہلے نابود ہو گیا ہو۔

تعمیل مختص کی تنفیذ میں حائل ذاتی رکاوٹیں

دفعہ ۲۴ کی رو سے کسی معاہدے کی تعمیل مختص کا نفاذ کسی ایسے شخص کے حق میں نہیں کیا جائے گا۔

(الف) جو نقض معاہدہ کی صورت میں اس کا معاوضہ حاصل نہ کر سکتا ہو۔

(ب) جو معاہدے کی تعمیل کا اہل نہ رہا ہو یا جو معاہدے کے کسی ایسی ضروری شرط کی خلاف ورزی کرے جس کا پورا کرنا اس کی ذمہ داری ہو۔

(ج) جس نے پہلے ہی تلافی حق کیلئے چارہ جوئی اور مبینہ نقض معاہدہ کی صورت میں اطمینان حاصل کر لیا ہو۔

(د) زیر معاہدہ چیز کا تصفیہ ہو جانا اور اس کا لاگو ہونا معاہدہ ہونے سے پہلے اس کے نوٹس میں ہو۔

دادرسی امتناعی

یہ دادرسی اس وقت عطا کی جاتی ہے جب عدالت کسی شخص کو کسی فعل سے باز رہنے کا حکم جاری کرتی ہے۔ دفعہ ۵۲ کی رو سے دادرسی امتناعی (preventive relief) عدالت کی صوابدید پر حکم امتناعی عارضی یا حکم امتناعی دائمی کی صورت میں دی جاتی ہے۔ دفعہ ۵۳ کی رو سے حکم امتناعی عارضی کسی خاص وقت تک کیلئے یا تا حکم ثانی عدالت موثر ہوتا ہے

جو مقدمے کے دوران کسی وقت جاری کیا جا سکتا ہے اور ایسے احکام کو ضابطہ دیوانی کے تحت منضبط (regulate) کیا جاتا ہے۔ البتہ حکم امتناعی دائمی صرف مقدمے کی باقاعدہ سماعت اور حقیقت احوال کے تصفیہ پر حکم جاری کیا جاتا ہے، جس کے ذریعے مدعا علیہ کو کسی ایسے حق کے دعوے یا کسی فعل کے ارتکاب سے مستقل طور پر منع کیا جاتا ہے جو مدعی کے حقوق سے متصادم ہو۔

حکم امتناعی دائمی کب جاری کیا جائے گا؟

دفعہ ۵۴ کی رو سے اگر مدعا علیہ مدعی کی جائیداد یا اس کے استعمال کے حق میں بے جا مداخلت کرے یا اس کی دھمکی دے تو عدالت حسب ذیل صورتوں میں حکم امتناعی دائمی جاری کر سکتی ہے۔

(الف) مدعا علیہ مدعی کی جائیداد کا متولی (trustee) ہو۔

(ب) بے جا مداخلت سے ہونے والے یا متوقع نقصان کو متعین کرنے کا کوئی پیمانہ نہ ہو۔

(ج) مداخلت بے جا ایسا ہو کہ مالی معاوضے کی ادیگی سے مناسب دادرسی ممکن نہ ہو۔

(د) جہاں اغلب خیال یہ ہو کہ مداخلت بے جا میں مالی معاوضہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

(ر) عدالتی کاروائی میں تعدد یا کثرت کو روکنے کیلئے حکم امتناعی ضروری ہو۔

حکم امتناعی کس وقت جاری نہیں کیا جا سکتا؟

دفعہ ۵۶ کی رو سے حسب ذیل صورتوں میں حکم امتناعی جاری نہیں کیا جا سکتا۔

(الف) کسی ایسی عدالتی کاروائی کے التواء (stay) کیلئے جو حکم امتناعی کیلئے مقدمہ دائر کرتے وقت عدالت میں زیر سماعت ہو۔

(ب) کسی ایسی عدالت میں زیر سماعت کاروائی کے التواء کیلئے جو اس عدالت کی ماتحت نہ ہو جس میں حکم امتناعی کیلئے دعویٰ دائر کیا گیا ہو۔

(ج) کسی فرد یا افراد کو کسی ادارہ قانون ساز میں درخواست دائر کرنے سے منع کرنے کیلئے۔

(د) کسی وفاقی یا صوبائی حکومت کے کسی محکمے کے فرائض عامہ یا کسی دوسرے ملک کے اقتدار اعلیٰ سے متعلق افعال میں مداخلت کرنے کیلئے۔

(ذ) کسی فوجداری معاملے کی کاروائی کے التواء کیلئے۔

(ذ) کسی ایسے معاہدے کی خلاف ورزی کو روکنے کیلئے جس کی بجا آوری کا بعینہ نفاذ ممکن نہ ہو۔

(ر) کسی فعل کے امر باعث تکلیف (nuisance) ہونے کی بنیاد پر اس فعل کو روکنا جبکہ اس کا امر باعث تکلیف ہونا معقول طریقے سے واضح نہ ہوا ہو۔

(ڑ) ایسی مسلسل خلاف ورزی کو روکنا جس پر درخواست دہندہ رضامندی دے چکا ہو۔

(ز) جب سوائے خیانت کے معاملے کے، اسی طرح کی موثر دادرسی یقینی طور پر کسی دوسری معمول کی قانونی کاروائی کے ذریعے حاصل کی جاسکتی ہو۔

(س) جب درخواست دہندہ یا اس کے نمائندے کا رویہ اسے عدالت کی معاونت کا حقدار نہ بننے دے۔

(ش) جہاں ایسے معاملے میں درخواست دہندہ کی کوئی ذاتی دلچسپی نہ ہو۔

مزید وضاحت اور معلومات کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر۔I

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر: 051-9208752

فیکس نمبر:051-9214416

ای میل:ljcp@ljcp.gov.pk

نابالغ بچوں کی ایک ملک سے دوسرے ملک غیر قانونی منتقلی

پاکستان اور برطانیہ کے درمیان نابالغ بچوں کی بلا اجازت عدالت ایک ملک سے دوسرے ملک منتقلی خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ ان کی تحویل (custody) کے معاملات ان ملکوں کی گارڈین کورٹس میں زیر سماعت ہوں نہ صرف متاثرہ فریق کیلئے باعث تشویش بن جاتی ہے بلکہ اس سے وہاں کی عدالتوں کے احکامات بھی غیر مؤثر ہو جاتے ہیں اور اس غیر قانونی منتقلی کے اس بچے پر بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس صورت حال پر قابو پانے کیلئے کافی عرصہ سے مشاورت کا عمل جاری تھا بالآخر دونوں ممالک کے درمیان عدلیہ کی سطح پر ایک مفاہمت کی دستاویز مرتب ہوئی ہے جس پر پاکستان کی طرف سے چیف جسٹس آف پاکستان اور برطانیہ کی طرف سے صدر فیملی ڈویژن آف ہائی کورٹ انگلینڈ و ویلز نے مورخہ ۱۷ جنوری ۲۰۰۳ء کو دستخط کئے ہیں۔

اس دستاویز کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جب سے بیرون ملک ملازمتوں کا رواج عام ہوا ہے لوگوں میں غیر ملکی مردوں اور عورتوں سے شادی کرنے کے رجحان میں اضافے کے ساتھ ساتھ ناچاقی کے واقعات اور عدالتی تنازعات میں اضافہ ہوا ہے۔ اکثر صورتوں میں میاں بیوی کے درمیان بچوں کی تحویل کیلئے چھینا جھپٹی ہوتی ہے اور بعض اوقات جب ایک عدالت میں بچوں کی تحویل کا دعویٰ زیر سماعت ہوتا ہے تو جبراً اسے عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر منتقل کر دیا جاتا ہے جس سے عدالتی کارروائی غیر موثر ہو کر رہ جاتی ہے۔

بچوں کی اس طرح کی منتقلی نہ صرف تکلیف دہ بلکہ عدالتی فیصلوں کو غیر موثر بنانے کا سبب بھی بن جاتی ہے۔ مثلاً اگر پاکستان کی کسی عدالت نے کسی بچے کی تحویل کی درخواست پر اسے عارضی طور پر باپ کے پاس رہنے کی اجازت دی ہو جس کی عموماً رہائش بیرون ملک ہے تو ایسی صورت میں قوی خدشات پیدا ہو سکتے ہیں کہ وہ بچے کو بیرون ملک منتقل کر کے عدالت کی کارروائی کو غیر موثر بنادے یا اگر یہاں کی عدالت کے حکم کے تحت بچے کو کچھ عرصہ کیلئے باپ اور کچھ عرصہ کیلئے ماں کے پاس رہنے کی اجازت ہو اور اس دوران اگر بچے کو بیرون ملک منتقل کر دیا جائے تو عدالتی حکم غیر موثر ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہی صورتحال بیرون ملک عدالتوں میں بھی پیش آسکتی ہے مثلاً اگر برطانیہ کی کسی عدالت میں بچے کی تحویل (custody) کا مقدمہ زیر سماعت ہو یا کسی حکم کے تابع ہو اور اس کے والدین میں سے کوئی اگر بچے کو بیرون ملک منتقل کر دے تو عدالتی کارروائی غیر موثر ہو جاتی ہے۔

اس ضمن میں مفاہمت کی جو یادداشت ضبط تحریر میں آئی ہے اس کے ابتدائیہ (preamble) میں ان اغراض ومقاصد کو واضح کر دیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

(ا) پاکستان اور برطانیہ میں رہنے والے بچوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک غیر قانونی منتقلی اور اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے برے اثرات سے بچایا جائے۔

(ب) چونکہ پاکستان و برطانیہ کے قوانین میں ایک قدر مشترک بچوں کے مفاد کی نگہداشت well being and welfare of child) اور ان کی ضمانت ہے جس پر دونوں ملک ہم آہنگ ہیں۔

(ج) دونوں ممالک کی عدالتیں اس بات کی بھی خواہش مند ہیں کہ عدالتی سطح پر ایک دوسرے سے روابط قائم کئے جائیں تا کہ اس سمت ہونے والی تبدیلیوں کے مثبت اثرات سے بخوبی آگاہ ہو سکیں۔

(د) دونوں ممالک کی عدالتیں اس مسلمہ حقیقت اور اس کی اہمیت پر بھی متفق ہیں کہ اس قسم کے گھریلو تنازعات باہمی گفت وشنید، مصالحتی اور ثالثی کوششوں سے بخوبی حل ہو سکتے ہیں اور ان مشکلات پر بخوبی قابو پایا جا سکتا ہے۔

لہٰذا متفقہ طور پر مندرجہ ذیل اقدام کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ:

۱۔ عام حالات میں بچے کے مفاد (welfare) کا درست تعین اس ملک کی عدالت ہی بہتر طور پر کر سکتی ہے جہاں یا جس ملک میں اس بچے کی عمومی یا مستقل رہائش ہو۔

۲۔ اگر کسی بچے کو برطانیہ سے پاکستان یا پاکستان سے برطانیہ اس کے والدین کی رضامندی کے بغیر اس نیت سے منتقل کر دیا جائے تا کہ ان عدالتوں کی طرف سے جاری کردہ احکامات بالخصوص امتناعی احکامات کو غیر مئوثر بنایا جا سکے یا اس بچے کی عمومی یا مستقل رہائش اس غرض سے تبدیل کر دی جائے تا کہ زیر سماعت مقدمات کی کارروائی میں عدالت کے دائرہ اختیار کے تبدیل ہو جانے سے رکاوٹ پیدا کی جا سکے تو ایسی صورت میں بچے کو اس عدالت کے دائرہ اختیار میں لایا جا سکے جہاں سے اسے غیر قانونی طور پر منتقل کیا گیا ہو۔

۳۔ اگر والدین میں سے کسی کو صرف بچے سے ملاقات (visitation) یا اس تک رسائی (access) کے حقوق حاصل ہوں اور وہ اسے غیر قانونی یا باہمی رضامندی سے برطانیہ سے پاکستان یا پاکستان سے برطانیہ جہاں بھی بچے کی عمومی یا مستقل رہائش نہ ہو اس غرض سے مستقلاً منتقل کر دے تا کہ اس ملک کی عدالت کے اقدامات جہاں مقدمہ زیر سماعت ہے کو غیر مئوثر بنایا جا سکے، یا مقررہ

مدت کے بعد بغیر اس عدالت کے توسیعی حکم کے اگر بچے کو اس عدالت کے دائرہ اختیار سے دور رکھتا ہے تو ایسی صورت میں ان عدالتوں کو اس بچے کی واپسی (restoration of custody) کا حکم صادر کرنے کا اختیار ہو جہاں اس بچے کی مستقل یا عمومی رہائش ہو۔

۴۔ مذکورہ بالا اصولوں پر بلا کسی تفریق یا امتیاز قومی، شخصی، مذہبی یا معاشرتی کے عمل درآمد ہوگا۔

۵۔ ایسے مقدمات میں جہاں بچے کی مستقل یا عمومی رہائش کے بارے میں کوئی تنازعہ ہو تو ایسی صورت میں جس عدالت میں درخواست زیر سماعت ہو وہی عدالت اس کا فیصلہ بھی کرے گی بہر حال ایسا کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے عدالت اس بچے کی واپسی اور اس کے عمومی مفاد (general welfare) کو بھی مدِّ نظر رکھے گی۔ اگر عدالت مناسب سمجھے تو مفاہمت کی اس تحریر میں مرتب شدہ اصولوں سے رہنمائی حاصل کرسکتی ہے۔

۶۔ ان درخواستوں پر صرف مقررہ عدالتیں (listed law courts) ہی جلد اور فوری فیصلہ کرنے کی پابند ہوں گی۔

۷۔ اس سلسلہ میں یہ تجویز بھی پیش کی گئی ہے کہ پاکستان اور برطانیہ کی حکومتیں جلد اور فوری طور پر ان اقدامات کی طرف توجہ دیں گی اور انتظامی سطح پر ایسے اقدامات کریں گی جو بچوں کے اس قسم کے اغواء کی روک تھام کرسکیں اور ایسی مناسب سہولیات بھی مہیا کریں گی جو ایسے بچوں کے اغواء کی روک تھام کیلئے بھی مناسب اور ضروری ہوں جو ہیگ کنونشن ۱۹۸۰ء کے تحت نہیں آتے۔

۸۔ مزید برآں اس پر بھی اتفاق کیا گیا ہے کہ عدلیہ، وکلاء اور غیر سرکاری تنظیمیں چاہے وہ پاکستان میں قائم شدہ ہوں یا برطانیہ میں وہ اس طرف اپنی کوششیں مرکوز کریں گی تاکہ مذکورہ بالا مقاصد کو حاصل کیا جاسکے۔

۹۔ اس یادداشت کے ذریعہ پاکستان اور برطانیہ کی اعلیٰ عدالتوں میں سے ایک ایک جج کو بطور رابطہ جج متعین کیا جائے گا تاکہ وہ مل کر اس سمت قدم اٹھائیں جن سے مذکورہ بالا تمام مقاصد بہ طریقہ احسن پورے ہوسکیں۔

چنانچہ ابتداً اس ضمن میں چیف جسٹس آف پاکستان نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے سینئر جج جناب جسٹس منیر اے شیخ کو رابطہ جج مقرر کیا جبکہ برطانیہ کی طرف سے لارڈ جسٹس تھورپ (Lord Justice Thorp) رابطہ جج مقرر ہوئے۔ متاثرہ افراد قانونی رہنمائی کے لئے ان سے یا ان کے جانشینوں سے رابطہ کرسکتے ہیں۔

اس سلسلہ کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے مورخہ ۲۳ ستمبر ۲۰۰۳ء کو دوسری جوڈیشل کانفرنس اسلام آباد میں منعقد ہوئی جس میں مندرجہ ذیل رہنما اصولوں پر اتفاق کیا گیا:۔

۱۔ اس دستاویز مفاہمت کی مناسب تشہیر کی جائے تاکہ عدلیہ اور وکلاء کی رہنمائی ہو سکے جو اس قسم کے واقعات سے دوچار ہیں۔

۲۔ ان حالات سے دوچار بچوں کی بازیابی یا ان کے والدین کی انصاف تک رسائی میں مدد فراہم کرنا تاکہ ان کے حقوق اور مفاد کو مزید تحفظ فراہم کیا جا سکے۔

۳۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے ایسے اداروں کا قیام جن کے ذریعہ والدین کو قانونی معلومات وسہولت فراہم ہو سکے۔

۴۔ مصالحت یا ثالثی ذریعہ سے تنازعات کے حل کی اہمیت سے انہیں روشناس کرانا تاکہ ان مشکلات کا ازالہ ہو سکے جس سے وہ متاثر ہیں۔

۵۔ ان تنازعات سے متاثرہ خاندانوں کو مصالحت کے ذریعہ اپنے مسائل حل کرنے پر آمادہ کرنا اور اس سلسلہ میں پاکستان اور برطانیہ کی عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات میں ہر دوسری عدالت کو حالات و واقعات سے آگاہ کرنا اور ایک دوسرے کا ساتھ دینے کے ساتھ ساتھ رابطہ کا کام کرنا بھی شامل ہے تاکہ ایک عدالت کی طرف سے فیصلہ شدہ احکامات کا دوسرے ملک کی عدالت کے ذریعہ اس مؤثر ذریعہ سے اجراء کرایا جا سکے گویا یہ فیصلہ اس ملک کی اپنی عدالت کا صادر کردہ ہے۔ رابطہ جج کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے اقدامات کی مناسب تشہیر بھی کرے۔

۶۔ اس امر پر بھی اتفاق کیا گیا ہے کہ پاکستان اور برطانیہ کی عدالتوں میں رابطہ کیلئے عدالتی سطح پر تعلقات استوار کرنے کیلئے دونوں ملکوں کے جج صاحبان وقتاً فوقتاً دوسرے ملک کا دورہ کیا کریں گے تاکہ اس سلسلہ میں پیش رفت یا مشکلات پر نہ صرف غور کیا جا سکے بلکہ ان پر قابو بھی پایا جا سکے۔ اس مقصد کیلئے قرار دیا گیا ہے کہ ہر دو سال بعد جج صاحبان ایک دوسرے ملک کا دورہ کیا کریں گے اور صوتی و نظری روابط بھی قائم کئے جائیں گے۔

۷۔ یہ بھی طے پایا ہے کہ ان بچوں کی ایک ملک سے دوسرے ملک منتقلی سے ان پر مرتب ہونے والے منفی اثرات پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے یا انہیں کم سے کم کیا جا سکتا ہے اور بیرون ملک عدالتوں کے فیصلوں کو کس طرح مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس امر کو بھی یقینی بنایا جائے بلکہ ایسے انتظامی اقدامات

کئے جائیں جن کے تحت ان بچوں کو اس ملک کی عدالت میں منتقل کیا جا سکے جہاں سے اسے غیر قانونی طور پر منتقل کیا گیا ہو۔

ان مشکلات پر قابو پانے کے لئے مناسب قانون سازی کی بھی ضروری ہے۔ سیکریٹریٹ، لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان اس سلسلہ میں قابل عمل تجاویز مرتب کر رہا ہے جس پر کمیشن مناسب وقت پر غور کرے گا اور انہیں حتمی شکل دے گا۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

جوائنٹ سیکریٹری-II

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9214506

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

موٹروہیکل آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء کے تحت حادثے کی صورت میں ڈرائیور کی ذمہ داری اور زخمی ہونے والے مسافروں کیلئے معاوضے کے حصول کا طریقہ کار

مسافر گاڑیوں کے ذریعے سفر کو موٹروہیکل آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء اور بعض دیگر قوانین کے تحت منضبط کیا گیا ہے۔ تاہم بعض اوقات یہ گاڑیاں ناگہانی حادثات سے دوچار ہو جاتی ہیں جن سے قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں یا حادثے کے شکار افراد شدید زخمی ہو کر معذور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے موٹروہیکل آرڈیننس کے تحت نہ صرف ڈرائیور یا گاڑی کے ذمہ دار شخص کو حادثے میں زخمی ہونے والے مسافروں کی بروقت طبی امداد کا بندوبست کرنے کا پابند بنایا گیا ہے بلکہ زخمی مسافروں اور بصورت وفات انکے ورثاء کیلئے معاوضے کا طریقہ کار بھی وضع کیا گیا ہے۔

حادثے کی صورت میں ڈرائیور کی ذمہ داری

موٹروہیکل آرڈیننس کی دفعہ ۹۴ کی رو سے کوئی حادثہ رونما ہونے کی صورت میں گاڑی کے ڈرائیور یا اسکے ذمہ دار شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ حادثے کے نتیجے میں زخمی ہونے والے افراد کی فوری ضروری طبی امداد کا بندوبست کرے اور اگر ضروری ہو تو انھیں قریب ترین ہسپتال پہنچائے۔ علاوہ ازیں کسی مجاز پولیس افسر یا ٹرانسپورٹ افسر کے مطالبہ پر کوئی ایسی اطلاع دے جو ایسے افسر کو واقعہ کی بابت مطلوب ہو اور اگر ایسا کوئی افسر موقع پر حاضر نہ ہو تو واقعہ کی اطلاع جلد از جلد اور کسی بھی صورت میں واقعہ رونما ہونے سے ۲۴ گھنٹے کے اندر نزدیک ترین پولیس اسٹیشن کو دے۔

حادثے میں ہلاک یا زخمی ہونے والے مسافر کیلئے معاوضہ

موٹروہیکل آرڈیننس کی دفعہ ۶۷ کی رو سے اگر کسی مسافر گاڑی کے استعمال کے نتیجے میں کسی مسافر کی موت واقع ہو جائے یا وہ زخمی ہو جائے تو روٹ پرمٹ کی حامل گاڑی کی صورت میں اسکے پرمٹ دار کی طرف سے اور بصورت دیگر گاڑی کے مالک کی طرف سے متوفی مسافر کے قانونی نمائندگان کو اور زخمی ہونے کی صورت میں زخمی مسافر کو معاوضہ ادا کیا جائے گا جسکی صراحت قانون میں موجود ہے۔ مذکورہ واجب الاداء معاوضہ کسی ایسی رقم کے علاوہ ہوگا جو معاوضہ وصول کرنے کا مستحق شخص کسی دوسرے قانون کے تحت بیمہ پالیسی کے ذریعے وصول کرے یا وصول کرنے کا اہل ہو۔

معاوضے کی مقدار

تیرہویں ضمیمے کے مطابق کسی سٹیج کیرج یا کنٹریکٹ کیرج کے زخمی مسافر کو دیے جانے والے معاوضے کا پیمانہ حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	موت یا ضرر	زر معاوضہ
۱۔	موت کی صورت میں	سولہ ہزار روپیہ
۲۔	کہنی کے اوپر سے یا کہنی پر دائیں بازو کا اتلاف	پانچ ہزار روپیہ
۳۔	کہنی کے اوپر سے یا کہنی پر بائیں بازو کا اتلاف	چار ہزار روپیہ
۴۔	کہنی کے نیچے سے دائیں بازو کا اتلاف	چار ہزار روپیہ
۵۔	گھٹنے پر یا اس کے اوپر سے ٹانگ کا اتلاف	پانچ ہزار روپیہ
۶۔	کہنی کے نیچے سے بائیں بازو کا اتلاف	تین ہزار چھ سو روپیہ
۷۔	گھٹنے کے نیچے سے ٹانگ کا اتلاف	پانچ ہزار روپیہ
۸۔	دونوں ٹانگوں کا اتلاف	دس ہزار روپیہ
۹۔	سماعت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہونے کی صورت میں	پانچ ہزار روپیہ
۱۰۔	ایک آنکھ ضائع ہونے کی صورت میں	چھ ہزار روپیہ
۱۱۔	دونوں آنکھیں ضائع ہونے کی صورت میں	دس ہزار روپیہ
۱۲۔	انگوٹے کا اتلاف	تین ہزار دو سو روپیہ
۱۳۔	ایک پاؤں کی تمام انگلیوں کا اتلاف	چار ہزار روپیہ
۱۴۔	انگشت شہادت کا اتلاف	تین ہزار دو سو روپیہ
۱۵۔	پاؤں کے انگوٹھے کا اتلاف	تین ہزار روپیہ
۱۶۔	ماسوائے پاؤں کے انگوٹھے کے کسی اور انگلی کا اتلاف	تین ہزار روپیہ
۱۷۔	چہرے یا سر کا ہمیشہ کے لئے بدصورت ہو جانا	چار ہزار روپیہ
۱۸۔	کسی ہڈی کا ٹوٹ جانا یا اپنی جگہ سے ہٹ جانا	تین ہزار روپیہ
۱۹۔	قوت مردانگی ضائع ہونے کی صورت میں	چار ہزار روپیہ
۲۰۔	ایک یا زیادہ دانتوں کا اتلاف	ایک ہزار روپیہ

۲۱۔ کوئی ضرر جو جان کو خطرے میں ڈالے یا بیس روز کے
عرصہ تک متضرر کو سخت درد جسمانی میں مبتلاء رکھے یا
اسے اپنا معمول کا کاروبار کرنے کا اہل نہ چھوڑے دو ہزار روپیہ
۲۲۔ کسی ایسے ضرر کے لئے طبی اخراجات جس کی تصریح
گوشوارہ ہذا میں نہیں کی گئی وہ حقیقی اخرجات جن کی تصدیق
میڈیکل افسر کردے

نوٹ: ایک سے زیادہ ضربات کیلئے واجب الاداء انتہائی معاوضے کی حد دس ہزار روپے تک محدود ہوگی۔

معاوضے کے حصول کا طریقہ کار

موٹر وہیکل آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۵ء اور اس کے تحت قواعد مجریہ ۱۹۶۹ء میں حادثے کے نتیجے میں ہلاک اور زخمی ہونے والے مسافروں کے لیے معاوضے کے حصول کا طریقہ کار حسب ذیل ہے:۔

معاوضے کے لیے درخواست موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ ۶۷۔بی کی رو سے دفعہ ۶۷ کے تحت معاوضے کیلئے درخواست حسب ذیل افراد دے سکتے ہیں

(الف) زخم رسیدہ فرد

(ب) وفات پا جانے کی صورت میں ایسے مسافر کے قانونی نمایندگان

(ج) زخم رسیدہ مسافر یا وفات پا جانے کی صورت میں ایسے مسافر کے قانونی نمائندگان کی طرف سے مجاز شخص۔

ایسی ہر درخواست اس مقصد کیلئے حکومت کی قائم کردہ اس کلیم ٹریبونل میں مقررہ طریقہ کار کے مطابق دائر کی جائے گی جسکی حدود اختیار میں ایسا حادثہ پیش آیا ہو۔ تاہم ضروری ہے کہ یہ درخواست حادثے کے ۹۰ دن کے اندر دائر کی جائے بصورت دیگر ٹریبونل اس پر کوئی کاروائی صرف اس صورت میں عمل میں لائے گی جب وہ مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ معقول وجوہات کی بناء پر بروقت درخواست دائر نہیں کر سکا تھا۔ قاعدہ ۶۴۔سی کی رو سے ایسی درخواست، درخواست دہندہ کی طرف سے اصالتاً یا کسی مجاز نمائندہ یا کسی وکیل کے توسط سے دی جا سکتی ہے۔

موٹر وہیکل قواعد کے قاعدہ ۶۴ بی کی رو سے موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ ۶۷ کے تحت معاوضہ کے لئے علاقہ کے کلیم ٹریبونل کے نام درخواست میں مندرجہ ذیل کوائف درج کئے جائیں گے:۔

(i) فوت یا زخمی ہونے والے شخص کا نام، ولدیت اور پتہ

(ii) وقوعہ کی تاریخ، وقت اور مقام

(iii) گاڑی کا رجسٹریشن نمبر

(iv) گاڑی کے مالک، فرم یا کمپنی کا نام

(v) زخمی افراد کی صورت میں زخموں کی تفصیل

(vi) نام گواہ، اگر کوئی ہو۔

(vii) رقم معاوضہ زیر مطالبہ

(viii) درخواست دینے والے اشخاص کی استعداد

(ix) کوئی دیگر معلومات متعلقہ وقوعہ و معاوضہ

دفعہ ۹۴۔الف کی رو سے کسی ایسے حادثے کی رپورٹ پولیس اسٹیشن میں کئے جانے کی صورت میں، جس سے دفعہ ۶۷ کے تحت معاوضے کا کلیم پیدا ہوتا ہو، انچارج پولیس اسٹیشن کیلئے لازم ہے کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ یا روزنامچے کے متعلقہ خلاصے کی ایک نقل اس کلیم ٹریبونل کو بھیج دے جس کے علاقہ اختیار میں حادثہ پیش آیا ہو۔

معاوضے کیلئے کلیم کی بابت اطلاع

دفعہ ۶۷۔ بی بی کی رو سے، جسکا اضافہ صوبہ پنجاب کے متعلقہ قانون میں کیا گیا ہے، اگر کلیم ٹریبونل کو کسی ذریعے سے اطلاع ملے کہ اسکے علاقہ اختیار کے اندر کوئی ایسا حادثہ پیش آیا ہے جس سے دفعہ ۶۷ کے تحت معاوضے کا کلیم پیدا ہوتا ہو تو وہ مجاز ہوگا کہ مناسب تحقیقات کے بعد زخمی مسافر یا حادثے کے نتیجے میں ہلاک ہونے کی صورت میں اس مسافر کے قانونی نمائندوں کو مطلع کرے کہ وہ دفعہ ۶۷۔ بی کے تحت معاوضہ کیلئے درخواست دے سکتے ہیں اور ایسی دیگر اطلاع بھی فراہم کرے جسے وہ ضروری خیال کرے۔

معاوضے کی ادائیگی

دفعہ ۶۷۔سی کی رو سے معاوضے کیلئے درخواست موصول ہونے پر کلیم ٹریبونل کیلئے لازم ہے کہ معاملہ کی تحقیقات کرے اور فریقین کو سنے جانے کا موقع دینے کے بعد ایک حکم صادر کرے جس میں دفعہ ۶۷ کے احکام کے مطابق واجب الاداء معاوضہ کا تعین کیا گیا ہو اور اس شخص یا اشخاص کی تصریح کی گئی ہو جن کو معاوضہ ادا کیا جائے گا۔

یکطرفہ کاروائی، اخراج درخواست بوجہ عدم پیروی اور اسکی بحالی

قاعدہ ۶۴۔ اس کی رو سے اگر مدعا علیہ نوٹس کی باضابطہ تعمیل کے بعد سماعت کے لئے مقررہ تاریخ پر ٹریبونل کے روبرو اصالتاً یا مجاز ایجنٹ یا وکیل کے ذریعے پیش ہونے سے قاصر رہے تو ٹریبونل درخواست پر یکطرفہ کاروائی کرنے کا فیصلہ کرسکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ یک طرفہ کاروائی کے حکم یا فیصلہ سے تیس دن کے اندر یا ایسی مناسب مدت کے اندر ٹریبونل ایسے حکم یا فیصلہ کو جیسی بھی صورت ہو، منسوخ کرسکتا ہے۔ اسی طرح اگر درخواست دہندہ سماعت کے لئے مقررہ تاریخ پر ٹریبونل کے روبرو اصالتاً یا اپنے مجاز ایجنٹ یا وکیل کے ذریعے پیش ہونے سے قاصر رہے تو ٹریبونل درخواست کو بوجہ عدم پیروی خارج کرسکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اخراج بوجہ عدم پیروی سے تیس دن اندر کے یا ایسے مزید مناسب عرصے کے اندر جس کی اجازت اسکی طرف سے دی جائے، درخواست دیئے جانے پر، اور معقول وجہ ظاہر کئے جانے پر ٹریبونل بوجہ عدم پیروی خارج کردہ درخواست کو بحال کرسکتا ہے۔

زرمعاوضہ کی وصولی

دفعہ ۶۷۔ ایف کی رو سے اگر کلیم ٹریبونل یا اپیلٹ اتھارٹی نے کوئی معاوضہ دلانے کا حکم صادر کیا ہوا اور وہ معاوضہ دلانے کے حکم کی تاریخ سے سات دن کے اندر اس شخص کو ادا نہ کیا جائے جسے وہ معاوضہ دلانے کا حکم صادر کیا گیا ہو تو:

الف۔ اگر معاوضہ اس شخص کی طرف سے واجب الاداء ہو جس نے دفعہ ۴۹ کے تحت بنک گارنٹی مہیا کی ہو تو گارنٹی دینے والے بنک کو لازم ہوگا کہ وہ ٹریبونل کی طرف سے طلب کئے جانے پر اس کے پاس زرمعاوضہ یا اس کا اس قدر حصہ جمع کرادے جو گارنٹی کے طور پر محفوظ رقم میں سے ادا کیا جاسکتا ہو۔

ب۔ اگر معاوضہ کسی ایسے شخص کی طرف سے واجب الاداء ہو جس نے دفعہ ۴۹ کے تحت بنک گارنٹی مہیا نہ کی ہو تو حکم صادر کرنے والا کلیم ٹریبونل یا اپیلٹ اتھارٹی معاوضے کے حقدار شخص کی طرف سے درخواست دیئے جانے پر کلکٹر کو ایک سرٹیفکیٹ جاری کرسکتی ہے جس پر کلکٹر سرٹیفکیٹ میں درج رقم کی وصولی کیلئے اس طرح کاروائی عمل میں لائے گا جس طرح بقایا جات مالیہ زمین (arrears of land revenue) کی وصولی کیلئے کاروائی کی جاتی ہے۔

دیوانی عدالت کے اختیار سماعت پر پابندی

دفعہ ۶۷ جی کی رو سے کسی دیوانی عدالت کو معاوضہ کے کسی دعویٰ کی بابت کوئی ایسا مطالبہ بغرض سماعت قبول کرنے کا اختیار نہیں ہوگا جسکا فیصلہ ٹریبونل کرسکتا ہو اور کوئی ایسی عدالت کسی ایسی کاروائی کی نسبت جو کلیم ٹریبونل کی طرف سے یا اس کے روبرو معاوضے کے کسی دعوے کی نسبت عمل میں آئی ہو یا عمل میں آنے والی ہو، کوئی حکم امتناعی جاری نہیں کرسکے گی۔

اپیل

دفعہ ۶۷۔ اس کی رو سے جو شخص ٹریبونل کے کسی ایسے حکم سے شاکی ہو جسکی رو سے معاوضہ دلایا گیا ہو یا دلانے سے انکار کیا گیا ہو تو وہ مجاز ہے کہ حکم مذکور کی تاریخ سے نوے دن کے اندر مقررہ اتھارٹی کے پاس مقررہ فیس کی ادائیگی پر اپیل دائر کرے۔ تاہم اپیل کی سماعت کرنے والی اتھارٹی مذکورہ نوے دن کی میعاد گزرنے کے بعد بھی کوئی اپیل قبول کر سکتی ہے اگر اسے اطمینان ہو کہ اپیل کنندہ معقول وجوہات کی بناء پر بروقت اپیل دائر نہیں کر سکا تھا۔

اگر اپیل میں متنازعہ رقم کی تعداد ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو تو ایسی صورت میں کوئی اپیل دائر نہیں کی جاسکے گی

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر:051-9208752

فیکس نمبر: 051-9214416

ای میل: ljcp@ljcp.gov.pk

مسافر گاڑیاں چلانے کیلئے قانونی ہدایات اور خلاف ورزی کی سزا

مسافر گاڑیوں مثلاً بسوں ویگنوں کے ذریعے سفر کو محفوظ اور ارام دہ بنانے کیلئے ان گاڑیوں کے مالکان اور ڈرائیور و کنڈیکٹر وغیرہ کے لئے موٹر وہیکل آرڈیننس ۱۹۶۵ء کے تحت قواعد وضوابط مرتب کئے گئے ہیں جن پر عمل نہ کرنے کی صورت میں گاڑیوں کے مالکان اور ان کے چلانے والوں کیلئے سزائیں تجویز کی گئی ہیں جن میں بعض اہم حسب ذیل ہیں۔

(۱) لائسنس کے بغیر گاڑی چلانا اور اسکی سزا

موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ ۵ کی رو سے موٹر گاڑی کا کوئی مالک یا نگران کسی ایسے شخص سے کسی عام جگہ میں گاڑی نہیں چلوائے گا نہ اسکی اجازت دے گا جس کے پاس مطلوبہ ڈرائیونگ لائسنس یا وفاقی حکومت کی شائع کردہ پاکستان ہائی وے کوڈ کی تازہ کاپی موجود نہ ہو۔ خلاف ورزی پر وہ دفعہ ۱۱۲ کے تحت ایک سو روپے تک جرمانے کا مستوجب ہوگا اور اگر اس نے پہلے بھی اسی جرم کا ارتکاب کیا ہو تو اسے ہر بار ایسے جرم کے ارتکاب پر پانچ سو روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی اور یہی سزا گاڑی چلانے والے کو بھی دی جائے گی۔

(۲) بغیر رجسٹریشن و پرمٹ گاڑی چلانا اور اسکی سزا

موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ ۲۳ کی رو سے کوئی موٹر گاڑی کسی عام جگہ میں نہ تو چلائی جائے گی نہ اسکی اجازت دی جائے گی جب تک کہ اسے رجسٹر نہ کیا گیا ہو اور اس پر مقررہ طریقے کے مطابق نشان رجسٹری نہ لگایا گیا ہو۔ اسی طرح دفعہ ۴۴ کی رو سے مسافر گاڑیاں اجازت نامے (permit) کے بغیر استعمال نہیں کی جائیں گی اور ایسی گاڑیاں ان شرائط کے تابع چلائی جاسکتی ہیں جو ان کے لئے علاقائی یا صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی طرف سے جاری کئے گئے اجازت نامے میں درج ہوں۔ دفعہ ۱۰۶ کی رو سے جو کوئی شخص دفعہ ۴۴ (۱) کی خلاف ورزی میں کوئی گاڑی چلائے گا یا استعمال کرے گا یا استعمال کیلئے کرایہ پر دے گا اسے ۶ ماہ تک کیلئے سزائے قید اور پانچ سو روپے تک جرمانے کی سزا اور دوبارہ ارتکاب پر دو سال تک قید اور ایک ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔ اسی طرح دفعہ ۱۱۵ کی رو سے با اختیار پولیس افسر مجاز ہے کہ اگر اسکے پاس یہ یقین کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ کوئی گاڑی دفعہ ۲۳ (۱) کے احکام کی خلاف ورزی میں یا دفعہ ۴۴ (۱) کی رو سے مطلوبہ پرمٹ کے بغیر یا اسکی خلاف ورزی میں استعمال کی گئی ہے یا استعمال کی جارہی ہے تو گاڑی کو قبضے میں لے لے۔

(۳) حد رفتار سے متعلق جرائم اور انکی سزا

موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ ۵۷ کی رو سے کوئی شخص اس انتہائی رفتار سے زیادہ رفتار میں گاڑی نہیں چلائے گا جو اس کے شیڈول دہم کی رو سے مقرر ہے۔ دفعہ ۹۸ کی رو سے جو کوئی شخص مذکورہ دفعہ کے احکام کی خلاف ورزی کرے گا تو مسافر گاڑی کی صورت میں اسے کم از کم ۱۰۰ روپیہ جرمانہ کیا جا سکتا ہے جس میں پانچ سو روپے تک اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے جو کوئی شخص اپنے کسی ملازم یا زیر اثر شخص سے دفعہ ۵۷ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گاڑی چلوائے گا تو اسے دو سو روپے تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے جس میں پانچ سو روپے تک اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دفعہ ۹۹ کی رو سے جو کوئی شخص ایسی رفتار یا ایسے طریقے سے کوئی مسافر گاڑی چلائے گا جو انسانی زندگی کیلئے خطرناک ہو تو اسے ایک سال تک کیلئے سزائے قید اور ایک ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے اگر ذیلی دفعہ ۱ کے تحت سزایاب شخص سزایابی سے تین سال کے اندر پھر اس جرم کا ارتکاب کرے گا تو اسے چار سال تک کیلئے سزائے قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

(۴) نشے یا معذوری یا بیماری کی حالت میں گاڑی چلانا اور اسکی سزا

دفعہ ۱۰۰ کی رو سے جو کوئی شخص شراب یا بے ہوش کرنے والی کسی دوا کے زیر اثر ہوتے ہوئے گاڑی چلائے گا جبکہ وہ گاڑی پر صحیح کنٹرول رکھنے کا قابل نہ ہو تو اسے ۶ ماہ تک کیلئے سزائے قید یا ایک ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح دفعہ ۱۰۱ کی رو سے جو کوئی شخص کسی ایسے مرض یا معذوری کی حالت میں گاڑی چلائے گا جس کا اسے علم ہو اور جسکی موجودگی میں گاڑی چلانا عوام کیلئے خطرے کا باعث بن سکتا ہو تو اسے دو سو روپے تک جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے اور اگر وہ اس دفعہ کے تحت قابل سزا جرم کا دوبارہ مرتکب ہوا ہو تو ہر ایسے مابعد جرم کی پاداش میں اسے پانچ سو روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔ اسی طرح دفعہ ۱۰۲ کی رو سے جو کوئی شخص دفعہ ۹۹، ۱۰۰ یا ۱۰۱ کے تحت کسی قابل سزا جرم کے ارتکاب کی اعانت کرے گا تو وہ بھی اسی سزا کا مستوجب ہوگا جو اس جرم کیلئے مقرر ہے۔ دفعہ ۱۱۳ کی رو سے کوئی باوردی پولیس آفیسر کسی شخص کو جو اسکے مشاہدہ میں دفعہ ۹۹، ۱۰۰ یا دفعہ ۱۰۱ کے تحت قابل سزا کسی جرم کا ارتکاب کرے بلا وارنٹ گرفتار کر سکتا ہے۔

(۵) حادثے وغیرہ کی صورت میں گاڑی روکنے کی ذمہ داری اور خلاف ورزی کی سزا

دفعہ ۹۲ کی رو سے کسی بھی موٹر گاڑی کے ڈرائیور کیلئے لازم ہے کہ وہ حادثے کی صورت میں گاڑی روک دے اور مناسب وقت تک کیلئے ٹھہرا رہے۔ جب گاڑی کسی انسان، جانور یا کسی اور گاڑی کے ساتھ حادثے میں ملوث ہو یا کسی

جائیداد کو نقصان پہنچانے کی باعث ہو تو لازم ہے کہ اپنا نام، پتہ اور گاڑی کے مالک کا نام اور پتہ اس شخص کو دے جو اس حادثے یا نقصان سے متاثر ہوا ہو۔ دفعہ ۱۰۸ کی رو سے جو کوئی شخص مذکورہ حکم کی خلاف ورزی کرے گا یا اس سلسلے میں کوئی غلط اطلاع فراہم کرے گا تو اسے ۶ ماہ تک قید یا ایک ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

مذکورہ تمام صورتوں میں ڈیوٹی پر موجود ٹریفک سارجنٹ گاڑی کا چلان کر کے ضروری کاروائی کیلئے کیس مجاز مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتا ہے۔

مسافر گاڑیوں کے ڈرائیوروں کے فرائض

موٹر گاڑیوں کے قواعد مجریہ ۱۹۶۹ء کے قاعدہ ۹۸ کی رو سے کوئی ڈرائیور اور کنڈ یکٹر:

(i) کسی شخص، جانور یا چیز کو اس جگہ پر جو قاعدہ نمبر ۱۸۶ کی رو سے ڈرائیور کے بیٹھنے کیلئے مخصوص ہے نہیں بٹھائے گا یا رکھنے کی اجازت دے گا جس سے سڑک کی طرف دیکھنے میں رکاوٹ پیدا ہو یا جس سے گاڑی کا مناسب کنٹرول متاثر ہو۔

(ii) سواریوں کو متوجہ کرنے کیلئے اونچی آوازیں نہیں نکالے گا۔

(iii) سواریوں کو اٹھانے یا اتارنے پر پابندی سے متعلق قواعد وضوابط کو پیش نظر رکھتے ہوئے کنڈ یکٹر کے اشارے یا سواری کے مطالبے پر گاڑی کو اسکے اترنے کیلئے یا گنجائش ہونے کی صورت میں اسے سوار کرنے کیلئے رکے گا۔

(iv) اگر کسی سواری کو چڑھانے یا اتارنے کیلئے کسی جگہ کوئی اور مسافر گاڑی کھڑی ہو یا کھڑی کی جا رہی ہو تو اسطرح سے گاڑی نہیں چلائے گا جو دوسری گاڑی کے ڈرائیور، کنڈ یکٹر یا اترتی یا چڑھتی ہوئی سواری کے لئے تکلیف، خطرے یا مداخلت کا باعث ہو۔

(v) گاڑی چلانے سے پہلے یہ اطمینان کرے گا کہ اس کی کسی بریک، ٹائر یا لائٹ میں ایسا کوئی نقص نہیں ہے جس سے کسی مسافر یا دوسرے شخص کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔

(vi) جب تک سواریاں گاڑی میں بیٹھی رہیں اسکی ٹینکی میں پٹرول یا کوئی دیگر ایندھن نہیں بھرے گا۔

(vii) سواری یا سامان کا کرایہ ادا کئے جانے پر سواری کو فوری طور پر ٹکٹ جاری کرے گا۔

اسی طرح قاعدہ ۹۹ کی رو سے پبلک سروس کی گاڑیوں کے ڈرائیوروں اور کنڈ یکٹروں کیلئے لازم ہے کہ:

(i) جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے فرائض کو مدنظر رکھتے ہوئے موٹر وہیکل آرڈیننس اور قواعد ضوابط کی شرائط پر کاربند ہونے کی پابندی کریں۔

(ii) سفر کے دوران یا جب گاڑی میں مسافر بیٹھے ہوں گاڑی کے اندر تمبا کو نہ پئیں۔

(iii) سواریوں یا سوار ہونے والے اشخاص کے ساتھ خوش اخلاقی اور شائستگی کے ساتھ پیش آئیں۔

(vi) ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق صاف ستھرا لباس استعمال کریں۔

(v) گاڑی کو درست اور حفظان صحت کے لحاظ سے صاف رکھیں۔

(vi) کسی دوسری گاڑی پر سوار ہونے والے یا سوار ہونے کا ارادہ کرنے والے اشخاص سے مداخلت نہ کریں۔

(vii) مسافر گاڑی میں رجسٹریشن سرٹیفکیٹ میں درج مقررہ تعداد سے زائد کسی آدمی کو نہ بٹھائیں یا اس تعداد سے زیادہ سواری کو سوار نہ کریں جن کو پرمٹ کی شرائط کے مطابق گاڑی میں کھڑا ہونے کی اجازت ہو۔

(viii) گاہکی پر اصرار نہ کریں سوائے اسکے کہ ایسا کام شائستگی اور خاموشی سے کیا جائے۔

(ix) کسی مسافر کو منزل مقصود یا راستہ یا سفر کے بارے میں صحیح بات بتلانے سے انکار نہ کریں۔

(x) کسی ایسے مسافر کو جو سفر کا کرایہ ادا کر رہا ہو گاڑی میں سوار کرنے سے انکار نہ کریں۔

(xi) جب گاڑی میں مسافروں کے علاوہ مال بھی لدا ہوا ہو تو اس بات کی مناسب کوشش کریں کہ مسافروں کو مال کی موجودگی سے کوئی خطرہ یا غیر ضروری دقت نہ ہو۔

(xii) ماسوائے معقول وجوہات کے کسی ایسے شخص کو جو پورا کرایہ ادا کر رہا ہو سفر کے اختتام سے قبل گاڑی سے نہ اتاریں۔

(xiii) سفر پر روانہ ہونے میں غیر ضروری دیر نہ کریں بلکہ اپنی منزل مقصود کی طرف جہاں تک ممکن ہو گاڑی کے ٹائم ٹیبل کے مطابق یا اسکی عدم موجودگی میں بسرعت روانہ ہوا کریں۔

(xiv) اگر گاڑی کی مشینری میں کوئی نقص پیدا ہو جائے یا کسی دوسری وجہ سے جو ڈرائیور یا کنڈیکٹر کے اختیار سے باہر ہو وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے قابل نہ رہے تو دوسری گاڑی میں مسافروں کو منزل مقصود تک پہنچانے کا بندوبست کریں اور اگر گاڑی خراب ہونے کے آدھے گھنٹے تک وہ ایسا انتظام نہ کرسکیں تو سواریوں کے طلب کرنے پر بقیہ سفر کا کرایہ انکو واپس کریں۔

(xv) گاڑی کے اندر کسی چیز کو اسطرح نہ رکھیں اور نہ اسکی اجازت دیں جس سے مسافروں کو چڑھنے اور اترنے میں دقت ہو۔

(xvi) کسی اڈے کو استعمال کرنے کی صورت میں مقررہ فیس ادا کریں۔

(xvii) مسافروں کے مال واسباب کی مناسب دیکھ بھال کریں۔

گم شدہ مال کے حوالے سے ذمہ داری

قاعدہ ۱۰۰ کی رو سے مسافر گاڑی کے کنڈیکٹر کو اور جہاں کنڈیکٹر نہ ہو تو ڈرائیور کیلئے لازم ہوگا کہ ہر سفر کے اختتام پر اس غرض کیلئے گاڑی کی تلاشی لے کہ کسی مسافر کی کوئی چیز رہ تو نہیں گئی ہے اور اگر کوئی چیز ملے تو اسے اپنی تحویل میں لیکر متعلقہ کسی دفتر یا سٹیشن پر کسی ذمہ دار شخص کے حوالے کر دے جو زیادہ سے زیادہ تین دن تک اس چیز کو اپنے پاس رکھے تا کہ اسے اسکے حقدار کے حوالے کیا جا سکے۔ اسکے بعد اسے قریب ترین پولیس سٹیشن کے کسی افسر کے حوالے کر دی جائے۔ افسر مذکورہ کیلئے بھی لازم ہے کہ ایسی تمام اشیاء کے باقاعدہ اندراج کیلئے ایل۔ پی۔ آر کے نمونے کا ایک رجسٹر قائم کرے۔

مسافروں کا طرزِ عمل

قاعدہ نمبر ۱۰۱ کی رو سے اگر کسی وقت پبلک سواری کی گاڑی کا کوئی مسافر

(۱) غیر مناسب طریقہ سے برتاؤ کرے یا

(۲) ایسے طریقے سے برتاؤ کرے جو کسی خاتون مسافر کو پریشان کرنے والا ہو یا

(۳) بدزبانی کرے یا

(۴) کسی دوسری سواری کو تکلیف دے یا

(۵) تمباکو استعمال کرے یا

(۶) تھوکے یا

(۷) فرضِ منصبی کی انجام دہی کے وقت کنڈیکٹر کی مزاحمت کرے یا

(۸) کرایہ ادا کرنے سے انکار کرے یا ادا کرنے کے قابل نہ ہو یا

(۹) کسی مجاز شخص کے طلب کرنے پر ٹکٹ دکھانے سے انکار کرے یا

(۱۰) کسی معقول وجہ کے بغیر گاڑی چلانے میں رکاوٹ پیدا کرے یا

(۱۱) کسی دوسرے آدمی کیلئے جاری کیا گیا ٹکٹ استعمال کرے یا استعمال کرنے کی کوشش کرے یا

(۱۲) مناسب وجوہات کی بناء پر اسکے متعلق شبہ ہو کہ وہ کسی متعدی یا وبائی بیماری میں مبتلا ہے یا

(۱۳) اس آرڈیننس کی خلاف ورزی میں کسی جرم کے ارتکاب کی اعانت کرے

تو ڈرائیور اور کنڈیکٹر مجاز ہونگے کہ وہ ایسے مسافر کو اسی وقت گاڑی سے اتر جانے کیلئے کہیں اور گاڑی کو اس وقت تک کھڑا رکھیں جب تک کہ وہ مسافر اتر نہ جائے۔ ایسا مسافر دیئے ہوئے کرایے کی واپسی کا حقدار نہ ہوگا۔ انکار کی صورت میں ایسے مسافر کو ڈرائیور یا کنڈیکٹر جبراً نکال سکتا ہے اور وہ متعلقہ جرم کا بھی مرتکب ہوگا۔

سواریوں کی حفاظت اور سہولت کے انتظامات

سواریوں کی حفاظت اور انکے لئے سفر کو محفوظ اور آرام دہ بنانے کیلئے قواعد حسب ذیل ہیں۔

(۱) بیٹھنے کی جگہ قاعدہ ۱۸۲ کی رو سے مسافر گاڑی میں ہر مسافر کے بیٹھنے کیلئے مناسب طور پر آرام دہ جگہ مہیا کی جائے گی جو ہر سیٹ کے سامنے کے حصے اور عموداً پیمائش کے حساب سے پندرہ مربع انچ سے کم نہیں ہوگی اسی طرح اس دفعہ میں مختلف انداز سے رکھی گئی سیٹوں یعنی گاڑی کے ساتھ ساتھ رکھی گئی سیٹوں اور اسی طرح آر پار ایک ہی سمت اور ایک دوسرے کے مقابل رکھی گئی سیٹوں کی صورت میں سواریوں کے آرام اور سہولت کی خاطر سیٹوں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھنے کیلئے اس فاصلے کا تعین کیا گیا ہے۔ اگر سیٹوں کے درمیان فاصلہ مذکورہ قاعدے میں دیئے فاصلے کے مطابق نہ ہو تو موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ ۲۸ کے تحت رجسٹریشن اتھارٹی اس گاڑی کو رجسٹر کرنے سے انکار کر سکتی ہے۔

(۲) شیشے وائپر اور ٹائروں کی حالت قاعدہ ۱۹۰ کی رو سے گاڑی کا اگلا شیشہ (wind screen) ہر وقت صاف حالت میں ہونا، قاعدہ ۱۹۱ کی رو سے اسکے وائپرز (wiper) کا درست حالت میں ہونا اور قاعدہ ۱۶۲ کی رو سے اسکے ٹائروں کا اچھی حالت میں ہونا ضروری ہے

(۳) ہارن کا استعمال قاعدہ ۱۵۴ کی رو سے ہر مسافر گاڑی کے ساتھ ایک ایسا ہارن یا دوسرا منظور شدہ آلہ نصب کرنا لازم ہے جس کو اس گاڑی کا ڈرائیور کسی کو گاڑی کے نزدیک آ پہنچنے کی صورت میں خبردار کرنے کیلئے فوری طور پر استعمال کر سکے۔ تاہم ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے کسی مسافر گاڑی میں کوئی مختلف آوازوں والا ہارن یا کوئی ایسی آواز دینے والا ہارن نہیں لگایا جائے گا۔ جس سے غیر ضروری طور پر کرخت، تیز، اونچی یا ڈراؤنی آواز پیدا ہوتی ہو۔ ذیلی دفعہ ۴ کی رو سے ہر ایک مسافر گاڑی پر بلب ہارن بھی لگایا جائے گا۔

(۴) موسیقی بجانے کی ممانعت قاعدہ (الف) ۲۲۶ الف کی رو سے کسی مسافر گاڑی میں ٹیپ ریکارڈر وغیرہ نہیں چلایا جائے گا۔

(۵) بس سٹاپ کے بغیر گاڑی کھڑی کرنے کی ممانعت قاعدہ ۲۴۰ کی رو سے کوئی پبلک سواری کی گاڑی کسی شہری علاقے میں کسی جگہ پر مسافروں کو اتارنے یا لینے کیلئے یا سفر کے دوران میں کسی وقت ماسوائے بس سٹینڈ کے مسلسل پانچ منٹ سے زیادہ کھڑی نہیں کی جائے گی اسی طرح قاعدہ ۲۴۱ کی رو سے ایسی گاڑی کسی شہری علاقے کی کسی شارع پر یا کسی سڑک پر مسافروں کو لینے یا اتارنے کیلئے صرف ان جگہوں پر کھڑی کی جائے گی جو بس سٹاپ کے طور پر مقرر کی گئی ہوں اور ایسی گاڑی کسی بس سٹاپ پر اتنے وقت سے زیادہ نہیں کھڑی کی جائے گی جو انتظار کرنے والے مسافروں کے اور اترنے کے خواہش مند مسافروں کو اتارنے کیلئے ضروری ہو۔

(۶) پھیرے کی تکمیل قاعدہ ۲۴۲ کی رو سے مسافر گاڑی کے ہر پھیرے کا آغاز اور اختتام بس سٹینڈ پر ہوگا ماسوائے کسی گاڑی کو بطور خاص قاعدہ ھذا کی شرائط سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہو۔

(۷) روشنیاں مدھم رکھنا مسافر گاڑی کا ڈرائیور ان تمام اوقات میں جبکہ گاڑی کی روشنیاں استعمال کی جارہی ہوں انہیں اسطرح سے استعمال کرے گا کہ ان کا چکا چوند کسی کیلئے خطرے یا غیر ضروری زحمت کا باعث نہ ہو۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9208752

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

وکلاء کے لیے پیشہ وارانہ آداب

پاکستان بار کونسل نے وکلاء کیلئے اپنے ہم پیشہ وکلاء، موکلین، عدالت اور عام لوگوں کے ساتھ پیشہ ورانہ رویے سے متعلق حسب ذیل اصول وآداب مقرر کر کے ان کے مطابق عمل کرنے کا تقاضا کیا ہے۔

دیگر وکلاء کے ساتھ رویہ

(۱) ہر وکیل کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ ہر وقت اپنے پیشے اور اس پیشے کے ایک رکن کی حیثیت سے اپنی عزت اور وقار کا خیال رکھے۔

(۲) کوئی وکیل اشتہار یا کسی اور ذریعے سے پیشہ وارانہ خدمت کی درخواست نہیں کرے گا

(۳) کوئی وکیل کسی دوسرے شخص کو اس مقصد کیلئے ملازم نہیں رکھے گا کہ وہ اسکے لئے پیشہ وارانہ خدمات کے حصول کے لئے کسی سے درخواست کرے یا اسے معاوضہ دے نہ وہ کسی غیر لائسنس یافتہ شخص کو پیشہ وارانہ خدمات کے نتیجے میں ملنے والے معاوضہ میں شریک کرے گا نہ وہ قانونی پریکٹس کرنے یا اسکا معاوضہ لینے میں کسی ایسے شخص کی مدد کرے گا یا ابھارے گا اور نہ وہ عمداً کوئی ایسی پیشہ وارانہ خدمت قبول کرے گا جسکی پیشکش اسے کسی غیر لائسنس یافتہ شخص کے معمولات کے نتیجے میں ہوئی ہو۔

(۴) کوئی وکیل مقدمے کے کسی فریق کو اسکے وکیل کی غیر موجودگی اور رضامندی کے بغیر کسی محل نزاع چیز کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دے گا۔

(۵) کوئی وکیل مخالف وکیل کی غیر موجودگی میں متعلقہ جج کو کسی متنازعہ امر کے حقیقت حال کے بارے میں کوئی اطلاع یا اسکے ساتھ بحث نہیں کرے گا الا یہ کہ وہ کھلی عدالت میں ایسا کرے اور نہ اسے کسی ایسے متنازعہ امر کے بارے میں کوئی تحریری اطلاع بھیجے گا۔ جبتک کہ اسکی کاپی مخالف وکیل کو بھی نہ بھیج دے۔

(۶) کوئی بھی وکیل کسی دوسرے وکیل کا رفیق اور شریک کار بننے سے انکار کرے گا جب تک وہ پہلے ایسے رکھے گئے وکیل کے واجبات ادا نہ کر دے۔

(۷) فریقین کے درمیان پائے جانے والے منفی جذبات انکے وکیل باہمی رویے پر یا مخالف فریق کے ساتھ رویے پر اثر انداز نہیں ہونے دیں گے۔ وکیل ہر طرح کے باہمی تصادم سے سختی سے پرہیز کریں گے۔ کسی کیس کی سماعت کے دوران مخالف وکیل کے ذاتی معاملات وخصوصیات کا ذکر کرنے کے غیر شریفانہ رویے سے پرہیز کیا جائے گا۔

(۸) قانونی خدمات کے عوض کسی شخص کو فیس میں شریک کرنا مناسب نہیں سوائے اسکے کہ وکیلوں کے درمیان ہونے والے معاہدے میں مندرج تقسیم کار کے اصول کی بنیاد پر ایسا کیا جائے۔

(۹) وکیل کی ذمہ داری ہے کہ وہ بار کونسل کے اندارج کے مطابق ترتیب فوقیت کو قائم رکھے۔

(۱۰) رتبے اور عمر میں چھوٹے اراکین اپنے سے رتبے اور عمر میں بڑے ارکان کی عزت کریں گے۔ بڑے بھی چھوٹے بھائیوں کے ساتھ نہ صرف خوش اخلاقی سے پیش آئیں گے بلکہ عدالت میں انکی مدد بھی کریں گے۔

(۱۱) کسی فریق کی طرف سے ایک سے زیادہ وکیلوں کی خدمات حاصل کرنے کی صورت میں بڑے (senior) وکیل کا حق ہوگا کہ وہ کیس کی پیروی کرے اور چھوٹے (junior) وکیل اسکی معاونت کریں گے الا یہ کہ سینئر وکیل مختلف چاہے۔

موکلیں سے متعلق رویہ

(۱۲) کوئی وکیل زیر مقدمہ جائیداد یا مفاد سے اپنے موکل کے مفاد کے خلاف کوئی مفاد حاصل نہیں کرے گا۔

(۱۳) کوئی وکیل اپنے موجودہ یا سابقہ موکل کے مفاد کے خلاف کسی ایسے معاملے سے متعلق کوئی خدمات قبول نہیں کرے گا جسکی اطلاع اسے اپنی خدمات کے دوران اس موکل سے رازداری میں حاصل ہوئی ہو۔

(۱۴) کوئی وکیل کوئی پیشہ وارانہ خدمت قبول نہیں کرے گا جب تک کہ وہ پہلے مخالف فریق کے ساتھ اپنے تعلق اور مذکورہ خدمت سے وابستہ متنازعہ چیز سے متعلق اپنے مفاد کو ظاہر نہ کردے۔

(۱۵) کوئی وکیل متصادم مفادات میں نمائندگی نہیں کرے گا۔

(۱۶) کوئی وکیل خود یا بینامی طور پر کسی نیلام میں کوئی ایسی جائیداد پروبیٹ (Probate) فورکلوزر (Foreclusure) یا عدالتی فروخت (Judiccial Sale) کے ذریعے نہیں خریدے گا جس میں وہ ایک فریق کی طرف سے بطور وکیل پیش ہوا ہو اور نہ وہ معاوضہ وغیرہ کی جگہ اس ساری جائیداد یا اسکے کچھ حصے کو قبول کرے گا جس کا مقدمہ لڑنے کیلئے اسے وکیل رکھا گیا ہو۔

(۱۷) کوئی وکیل کسی موکل کی جائیداد کو اپنی جائیداد کے ساتھ گڈمڈ نہیں کرے گا اور فوری طور پر اس موکل کو ایسی رقم یا دوسری جائیداد کے موصول ہونے کی اطلاع دے گا۔

(۱۸) کوئی وکیل اس وقت تک کسی کیس کی پیروی یا اسکا دفاع کرنے کا مشورہ نہیں دے گا جب تک کہ اس سے اس سلسلہ میں مشورہ نہ لیا جائے الا یہ کہ اس کا تعلق کسی فریق یا متنازعہ چیز کے ساتھ ایسا ہو کہ اس کے لئے ایسا کرنا مناسب ہو۔

(۱۹) کوئی وکیل اپنی پیشہ وارانہ حیثیت میں کسی قانون کی خلاف ورزی کا مشورہ نہیں دے گا الا یہ کہ ایسا مشورہ اس نے نیک نیتی کے ساتھ اس قانون کو غیر موثر (invalid) سمجھتے ہوئے دیا ہو۔

(۲۰) کسی بھی وکیل کو حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملزم شخص کے دفاع کی ذمہ داری لے قطع نظر اس کے کہ اس کی ذاتی رائے کیا ہے جب تک کہ اسے ملزم کے قصور کا علم نہ ہو جائے۔ ورنہ بے گناہ اور محض مشکوک حالات کی بنیاد پر شکار ہونے والے افراد مناسب دفاع سے محروم ہو جائیں گے۔ ایسا وکیل پابند ہے کہ وہ ہر طرح کے جائز اور باعزت طریقے استعمال کرتے ہوئے اسکا دفاع کرے کیونکہ ملکی قانون کی رو سے کسی شخص کو بغیر کسی قانونی جواز کے اسکی جان اور آزادی سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

(۲۱) فیس مقرر کرتے وقت وکلاء کو اپنی خدمات اور مشوروں کی زیادہ قیمت لگانے سے اور اسی طرح ان لوگوں سے باز رہنا چاہیئے جو کم قیمت لگا کر انکی خدمات کی ناقدری کرتے ہیں۔ موکل کی اہلیت ادائیگی خدمات کی عوض سے زیادہ فیس عائد کرنے کیلئے وجہ جواز نہیں بن سکتی نہ اسکی غربت کم فیس یا فیس عائد نہ کرنے کا تقاضا کرتی ہو۔ کسی دوسرے وکیل کی کسی معقول درخواست پر خصوصی ہمدردانہ غور کیا جائے گا نیز وکیل کی بیوہ اور یتیم بچوں کو مفت خدمات فراہم کی جائیں گی۔ فیسکی مقدار کا تعین کرنے میں حسب ذیل رہنما اصولوں کو مدنظر رکھا جائے گا۔

(i) مطلوبہ وقت محنت، کیس سے متعلق سوالات میں درپیش مشکلات اور اس کی صحیح پیروی کیلئے مطلوبہ مہارت۔

(ii) آیا کسی خاص کیس کیلئے اپنی خدمات پیش کرنے پر امادگی اس وکیل کو ان دیگر کیسوں میں پیش ہونے سے محروم کرے گی جنکے لئے انکی خدمات درکار ہونے کی معقول توقع ہے یا کسی خاص کیس کیلئے اپنی خدمات پیش کرنے کی صورت میں کسی دیگر کاروبار میں نقصان لازم تو نہیں آتا۔

(iii) ان جیسی خدمات کیلئے دستور کے مطابق بار کے اخراجات (charges)

(iv) تنازعے سے وابستہ رقم اور خدمات سے موکل کو حاصل ہونے والے مفادات

(v) معاوضے کا احتمال یا یقین اور

(vi) خدمات کی خصوصیت کہ آیا یہ عارضی وقت کیلئے ہے یا ایک مستحکم اور مستقل موکل کیلئے مطلوب ہے۔ فیس مقرر کرتے وقت یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ یہ پیشہ انصاف رسانی کا ایک شعبہ ہے نہ کہ صرف پیسہ بنانے کا کاروبار۔

(۲۲) وکیل کو اپنے موکل کے ساتھ معاوضے کے بارے میں اختلافات سے اس حد تک پہلو تہی کرنی چاہیے جو اسکے عزت نفس اور اسکی خدمات کے مناسب معاوضے کے حق سے متعلق ہوں۔ موکل کے خلاف مقدمہ بازی کی طرف رجوع صرف ناانصافی یا فراڈ وغیرہ کی روک تھام کیلئے کیا جائے گا۔

(۲۳) طبقہ وکلاء کے خلاف لوگوں میں تعصب پیدا کرنے، اسے پروان چڑھانے اور اس پیشے کو عوام کی توقیر کے اعتماد سے محروم کرنے میں سب سے اہم کردار ان غلط دعاوی کا ہے جو عاقبت نااندیش لوگ عموماً اپنی دفاع یا قابل اعتراض معاملات میں قائم کرتے ہیں کہ وکیل کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر وہ فعل انجام دے جو اسے اپنے موکل کا مقدمہ جیتنے کے قابل بنائے۔ وکیل کیلئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے موکل کی بے گناہی یا اسکے موقف کو مبنی بر انصاف ثابت کرنے کیلئے دئے جانے والے دلائل میں اپنے ذاتی خیالات بیان کرے۔ اسکی پیشہ وارانہ ذمہ داری ہے۔ سختی کے ساتھ عدالت میں ایسے ہرگز ارشات پیش کرنے تک محدود ہے جو موکل کے مفادات کے مطابق ہو۔

وکیل پابند ہے کہ وہ اپنے موکل کے مفادات سے پوری طرح مخلص رہے اور اسکے حقوق کے قیام و دفاع کے لئے گرمجوشی کے ساتھ سرگرم عمل ہو اور اپنی تعلیم اور اھلیت کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اسے کسی چیز سے محروم نہ ہونے دے الا یہ کہ ایسا ہونا قانونی ضابطوں کے مطابق ہو۔ عدالتی بے رخی یا عوام میں عدم مقبولیت کا خوف اسے اپنی ذمہ داری بطریق احسن ادا کرنے سے باز نہ رکھنے پائے۔ عدالتی فورم پر موکل کو ہر طرح کی ایسی دادرسی اور دفاع کا حق حاصل ہے جو ملکی قانون کی رو سے جائز ہو اور وہ اپنے وکیل سے توقع رکھ سکتا ہے کہ وہ ہر ایسی دادرسی اور دفاع کی کوشش کرے لیکن یہ بات یکسوئی کے ساتھ ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ وکیل یہ اہم ذمہ داری صرف قانونی حدود کے اندر استعمال کرے گا وکیل کا مقام ومرتبہ موکل کے مفاد کی خاطر اسے کسی قسم کی قانونی خلاف ورزی، فراڈ یا فریب کی اجازت نہیں دیتا۔ اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داری ادا کرتے وقت اسے اپنے ضمیر کی آواز سننی چاہئے نہ کہ اپنے موکل کی۔

(۲۴) محض رسمی معاملات کے علاوہ اگر کوئی وکیل اپنے موکل کا گواہ ہو جیسے کسی دستاویز وغیرہ کی تصدیق یا تحویل تو اسے وہ مقدمہ پیروی کیلئے دوسرے وکیل کو منتقل کرنا چاہئے۔ وکیل کو اپنے موکل کے حق میں عدالت میں بیان دینے سے گریز کرنا چاہئے الا یہ کہ انصاف کے حصول کیلئے ایسا کرنا ضروری ہو۔

(۲۵) وکیل کو ایسے اتفاقی معاملات میں از خود کوئی رائے قائم کرنے کی اجازت دی جائے گی جو نہ تو مقدمے کے حقیقت حال کو متاثر کریں اور نہ وہ موکل کے حقوق سے فی الواقع متصادم ہوں۔ جیسے مخالف وکیل کو ایسی

حالت میں حاضری کیلئے مجبور کرنا جبکہ وہ کسی تکلیف یا صدمے کا شکار ہوں۔ کسی خاص دن سماعت کیلئے زور لگانا جو مخالف وکیل کیلئے نقصان دہ ہو جبکہ کسی دیگر وقت میں سماعت ہونے سے کوئی نقصان مرتب نہ ہوتا ہو، جواب دعوی میں متقابل بند سوالات وغیرہ داخل کرانے کیلئے وقت کی توسیع پر راضی ہونا وغیرہ۔ ایسے معاملات میں کسی موکل کو یہ مطالبہ کرنے کا حق نہیں کی اس کا وکیل فراخدلی کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔ یا وہ ایسے معاملات میں کوئی ایسا طرز عمل اختیار کرے گا جو اس کے عزت ووقار کے منافی اور نامناسب ہو۔

عوام کے ساتھ رویہ

(۲۶) کوئی وکیل کسی کیس کی (out of spite) پیروی یا دفاع کرنے کیلئے یا کسی کو پریشان (harass) کرنے کیلئے کوئی خدمات قبول نہیں کرے گا اور نہ وہ جان بوجھ کر کسی کو پریشان (harass) کرنے کی غرض سے یا کسی معاملے کو طول دینے کیلئے کوئی ایسی خدمات لے گا۔

(۲۷) وکیل کو ہمیشہ مخالف گواہوں اور مخالف فریق کے ساتھ ایماندارانہ برتاؤ کرنا چاہئے اور ان کا پورا پورا لحاظ کرنا چاہئے۔ اور اسے کیس کی سماعت یا پیروی کے دوران موکل کی عداوت اور تعصبات کو خاطر میں نہیں لانا چاہئے۔ پیشہ ورانہ معاملات میں موکل کو وکیل کے ضمیر کا رکھوالا قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اسے کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے وکیل سے مخالف فریق کو برا بلا کہنے کا مطالبہ کرے یا وہ انکے ساتھ بحث میں جارحانہ روئے کا مظاہرہ کرے۔ ناشائستہ گفتگو اس بنیاد پر قابل معافی نہیں کہ اگر موکل خود بولتا تو ایسی ہی گفتگو کرتا۔

(۲۸) وکیل کو کسی بھی ایسے دیوانی مقدمے کی پیروی یا دفاع کرنے سے انکار کرنا چاہئیے اگر وہ مطمئن ہو کہ اسکا مقصد مخالف فریق کو پریشان کرنا یا اسے نقصان پہنچانا یا کسی ظلم وزیادتی کا ارتکاب کرنا ہے۔ لیکن بصورت دیگر یہ اس کا نہ صرف حق بلکہ از روئے معاہدہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے موکل کے دعوے کا فیصلہ اسکے قانونی استحقاق کے مطابق کرنے پر اصرار کرے۔ اور عدالت میں اس کی حاضری سے یہ سمجھا جائے گا کہ اس کی رائے میں اسکے موکل کا کیس عدالتی فیصلے کیلئے مناسب ہے۔

(۲۹) کوئی وکیل اس بات پر مجبور نہیں ہے کہ وہ ہر اس شخص کیلئے بطور مشیر یا وکیل کام کرے جو اس کا موکل بننے کا خواہش مند ہو۔ اسے حق ہے کہ وہ پیشہ وارانہ خدمات فراہم کرنے سے انکار کردے۔ ہر وکیل کو اپنی ذمہ داری پر یہ فیصلہ خود کرنا چاہئیے کہ بحثیت وکیل وہ کونسا کیس قبول کرے گا، مدعیان کیلئے کن کن بنائے مقدمہ کو عدالت کے سامنے لائے گا اور مدعا علیہان کیلئے کس نوعیت کے مقدمے لڑے گا۔

(۳۰) نہ تو کوئی موکل، فرد ہو یا ادارہ خواہ وہ کتنا طاقتور کیوں نہ ہو اور نہ کوئی بنائے مقدمہ، دیوانی ہو یا سیاسی خواہ وہ کتنا اہم کیوں نہ ہو ایسی کسی خدمات کا حقدار ہوگا نہ کوئی وکیل اس سلسلے میں کوئی خدمات یا مشورہ فراہم کرے گا جو یا تو قانون سے بے وفائی کے زمرے میں آتے ہوں جسکے تحفظ کا اس نے ذمہ لیا ہوا ہے یا وہ کسی جوڈیشنل افسر کی بے توقیری پر منتج ہوتے ہوں جس کے تحفظ کا وہ ذمہ دار ہے یا کسی سرکاری عہدے پر فائز یا پرائیویٹ ٹرسٹ میں کام کرنے والے شخص یا اشخاص کی بدعنوانی سے متعلق ہوں، نہ وہ عوام کے ساتھ دھوکے یا بے وفائی کے کسی معاملے میں ملوث ہوگا۔ ایسے نامناسب خدمات انجام دینے یا مشورہ دینے پر وکیل شدید مزمت کا حقدار اور سزاوار ہوگا۔ اسی طرح اگر اس کی خدمات اور مشورے موکل کیلئے متاثر کن ہوں اور وہ اخلاقی قانون کے اصولوں پر سختی کے ساتھ عمل کرنے کی ضمانت دے تو وہ پیشے کی توقیر میں اضافے کا باعث اور اپنے موکل کے بہتر مفادات کو پروان چڑھانے والا ہوگا۔ اسے چاہیے کہ موضوعہ قوانین (Statute Law) پر نہ صرف خود عمل کرے بلکہ اپنے موکل کو بھی اس کی ہدایت کرے۔ اس سے بڑھ کر ایک وکیل اصل عزت کا حقدار تب بنتا ہے جب وہ نجی امانت (Private Trust) اور عوامی خدمت کے کاموں میں ایک ایماندار محب وطن شہری کے طور پر شہرت پائے۔

(۳۱) ایک وکیل کسی سرکاری آفسر بورڈ، کمیٹی یا باڈی کی ساتھ نہ تو اس پیشہ ورانہ حیثیت سے اس وقت تک کوئی رابطہ رکھے گا اور نہ اس کے سامنے پیش ہوگا جب تک وہ پہلے یہ ظاہر نہ کردے کہ وہ ایک وکیل کی حیثیت سے ان مفادات کی نمائندگی کرتا ہے جو اس افسر، بورڈ، کمیٹی یا باڈی جیسی بھی صورت ہو کہ کسی کاروائی سے متاثر ہوسکتے ہوں۔

(۳۲) کوئی وکیل ایسے کسی معاملے میں کوئی خدمات قبول نہیں کرے گا جس کی حقیقت حال (Merits) پر وہ پہلے عدالتی حیثیت میں عمل کرچکا ہے۔

(۳۳) وکیل کو کسی سرکاری عہدے سے ریٹائر ہونے کی صورت میں کسی ایسے معاملے کے بارے میں خدمات قبول نہیں کرنی چاہیے جس کی وہ اس ذمہ داری کے دوران تفتیش کرچکا ہو یا اس سے متعلق رہ چکا ہو سوائے اس کی تائید کے۔

(۳۴) وکیل کو عام قاعدے کے مطابق کوئی اور پیشہ یا کاروبار نہیں کرنا چاہیے اور نہ اس کا فعال رکن یا تنخواہ دار ملازم بننا چاہیے۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9208752
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

وکلاء کے خلاف تادیبی کاروائی کا قانون وطریقہ کار

حصول انصاف میں وکلاء کا کردار بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر پیشہ وکالت سے منسلک افراد اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی میں غفلت، کوتاہی یا بددیانتی کا مظاہرہ کریں تو عدالت سے انصاف کا حصول نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے اس لئے پیشہ وکالت کو لیگل پریکٹشنرز اینڈ بارکونسل ایکٹ ۱۹۷۳ء (Legal Practitioners and Bar Councils Act 1973)، اس کے تحت بنے ہوئے قواعد مجریہ ۱۹۷۶ء اور بعض دیگر قوانین کے تحت منضبط (regulate) کیا گیا ہے۔ ان قوانین میں دیگر کے علاوہ پاکستان بارکونسل اور صوبائی بارکونسلوں کی تشکیل کے طریقہ کار، ان کی ذمہ داریوں کے تعین اور سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور دیگر عدالتوں میں پریکٹس کرنے والے وکلاء کی رجسٹریشن کے طریقہ کار کی وضاحت کے ساتھ پیشہ ورانہ بداطواری کی صراحت، اس کی سزا اور اس کا طریقہ کار بھی دیا ہوا ہے۔

پیشہ ورانہ بداطواری کی سزا

مذکورہ ایکٹ کی دفعہ ۴۱ کی رو سے اگر کوئی وکیل پیشہ ورانہ یا دیگر کسی قسم کی بداطواری کا مرتکب پایا جائے تو اسکی سرزنش اور پریکٹس سے معطلی کے علاوہ اسے پیشہ وکالت سے الگ کیا جا سکتا ہے۔ بداطواری میں ملوث کسی وکیل کی شکایت عدالت یا کسی فرد کی طرف سے سپریم کورٹ کے وکیل کی صورت میں پاکستان بارکونسل کو اور کسی بھی دیگر صورت میں صوبائی بارکونسل کو کی جا سکتی ہے۔ قاعدہ ۱۱۷ کی رو سے سپریم کورٹ کے کسی وکیل کے خلاف ایسی شکایت پاکستان بارکونسل کے چیئرمین کو عائد کئے گئے الزامات کے واضح ذکر کے ساتھ کی جا سکتی ہے جس کے ساتھ متعلقہ دستاویزات یا ان کی نقول بھی منسلک کی جائیں گی۔ ایسی شکایت کسی فرد کی طرف سے ہونے کی صورت میں مذکورہ عائد کردہ الزامات کی تائید میں بیان حلفی اور دس روپے کی رسید منسلک کرنا بھی ضروری ہے۔ تاہم بارکونسل بیان حلفی جمع کرانے سے چھوٹ دے سکتی ہے۔ دفعہ ۴۱ (۴) اور قاعدہ ۱۱۸ کی رو سے ایسی کوئی بھی شکایت بارکونسل کی انضباطی کمیٹی کو بھجوائی جائے گی جسے کمیٹی یا تو سرسری طور پر مسترد کرے گی یا متعلقہ وکیل کو اس کے خلاف عائد شدہ الزامات کا جواب دینے کیلئے کہے گی اور ضروری تحقیق اور فریقین کو سماعت کا موقع دینے کے بعد اپنی رپورٹ متعلقہ دستاویزات کے ساتھ بارکونسل کی طرف سے اس مقصد کیلئے تشکیل کردہ ٹریبونل کے سامنے پیش کرے گی۔ دفعہ (۴۱) کی ذیلی دفعہ (۵) کی رو سے انضباطی کمیٹی کو سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کی طرف سے موصولہ ایسی شکایت مسترد کردینے کا اختیار نہیں ہے۔

درخواست مسترد ہونے کی صورت میں اختیار اپیل

انضباطی کمیٹی کی طرف سے کسی فرد کی درخواست مسترد ہونے کی صورت میں متاثرہ فرد ایسا حکم موصول ہونے سے ۳۰ دن کے اندر متعلقہ ٹریبونل میں اپیل دائر کرسکتا ہے جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

پریکٹس سے معطلی کا اختیار

قاعدہ ۱۲۶ کی رو سے کسی وکیل کے خلاف کوئی کیس موصول ہونے کے بعد ٹریبونل کو اختیار حاصل ہے کہ وہ متعلقہ وکیل کے خلاف جاری تحقیقات کے دوران اُسے پریکٹس سے معطل کردے یا ایسے کسی حکم کو تبدیل یا منسوخ کردے۔

تفتیش کا طریقہ کار

دفعہ ۴۳ کی رو سے شکایت موصول ہونے کی صورت میں متعلقہ وکیل کے چال چلن کی تفتیش کرتے وقت ٹریبونل سماعت کیلئے ایک دن مقرر کرے گا جس کی اطلاع وہ شکایت کنندہ، متعلقہ وکیل اور صوبے کے ایڈووکیٹ جنرل کو کرے گا اور کیس میں حکم صادر کرنے سے پہلے انہیں شہادت اور سماعت کا موقع دے گا۔ اگر ٹریبونل ضروری سمجھے تو وہ شکایت کنندہ فرد سے مقرر کردہ کوئی رقم اخراجات کیلئے بطور ضمانت جمع کرنے کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ پریکٹس سے معطلی کا حکم جاری کرنے کی صورت میں ٹریبونل معطلی کی مدت کی صراحت کرے گا جس دوران متعلقہ وکیل کو ملک کے اندر کسی بھی عدالت، حاکم مجاز یا شخص کے سامنے بطور وکیل پیش ہونے سے منع کیا جائے گا۔ ٹریبونل ازخود یا اس سلسلے میں درخواست موصول ہونے پر جاری کئے گئے کسی حکم پر نظر ثانی کرسکتا ہے اور اگر ضروری سمجھے تو اس حکم کو قائم، تبدیل یا منسوخ کرسکتا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت کسی وکیل کی سرزنش یا پریکٹس سے معطلی کی صورت میں اس سزا کا اندراج متعلقہ فہرستوں میں بھی اس کے نام کے آگے کیا جائے گا۔ پریکٹس سے برخواست کئے جانے کی صورت میں اس کا نام فوری طور پر رجسٹر سے ہٹا دیا جائے گا اور معطل کئے جانے والے یا ہٹا دیئے جانے والے وکیل سے اس کا سرٹیفکیٹ واپس لے لیا جائے گا۔

تادیبی کمیٹی اور ٹریبونل کو تفتیش کے دوران حاصل اختیارات

دفعہ ۴۵ کی رو سے ایسی کسی تفتیش کے مقاصد کیلئے کسی شخص کو حاضر کرنے، دستاویزات پیش کرنے اور گواہاں کے معائنہ کیلئے کمیشن مقرر کرنے سے متعلق تادیبی کمیٹی اور ٹریبونل کو وہی اختیارات حاصل ہوں گے جو ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء

کے تحت کسی عدالت کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس مقصد کیلئے تادیبی کمیٹی یا ٹریبونل کے حدود اختیار وہی ہیں جو متعلقہ بار کونسل کے ہیں۔ تادیبی کمیٹی یا ٹریبونل مطلوبہ شخص کی حاضری یا دستاویزات کی پیشی کیلئے مقرر کردہ سمن وغیرہ کی تعمیل اور کمیشن مقرر کرنے کی صورت میں اس کا اجراء اس عدالت سے کرا سکتا ہے جس کے حدود اختیار میں مذکورہ کمیٹی یا ٹریبونل بیٹھتا ہے جس کیلئے عدالت وہی طریقہ کار اپنا سکتی ہے جو وہ اپنے روبرو کسی کی حاضری یا دستاویزات کیلئے اختیار کرتی ہے۔

پاکستان بار کونسل کے تادیبی اختیارات

دفعہ ۴۶ کی رو سے پاکستان بار کونسل کی تادیبی کمیٹی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی تحریک پر کسی وکیل کے خلاف تادیبی کارروائی کیلئے صوبائی بار کونسل یا اس کی تادیبی کمیٹی کے سامنے زیر التواء کارروائی کو طلب کر کے اس کی تفتیش کرے اور اسے نمٹائے۔ اسی طرح قاعدہ ۱۲۵ کی رو سے پاکستان بار کونسل کو ازخود بھی کسی وکیل کے خلاف تادیبی کارروائی شروع کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

اختیار اپیل

دفعہ ۴۷ کی رو سے کسی ٹریبونل کے حکم سے متاثرہ شخص اس حکم کی اطلاع دیئے جانے سے ۶۰ دن کے اندر پاکستان بار کونسل کو اپیل کر سکتا ہے۔ جس کی سماعت اس کی قائم کردہ تادیبی کمیٹی کرے گی اور کوئی مناسب حکم جاری کرے گی۔ اسی طرح دفعہ ۴۸ کی رو سے پاکستان بار کونسل کی تادیبی کمیٹی کے حکم سے متاثرہ شخص اس حکم کی اطلاع دیئے جانے سے ۶۰ دن کے اندر سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر سکتا ہے۔

نظر ثانی کا اختیار

دفعہ ۵۳ کی رو سے پاکستان بار کونسل کی تادیبی کمیٹی، اپنی تحریک پر یا کسی اور وجہ سے اپنے دیئے ہوئے کسی حکم پر نظر ثانی کر سکتی ہے۔

ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے اختیارات معطلی

دفعہ ۵۴ کی رو سے دفعہ ۴۱ (۲) کے تحت کسی عدالت یا فرد کی طرف سے موصولہ شکایت پر اگر سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کسی وکیل کو سماعت کا موقع دینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اس نے عدالت کے سامنے جاری کسی کارروائی میں سنگین

بدانتظامی یا پیشہ ورانہ بداطواری کا ارتکاب کیا ہے اوراس کی پریکٹس سے فوری معطلی انصاف رسائی کیلئے قرین مصلحت یا ضروری ہے تو وہ اس کے خلاف پاکستان بارکونسل یا صوبائی بارکونسل کو، جیسی بھی صورت ہو اس کی شکایت کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی پریکٹس سے معطلی کے احکامات جاری کرے گی۔

دفعہ ۵۴ کی ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے کسی ماتحت عدالت کی طرف سے کسی وکیل کے خلاف موصولہ شکایت پر ہائی کورٹ حسب ذیل احکام جاری کرسکتی ہے۔

(الف) اگر متعلقہ وکیل کو سماعت کا موقع دینے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اس نے عدالت میں جاری کسی کاروائی کے سلسلے میں شدید پیشہ ورانہ یا کسی اور قسم کی بداطواری کا ارتکاب کیا ہے اوراس کے خلاف بارکونسل میں جاری کاروائی کے دوران اس کی فوری معطلی، انصاف رسانی کیلئے قرین مصلحت یا ضروری ہے تو وہ ذیلی دفعہ 1 کے مطابق اس کی معطلی کا حکم جاری کرے گی۔ یا

(ب) ایسا کوئی حکم جاری کئے بغیر شکایت صوبائی کونسل کو بھجوائے گی یا ہدایت کرے گی کہ شکایت پر مزید کوئی کاروائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مزید معلومات کے لیے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9208752

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

پاکستان کے نام اور نشانات (ناجائز استعمال کی ممانعت) کا قانون مجریہ ۱۹۵۷ء

ہر ملک یا حکومت کے چند ایسے امتیازی نشانات ہوتے ہیں جو اس ملک یا حکومت کا نشان امتیاز ہوتے ہیں مثلاً ملک کا جھنڈا یا اس کی سرکاری مہر جو صرف وہی اشخاص استعمال کر سکتے جن کو استعمال کی اجازت ہوتی ہے لہذا ایسے امتیازی نشانات عام لوگ یا ایسے ادارے استعمال نہیں کر سکتے جنھیں اس کی اجازت نہ ہو۔ اس مقصد کیلئے ایک قانون پاکستان کا نام اور نشانات (ناجائز استعمال کی ممانعت) ایکٹ مجریہ ۱۹۵۷ء (Pakistan Names and Emblems (Prevention of Unauthorised Use) Act, 1957) نافذ العمل ہے۔ جس کے تحت کوئی بھی شخص وفاقی حکومت یا اس کی طرف سے مقرر کیئے گئے کسی شخص کی پیشگی اجازت کے بغیر ایسا نشان استعمال نہیں کر سکتا مثلاً قائداعظم محمد علی جناح کا نام، شبیہ، ٹائٹل یا اس سے ملتا جلتا نشان، پاکستان کا جھنڈا، سرکاری مہر، حکومت کے زیر استعمال امتیازی نشان، کسی سرکاری محکمہ کا امتیازی نشان وغیرہ۔

اس قانون کی دفعہ ۳ کے تحت کوئی بھی شخص بدون وفاقی حکومت یا اس کی طرف سے مقرر کئے گئے کسی اہل کار کی تحریری اجازت کے کوئی بھی ایسا امتیازی نشان جس کی وضاحت اوپر ہو چکی ہے نہ تو تجارتی مقاصد کیلئے استعمال کر سکتا ہے نہ ہی بطور ٹریڈ مارک رجسٹرڈ کروا سکتا ہے۔ اسی طرح مذکورہ ایکٹ کی دفعہ ۴ کے تحت کوئی مجاز اتھارٹی کسی کمپنی یا ادارے کو ایسا نام، نمونہ یا کاروباری نشان استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گا نہ ہی کوئی کمپنی، فرم یا دیگر افراد کی جماعت کو کسی مقصد کیلئے رجسٹرڈ کرے گا جو شیڈول میں دیئے گئے ممنوعہ ناموں میں سے کسی نام یا نشان کے تحت رجسٹرڈ ہونا چاہتا ہو، اسی طرح کسی ایجاد کی بابت بھی کوئی مجاز اتھارٹی ایسے نشان اختراع جاری نہیں کرے گی جس کے نام میں کوئی بھی ممنوعہ نام مندرجہ شیڈول شامل ہو۔ اس قانون کے تحت کسی خلاف ورزی کی صورت میں جرم ثابت ہونے پر کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ ایسی کارروائی وفاقی حکومت یا اس کے مجاز افسر کی پیشگی اجازت سے عمل میں لائی جا سکتی ہے جو کہ عمومی یا خصوصی آرڈر کے ذریعے جاری کی جائے گی۔

اس کے علاوہ وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں ایسے قواعد وضع کرے گی جسے وہ مناسب سمجھے اور اس کو اس قانون کے تحت لاگو کیا جائے گا جس کی خلاف ورزی قابل سزا جرم ہوگی۔ اس قانون کی دفعہ ۲ کی شق (d) کے تحت دیے گئے شیڈول کے مطابق لفظ قائداعظم محمد علی جناح، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اور ان کے نام کی ملتی جلتی شکل میں استعمال کو منع قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح پاکستان کا قومی پرچم، سرکاری مہر، حکومت پاکستان کی مہر، حکومت کے مخصوص نشانات یا

حکومت پاکستان کے کسی بھی محکمہ کے زیر استعمال مہر، نشان یا (coat of arms)، جس سے عوام کو یہ غلط تاثر دیا جائے کہ ایسے استعمال کنندہ کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے، پر پابندی لگائی گئی ہے۔ اسی طرح خود اقوام متحدہ، اس کے ذیلی اداروں اور ڈبلیو ایچ او (WHO) کے نام، اس کی سرکاری مہر اور ان کے نشان کے استعمال بھی ممنوع قرار دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ وفاقی حکومت شیڈول میں دیئے گئے ناموں میں اضافہ، یا کسی قسم کی تبدیلی کر سکتی ہے۔ مذکورہ بالا نام یا اس سے ملتے جلتے ناموں کو کاروباری مقاصد یا دیگر کسی مقصد کیلئے استعمال کرنا قابل سزا جرم ہے۔ اسی طرح قانون نشان تجارت آرڈیننس ۲۰۰۱ء (Trade Mark Ordinance 2001) کی دفعہ ۱۰۳ کے تحت بھی ان ناموں کے استعمال کی ممانعت ہے اور مذکورہ دفعہ کے تحت اس قانون کے لاگو ہونے کے بعد جو بھی کمپنی اس کا ڈائریکٹر، فرم یا اس کا کوئی شراکت دار یا افراد کی کوئی جماعت کوئی ایسا نام استعمال کرے تو اسے عدالت کی طرف سے جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے اور اسے جرمانے کی صورت میں پچاس فی صدی ہرجانہ متاثرہ فریق کو ادا کرنا پڑے گا۔

اس کے علاوہ تعزیرات پاکستان میں بھی ایسے عمل کی ممانعت کیلئے دفعہ ۱۷۱ موجود ہے جس کے تحت کسی سرکاری ملازم کی وردی، نشان وغیرہ کا اسی نیت کے ساتھ استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ لوگ ان کو سرکاری ملازم سمجھیں یا اس کی نیت خود کو سرکاری ملازم ظاہر کرنا ہو۔ ایسی وردی پہننے والا، یا نشان استعمال کرنے والا کوئی بھی شخص کوئی فعل سرانجام دے یا نہ دے یا کسی فعل کا اقدام کرے یا نہ کرے صرف لباس پہننے یا نشان لگانے کی بناء پر مستوجب سزا ہوگا۔ دے یا ایسا جرم قابل دست اندازی پولیس ہے۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II
قانون و انصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412, 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

ہتک عزت سے متعلق قانون

ہر انسان کی عزت نفس ہوتی ہے۔ موجودہ زمانے میں ایک انسان کو معاشرے میں مقام حاصل کرنے کیلئے ایک عرصہ تگ ودوکرنا پڑتی ہے وہ مقام سیاست میں ہو، تجارت میں ہو یا کسی اور شعبہ زندگی میں۔ قانون ایسے حاصل کردہ مقام کو تحفظ فراہم کرتا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان کسی بھی دوسرے انسان کے عہدہ، مقام یا حیثیت کی نسبت بغض یا حسد رکھ سکتے ہیں۔ بعض اوقات اس حسد یا بغض کی وجہ ذاتی عناد ہوتا ہے جبکہ اکثر اوقات لوگ محض ایک مقام رکھنے والے شخص کو نیچا دکھانے کیلئے اس پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔

اس مقام عزت وتکریم اور اس کے تحفظ کیلئے ہر شہری کیلئے قانون بنایا گیا ہے جس کے مطابق تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۴۹۹ کے تحت اس جرم کی دیوانی نوعیت کی صراحت کی گئی ہے۔ یہ دادرسی دیوانی اور فوجداری دونوں قوانین کے تحت حاصل کی جاسکتی ہے دیوانی قانون کے تحت بذریعہ دعویٰ ازالہ حیثیت عرفی کے بصورت معاوضہ نقصان و ہرجانہ کے حاصل کی جاسکتی ہے اور بطور عبوری دادرسی (interim relief) مدعا علیہ کو اس عمل سے جو مدعی کیلئے باعث نقصان ہے اس کے اعادہ کرنے سے باز رکھا جائے گا تاوقتیکہ اس کے متعلق حتمی فیصلہ نہ ہو جائے۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۴۹۹ کے تحت جب کوئی شخص ایسی باتوں کے ذریعہ جو تلفظ سے ادا کی جائیں یا جن کا پڑھا جانا مقصود ہو یا اشاروں کے ذریعے سے یا نشان عرفی کے ذریعے سے کسی شخص کی نسبت کوئی اتہام لگائے یا یہ نیت کر کے مشتہر کرے کہ اس شخص کی نیک نامی کو نقصان پہنچانے یا یہ جان کر یا باور کرنے کی وجہ کے ساتھ کر وہ اتہام اس شخص کی نیک نامی کو نقصان پہنچائے گا تو کہا جائے گا کہ وہ شخص ازالہ حیثیت عرفی (defamation) کے جرم کا مرتکب ہوا ہے۔

کسی متوفی شخص کی نسبت کوئی اتہام لگانا ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہنچ سکتا ہے بشرطیکہ اس اتہام سے اس شخص کے جیتے جی اس کی نیک نامی کو نقصان پہنچتا، اس سے یہ نیت ہو کہ اس شخص کے اہل وعیال یا قریبی رشتے داروں کو رنج پہنچے اور جبکہ ایسا اتہام کسی کی شہرت کو نقصان پہنچانے یا اس شخص کی ساکھ و نام کو نقصان پہنچانے کیلئے ہو۔ اسی طرح کسی کمپنی، ایسوی ایشن، فرم کی ساکھ اور اس کے نام کو نقصان پہنچانا بھی اسی زمرے میں شمار ہوگا۔

کسی دوسرے کے لگائے گئے اتہام کو دوہرانا یا نشر کروانا بھی شریک جرم اور ذمہ دار سمجھا جائے گا۔ ہر وہ شخص جو اتہام ترتیب دے، بنائے، لگائے، تحریر کرے یا کروائے یا کسی طور اس میں حصہ لے وہ اتہام لگانے والا سمجھا جائے گا۔ اس کو لکھنے والا اور لکھانے والا دونوں ذمہ دار ہوں گے۔ واضح رہے کہ اتہام کا صاف اور صریح ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ اشارہ کنایہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے اور طنزیہ، استفساریہ یا ہجو سے بھی ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ ایسا کرنے والے شخص کو

تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۵۰۰ کے تحت قید محض کی سزا دی جائے گی جس کی معیاد دو برس تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

ایسے مواد کا چھاپنا اور فروخت کرنا

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۵۰۱ کے تحت اگر کوئی شخص کسی مواد کو چھاپے یا کندہ کرے اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے کسی شخص کی حیثیت، ساکھ یا اس کے نام کو نقصان پہنچے۔ جو شخص ایسا مضمون کسی کے خلاف طبع کرتا ہے یا کرواتا ہے جس سے متاثرہ فریق کی حیثیت، ساکھ یا اس کے نام کو نقصان پہنچے تو ایسے شخص کو دو سال تک قید کی سزا دی جا سکتی ہے یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ جو کوئی کسی ایسے چھاپ شدہ مضمون کو جس میں کسی کی ساکھ، عزت یا نام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو کو فروخت کرے یا فروخت کرنے کی پیشکش کرے یہ جانتے ہوئے کہ اس میں ایسا مواد درج ہے تو ایسے شخص کو دو سال تک قید کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ اس ضابطے کے تحت ایسا جرم نا قابل دست اندازی پولیس ہے، قابل ضمانت اور قابل راضی نامہ ہے۔

ایسے جرائم کی شکایت کا اندراج

ایسے جرائم میں متاثرہ فریق مجسٹریٹ درجہ اول کے پاس اپنی شکایت (complaint) درج کرے گا اور اپنے گواہوں کے بیانات ریکارڈ کروائے گا جس کے بعد اگر یہ سمجھا جائے کہ یہ مقدمہ قابل سماعت ہے تو مجسٹریٹ مدعا علیہ کے وارنٹ گرفتاری جاری کرے گا۔

مستثنیات

ہتک عزت سے متعلق جرائم کے دس مستثنیات ہیں:

۱۔ کسی سچ بات کا اظہار بشرطیکہ عوام الناس کے فائدہ کیلئے ہو۔

۲۔ اظہار رائے کسی سرکاری ملازم کے طریق عمل کی نسبت ہو۔

۳۔ اظہار رائے کسی شخص کے طریق عمل کی نسبت، بشرطیکہ اظہار رائے کسی عوامی مسئلہ کی نسبت ہو۔

۴۔ عدالتی کاروائی مشتہر کرنا۔

۵۔ اظہار رائے حقیقت مقدمہ (فیصل شدہ) اور گواہوں کے طریق عمل کی نسبت۔

۶۔ اظہار رائے ایسے عمل کے حسن وقبح کی نسبت جس کو عمل کرنے والے نے عوام الناس کی رائے پر چھوڑا ہو۔

۷۔ اظہار سرزنش کسی ایسے شخص کی جانب سے جو دوسرے پر کوئی جائز اقتدار رکھتا ہو۔

۸۔ حکام سے نیک نیتی سے شکایت کرنا۔

۹۔ اتہام بغرض تحفظ ذات یا مفاد عوام اور

۱۰۔ تنبیہ جو عوامی مفاد یا خاص اس شخص کے فائدہ کی نیت سے ہو جسے متنبہ کیا جائے۔

عدالتوں نے اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ گواہ پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش نہیں ہوسکتی۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9209412, 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

قصاص و دیت سے متعلق احکامات

قانون کے مطابق مجرموں کو چار اقسام کی سزائیں دی جاتی ہیں انہیں باز رکھنا، مانع ہونا (deterent) مکافاتی (retributive)، انسدادی (prevertive) اور اصلاحی (reformative) کہا جاتا ہے۔ کوئی عدالت کسی مجرم کو سزا دیتی ہے تو اس کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ دوسروں کو عبرت ہو اور جرائم کی روک تھام موثر طور پر ہو سکے۔ شریعت میں جرم سے مراد وہ افعال جن کو کرنے سے اللہ نے روک دیا ہو، سرزد کیے جائیں تو جرم کہلائیں گے۔ اگر ایسے جرائم کا ارتکاب کیا جائے تو مجرم پر حد یا تعزیر کا اطلاق ہوگا۔ اس کے برعکس ہر ایسے فعل کا چھوڑنا بھی جرم ہے جس کا چھوڑنا حرام اور قابل سزا پایا جائے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۵۳ میں چند ایسی اسلامی سزاؤں کا ذکر کیا گیا ہے جو کسی مجرم کو دی جا سکتی ہیں جیسے:۔

قصاص، دیت، ارش، ضمان، تعزیر، موت، عمر قید، قید، جو دو اقسام کی ہے۔ یعنی قید با مشقت اور قید سادہ (قید محض)، ضبطی جائیداد اور جرمانہ۔

شریعت میں سزا کے لحاظ سے جرم کی تین اقسام ہیں۔

(۱)۔ حدود، (۲) قصاص و دیت اور (۳) تعزیرات۔

حدود

دو چیزوں کے درمیان روک کو حد کہتے ہیں، کسی شے کی انتہا کو بھی حد کہتے ہیں جبکہ اسلامی قانون میں حد سے مراد وہ جرائم ہیں جس کی سزا قرآن نے مقرر کر دی گئی ہے۔ یہ حق اللہ کے طور پر مقرر ہیں۔ جن جرائم میں حدود کی سزا کا نفاذ کیا جاتا ہے جو یہ ہیں۔ زنا، تہمت زنا (قذف)، شراب نوشی، چوری، قتل و غارت، ارتداد اور بغاوت وغیرہ ہیں اگر حدود میں جرم ثابت ہو جاتا ہے تو ان سزاؤں میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ہے نہ تو اس کے تحت مقرر کردہ سزائیں معاف ہو سکتی ہیں نہ اس میں تخفیف ہو سکتی ہے۔ ان سزاؤں کی شدت میں جو مصلحت پوشیدہ ہے وہ عقل، عزت و آبرو، مال اور دین کی حفاظت کے علاوہ معروف کا اجراء اور منکرات سے اجتناب کے مقاصد شامل ہیں اس کے نفاذ کیلئے ضروری ہے کہ جرم ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہو اور ذرا سا شبہ بھی حدود کی سزاؤں کو ساقط کر سکتا ہے۔ اس وقت ملک میں حدود سے

متعلق چند قوانین لاگو ہیں۔ ان قوانین میں جرم، شہادت کا معیار اور طریقہ کار اور سزاؤں سے متعلق تفاصیل درج ہیں:۔
حدود کے قوانین مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جرائم برخلاف املاک (نفاذ حدود) کا آرڈیننس، ۱۹۷۹ء (Offences Against Property Ordinance, 1979)

۲۔ جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس، ۱۹۷۹ء (Offences of Zina Ordinance, 1979)

۳۔ جرم قذف (نفاذ حدود) آرڈیننس، ۱۹۷۹ء (Offences of Qazf Ordinance, 1979)

۴۔ امتناع منشیات (نفاذ حدود) کا فرمان، ۱۹۷۹ء (Prohibtion Order, 1979)

قصاص و دیت کے جرائم میں بھی سزائیں مقرر ہیں۔

قصاص

قصاص کے معنی قطع کرنے یا کاٹنے کے ہیں اس سے مراد مجرم کو ایسی ایذا دینا ہے جیسی کہ مجرم نے دی ہو یعنی اگر مجرم نے قتل کیا تو اسے قتل کر دیا جائے۔ اگر مجرم نے کسی کے عضو کا اتلاف کیا یا جسمانی ایذا رسانی دی ہو تو اس کا بھی وہی عضو تلف کر دیا جائے، اس میں مصلحت یہ ہے کہ کسی سے زیادتی کئے بغیر مقتول یا مجروح کے وارثوں کو مساوات اور عدل و انصاف کے پیش نظر جائز طریقہ سے بدلہ دلایا جائے۔

قصاص و دیت کے جرائم اور ان میں دی جانے والی سزائیں یوں ہیں۔

(i) قتل عمد (ii) بالارادہ ہاتھ پاؤں یا دیگر اعضاء کا کاٹنا یا جسمانی ایذا رسانی (iii) بالارادہ زخمی کرنا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"اے ایمان والو! تمہیں حکم ہے کہ قتل کا بدلہ برابر کا قتل ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت۔ پھر جس کو اس کے مسلمان بھائی نے مقتول کے قصاص سے کچھ معاف کر دیا تو معاف مرنے والوں کو شریعت کے مطابق مطالبہ پر خوش معاملگی سے خون بہا ادا کر دو۔ تمہارے رب کی طرف سے یہ تمہارے لئے آسانی ہے اور مہربانی ہے۔ پھر اس کے بعد جو شخص زیادتی کرے اس کو دردناک عذاب ہے۔ اے عقلمندوں قصاص میں تمہاری زندگی ہے تاکہ تم محفوظ رہ سکو۔" (البقرہ:۱۷۹-۱۷۸)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

''اور حکم دیا گیا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، کان کے بدلے کان، اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں مساوات یعنی قصاص کا حکم ہے۔'' (المائدہ:۴۵)

دیت

دیت کے معنی تاوان کے ہیں۔ اس کے لغوی معنی خون بہا کی ادائیگی ہے یعنی موت کے بدلے موت، آنکھ کے بدلے آنکھ وغیرہ کی بجائے جرم کے بدلے میں خون بہا لینا۔ قتل عمد کے ارتکاب کی صورت میں دیت صرف ولی کی رضامندی سے نافذ ہوگی۔ جبکہ دیگر اقسام کے قتل جیسے قتل خطا، قتل شبہ عمد وغیرہ کی صورت میں قاتل پر واجب الادا ہوتی ہے۔

البتہ جب کسی مجبوری کے تحت قصاص لینا ساقط ہو جائے تو ایسی دیت کو مغلظہ کہا گیا ہے۔ جس سے مراد ایسی دیت ہے جو مجبوری کے تحت لی جائے یا جس دیت کے وجود پر خدا اور اس کا رسولؐ رضامند نہ ہوں۔ احادیث کی روشنی میں انسانی جان کی دیت ۱۰۰ اونٹ یا اس کے برابر مالیت ہے۔ تاہم عدالت اسلام کے احکام کے مطابق جیسے کہ قرآن وسنت میں درج ہے اور سزا یافتہ اور ضرر رسیدہ شخص کے ورثاء کی مالی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیت کی مالیت مقرر کرے گی جو ۳۰۶۳۰ گرام چاندی یا اس کے برابر قیمت سے کم نہ ہوگی۔

دیت کی اقسام

(۱) دیت عمد، (۲) دیت شبہ العمد اور (۳) دیت خطا

قتل عمد

قطعی طور پر بالارادہ قتل ہے۔ اس میں خطا، شبہ یا شبہ خطا کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ ایسا قتل ایسے ہتھیار سے زیر عمل لایا جاتا ہے جس سے موت واقع ہونا یقینی ہو۔ مثال کے طور پر بندوق، پستول، تیز دھار آلہ، جلا دینا، غرق کر دینا، یہ سب افعال قتل عمد کے زمرہ میں آتے ہیں جس کی سزائیں یوں ہے۔

(i) قصاص کے طور پر سزائے موت دی جائے گی۔

(ii) تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۳۰۴ میں تصریح کردہ کسی صورت میں بھی ثبوت دستیاب نہ ہو تو مقدمہ کے واقعات و حالات کو مدنظر رکھ کر تعزیر کے طور پر موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی۔

(iii) اتنی مدت کیلئے کسی قسم کی سزائے قید جو ۲۵ سال تک ہوسکتی ہے، جہاں اسلام کے احکام کے مطابق قصاص کی سزا قابل اطلاق نہ ہو۔

قتل خطا

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۱۹ کے تحت جو کوئی قتل خطا کا مرتکب ہوگا وہ دیت کا مستوجب ہوگا بشرطیکہ ایسے قتل کا ارتکاب کسی بے احتیاطی کسی ناعاقبت اندیشی یا غفلت سے ہوا ہو تو مجرم کو دیت کے علاوہ بطور تعزیر قید کی سزا بھی دی جائے گی جو کہ پانچ سال تک ہوسکتی ہے۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۲۰ کے تحت ایسی ڈرائیونگ جو لاپرواہی اور بغیر مناسب احتیاط کی جائے، سے کسی شخص کی ہلاکت ہو جائے تو ایسے شخص کی سزا دیت کے علاوہ دس سال تک قید بطور تعزیر دی جاسکتی ہے۔

دیت کا نفاذ

دیت کا حق ضرر رسیدہ کو یا اگر وہ ہلاک ہو جائے تو اس کے ورثاء کو حاصل ہوتا ہے۔ شریعت میں دیت کے نفاذ کے متعلق حسب ذیل ارشاد ہے:

- اگر ضرر رسیدہ زندہ ہو اور قصاص نہ لینا چاہے تو دیت کا حقدار ہوگا۔
- اگر ضرر رسیدہ ہلاک ہو جائے تو دیت اس کے ورثاء میں حسب حصص شرعی تقسیم ہوگی۔
- قتل عمد یا شبہ العمد میں، دیت کی نسبت، صلح کیلئے ورثاء ذمہ دار ہیں۔ ان کو حق حاصل ہے کہ وہ دیت پر یا اس سے کم وبیش پر صلح کر لیں۔
- دیت کی معافی کا حق قریب ترین ورثاء کو حاصل ہے۔
- ورثاء میں سے کوئی بھی دیت سے اپنے حصہ سے دستبردار ہوسکتا ہے۔
- اگر قاتل ورثاء میں سے ہو تو دیت کا حقدار نہ ہوگا، بلکہ قاتل کی جائیداد سے بطور وارث محروم ہوگا۔
- باپ بیٹے کو قتل کر دے تو قصاص نہیں ہے لیکن باپ دیت میں حقدار نہ ہوگا۔
- معافی سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔ اس لئے معافی دینے کے بعد دیت وصول نہیں کی جائے گی۔

۔ اگر مقتول کا کوئی وارث نہ ہو تو دیت کا حقدار حاکم ہو گا۔ ایسا مال بیت المال میں جمع کروایا جائے گا۔

دیت کی ادائیگی یک مشت یا آخری فیصلہ کی تاریخ سے ۳ سال پر محیط اقساط میں کی جا سکتی ہے۔ اگر مجرم دیت نہ تو یک مشت اور نہ تین سال کے عرصے کے اندر اقساط میں ادا کر سکے تو اس کو قیدی تصور کر کے جیل میں بند کر دیا جائے گا جب دیت ادا ہو جائے تو اسے رہا کر دیا جائے گا۔ اگر مجرم دیت ادا کرنے کیلئے ضامن پیش کرے تو ضامن کی صاحب حیثیت ہونے پر عدالت اپنا اطمینان کرے گی اور پھر مجرم کو جیل سے ضمانت پر رہا کر دیا جائے گا۔

دیت کی ادائیگی سے قبل مجرم کے فوت ہو جانے کی صورت میں دیت اس کی جائیداد سے وصول کی جائے گی۔

ضرر کی صورت میں قصاص و دیت

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۳۲ کے تحت ضرر سے مراد کسی شخص کے جسم کے کسی حصے کی ایذا رسانی ہے۔ یعنی اس کو ہلاک کیے بغیر اس کو درد، تکلیف، بیماری یا زخم کا باعث بنے یا اس کے جسم کے کسی حصے کو نقصان پہنچائے، معذور کر دے یا الگ کر دے تو اس سے ضرر مراد لیا جائے گا۔ اس کی سزا اگرچہ قصاص ہے مگر جب اسلامی احکام کے مطابق مساوات کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر قصاص کی سزا ممکن نہ ہو تو مجرم کو قید کی سزا بطور تعزیر دی جائے گی۔

جبراً جائیداد حاصل کرنے کے لئے ضرر پہنچانا

تعزیرات پاکستان کی دفعہ K-۳۳۷ کے تحت جو کوئی اس غرض سے کسی کو ضرر پہنچائے کہ ضرر رسیدہ شخص کسی امر کے متعلق زبردستی اقرار یا اعتراف کرے یا ضرر رسیدہ شخص کو کسی جرم یا بدعنوانی کا سراغ لگانے میں مدد کیلئے کسی قسم کی اطلاعات فراہم کرنے پر مجبور کرے یا کسی کو اس بات پر مجبور کر دینا کہ کوئی جائیداد واپس کرے یا جائیداد کا مطالبہ پورا کرانے کیلئے کسی شخص کو ایسی اطلاع فراہم کرنے پر مجبور کرنا جس سے جائیداد کی واپسی ممکن ہو سکے ان تمام مقاصد کیلئے جو جبر کیا جائے اور اس کے نتیجے میں پہنچائے گئے ضرر کی نوعیت کے مطابق مجرم کو کسی قسم کی سزائے قید دی جائے گی جس کی مدت دس سال تک ہو سکتی ہے۔

اس کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

(۱) اتلاف عضو، (۲) اتلاف صلاحیت عضو، (۳) شجہ (۴) جرح (۵) دیگر اقسام کی ضرر

اتلاف عضو

جس میں کسی کے جسم کے کسی عضو کو کاٹ دے تو اسے قصاص کی سزا دی جائے گی بصورت دیگر اسے دس سال تک قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔

اتلاف صلاحیت عضو

انسانی جسم کے اعضاء کی صلاحیت کو ختم کر دینا یا اس کی شکل بگاڑ دینا۔ جیسے قوت سماعت یا بصارت یا ضرر رسیدہ شخص کے ہاتھ پیر وغیرہ پر ضرب لگانا اس میں بطور قصاص سزا دی جائے گی بصورت دیگر دس سال تک قید سزا دی جاسکتی ہے۔

شجہ

یہ بھی ضرر کی قسم ہے جس میں متاثرہ فریق کے سر یا چہرے پر ایسی ضرب پڑتی ہے جس سے نہ تو جسم کے کسی حصے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے اور نہ ہی جسم کا کوئی حصہ الگ ہوتا ہے۔ اس قسم کے ضرر خون بہا، سر کی ہڈی توڑنا، دماغ کی جھلی کو زخم پہنچانا وغیرہ وغیرہ اس میں قصاص کی سزا دی جاسکتی ہے لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو مجرم ارش کا مستوجب ہوگا جو دیت کا ۵ فی صدی ہوگا اور بطور تعزیر اس کو قید کی سزا دی جاسکتی ہے جو کہ ۲ سال کی مدت سے لے کر ۱۴ سال تک مدت تک ہوگی، اس میں قید کی سزا بطور تعزیر کی زخم کی نوعیت کے لحاظ سے دی جائے گی۔

جرح

اس کے علاوہ کسی ایسے حصے پر لگائے گئے زخم جو اپنا عارضی یا مستقل نشان چھوڑ گئے ہوں، ایسے زخموں کو جرح کہا جائے گا۔

ایسے جرائم کے زخموں میں قصاص ممکن نہ ہے کیونکہ ایسے زخم کا قصاص لینے کیلئے مماثلت ممکن نہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''زخم کا انتظار کیا جائے یہاں تک کہ وہ اچھا ہو جائے۔''

ایسے زخموں میں جو کہ جرح کے زمرے میں آتے ہیں کی سزا زخم کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہوگی جس میں بطور تعزیر ضمان کے علاوہ سزائے قید دی جائے جو کہ ایک سال سے لے کر دس سال تک ہوسکتی ہے۔

ضرر کی صورت میں ولی

واضح رہے کہ ضرر کی صورت میں ولی ضرر رسیدہ شخص یا متاثرہ فریق خود ہوگا اگر ضرر رسیدہ کوئی نابالغ یا فاتر العقل ہوتو اس کا حق قصاص اس کا والد، دادا یا پردادا استعمال کرے گا۔ ضرر رسیدہ کے ورثاء اگر وہ قصاص پر عمل ہونے سے قبل فوت ہو جائے، اور ضرر رسیدہ یا ضرر رسیدہ کی عدم موجودگی میں ولی حکومت ہوگی۔

مزید تفصیلات اور معلومات کے لیے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9209412, 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

انسانوں کی خرید وفروخت کی ممانعت

انسان کی خرید وفروخت ایک نہایت ہی قابل مذمت فعل ہے جو بدقسمتی سے کاروبار کی حیثیت اختیار کر گیا ہے اس کاروبار میں ملوث لوگ معصوم انسانوں کی خرید وفروخت کرتے ہیں اور مالی فوائد کے عوض ان کی زندگیوں کو داؤ پر لگا دیتے ہیں بسا اوقات غربت کے ہاتھوں تنگ آ کر ایسے بچوں یا افراد کے والدین بھی اس قسم کے کاروبار میں شریک ہو جاتے ہیں جو اتنے ہی قابل سزا ہیں جتنے گروہ کے دیگر افراد۔ اس لئے ایسی تمام سرگرمیوں کا خاتمہ کرنے اور اس پر برائی کو روکنے کیلئے حکومت نے حال ہی میں ایک قانون "انسانوں کی غیر قانونی نقل وحمل کو روکنے کا قانون مجریہ ۲۰۰۲ء" (prevention and control of human trafficking ordinance 2002) نافذ کیا ہے۔ جس کا مقصد انسانی خرید وفروخت جیسے جرائم جو انسانی وقار، عظمت، اس کے رتبے اور شان کے خلاف ہوں ان کا سدباب کیا جا سکے اور اس سے متعلق ضروری اقدامات کئے جائیں تاکہ ایسے جرائم کا شکار ہونے والے افراد کو تحفظ فراہم کرنے کے علاوہ ان کے وقار کو بحال کیا جائے۔ اس قانون کا اطلاق پورے پاکستان پر محیط ہے۔

اس قانون کی رو سے جو شخص کسی دوسرے انسان کی سمگلنگ یا کسی کم عمر بچے کو جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہو کو زبردستی، جبراً یا کسی دباؤ کے تحت اس کی مرضی کے خلاف کسی ایسے مقصد کیلئے کسی دوسرے فرد کے ہاتھ فروخت کرے جو اس کو کسی ایسی تفریح کیلئے استعمال کرے جس سے اس کا بحیثیت انسان استحصال ہوتا ہو یا جس سے اس کو ذہنی یا جسمانی زخم پہنچے اور یہ کہ ایسا اس انسان کی مرضی اور اس کی توقعات کے برعکس ہو، یا کسی دیگر ایسے افعال کیلئے یا اسی سے متعلق کسی اور امور کیلئے اس کو غیر ممالک کسی کے ہاتھ فروخت کر ڈالے ایسی تجارت سے مراد کسی انسان کو ایسے مقاصد کیلئے حاصل کرنا، اس کو اپنے قبضے میں رکھنا، فروخت کرنا، خریدنا، ایسے اغراض کیلئے بھرتی کرنا، اس کو اپنی حراست میں رکھنا، اپنی پناہ میں رکھنا، ایسے شخص کو وصول کرنا، اس کو جبراً اور زبردستی اغواء کرنا، بھگا کر لے جانا، اس کی کوئی قیمت وصول کرنا یا اس کی قیمت ادا کرنا، دیگر کوئی منافع حاصل کرنا، اس میں کسی کے ساتھ شراکت داری کرنا، ایسے انسان کی فروخت میں کوئی حصہ وصول کرنا، اس کی ملک سے باہر یا ملک کے اندر بار برداری کرنا، اس قسم کے جرائم کے زمرے میں شمار ہوگا۔

منظّم گروہ

اس سے مراد دو یا دو سے زائد افراد مراد ہیں جو کہ ایسے کام کیلئے منظّم ہوئے ہوں جس کا مقصد اس قانون کے تحت دیئے گئے جرائم کرنا ہوں اور ایسے جرائم کے بدلے میں رقم یا مالی فائدہ وصول کرے اور یہ بات ایسے افراد کے علم میں ہو کہ یہ تمام جرائم انسانوں کی تجارت کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں۔ شکار ہونے والے سے مراد ایسا فرد ہے جو اس قانون کے تحت دیئے گئے مظالم یا جس کے خلاف ایسے جرائم یا جرم کا ارتکاب ہوا ہو۔

انسانی سوداگری کی سزائیں

(i) جو کوئی جانتے ہوئے کوئی ایسا منصوبہ بنائے یا اس کو عملی جامہ پہنائے جس سے کہ اس کا مقصد کسی فرد کو پاکستان سے باہر یا پاکستان کے اندر فائدہ یا مراعت کیلئے فروخت کرنا ہو، کسی استحصالی تفریح کیلئے، غلامی میں دینے کیلئے، جبری مشقت یا اس کو تبنیت (adotion) یا لے پالک بنانے کی غرض سے فروخت چاہے ملک کے اندر یا باہر کرے تو ایسے شخص کو سات سال قید کی سزا اور جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔
لیکن اگر ایسے جرائم کے ساتھ مجرم نے کسی کو اغواء کیا ہو یا اسے بھگا کر لے گیا ہو یا ایسے جرائم کرنے کی کوشش کی ہو تو ایسی صورت میں اسے سزائے قید جو کہ دس سال تک کی ہوسکتی ہے، دی جاسکتی ہے۔
اگر کسی نے ایسا منصوبہ بنایا ہے اور اس پر عمل درعمل نہیں کیا تو ایسی صورت میں پانچ سال قید اور جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

(ii) جو کوئی جان بوجھ کر کسی سے جبراً، زبردستی، مشقت یا ملازمت اور اس کیلئے کوئی ایسا منصوبہ بناتا ہے جس سے وہ اس فرد کو یہ باور کراتا ہے کہ ایسی جبری مشقت یا ملازمت نہ کرنے کی صورت میں اس کو کوئی شدید جسمانی نقصان پہنچا سکتا ہے یا یہ کہ اس کے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے ایسی صورت میں جبر کرنے والے شخص کو سات سال قید اور جرمانہ کی سزا ہوسکتی ہے لیکن اگر ایسے جرائم کے ساتھ اغواء کرنا یا بھگا کر لے جانا بھی شامل ہو تو ایسی صورت میں مجرم کو دس سال قید اور جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔
مزید یہ کہ ایسے آجر سے جبراً مشقت لینے کی صورت میں ادا کی گئی اجرت مجرم کیلئے سزا میں کمی یا تخفیف کا باعث نہیں بن سکتی۔

(iii) جوکوئی جان بوجھ کر جبراً یا زبردستی کسی خاتون یا بچے کو ایسے مقصد کیلئے خرید ے، فروخت کرے، بار برداری کرے، منتقل کرے، مہیا کرے، قید میں رکھے یا کسی سے حاصل کرے یا اسے اغواء کرے یا بھگا کر لے جائے یا اس کو ملک سے باہر یا ملک کے اندر کسی دوسرے شخص کی استحصالی تفریح کی خاطر اس کو کسی فائدہ کے عوض حوالے کردے تو ایسی صورت میں ایسا کرنے والے شخص کو دس سال تک قید اور جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے۔

لیکن اگر ایسے جرائم میں خاتون یا بچے کا اغواء یا اس کو بھگا کر لے جانا بھی شامل ہو تو اسے چودہ سال قید کی سزا اور جرمانہ کی سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

ایسے جرائم کا اعادہ کرنا

اس قانون کے تحت دیئے گئے جرائم کا اعادہ کرنے والے ہر مجرم کو چودہ سال قید اور جرمانہ کی سزائیں دی جائیں گی۔

متاثرہ فریق کیلئے تلافی وغیرہ

مروجہ قانون میں کوئی منفعت جو کسی ایک شخص سے دوسرے کو ملتی ہے اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جس میں ایک معاوضے کی شکل بھی ہے یہ اس مالی معاوضہ کا نام ہے جو متاثرہ فریق کو تلافی کی صورت میں ادا کیا جائے گا۔

اس قانون کی دفعہ ۶ کے تحت جو عدالت اس قسم کے جرائم کی سماعت کرے گی، جہاں مناسب سمجھے حکم صادر کر سکتی ہے کہ۔

(i) دوران مقدمہ حکومت کی مجاز اتھارٹی کو حکم صادر کر سکتی ہے کہ متاثرہ فریق کو ملک کے اندر رکھا جائے یا اس کی ملک میں سکونت کے عرصہ کو ضروری مدت تک بڑھا دیا جائے۔

(ii) ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۵۴۵ کے تحت متاثرہ فریق کو ہرجانہ ادا کیا جائے۔

(iii) کسی ایسے بچے اور ایسی خاتون جس کا کوئی ولی، وارث نہ ہو کے بارے میں حکم صادر کر سکتی ہے کہ حکومت ایسے افراد کو پناہ، خوراک اور طبی امداد دے۔

اس قانون کے لاگو ہونے کے بعد اس قسم کے جرائم پر دیگر قوانین کا اطلاق منسوخ نہ ہوگا۔

اس قانون کے تحت کئے گئے تمام جرائم قابل دست اندازی پولیس، ناقابل ضمانت اور ناقابل راضی نامہ ہوں گے۔

تفتیش و اختیار سماعت

اس قانون کے تحت کیے گئے جرائم کی تفتیش صرف مقرر کردہ مجاز اتھارٹی کرے گی جبکہ ایسے مقدموں کی سماعت کا اختیار مجسٹریٹ درجہ اول کو حاصل ہے۔

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۲ جو کہ مجسٹریٹ کی عدالتوں کے اختیار سماعت اور سزا کے احکام سے متعلق ہے جس کے مطابق مجسٹریٹ درجہ اول تین سال قید مع اس قدر قید تنہائی کے جواز روئے قانون جائز ہو اور ۱۵ ہزار روپے تک جرمانہ کی سزا دینے کا مجاز ہے۔

لیکن انسانوں کی تجارت سے متعلق قانون کے تحت مجاز مجسٹریٹ درجہ اول با اختیار ہے کہ مذکورہ قانون کے تحت سزا کے احکام صادر کر سکتا ہے۔

اس قانون کے تحت حکومت کی طرف سے مجاز اتھارٹی یا اس کے مقررہ نمائندہ کو فرائض کی انجام دہی کی صورت میں یا اس سے متعلق کسی قسم کے قوائد کو لاگو کرنے کی صورت میں، یا اس کی تکمیل کی صورت، ایسے متعلقہ مجاز نمائندہ یا اتھارٹی کو قانونی ذمہ داری سے برات حاصل ہوگی۔ اس کے علاوہ حکومت پاکستان سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے مزید قواعد و ضوابط وضع کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

مزید معلومات کے لیے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II
قانون و انصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412, 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

معذور افراد کی آبادکاری کا قانون وطریقہ کار

بعض انسان پیدائشی طور پر معذور پیدا ہوتے ہیں جبکہ بعض حادثاتی طور پر مختلف طرح کی معذوری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہر مہذب معاشرے میں ایسے افراد کے حقوق اور آرام وآسائش کا خاص خیال رکھا جاتا ہے اور حکومتی سطح پر انکی تعلیم وتربیت، آبادکاری اور انھیں خود مختار حیثیت سے زندگی گزارنے کے قابل بنانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مختلف تنظیمیں بھی انکو درپیش مسائل سے عوامی آگاہی اور انکے حل کیلئے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر سرگرم عمل رہتی ہیں۔ اقوام متحدہ کا رکن ملک ہونے کی حیثیت سے پاکستان نے بھی معذور افراد کیلئے وہ تمام حقوق تسلیم کئے ہیں جو اقوام متحدہ کے چارٹر کے تحت انھیں حاصل ہیں۔ چنانچہ معذور افراد کی ملازمت، آبادکاری اور انکی فلاح و بہبود کیلئے معذور افراد (ملازمت وآبادکاری) آرڈیننس ۱۹۸۱ء نافذ العمل ہے۔

معذور کی تعریف

اس آرڈیننس کی دفعہ ۲ (سی) کی رو سے معذور فرد سے مراد وہ فرد ہے جو زخمی یا بیمار ہونے یا پیدائشی عیب کی وجہ سے کوئی منافع بخش پیشہ یا ملازمت اختیار کرنے سے معذور ہو۔ اس میں اندھا، بہرا، جسمانی طور پر معذور یا ذہنی طور پر پسماندہ افراد شامل ہیں۔

معذور افراد کی ملازمت اور انکی آبادکاری کا انتظام

معذور افراد کو ملازمت کے مواقع فراہم کرنے اور انکی آبادکاری کا انتظام کرنے کیلئے اس آرڈیننس کے تحت قومی کونسل (National Council) اور صوبائی کونسل (Provincial Council) کا قیام متعلقہ سیکرٹری سوشل ویلفیر کی سربراہی میں عمل میں لایا گیا ہے۔

قومی کونسل کی ذمہ داری

دفعہ ۴ کی رو سے قومی کونسل کی ذمہ داری ہے کہ وہ وفاقی حکومت کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کے تابع حسب ذیل ذمہ داریاں انجام دے۔

(اے) معذور افراد کی ملازمت، آبادکاری اور بہبود کیلئے پالیسی وضع کرے۔

(بی) صوبائی کونسلوں کی طرف سے اس پالیسی کی تنفیذ کی نگرانی کرے۔

(سی) اس آرڈیننس کے مقاصد کے حصول کی مجموعی ذمہ داری نبھائے۔

(۲) ذیلی دفعہ۲ کی رو سے مذکورہ بالا پالیسی حسب ذیل سے متعلق ہوسکتی ہے۔

(اے) ملک میں ایسے افراد کی سروے جو آبادکاری کے خواہش مند ہیں۔

(بی) معذور افراد کی تشخیص اور انکا علاج۔

(سی) معذور افراد کو تربیت کی فراہمی۔

(ڈی) مزید ایسے اقدامات جو اس آرڈیننس کے مقاصد کے حصول کیلئے ضروری ہے۔

صوبائی کونسل کی ذمہ داریاں

دفعہ۶ کی رو سے دفعہ۵ کے تحت سیکرٹری سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کی سربراہی میں قائم صوبائی کونسلیں قومی کونسل کی طرف سے دی گئی ھدایات کے تابع حسب ذیل ذمہ داریاں انجام دیں گی۔

(اے) معذور افراد کی ملازمت، آبادکاری اور فلاح و بہبود کے سلسلے میں قومی کونسل کی دی ہوئی پالیسی پر عملدرآمد کرنا۔

(بی) ان مقاصد کے حصول کیلئے ایمپلائمنٹ ایکسچینج اور دیگر اداروں (bodies) کو ھدایات جاری کرنا۔

(سی) وقتاً فوقتاً معذور افراد میں مختلف امور کی انجام دہی کے حوالے سے موجود نقص کا جائزہ لینا۔

ملازمتوں میں معذوروں کیلئے مختص کوٹہ اور اسکی رعایت نہ کرنے کی سزا

دفعہ۱۰ کی رو سے کسی بھی ادارے میں کسی بھی وقت ملازمتوں کا کم از کم ایک فیصد حصہ ان معذور افراد کیلئے مختص ہوگا جنکے نام متعلقہ ایمپلائمنٹ ایکسچینج میں رجسٹر کئے گئے ہوں اور جنکے ناموں کے آگے اس مقصد کیلئے دفعہ۱۲ کے تحت قائم رجسٹر میں کسی کام کیلئے انکی اھلیت سے متعلق تصدیق نامہ موجود ہو۔ مزید برآں اس دفعہ کے تحت ملازم رکھے گئے معذور افراد کیلئے مقرر کردہ شرائط و ضوابط عام ملازمین کیلئے مقرر کردہ شرائط و ضوابط سے کم موافق نہیں ہونگے۔ اسی طرح معذور افراد کیلئے مختص اسامیوں کی فیصد تعین میں اعشاریہ پانچ یا اس سے زیادہ کے ہندسے کو مکمل عدد یعنی ایک شمار کیا جائے گا۔

دفعہ۱۱ کی رو سے اگر کوئی ادارہ (Establishment) دفعہ۱۰ کے مطابق کسی معذور کو ملازم نہیں رکھے گا تو وہ ہر مہینے معذور افراد کی آبادکاری فنڈ میں اتنی رقم جمع کرے گا جو کسی معذور کو ملازم رکھتے وقت اس کی تنخواہ، پر خرچ ہوتی۔ دفعہ ۲۰ کی رو سے اگر ایسا ادارہ مطلوبہ رقم مقررہ فنڈ میں جمع کرنے میں ناکام رہے تو اسے ایک ہزار روپے تک جرمانے کی سزا

دی جائے گی۔ جرمانے کی بروقت ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں دس روپے یومیہ مزید جرمانہ بھی کیا جائے گا۔ تاہم دفعہ ۱۸ کی رو سے وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے کسی بھی ادارے کو اس آرڈیننس کی کل یا بعض دفعات پر عمل درآمد سے مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے۔

معذورافراد کی رجسٹریشن کا طریقہ کار

دفعہ۱۲(۱) کی رو سے ملازمت یا بصورت دیگر آبادکاری کا خواہش مند معذور فرد اپنا نام ایمپلایمنٹ ایکسچینج میں قائم رکھے جانے والے رجسٹر میں وفاقی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ طریقہ کار کے مطابق رجسٹر کرائے گا اور اسطرح رجسٹر کئے گئے سارے نام صوبائی کونسل کو بھیجے جائیں گے۔

(۲) صوبائی کونسل اگر ضروری سمجھے تو ذیلی دفعہ ا کے تحت رجسٹر شدہ افراد کی معذوری کی نوعیت کا جائزہ لے گی اور کسی مجاز میڈیکل آفسر یا جائزہ بورڈ(assessment board) کے ذریعے یہ معلوم کرے گی کہ کوئی معذور شخص کس طرح کے کام کی طرف میلان رکھتا ہے جس کے لئے وہ موزوں بھی ہے اور اسکی رپورٹ صوبائی حکومت کو مقررہ طریقہ کار کے مطابق پیش کرے گی۔

(۳) اگر صوبائی کونسل کسی معذور شخص کو کسی کام کیلئے موزوں قرار دیدے تو وہ اسکی اطلاع ایمپلائمنٹ ایکسچینج کو دے گی اور اس بات کی تصدیق(endorsement) اس کے نام کے آگے اس رجسٹر میں ثبت کرے گی۔

(۴) اگر صوبائی کونسل اسے کسی کام کے لئے غیر موزوں قرار دیدے تو اسکی اطلاع بھی ایمپلائمنٹ ایکسچینج کو کی جائے گی تاکہ اسکی تصدیق متعلقہ رجسٹر میں اس کے نام کے آگے کی جاسکے اور ایسی صورت میں صوبائی کونسل اسکی آبادکاری کے لئے ضروری اقدامات عمل میں لائے گی۔

تربیت گاہوں کا قیام

دفعہ۱۳ کی رو سے صوبائی کونسل کی ذمہ داری ہے کہ معذور افراد کیلئے ایسے پیشوں یا کاروبار میں پیشہ وارانہ تربیت کا بندوبست کرے جنھیں وہ مناسب سمجھے جسکے لئے صوبائی حکومت کی طرف سے مقررہ طریقہ کار کے مطابق تربیت گاہوں کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

معذور افراد کیلئے آبادکاری فنڈ کا قیام

دفعہ ۱۷ کے تحت وفاقی حکومت کی طرف سے معذور افراد کی آبادکاری کیلئے ایک فنڈ قائم کیا گیا ہے جو دفعہ ۱۱ کے تحت کسی ادارے کے ذمہ عائد کردہ رقوم، وفاقی حکومت، صوبائی حکومت یا مقامی حکومتوں (local bodies) کی طرف سے ادا شدہ گرانٹس اور اسی طرح عام افراد کی طرف سے ادا شدہ عطیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ قومی کونسل کے زیر انتظام قائم شدہ اس فنڈ میں سے اسکی صوابدید پر صوبائی کونسلوں کیلئے بھی رقوم مختص کی جاتی ہیں۔ اس فنڈ کے مصارف حسب ذیل ہیں۔

(الف) معذور افراد کیلئے تربیتی اداروں کا قیام

(ب) کسی بھی ملازمت کیلئے غیر موزوں معذور افراد کیلئے مالی امداد

(ج) تربیت حاصل کرنے والے معذور افراد کیلئے وظائف اور مشاہروں کی فراہمی

(د) معذور افراد کی فلاح و بہبود

(ر) معذور افراد کو مصنوعی اعضاء کی فراہمی اور انکا علاج معالجہ

کسی معذور کو ملازمت یا ٹریننگ سے منع کرنے کا اختیار

دفعہ ۱۵ کی رو سے صوبائی کونسل کسی بھی ایسے معذور شخص کو کسی بھی مقررہ مدت کیلئے مزید ملازمت یا ٹریننگ سے روک (debar) سکتی ہے۔ جو کسی معقول وجہ کے بغیر اس آرڈیننس کے تحت ملازمت یا ٹریننگ کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے یا اسے ترک کرتا ہے۔

مزید معلومات کے لئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر-I
قانون و انصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر: 051-9208752
فیکس نمبر: 051-9214416
ای میل: ljcp@ljcp.gov.pk

عوام کی معلومات تک رسائی

وفاقی حکومت اوراس کے اداروں کی کارکردگی کو شفاف بنانے اورانہیں شہریوں اورعوام کو مزید تحفظ فراہم کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ان اداروں کی تمام متعلقہ دستاویزات تک باآسانی رسائی کو ممکن بنایا جاسکے لہذا وفاقی حکومت نے آزادی معلومات کا قانون مجریہ ۲۰۰۲ء (Freedom of Information Ord 2002) کا اجراء کیا ہے۔ جس کی وسعت پذیری اورنفاذ پورے پاکستان تک ہے اس قانون کے تحت سرکاری ریکارڈ کو دیکھنا، مطالعہ کرنا، ان سے استفادہ کرنا عام لوگوں کا حق ہے۔ اس قانون کو لاگو کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ حکومتی اداروں کو اس بات کا ذمہ دار اور جواب دہ بنایا جائے۔ تاکہ عوام کو معلومات تک رسائی شفاف اور سستے طریقے سے ممکن بنائی جاسکے اور ایسی معلومات کی عدم رسائی کی صورت میں وفاقی محتسب اورٹیکس محتسب کو شکایت درج کرسکیں۔

اس آرڈیننس کی دفعہ ۲ کے تحت شکایت سے مراد ایسا الزام ہے جو کسی شکایت کنندہ نے تحریری طور پر مندرجہ ذیل امور کے بارے میں دی ہو مثلاً کسی قومی ادارے نے اس کی درکار کردہ دستاویز تک رسائی کو غلط طور پر انکار کیا ہے۔

(۲) کسی ریکارڈ میں کسی تبدیلی کی نسبت ردوبدل جو اس کے علم میں ہے اس کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے سے غلط طور پر انکار کردیا ہو

(۳) متعلقہ ادارہ نے طلب کردہ معلومات کو غیر ضروری اورتاخیری حربوں کی نظر کردیا ہو۔

اس قانون کی دفعہ ۳ کے تحت طلب کردہ معلومات کو مہیا کرنے سے انکار نہیں کیا جائے گا بشرطیکہ وہ اس قانون کے تحت دی گئی مستثنیات میں نہ آتی ہوں۔ تمام حکومتی اداروں کا فرض بنتا ہے کہ وہ قانون کے ان مقاصد کو آگے بڑھانے یعنی سرکاری ریکارڈ کی حتی الامکان تشریح اوراس کی نقول لوگوں کو فراہم کرے۔ مطلوبہ ریکارڈ کو انتہائی کم قیمت اورآسانی سے لوگوں کو مہیا کرے گی اوراس ریکارڈ کی بذریعہ کمپیوٹر عام لوگوں تک رسائی کو ممکن بنائے گی۔

عوامی دستاویزات (public document)

مذکورہ قانون کی دفعہ ۷ کے تحت وہ مواد جسے عوامی دستاویزات کا درجہ حاصل ہیں یہ ہیں:۔

(ا) کسی قسم کی حکمت عملی اوراس کے راہنما اصول،

(ب) کسی اراضی کے، جائیداد کے حصول، اس کیلئے خرچ ہونے والے اخراجات، اس کے تصفیہ سے متعلق کوئی ایسا معاملہ جو کسی سرکاری ادارے نے انجام دیا ہو،

(ج) ایسی معلومات جو کہ کسی لائسنس کے اجراء، اس کے حصول، اس کے تحت حاصل کردہ فوائد معاہدہ اقرارنامہ

سے متعلق ہو اور جو کسی گورنمنٹ ادارے نے بنائے ہوں۔

(د) حتمی فیصلہ اور رائے جو کسی عوامی نمائندے سے متعلق ہو، اور

(ح) دیگر کوئی بھی ایسا ریکارڈ جس کو وفاقی حکومت اس قانون کے تحت عوامی دستاویز کا درجہ دے عوام کے مطالعہ کیلئے موزوں خیال کرے۔

مناسب انتظام

تمام حکومتی ادارے اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ان کے پاس موجودہ ریکارڈ جو کہ اس قانون کی دفعہ (۱) ۲ کے تحت تشریح شدہ ہے کو مناسب انتظام رکھیں۔ واضح رہے کہ یہاں تشریح شدہ ریکارڈ سے متعلق تمام مطبوعہ وغیرہ مطبوعہ جس میں کوئی نقشہ، تصاویر، فلم، مائکروفلم، جو کہ حکومتی ادارہ سرکاری استعمال میں لاتا ہے، مراد ہے۔

اشاعت اور طباعت

پاکستان کے تمام قوانین، اس کے تحت بننے والے ذیلی قوانین اور دیگر قوائد وضوابط، حکومتی اعلامیہ (notifications) اور ایسے فیصلے جو پاکستان میں قانون کا درجہ رکھتے ہوں ان کی اس قانون کے تحت مناسب ترویج واشاعت ہوگی اور انہیں مناسب قیمت پر عوام الناس تک پہنچایا جائے گا تاکہ وہ عوام کو فوری دستیاب ہوسکیں۔
ہر قومی ادارہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ وہ مقررہ وقت کے اندر ان قوانین تک رسائی کو بذریعہ کمپیوٹر ممکن بنائے اور بذریعہ نیٹ دوسرے موجودہ سسٹم کے ساتھ منسلک کرے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے استفادہ کرنے کی سہولت میسر ہوسکے۔

استثنائی صورت

اگرچہ اس قانون کے تحت عام آدمی کی رسائی ایسی معلومات حاصل کرنے کیلئے بنائی گئی ہیں جن کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ اس میں کوئی امر مانع نہ ہو، تاہم اس کے تحت کچھ ایسی معلومات بھی ہیں جن کو مثتثنات قرار دیا گیا ہے۔
مندرجہ ذیل معلومات تک رسائی عوام الناس اور ملکی مفاد کے تحت ضروری قرار نہیں دی جائیں گی۔

(۱) (الف) کسی سرکاری افسر کا سرکاری معاملہ کے بارے میں اس کی ذاتی رائے کا اظہار،

(ب) سرکاری اجلاس کا احوال،

(ج) احوال عبوری فیصلہ یا سفارشات،

(د) مالیاتی اداروں اور بینکوں کے کھاتہ داروں کا ریکارڈ،

(ح) قومی دفاعی قوتوں کا ریکارڈ، تنصیبات، اس سے متعلق ذیلی تنصیبات،

(خ) کسی کی ذاتی زندگی کے بارے میں ریکارڈ،

(ط) کوئی بھی ایسا پرائیویٹ ریکارڈ جس کے دکھانے کے بارے میں صریحاً ممانعت ہو،

(ظ) اس کے علاوہ ایسا ریکارڈ جس کی وفاقی حکومت، عوامی مفاد کی خاطر اس قانون سے مبرا کریں دکھائے جانے کی ممانعت ہو۔

ایسی معلومات جو کہ پاکستان کی عالمی سطح پر نیک نامی کیلئے نقصان دہ ہوں۔ یہاں بین الاقوامی تعلقات سے مراد پاکستان کے کسی دوسرے غیر ملکی اداروں کے ساتھ یا کسی ایسی تنظیم کے ساتھ جس میں دیگر ریاستیں ممبر ہوں، لی جائیں گی۔

۲۔ ایسی معلومات جن کا عیاں کرنا قانون نافذ کرنے والے اداروں کیلئے نقصان دہ ہو، جس کے عیاں کرنے سے کسی جرم کے ہونے کا احتمال ہو، جس کا عیاں کرنا کسی خاص مقدمہ قید، امتناعی یا تفتیش کے لیے نقصان دہ ہو۔ جو کسی کو قانونی گرفت سے بھاگنے میں مدد دے جس سے کسی رابطہ کا مواصلاتی نظام، ٹرانسپورٹ، کسی عمارت، یا حفاظت کو خطرہ لاحق ہونے کا امکان ہو۔

۳۔ اقتصادی اور تجارتی معاملات کا کوئی بھی قبل از وقت کسی قسم کی افشاء جو کہ ٹیکسوں کی وصولی، لگانے یا انہیں واپس لینے کے متعلق ہو، جو کہ ملک معاشی و اقتصادی صورتحال کیلئے نہایت مضر ثابت ہو سکتی ہے۔ کوئی معاہدہ قبل از وقت عام لوگوں کے علم میں لانے سے اس سے قومی ادارے کے نقصان کا احتمال ہو سکتا ہو، کسی ایسے آدمی کو ایسی معلومات قبل از وقت بتا دینا جو کہ تجارتی لحاظ سے اس کے مخالفت کو دستیاب نہ ہو اور اس سے ملک کے معاشی نقصان کا احتمال ہو سکتا ہو۔

معلومات نہ ملنے کی صورت میں شکایت کا طریقہ کار

اگر درخواست دہندہ کو اس قانون کے تحت درکار معلومات مقررہ وقت دستیاب نہ کی جائیں یا مقرر کردہ افسر ایسی معلومات دینے سے انکار کرے یا درخواست گزار کی درخواست کو یہ کہہ کر رد کرے کہ اس کو ان معلومات کی نقل مہیا نہیں تو ایسی صورت میں درخواست گزار اس عوامی ادارہ کے سربراہ کو ۳۰ دن کے اندر شکایت کرے گا لیکن عدم دادرسی کی صورت

میں وہ ایسی شکایت کی درخواست دوبارہ وفاقی محتسب کے ادارہ میں دائر کرے گا اور اگر یہ شکایت مالی امور سے متعلق ہو یا اس کے ذیلی اداروں سے متعلق ہو تو ایسی شکایت وفاقی ٹیکس محتسب کے دفتر میں دائر کرے گا۔

وفاقی محتسب یا وفاقی ٹیکس محتسب ایسی درخواست کی وصولی کے بعد درخواست گزار اور ادارے کے مجاز افسر کو سنے گا جس کے بعد وہ محکمہ کے مجاز افسر کو ہدایت دے گا کہ آیا متذکرہ معلومات کی کاپی دی جانی چاہیے بصورت دیگر درخواست خارج کی جائے گی۔

اگر وفاقی محتسب یا وفاقی ٹیکس محتسب یہ سمجھے کہ دائر کی گئی شکایت جھوٹ پر مبنی ہے تو ایسی صورت میں اسے خارج کر دے گا اور غلط درخواست دائر کرنے پر دس ہزار روپیہ تک بطور سزا اس پر جرمانہ لاگو کرے گا۔

سزائیں

جو شخص اس قانون کے تحت دیئے گئے ایسے مواد کو تلف کرے گا جس کے بارے میں درخواست کی گئی تھی، جس کے بارے شکایت کی گئی تھی تو ایسی صورت میں ایسا کرنے والے کو جرمانہ یا ۲ سال قید کی سزا دی جائے گی یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II

قانون و انصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9209412, 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

بیان قبل از مرگ کی قانونی حیثیت

قرآن نے گواہ اور سچی گواہی کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے ارشاد ربانی ہے (قرآن کی آیت جس کا مفہوم یہ ہے) تم سچی گواہی دو چاہے وہ تمہارے رشتہ دار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اس مقصد کیلئے گواہ اور گواہی کیلئے قواعد وضوابط وضع کئے ہیں جن میں گواہ کا متقی اور پرہیزگار ہونا ضروری شرط ہے۔ سچی گواہی دینا اللہ کے نزدیک نہایت ہی پسندیدہ عمل ہے یہی وجہ ہے کہ عدالتوں میں مقدمات سے متعلق گواہی کو معتبر بنانے کیلئے گواہان سے حلف لیا جاتا ہے تاکہ وہ سچی گواہی دیں۔

مروجہ نظام عدل میں عموماً فرد کی شہادت براہ راست لی جاتی ہے جس نے متعلقہ وقوعہ خود دیکھا ہو یا اس کے متعلق اس کی ذاتی معلومات ہو سنی سنائی بات کی گواہی کی قانوناً وقعت نہیں ہوتی۔

قانون شہادت آرڈر مجریہ ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۴۶ کے مطابق ایسے واقعات جو کسی واقعہ کی تشریح کرنے یا اس کو پیش کرنے کیلئے ضروری ہوں یا جو کسی امر واقعہ سے متعلق پیدا شدہ کسی قیاس کی تائید یا تردید کریں یا جن سے کسی ایسی شے یا ایسے شخص کی شناخت کا اثبات ممکن ہو جس کی شناخت واقعہ متعلقہ سے ہو یا جو کسی ایسے واقعہ کے وقوع کے وقت اور مقام کا تعین کریں تو ایسے اشخاص کی شہادت قابل قبول ہوگی۔ اسی طرح اس قانون کے آرٹیکل ۴۶ میں گواہی سے متعلق ایسی مستثنیات بھی بیان کی گئی ہیں جو صرف خاص حالات میں ہی قابل قبول ہوتی ہیں مثلاً ایسے شخص کا بیان جس کا انتقال ہو چکا ہو، جو لاپتہ ہو یا جو شہادت دینے کے قابل نہ رہا ہو یا مقدمے کے حالات کے پیش نظر اگر عدالت کی یہ رائے ہو کہ ان کی طلبی سے غیر ضروری اخراجات اور تاخیر کا اندیشہ ہے۔

بیان نزعی (Dying Declaration)

اس سے مراد کسی مضروب کا وہ بیان جو اس نے مرنے سے قبل دیا ہو جبکہ اس کو یہ یقین تھا کہ اس کا آخری وقت آن پہنچا ہے اور یہ بیان وجہ مرگ سے متعلق ہو کیونکہ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص مرتے وقت دروغ گوئی نہیں کرتا اس بیان کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ مجروح متعلقہ جرم کا خود عینی گواہ ہوتا ہے اس لئے عموماً ایسے بیان کو نظر انداز نہیں کیا جاتا اور یہ قابل ادخال شہادت ہوتا ہے۔

اس نوعیت کے بیان قلم بند کرنے کا کوئی خاص طریقہ کار مقرر نہیں کیا گیا اس کیلئے یہ بھی ضروری نہیں کہ متوفی جب

ایسا بیان دے رہا تھا تو وہ موت کی توقع رکھتا ہو۔اس نوعیت کے بیان کیلئے یہ بات غیر اہم ہوتی ہے کہ یہ بیان کس شخص کو دیا گیا ہے کسی کو بھی دیا جا سکتا ہے مثلاً مجسٹریٹ، سرکاری افسر، یا کوئی اور شخص۔ ایسا بیان اشاروں کے ذریعے بھی دیا جا سکتا ہے جس سے کہ عدالت نتیجہ اخذ کرتی ہے۔ بعض صورتوں میں اسے ابتدائی رپورٹ تصور کیا جاتا ہے جو کہ زبانی یا تحریری دونوں صورتوں میں ہو سکتا ہے۔ محض اس بناء پر اس بیان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ یہ پولیس افسر کے سامنے یا دوران تفتیش دیا گیا ہے۔ (ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۶۱ کے تحت کسی مضروب کی جانب سے دیا گیا بیان قابل ادخال شہادت ہے اگر چہ وہ کافی عرصہ بعد ہوا ہو۔)

پولیس رولز مجریہ ۱۹۳۴ء کا رول ۲۱.۲۵ کے تحت بیان نزعی:

۱۔ جہاں تک ممکن ہو کو مجسٹریٹ کے ذریعے ریکارڈ کروائے۔

۲۔ اگر مضروب ایسا بیان دے رہا ہو تو ممکن ہو تو اس کا میڈیکل افسر کے ذریعے معائنہ ہونا چاہیے تا کہ یہ حالات واضح ہو سکیں کہ بیان دینے والا ذہنی اور جسمانی طور پر بیان دینے کی پوزیشن میں تھا یا نہیں۔

۳۔ اگر مضروب کی حالت نازک ہوتی جا رہی ہو ایسی صورت میں کسی قسم کا رسک لئے بغیر موقع پر موجود دو یا دو سے زائد پولیس آفیسرز کی موجودگی میں بیان لے لیا جاے۔

۴۔ نزعی بیان ریکارڈ کرنے کے بعد زیر دفعہ ۱۶۲ ضابطہ فوجداری اس کو تحریری ریکارڈ کرانا لازمی ہوگا۔

کسی رسم ورواج یا مفاد عامہ کے معاملات کی نسبت بیان

متوفی کا ایسا تحریری بیان جس میں اس نے کسی عام حق یا مفاد یا رسم ورواج یا کسی ایسے معاملہ کے وجود کے متعلق اظہار کیا ہو جو استحقاق عامہ سے تعلق رکھتا ہو، تو واقعہ متعلقہ سمجھا جائے گا بشرطیکہ ایسا واقعہ سے متعلق اظہار کرتے وقت ان کے متعلق کسی قسم کی کاروائی یا مقدمہ زیر کار نہ ہو۔

وصیت نامہ یا خاندانی امور سے متعلق بیان

متوفی کا ایسا بیان جو کہ کسی رشتہ سے متعلق ہو اور ایسا بیان تحریر کرتے وقت ان میں کوئی تنازعہ نہ ہو جس کا اندراج کسی وصیت نامہ میں یا ایسی دستاویز میں ہو جس کا تعلق خاندانی امور سے ہو، کسی خاندانی نسب نامہ سے ہو، کسی لوح مزار پر ہو یا کسی خاندانی تصویر میں ہو۔

رشتہ داری سے متعلق بیان

کوئی ایسا بیان جس میں کسی شخص نے اپنے اور دیگر اشخاص کے درمیان کسی خونی یا ازدواجی رشتہ یا کسی کو یا تبنیت (adoption) کیے جانے کے سبب پیدا ہونے والے رشتے کا اظہار کیا ہو اور یہ کہ بیان کنندہ کو اس رشتہ کا علم باوثوق ذرائع سے ہوا ہو اور ایسا بیان ایسے رشتے کے تنازعے سے قبل رہا ہو۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II

قانون وانصاف کمیشن پاکستان

فون نمبر 051-9209412, 9220483

فیکس نمبر 051-9214416

ای میل **ljcp@ljcp.gov.pk**

نئے پولیس آرڈر کے تحت عوام کے حقوق و پولیس کی ذمہ داریاں

دنیا کے ہر مہذب معاشرہ میں پولیس کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ پولیس ہی کی ذمہ داری اور فرض ہے کہ وہ آئین و قانون کے تحت خدمات سرانجام دے بلکہ جرائم کے سدباب اور امن عامہ کے قیام کیلئے اپنی پیشہ ورانہ خدمات کو بروئے کار لاتے ہوئے عوام کے حقوق اور ان کے جان و مال کا تحفظ کرے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے پولیس کی ذمہ داریوں، اس کے فرائض و کردار کا ازسرنو تعین کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء نافذ کیا گیا ہے۔ جس کے تحت پولیس کی ذمہ داریوں اور فرائض کو ازسرنو مرتب کیا گیا ہے، مثلاً پولیس کی تشکیل و تنظیم، ضلع پولیس کے سربراہ کی ذمہ داریوں کا تعین، ضلع عوامی تحفظ، کیپٹل سٹی ضلع عوامی تحفظ، ضلعی، صوبائی اور قومی سطح پر عوامی کمیٹیوں کی تشکیل اور قیام عمل لایا گیا ہے۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگوں کو پولیس سے شکایات کی صورت میں انہیں مناسب دادرسی نہیں ملتی جس کی وجہ سے عوام کا پولیس پر اعتماد ختم ہو جاتا ہے لہذا اس اعتماد کو بحال کرنے کیلئے پولیس کے خلاف عوامی شکایات کا خصوصی طریقہ کار وضع کیا گیا ہے جو پولیس آرڈر مجریہ ۲۰۰۲ء میں تفصیلاً درج ہے اس لئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ایسے حالات میں عوام کو اس حد تک آگاہ کر دیا جائے تاکہ وہ ایسے حالات میں پولیس کے خلاف مناسب چارہ جوئی کر سکیں اور اپنی شکایات کا ازالہ کر سکیں۔

پولیس کی طرف سے غفلت اور زیادتی کی شکایات

کسی شکایت کنندہ کی طرف سے یا ضلع ناظم از خود یا یونین عوامی تحفظ کمیٹی یہ باور کرے کہ کسی پولیس اہل کار نے غفلت، کوتاہی یا زیادتی کے کسی فعل کا ارتکاب کیا ہے تو ایسی صورت میں ضلع ناظم ضلع پولیس کے سربراہ کو اس پولیس اہل کار کی کوتاہی یا زیادتی کی رپورٹ کرے گا تاکہ اس کے خلاف مناسب کاروائی عمل میں لائی جا سکے۔ بعض اوقات ایسے معاملات میں جرم قابل دست اندازی پولیس سرزد ہونے کی بناء پر مقرر کردہ عرصہ کے اندر اندر .F.I.R درج کرانی پڑے گی۔ ضلع پولیس یا اس کا سربراہ فوری طور پر ایسی تدابیر کرے جو اس کے تدارک کیلئے مناسب ہوں گی اور جہاں ضروری سمجھا گیا متعلقہ اہل کار کو معطل کرے گا، تحقیقات شروع کرے گا اور قانون کے مطابق مناسب کاروائی کا آغاز کرے گا۔ اس کاروائی کی اطلاع متعلقہ عوامی تحفظ کمیٹی کو بھی دے گا اور ۴۵ دن کے اندر اندر تحقیقات کی حتمی رپورٹ کی ایک نقل اس

کمیشن کوارسال کرے گا۔ واضع رہے کہ یہ کمیشن سردست اسلام آباد، ضلعی، صوبائی اور قومی سطح پر قائم ہیں اور اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔

ادارہ پولیس شکایات کو اطلاع کرنا

مذکورہ بالا قانون کے آرٹیکل ۳۶ کے تحت ضلع پولیس کا سربراہ اور قانون نافذ کرنے والی وفاقی ایجنسی کا سربراہ پولیس کی تحویل میں کسی بھی شخص کے ساتھ زنا بالجبر، اس کی موت یا ضرب شدید کے واقعہ کی شکایت کے بارے میں صوبائی ادارہ پولیس شکایات یا وفاقی ادارہ پولیس شکایات کو، جیسی بھی صورت ہو، مطلع کرے گا۔

پولیس شکایات کے ادارے

آرٹیکل ۹۷ کے تحت وفاقی ادارہ پولیس شکایات کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس کے تحت حکومت قانون نافذ کرنے والی وفاقی ایجنسیوں کے ارکان کے خلاف سنگین شکایات کی تحقیقات کرے گی، جو کہ ایک صدر اور چھ ارکان پر مشتمل ہوگا۔

صدر پاکستان اس کے صدر کا تقرر کرے گا، پبلک سروس کمیشن اس کے ارکان کا تقرر کرے گی۔ ایسے افراد مہارت، علم اور تجربہ کے ساتھ دیانت داری کے مالک ہوں گے جو کہ تین سال تک کی مدت کیلئے منتخب ہوں گے۔

وفاقی ادارہ پولیس شکایات کے فرائض

آرٹیکل ۱۰۰ کے تحت وفاقی ادارہ پولیس شکایت حسب ذیل فرائض انجام دے گا۔

(الف) ضلع عوامی تحفظ کمیشن یا کسی شکایت کنندہ سے دارالحکومت اسلام آباد کے علاقہ کے پولیس افسر یا نفاذ قانون کی وفاقی ایجنسی کے کسی رکن کے خلاف غفلت، زیادتی یا غلط روی کی شکایت تحریری طور پر بیان حلفی کے ساتھ وصول کرنا؛

(ب) شکایات پر کاروائی کرنا اور معمولی معاملات کو کاروائی اور رپورٹ کیلئے متعلقہ حاکم مجاز کو بھیجنا اور سنگین معاملات میں خود اپنی طرف سے کاروائی کا آغاز کرنا؛

(ج) اسلام آباد ضلع عوامی تحفظ کمیشن یا کیپٹل سٹی پولیس افسر یا نفاذ قانون کی وفاقی ایجنسی کے سربراہ کی طرف

سے پولیس کی حراست میں کسی شخص کی موت، زنا بالجبر یا سنگین مضرت کی رپورٹ وصول کرنا اور مذکورہ واقع سے متعلق شہادت محفوظ رکھنے کیلئے اقدام کرنا؛

(د) سنگین معاملات میں، عدالت عالیہ کے چیف جسٹس سے عدالتی تحقیقات کیلئے ڈسٹرکٹ وسیشن جج کا تقرر کرنے کی درخواست کرنا؛

(ہ) موزوں معاملات میں نفاذ قانون کی وفاقی ایجنسی سے متعلق کسی ایسے پولیس افسر کو جو رتبہ میں اس افسر سے سینئر ہو جس کے خلاف شکایت کی گئی ہو، افسر تحقیقات کے طور پر مقرر کرنا اور تحقیقات کی کاروائی کی نگرانی کرنا؛

(و) رپورٹ کی کاپی حاکم مجاز کو بھیجنا اور اسے تحقیقات کے نتائج کی بنیاد پر مناسب طور پر محکمانہ کاروائی کرنے کیلئے یا فوجداری مقدمہ درج کرانے کی ہدایت کرنا اور حاکم مجاز کو رپورٹ کے نتائج پر کی گئی کاروائی کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت دینا؛

(ز) جتنی جلد ممکن ہو شکایت کنندہ کو تحریری طور پر تحقیقات کے نتیجہ سے مطلع کرنا؛

(ح) جبکہ وفاقی ادارہ پولیس شکایات شق (د) کے تحت مذکورہ معاملات میں حکم سے مطمئن نہ ہو، تو وہ ایک رپورٹ حاکم بالا کو فیصلہ دینے والے افسر کے حکم پر نظر ثانی کیلئے بھیج سکے گا اور یہ عمل دہرایا جائے گا جب تک کہ حتمی حاکم مجاز اس پر غور نہ کرے؛

(ط) کسی بے ہودہ، جھوٹی یا ایذا رساں شکایت کی صورت میں شکایت کنندہ کے خلاف قانونی کاروائی شروع کرنا؛

(ی) کسی افسر تحقیقات کے خلاف دانستہ غفلت یا تحقیقات کو بدسلیقگی سے کرنے کیلئے انضباطی کاروائی کی سفارش کرنا؛

(ک) رپورٹ پارلیمنٹ کے سامنے پیش کرنے کیلئے، اپنے فرائض سے عام طور پر متعلق معاملات کے بارے میں جس میں ایسا کوئی معاملہ شامل ہے جسے وہ اس کی سنگینی یا دوسرے غیر معمولی حالات کی وجہ سے یہ سمجھتا ہو کہ حکومت کی توجہ مبذول کرائی جاسکتی ہے، سالانہ رپورٹ تیار کرنا اور حکومت کو بھیجنا؛

(ل) وفاقی حکومت کے مشورے سے ملک میں کہیں بھی علاقائی دفاتر قائم کرنا یا صوبائی حکومت کے ساتھ اتفاق رائے سے صوبائی ادارہ پولیس شکایات یا ضلع عوامی تحفظ کمیشن کو زیادتی یا غفلت کی شکایات سے نمٹنے کیلئے نامزد کرنا۔

صوبائی ادارہ پولیس شکایات کا قیام

آرٹیکل ۱۰۳ کے تحت حکومت ہر صوبے کی سطح پر ایسے ادارہ قائم کرے گی۔ جو کہ ایک صدر اور چھ ارکان پر مشتمل ہوگا۔

صوبے کا گورنر صوبائی ادارہ پولیس شکایات کے صدر کا تقرر کرے گا اور حکومت صوبائی پبلک سروس کمیشن اس ادارے کے ارکان کا تقرر کرے گی۔ اس ادارے کے ارکان اپنی مہارت، علم اور تجربہ کے ساتھ ممتاز شخصیت کے مالک ہوں گے۔

صوبائی ادار پولیس شکایات کے فرائض

آرٹیکل ۱۰۶ کے تحت صوبائی ادارہ پولیس حسب ذیل فرائض انجام دے گا:

(الف) ضلع عوامی تحفظ کمیشن یا کسی ناراض شخص سے کسی پولیس افسر کے خلاف غفلت، زیادتی یا غلط روی کی شکایت تحریری طور پر بیان حلفی کے ساتھ وصول کرنا؛

(ب) شکایات پر کاروائی کرنا اور معمولی معاملات کو کاروائی اور رپورٹ کیلئے متعلقہ حاکم مجاز کے پاس بھیجنا اور سنگین معاملات میں خود اپنی طرف سے کاروائی کا آغاز کرنا؛

(ج) ضلع عوامی تحفظ کمیشن یا ضلع پولیس کے سربراہ کی طرف سے پولیس کی حراست میں کسی شخص کی موت، زنا بالجبر یا سنگین مضرت کی رپورٹ وصول کرنا اور مذکورہ واقعہ سے متعلق شہادت محفوظ رکھنے کیلئے اقدام کرنا اور حکومت کو اطلاع کے تحت عدالت عالیہ کے چیف جسٹس سے عدالتی تحقیقات کیلئے کوئی جج جو ڈسٹرکٹ و سیشن جج سے کم نہ ہو، مقرر کرنے کی درخواست کرنا؛

(د) موزوں معاملات میں اسی ضلع یا کسی مختلف ضلع کے پولیس افسر کو جو رتبہ میں اس افسر سے سینئر ہو جس کے خلاف شکایت کی گئی ہو، افسر تحقیقات کے طور پر مقرر کرنا اور تحقیقات کی کاروائی کی نگرانی کرنا؛

(ہ) رپورٹ کی کاپی حاکم مجاز کو بھیجنا اور اسے تحقیقات کے نتائج کی بنیاد پر مناسب طور پر محکمانہ کاروائی کرنے کیلئے یا فوجداری مقدمہ رجسٹر کرانے کی ہدایت کرنا اور حاکم مجاز کو رپورٹ کے نتائج پر کی گئی کاروائی کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت دینا؛

(و) جتنی جلد ممکن ہو شکایت کنندہ کو تحریری طور پر تحقیقات کے نتیجہ سے مطلع کرنا؛

(ز) جبکہ صوبائی ادارہ پولیس شکایات شق (ہ) کے تحت مذکورہ معاملات میں حکم سے مطمئن نہ ہو تو وہ ایک رپورٹ حاکم بالا کو فیصلہ دینے والے افسر کے حکم پر نظرثانی کیلئے بھیج سکے گا اور یہ عمل دہرایا جائے گا جب تک کہ حتمی حاکم مجاز اس پر غور نہ کرے؛

(ح) کسی بے ہودہ، جھوٹی یا ایذا رساں شکایت کی صورت میں شکایت کنندہ کے خلاف قانونی کاروائی شروع کرنا؛

(ط) کسی افسر تحقیقات کے خلاف دانستہ غفلت یا تحقیقات کو بد سلیقگی سے کرنے کیلئے انضباطی کاروائی کی سفارش کرنا؛

(ی) رپورٹ صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کرنے کیلئے، اپنے فرائض سے عام طور پر متعلق معاملات کے بارے میں جس میں ایسا کوئی معاملہ شامل ہے جسے وہ اس کی تکنیکی یا دوسرے غیر معمولی حالات کی وجہ سے یہ سمجھتا ہو کہ حکومت کی توجہ مبذول کرائی جاسکتی ہے، سالانہ رپورٹ تیار کرنا اور حکومت کو بھیجنا؛

(ک) صوبائی حکومت کے مشورے سے صوبہ میں کہیں بھی علاقائی دفاتر قائم کرنا۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412, 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk

معاوضہ برائے کارکناں

ایسے افراد جو کسی انتظامیہ کے تحت کسی ادارے میں کام سے منسلک ہوں، کیلئے قانون معاوضہ برائے کارکنان مجریہ ۱۹۳۶ء (Payment of Wages Act, 1936) بنایا گیا ہے جو ان اداروں کے تحت ادا کئے جانے والے معاوضوں کو منضبط کرتا ہے۔ مذکورہ قانون ایسے افراد پر لاگو ہوگا جو مذکورہ اداروں میں کام کرتے ہوں۔ ان میں ریلوے کی انتظامیہ (Railway Administration) کے تحت چاہے وہ ان کے بلواسطہ کارکن ہوں یا کسی ٹھیکہ کے ذریعہ ریلوے میں بھرتی ہوئے ہوں، کارکن شامل ہیں اس کے علاوہ اس قانون میں وہ تمام کارکن جو کسی تجارتی ادارے (commercial establishment) میں کام کرتے ہوں جیسے کسی اشتہاری کمپنی (advertising company) میں، کسی فیکٹری میں شامل ایسا ادارہ جس میں دفتری کام (clerical work) ہوتا ہو، جوائنٹ اسٹاک کی کمپنی میں کام، انشورنس کمپنی، مالیاتی ادارے (banking companies)، بروکر کے ساتھ کام، سٹاک ایکسچینج، کسی کلب، ہوٹل یا eating house، ریسٹورنٹ، سینما، تھیٹر، کسی تعمیراتی ادارے میں کام، شامل ہیں۔ صنعتی ادارے (industrial establishment) میں کام کرنے والے کارکن بھی اس قانون کے زمرے میں آتے ہیں صنعتی ادارے سے مراد ایسے کارکن ہیں جو کہ ایسی جگہوں میں کام کرتے ہوں جیسے اومنی بس سروس، بندرگاہوں پر کام کرنے والے مزدور، جہاز کے رکنے کی جگہ پر کام کرنے والے، چھوٹی بندرگاہوں میں لانچوں کیلئے کام کرنے والے مزدور، اندرون ملک دریائی راستوں پر چلنے والے جہاز کیلئے کام کرنے والے مزدور، کان میں کام کرنے والے مزدور یا معدنی ذخائر (oil field) میں کام کرنے والے مزدور، اس کے علاوہ کسی زمین پر کوکین، ربر، کافی، چائے کی کاشت وغیرہ کیلئے کام کرنے والے اور جس میں ۲۵ یا اس سے زائد کاشتکار کام کرتے ہوں، ورکشاپ یا دیگر کوئی ادارہ جس میں کہ اشیاء بنتی ہوں، تیار ہوتی ہوں یا لائی جاتی ہوں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کیلئے یا اس کی فروخت کیلئے، کوئی ایسا بنایا گیا ادارہ جس میں ایسے لوگوں کو بھرتی کیا جاتا ہو جو کہ اپنی نوعیت کے کام میں ماہر ہوں یا جن کو دفتری (clerical) مزدوری کیلئے اجرت پر لیا گیا ہو۔ ایسے تمام کارکنوں اور کاشتکاروں کو اس قانون کے تحت کارکن کے زمرے میں شمار کیا جائے گا اور ان کے معاوضے کی ادائیگی، ان کی دادرسی اور خلاف ورزی کی صورت میں جرمانے کو اس قانون کے تحت منضبط کیا جاتا ہے۔

معاوضہ

معاوضہ سے مراد وہ رقم جو کہ ایسے کارکنان کو ادا کی جاتی ہے یا معاوضہ ایسے کارکن کی رقم ہے جس کے تحت اس کارکن کو وہ تمام شرائط وضوابط پوری کرنی پڑتی ہیں جس کے تحت وہ ادارے میں کام کرتا ہو، اس میں اس کی باقاعدگی سے کام کرنا، اس کا اچھا کام کرنا، یا اس کا اچھا برتاؤ یا اس کا دیگر برتاؤ جو کہ اس کے کام سے متعلق ہو۔ اس میں اس کے کام کی کارکردگی پر ملنے والے بونس یا اضافی تنخواہ بھی شامل ہے۔

ہر آجر اس قانون کے تحت بھرتی کئے گئے کارکن کو ایسی ادائیگی کا پابند ہوگا جو کہ معاوضہ کے زمرے میں شمار ہوگا۔

ایسے آجر فیکٹریوں میں اس کے منیجر ہوں گے، کسی انڈسٹری میں جو کہ کارکنان کو سپروائز اور کنٹرول کرتے ہوں، ریلوے میں، ریلوے ایڈمنسٹریٹر یا اس کا کوئی مجاز افسر ایسے تمام افراد جن کا ذکر ہو چکا ہے یا جن کا تقرر کیا جا چکا ہے، کو اس بات کا ذمہ دار بنایا جائے گا کہ وہ کارکنان کے معاوضے ادا کریں۔

واضح رہے کہ درج ذیل مرعات کی ادائیگی معاوضہ میں شامل نہیں ہیں۔

گھر کے استعمال کیلئے بجلی، پانی، علاج بیماری کا خرچہ یا اس قسم کے دیگر استعمال کی سہولیات وغیرہ،

کسی پینشن یا پراویڈنٹ کی ادائیگی،

سفر کا خرچہ،

یا کسی قسم کی gratuity کی ادائیگی۔

معاوضے کی ادائیگی کے لیئے کام کا دورانیہ

متعلقہ ادارے کا ذمہ دار آجر کارکن کو اس کے معاوضے کی ادائیگی ہر ماہ کے اختتام پر کرے گا جبکہ مذکورہ قانون کی دفعہ ۵ کے تحت کام کا دورانیہ اور معاوضے کی ادائیگی کی مختلف صورتیں ہیں جن کے تحت کسی ریلوے کے ادارے، فیکٹری یا ایسے صنعتی ادارے جن میں ۱۰۰۰ افراد بھرتی ہوں، میں مقررہ ادائیگی برائے معاوضہ کے دن سے ساتویں روز معاوضہ کی ادائیگی ضروری ہے۔

دیگر ایسے کارکن جو انہی اداروں میں بھرتی ہوں، کو معاوضہ کی ادائیگی ہر ماہ کے اختتام کے بعد دسویں دن تک کی جائے گی،

کسی بھی کارکن کی ملازمت کی برطرفی کی صورت میں آجر ایسے کارکن کی مزدوری ملازمت کے دن سے شمار کر کے برطرفی کے دن تک کی ادا کرے گا۔ اس کے علاوہ صوبائی حکومت عمومی یا خصوصی آرڈر کے ذریعے ریلوے انتظامیہ کے تحت کام کرنے والے کارکنوں کو اس دفعہ سے مستثنیٰ کر سکتی ہے اجرت کی ادائیگی دوران یوم کار کی جائے گی۔

معاوضہ سے کٹوتی

کسی کارکن کے معاوضہ میں سے کسی قسم کی کوئی کٹوتی نہیں کی جائے گی ماسوائے اس کٹوتی کے جس کی اجازت مذکورہ قانون دیتا ہو۔ اس میں جرمانہ، ڈیوٹی سے غیر حاضری، آجر کی جائیداد کو نقصان پہنچانے کا معاوضہ، رہائشی مکان کے عوض کٹوتی یا وہ کٹوتی جس کی نسبت آجر نے خصوصی سہولت یا رعایت دی ہو اور ایسی کٹوتی کی اجازت صوبائی حکومت نے دی رکھی ہو۔

جرمانہ

۱۔ مذکورہ قانون کی دفعہ ۸ کے تحت آجر یا انتظامیہ کی طرف سے کسی قسم کے جرمانے کا نوٹس جاری کرنے سے پہلے، اسے ایسے جرمانہ کیے جانے کی وجوہات تحریراً بتائی جائیں گی،

۲۔ اس کو متعلقہ انتظامیہ کے تحت کام کرنے والے کارکنوں کی جگہ پر چسپاں یا آویزاں کیا جائے گا،

۳۔ کسی کارکن کو بناء اپنے حق میں صفائی پیش کیے جرمانہ ادا کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا،

۴۔ بصورت دیگر جرمانے کی ادائیگی کی صورت میں قانون کے مطابق ادائیگی کی جائے گی، واضح رہے کی کسی بھی کارکن سے جرمانے کی ادیگی اس کے ایک وقت کی مزدوری (one waged period) کی رقم کے تین فیصد سے زائد نہ ہوگی،

۵۔ ۱۵ سال سے کم عمر کارکن پر کوئی جرمانہ عائد نہ کیا جائے گا،

۶۔ جرمانے کی ادیگی قسطوں میں نہیں کی جائے گی اور نہ ہی عائد کیے جانے کی تاریخ کے ساٹھ دنوں کے بعد جرمانہ وصول کیا جائے گا،

۷۔ جرمانہ صرف اسی دن کے لحاظ سے عائد کیا جائے گا جس دن کسی کارکن نے خلاف ورزی کی ہو، اور

۸۔ تمام جرمانوں کا ریکارڈ متعلقہ انتظامیہ کے آجر کے پاس رجسٹر کیا جائے گا۔

مزدور کی دادرسی

جہاں کوئی بھی آجر قانون مذکورہ کے خلاف کسی قسم کی کٹوتی کرتا ہے تو اس کی دادرسی کیلئے صوبائی حکومت ایک کمشنر (Commissioner for Workman Compensation) مقرر کرے گی یا اس کے اختیارات کسی سول جج یا مجسٹریٹ کو تفویض کرے گی ایسی شکایات کے ازالے کیلئے کوئی بھی مزدور ذاتی طور پر کسی وکیل یا اپنی یونین کے ذریعہ کمشنر یا مقرر کردہ عدالت کے سامنے نالش دائر کرسکتا ہے جب ایسی کوئی درخواست، نالش یا شکایت مذکورہ اتھارٹی کے پاس دائر کی جائے گی تو مذکورہ اتھارٹی دونوں فریق سننے کے بعد اور مزید انکوائری کے بعد اپنا فیصلہ صادر کرے گی۔ مذکورہ کمشنر یا اتھارٹی کو یہ اختیار بھی ہوگا کہ غلط درخواست پر مبنی درخواست کی صورت میں آجر کو جرمانہ ادا کرنے کا حکم صادر کرسکتی ہے جس کی رقم ۵۰ روپے سے زائد نہ ہوگی۔

ایکٹ مذکورہ کی دفعہ ۱۶ کے تحت بہت سے مزدور مل کر اپنے آجر کے خلاف اکٹھی درخواست دائر کرسکتے ہیں بشرطیکہ ان کا تعلق ایک ہی محروم گروپ (unpaid group) سے ہو۔

فیصلہ کے خلاف اپیل

کمشنر یا مجاز اتھارٹی کے فیصلے کے خلاف اپیل ۳۰ یوم کے اندر متعلقہ لیبر کورٹ کے پاس دائر کی جاسکتی ہے۔ واضح رہے کہ اس سلسلہ میں مقرر کردہ اتھارٹی یا کمشنر کو سول کورٹ کے اختیارات حاصل ہوں گے

خلاف ورزی کی سزا

جو آجر، جس کے ذمے اس قانون کے تحت، معاوضہ ادا کرنا ہو اگر وہ متعلقہ دفعات کی خلاف ورزی کرتا ہو تو اسے آجر کو ۵۰۰ روپے جرمانہ تک کی سزا دی جاسکتی ہے۔ اسی طرح دفعہ ۴، ۶ اور ۲۵ کی خلاف ورزی کرنے پر بھی سزا ہوسکتی ہے۔

واضح رہے کہ دفعہ ۴ اور ۶ کے تحت ہر آجر اپنے ماتحت کام کرنے والے کارکنوں کو ان کا معاوضہ مقررہ وقت پر دینے کا پابند ہے اور ایسا ادا ہونے والا معاوضہ سکہ رائج الوقت میں ہوگا۔ بصورت دیگر ان دفعات کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں آجر قانون کے تحت قابل سزا ہوگا۔

جبکہ دفعہ ۲۵ کے تحت ہر آجر جو کہ مزدور کو ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا فیکٹری میں کام کرنے والے تمام مزدوروں کیلئے اس قانون اور اس قانون کے تحت وضع کیئے گئے قواعد وضوابط کو کسی ایسی زبان میں تحریر کرے گا اور اس کو آویزاں کرے گا تا کہ اس کو تمام یا بیشتر کارکن پڑھ اور سمجھ سکیں۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں آجر کو قانون کے تحت جرمانہ ہو سکتا ہے۔

عدالت دیوانی کے دائرہ اختیار سماعت کی ممانعت

جب کوئی نالش یا معاملہ مجاز اتھارٹی یا کمیشن کے پاس دائر ہو جائے تو کوئی اور عدالت اس معاملے پر فیصلہ کرنے کی مجاز نہ ہوگی اسی طرح دفعہ ۱۵ کے تحت کسی درخواست گذار کے معاملے کے بارے میں اس کے حق میں کوئی فیصلہ ہو چکا ہو تو بھی کوئی عدالت اس معاملے پر کوئی فیصلہ نہیں دے گی۔

مزید معلومات کیلئے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریسرچ آفیسر II
قانون وانصاف کمیشن پاکستان
فون نمبر 051-9209412, 9220483
فیکس نمبر 051-9214416
ای میل ljcp@ljcp.gov.pk